اللؤلؤ والمرجان

فی ما اتفق علیہ الشیخان

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ احادیث کا مجموعۂ انتخاب

اوّل

— مُرتّب —

محمد فؤاد عبد الباقی

— مُترجم —

سیّد شبّیر احمد

عرضِ ناشر

اس بات میں کسی بھی ریب وشک کی گنجایش نہیں کہ قرآنِ حکیم قیامت تک کے انسانوں کے لیے جملہ احکام وہدایات کا بےمثل، جامع اور مکمّل مجموعہ ہے۔ لیکن اِس بات میں بھی کسی کلام کی گنجایش نہیں کہ قرآنی احکام وہدایات میں کافی حدتک اجمال پایا جاتا ہے۔ اِن احکام وہدایات کی تفصیل ہمیں سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم —— احادیث —— سے حاصل ہوتی ہے۔ اِسی لیے ہم تمام مسلمانوں کا مسلّمہ عقیدہ ہے کہ کتاب وسنّت باہم لازم وملزوم ہیں اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز ہو کر قرآنِ عزیز کو سمجھنے کا دعویٰ غلط ہے۔ اگر کتاب اللہ کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا جذبہ کسی کے دل میں ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور استفادہ کرے۔

اگرچہ صحاح کی تمام کتب کے اُردو تراجم پہلے سے موجود ہیں، لیکن چوں کہ یہ مصروفیت کا دور ہے، اِن ضخیم ذخیروں سے استفادہ ہرایک کے لیے آسان نہیں ہے، اِس لیے ہم صحیحین (بخاری ومسلم) کی متفق علیہ احادیث کا زیرنظر مجموعہ "اللؤلؤ والمرجان" شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اِس مجموعۂ انتخاب میں اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ ترجمے کی زبان سادہ، دل نشیں اور نصیحت آموز ہو۔ شائقین کی سہولت کے لیے اس کو دو جلدوں میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ حسبِ گنجایش ہر کوئی خرید کر استفادہ کر سکے۔

ہم اس سلسلے میں محترم کرامت اللہ شیخ ڈائریکٹر اسلامک بک پبلشرز کویت کے حد درجہ ممنون ومتشکر ہیں کہ اُنھوں نے اپنی مطبوعہ کتاب نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو قبولِ عام عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ ذوق وشوق کے ساتھ پڑھنے اور اپنی زندگیاں سنوارنے کی توفیق بخشے۔

والسلام

ناشر

مفصّل فہرست کتاب اللؤلؤ والمرجان

تم الجزء الاوّل من ترجمۃ کتاب
اللؤلؤ والمرجان فی ما اتفق علیہ الشیخان

سیّد شبّیر احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارفِ کتاب

از: سیّد شبّیر احمد

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

کتاب اللؤلؤ والمرجان فی ما اتفق علیہ الشیخان کے نام میں سورۃ الرحمٰن کی مندرجہ ذیل آیاتِ مبارکہ کی طرف تلمیح ہے:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾

"دو سمندروں کو ملایا کہ (بظاہر) باہم ملے ہوئے ہیں جبکہ دونوں کے درمیان ایک حجاب بھی حائل ہے کہ آپس میں گڈمڈ نہیں ہوتے، پس اے جنّ و انس تم اپنے رب کی قدرت کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے؟ ان سمندروں سے "موتی اور مرجان" نکلتے ہیں۔ پس اے جنّ و انس تم اپنے رب کی قدرت کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے"؟

اس کتاب میں احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دو سمندر یعنی جامع صحیح امام بخاری علیہ الرحمۃ اور جامع صحیح امام مسلم علیہ الرحمۃ اس انداز سے باہم یکجا کر دیے گئے ہیں کہ حدیث کا متن و الفاظ صحیح بخاری کے لیے گئے ہیں جبکہ ابواب و کتب کے عنوان صحیح مسلم سے ماخوذ ہیں اور کتاب کی ترتیب بھی صحیح مسلم کے مطابق رکھی گئی ہے، اس التزام کے ساتھ کہ صرف وہ احادیث انتخاب کی گئی ہیں جو دونوں کتابوں میں ایک ہی صحابی کی روایت سے موجود ہیں۔

بُخاری اور مسلم کا احادیثِ نبویہؐ کے دو سمندر ہونا اظہر من الشمس ہے اور ان سمندروں کی غواصی کے بعد علّامہ محمد فواد عبدالباقی علیہ الرحمۃ نے جو متفق علیہ حدیثیں برآمد کر کے اس کتاب میں درج کی ہیں ان کا لؤلؤ و مرجان ہونا بھی کوئی پیچیدہ یا غیر واضح بات نہیں۔

مگر اس انتخاب کی حقیقی قدر و قیمت اور کتاب کی اہمیّت کا پُورا پُورا اندازہ لگانے کے لیے متعدد امور کا جاننا اور بہت سے حقائق کو مدِّ نظر رکھنا ضروری ہے۔ لیکن ان کی تفصیل اس قدر طویل ہے کہ یہ محدود صفحات ان سب کا احاطہ کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے ___ لہٰذا میں انتہائی اختصار سے کام لیتے ہوئے یہاں جستہ جستہ چند نکات پیش کرنے پر اکتفا کروں گا۔

اُمتِ مسلمہ کے پاس اس وقت حدیث کی کتابوں کا جو ذخیرہ موجود ہے ان کی جمع وتدوین میں بیک وقت دو مختلف زاویہ ہائے نگاہ کارفرما نظر آتے ہیں اور ان دونوں زاویوں سے جتنی بھی کوششیں اور کاوشیں بروئے کار لائی گئی ہیں ان سب کا بُنیادی محرّک ایک ہی جذبۂ خیر ہے اور وہ ہے اللہ اور رسولُ اللہ کا عشق بے پایاں اور دین اور علم دین کا شوقِ فراواں جس کے زیر اثر ایک طرف تو اس حد تک استیعاب سے کام لیا گیا ہے کہ رحمتِ عالم حبیبِ کبریا، محبوبِ انس وجاں، باعثِ تکوینِ کون ومکاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وخطبات، آپ کے اوامر ونواہی آپ کے اعمال وافعال اور آپ کی تقاریر وتجاویز کا ایک ایک لفظ وحرف اور ہر ہر پہلو وگوشہ خواہ وہ نشست وبرخاست سے متعلق ہو یا اکل وشرب سے، چلنا پھرنا ہو یا سونا جاگنا، مجالستِ احباب ہو یا تنہائی کی عبادت، لین دین ہو یا معاشرتِ ازواج نہ صرف اس اہتمام سے ثبت وضبط کر لیا گیا کہ پیارے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حرف، کوئی حرکت، کوئی اشارہ، کوئی ادا، کوئی نکتہ اور کوئی شوشہ محفوظ ومنضبط ہونے سے رہ نہ جائے، بلکہ ہر اس بات اور چیز کو بھی جسے آپ کی بے مثال ہستی سے ذرا بھی نسبت تھی مدوّن ومضبوط کر لیا گیا اور ہر اس شخص و فرد کو جس کا آپ کی پیاری شخصیت سے دُور کا بھی تعلق تھا اوراقِ تاریخ میں زندۂ جاوید بنا دیا گیا۔

اس مقصد سے کی گئی علمی کوششوں اور قلمی کاوشوں کے نتیجہ میں جو کتابیں وجود میں آئیں ان کی تعداد حدِ شمار سے باہر ہے کیونکہ سیر ومغازی اور طبقات وسوانح کے علاوہ تمام شروح واستدراکات اور استخراجات سب اسی ذیل میں داخل ہیں۔ مثلاً سیرت ابن اسحٰق وابن ہشام، مغازی ابن سید الناس وسیرت حلبی، طبقات ابن سعد والاستیعاب، اسد الغابہ اور الاصابہ بلکہ کنز العمال، جمع الجوامع، مجمع الزوائد اور مبسوط وزیادات نیز معاجم ثلاثہ علّامہ طبرانی یعنی کبیر واوسط وصغیر وغیرہ بھی اسی زمرے میں آجاتے ہیں۔

اس کے بالمقابل وہ اصحاب فضل وکمال ہیں جن کی ہمّت وعزیمت اور حزم واحتیاط کا یہ عالم ہے کہ انھوں نے زندگی بھر پہلے مُلک مُلک وقریہ قریہ پھر کر اور گلی وکوچہ کوچہ دربدر ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وافعال اور اوامر ونواہی کو جمع کیا، جمع کرتے وقت بھی اس بات کو ملحوظ رکھا کہ کوئی بات جو آپ کے "مقامِ محمود" سے مُطابقت نہ رکھتی ہو یا کسی ایسے شخص کے واسطہ سے پہنچ رہی ہو جس کے عشق وخلوص میں کم عیاری کا شائبہ ہو ایسی بات کو مُطلقاً لیا ہی نہ جائے کہ مبادا کسی قسم کی گردِ حرص وآز دامنِ پاک پر بیٹھ جائے یا آپ کے حسین پیکر کا آئینۂ روشن کسی کے غبارِ خاطر سے آلُودہ ہو جائے۔

پھر جمع وحفظ کے بعد بھی زندگی بھر اپنے فراہم کردہ ذخائر کی چھان پھٹک اور جرح وتعدیل کرتے رہے اور پُوری عمر اسی عشق کی سرشاری میں گزار کر — بالآخر جو مجموعۂ انتخاب پیش کیا وہ ایک ایسا کارنامہ تھا کہ انسانی سعی وبساط کی حد تک اس سے زیادہ احتیاط واہتمام اور اس سے بڑھ کر صداقت وطہارتِ نیّت کا تصوّر کم از کم ذہنِ انسانی کے لیے ممکن نہیں۔

علم الحدیث کے میدان میں غیر معمولی وسعت وصلاحیّت کے مالک جو وارثان علم وعمل نبوّت اس انداز

سے کارفرما نظر آتے ہیں ان کے حزم واحتیاط، تقویٰ و دیانت، مقصد کی سچی لگن اور عشقِ محبوب کی سرمستی کی بنا پر اُمتِ مسلمہ نے متفقہ طور پر نہ صرف ان کے قائم کردہ معیارِ صحتِ حدیث کو بلکہ اس سے آگے بڑھ کر خود ان کی ذات اور شخصیت کو بھی احادیثِ نبویہؐ کی صحت و پرکھ کے لیے سند وحجت تسلیم کرلیا اور ان کے مرتّب کردہ مجموعہ ہائے احادیث وکتبِ سنن کو صحاح کا نام دے کر ان حضرات وان کی کتابوں کو اس علم وفن میں امامت کا مقام ومرتبہ عطا کردیا ہے۔ ان کتب کی تعداد چھ ہے جو خواص وعام میں صحاح ستہ کے مقبول نام سے معروف ہیں۔ جو یہ ہیں :

۱۔ جامع صحیح امام بخاریؒ ۲۔ جامع صحیح امام مسلمؒ ۳۔ جامع صحیح امام ترمذیؒ ۴۔ جامع صحیح امام ابوداؤدؒ ۵۔ سنن امام نسائیؒ ۶۔ سنن امام ابن ماجہؒ۔ ان چھ کتبِ صحاح کے علاوہ چند اور کتابیں بھی معیارِ صحت واستناد کے اعتبار سے نہایت بلند پایہ ہیں مثلاً موطا امام مالکؒ، موطا امام محمدؒ، مسند امام احمد بن حنبلؒ، سننِ دارمیؒ، سننِ دارقطنیؒ اور سننِ بیہقی وغیرہ لیکن اُمت کی طرف سے صحاح کا نام جن چھ کتابوں کے مقدر میں تھا اور یہ سعادت جن خوش بخت مرتبین کے نصیب میں لکھی تھی وہ ان کو مل گئی ـــــ خُدا کی دین ہے یہ جس کو وہ بے نیاز دے۔

اس فہرست کے ساتھ لازم تھا کہ ان کُتب میں سے ہر کتاب کے متعلق کسی قدر کتاب کے اوصاف وخصائص کا، ان کے عالی مقام مرتبین کے اہتمام والتزام کا اور ان بزرگوں کی ذاتی خوبیوں اور محاسن میں سے بعض چیدہ چیدہ امور کا ذکر ضرور کیا جاتا جس سے قارئین کرام کو اندازہ ہوسکتا کہ اس امت میں کیسے کیسے شیر مردانِ بیشۂ تحقیق اور اولوالعزمانِ میدانِ عزیمت وکردار پیدا ہوئے ہیں اور انھوں نے اپنے دین اور علومِ دینیہ کی خدمت کے ذیل میں کیسے کیسے عظیم اور بے مثال کارنامے سرانجام دیے ہیں ـــــ تاکہ اس دَور کا مسلمان نوجوان جو اپنی قوم وملّت کے علمی ورثہ وسرمایۂ تحقیق سے قطعاً بے خبر ہے۔ اپنی علمی اور عملی تاریخ کو اپنی تاریخ کے اہلِ فضل وکمال کو نیز ان کے عزم وحزم اور احتیاط وعزیمت کو دورِ حاضر اور مغرب کے مؤرخانہ اور صحافیانہ انداز وکردار، طریقِ کار اور اسلوبِ نگارش پر قیاس کرنے کی غلطی کا شکار نہ ہو ـــــ کہ اسی ناروا رجحانِ فکر ونظر کے نتیجہ میں دراصل فتنۂ انکارِ حدیث نے جنم لیا ہے۔

لیکن یہ میدان اس قدر وسعت طلب ہے کہ اگر اس کا رُخ کیا جائے تو نہ صرف ہم اپنے اصل موضوع کی حدود سے تجاوز کر جائیں گے بلکہ اس مضمون پر سیر حاصل تبصرہ کے لیے کئی ضخیم مجلدات کی ضرورت ہوگی۔

بنا بریں ہم اس وقت صرف اپنی زیرِ نظر کتاب "اللؤلؤ والمرجان" کے مآخذ یعنی جامع صحیح بخاریؒ اور جامع صحیح مسلمؒ کے تعارف وبیان تک محدود رہتے ہوئے محض ان دو اماموں کے امتیازات اور ان کے مرتب کردہ مجموعوں کے خصائص کے ذکر پر اکتفا کریں گے۔

امام بُخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامع صحیح بخاری کے مرتّب ومؤلف امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاری علیہ الرحمۃ ۱۹۴ھ میں بمقام بخارا ماہِ شوال کی ۱۳ تاریخ کو جمعہ کے دن بعد از نمازِ جمعہ پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ایک انتہائی غریب خاندان سے تھا، پتلے دُبلے اور درمیانے جسم کے نہایت

حیادار، شجاع، سخی عابد و زاہد، شریف النفس، کم گو اور کریم الطبع انسان تھے۔

امام بخاریؒ نے دس سال کی عمر میں اپنی تعلیم کا آغاز کیا اور ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کرنے کے بعد حصُولِ علم کی غرض سے عالمِ اسلام کے تمام بڑے بڑے مراکز اور دارالخلافوں میں گئے اور اس طویل سفر کے دوران آپ نے ایک ہزار سے زائد علماء سے احادیث سنیں۔ امام نے خود لکھا ہے کہ میں نے ایک ہزار اَسّی علما سے حدیث کا علم حاصل کیا۔

خطیب بغدادیؒ نے امام بخاریؒ کے طلبِ حدیث کے واقعات خود ان کی اپنی زبانی نقل کیے ہیں۔ امام بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بنایا ہی حفظِ حدیث کے لیے تھا، ابھی میری عمر محض دس سال تھی کہ میں محدّثِ زمانہ امام داخلیؒ کے حلقہ درس میں شریک ہونے لگا تھا۔ ایک دن امام داخلیؒ کی زبان سے یہ سند نکلی ــــــ "سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم" ــــ میں نے فوراً ٹوکا اور عرض کیا: ابوالزبیر تو ابراہیم سے روایت نہیں کرتے ہیں

استاد داخلیؒ نے مجھے ڈانٹ دیا میں نے پھر عرض کیا: آپ براہِ کرم اپنے اصل مسوّدہ کو ایک مرتبہ ضرور ملاحظہ فرمالیں انھوں نے میرے اصرار پر جاکر اپنا اصل نسخہ دیکھا اور واپس آکر فرمایا: کہو میاں صاحبزادے پھر آخر یہ سند کس طرح ہے۔ میں نے کہا: ابراہیم سے روایت کرنے والے زبیر بن عدیؒ ہیں، ابوالزبیر درست نہیں ہے۔ داخلیؒ نے اسی وقت اپنے نسخہ کی اصلاح کر لی اور فرمایا کہ جو تم نے کہا وہی درست ہے۔ اس وقت امام کی عمر کے دس سال پورے ہو کر گیارہواں جارہا تھا۔ جب آپ کی عمر ۱۶ سال ہوئی تو آپ اس وقت تک حضرت عبداللہ بن مُبارکؒ اور امام وکیعؒ کی جمع کردہ تمام حدیثیں حفظ کر چکے تھے اور اپنی عمر کے اٹھارویں سال میں آپ نے کتاب التاریخ کی تصنیف شروع کر دی تھی جس میں صحابہ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال اور فیصلے جمع کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے قریب بیٹھ کر چاندنی راتوں میں لکھی تھی۔

امام بخاریؒ کی جودتِ طبع اور قوتِ حفظ کا یہ عالم تھا کہ کوئی بھی تحریر صرف ایک مرتبہ دیکھنے سے آپ کو حفظ ہو جاتی تھی۔

امام کے ایک ہم عصر محدّث حامد بن اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ ہمارے ہمراہ مشائخ بلخ کی خدمت میں حاضر ہُوا کرتے تھے اس وقت آپ ابھی ایک نوعمر لڑکے تھے، آپ اساتذہ کی مجالس میں لکھتے کچھ نہیں تھے۔ ہم لوگ اکثر ان کو ملامت کیا کرتے کہ جب تم لکھتے نہیں ہو تو درس میں کیوں شریک ہوتے ہو؟ اور کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو؟ تقریباً سولہ دن اسی حالت میں گزر گئے، ہم لوگ مسلسل آپ کو اس بات پر ٹوکتے رہے آخر سترہویں دن امام نے ہماری باتوں سے پریشان ہو کر کہا کہ تم لوگوں کی ملامت اور سرزنش کی حد ہو گئی، اچھا لاؤ جو کچھ تم نے لکھا ہے دکھاؤ! ہم اس مدّت میں تقریباً پندرہ سو حدیثیں لکھ چکے تھے ہم نے وہ سب حدیثیں نکال کر سامنے رکھ دیں لیکن امام نے ان کی طرف دیکھے بغیر وہ تمام احادیث فرفر زبانی سُنا دیں اور اتنی صحیح کہ ہم نے آپ کی یادداشت سے اپنی احادیث کی غلطیوں کو درست کیا۔

امام کے اس خداداد حفظ و ذکا کا اس قدر شہرہ ہو چکا تھا کہ آپ جہاں جاتے آپ سے پہلے آپ کا نام اور آپ کے عجائبات پہنچ چکے ہوتے، لوگ مختلف طریقوں سے آپ کا امتحان لیتے لیکن مجلس کے اختتام پر سب کو اعتراف کرنا پڑتا کہ جو کچھ آپ کے متعلق ہم نے سنا تھا آپ کا فضل و کمال اس سے کہیں بڑھ کر ہے، آپ کی نوعمری اور یہ بزرگانہ علم دیکھ کر دنیا محوِ حیرت تھی۔ بڑے بڑے شیوخ و محدثین نے امام سے ایسے وقت میں شرفِ تلمذ حاصل کیا جبکہ ابھی آپ کے چہرے پر آغازِ شباب کا ایک خط بھی نمودار نہ ہوا تھا۔ چنانچہ شیخ ابوذرعہؒ۔ ابوحاتمؒ محمد بن نصرؒ، ابن خزیمہؒ، امام ترمذیؒ اور امام مسلمؒ آپ کے اسی دور کے شاگردوں میں شامل ہیں۔

ابراہیم خواصؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوذرعہ کو امام بخاریؒ کے سامنے بچوں کی مانند عللِ حدیث دریافت کرتے دیکھا ہے۔

امام دارمیؒ ــــ جن کے امام بخاریؒ خود بھی معتقد تھے ــــ فرمایا کرتے تھے کہ بخاریؒ فنِ حدیث میں مجھ سے زیادہ بصیرت رکھتے ہیں اور خدا کی مخلوق میں سب سے زیادہ عقلمند ہیں۔ سچ یہ ہے کہ امام کا مثل نہیں۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ سرزمینِ خراسان نے امام بخاریؒ جیسا شخص پیدا نہیں کیا۔

ابن المدینی رحؒ کا قول ہے کہ امام بخاریؒ نے خود بھی اپنے جیسا شخص نہیں دیکھا۔

احمد بن حمدون القصارؒ کہتے ہیں کہ میں نے بچشم خود دیکھا کہ امام مسلم بن الحجاجؒ امام بخاریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا: اے استاذ الاساتذہ! اور اے امیر المحدثین و طبیب الحدیث مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کی قدم بوسی کروں۔

ابن خزیمہؒ کہتے ہیں کہ آسمان کے نیچے محمد بن اسماعیل بخاریؒ سے بڑھ کر حدیث کا عالم و حافظ کوئی دوسرا نہیں۔

آپ کے نوادرِ خصائص میں سے یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ آپ نے زندگی بھر کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ کسی کو نقصان پہنچایا۔ آپ خود کہا کرتے تھے کہ مجھے اُمید ہے روزِ حساب مجھ سے غیبت کے بارے میں باز پرس نہ ہو گی۔

امام کی خودداری کا یہ عالم تھا، عمر بن حفصؒ لکھتے ہیں کہ بصرے میں ہم اور امام بخاریؒ ہم درس تھے کہ ایک دن امام درس میں حاضر نہ ہوئے۔ تحقیق پر معلوم ہُوا کہ اس دن امام بخاریؒ کے پاس تن پوشی کے لیے پورا لباس نہ تھا کہ گھر سے باہر نکل سکیں لیکن امام نے یہ گوارا نہ کیا کہ کسی شخص پر اس عسرت کا اظہار ہونے دیں، بعد ازاں آپ کیلیے لباس مُہیا کیا گیا اور آپ نے درس میں آنا شروع کیا۔

امام بخاریؒ اُمراء و سلاطین سے ہمیشہ دُور رہے۔ امیر بخارا خالد بن احمد نے آپ سے یہ خواہش ظاہر کی امام اس کے پاس آ کر حدیث سنایا کریں اور ایک مجلسِ خاص میں اس کے بچّوں کو حدیث کی تعلیم دیا کریں جس میں کوئی دوسرا شریک درس نہ ہو۔ آپ نے اس کی دونوں فرمائشیں رَد کر دیں اور فرمایا: علم جا کر حاصل کیا جاتا ہے اور میری مجلس میں امیر و غریب کی کوئی تخصیص نہیں، ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ یہاں آ کر علمِ نبوّت سے استفادہ

کر سکے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر بخارا اور امام کے درمیان تلخیاں اور ناگواریاں پیدا ہوگئیں اور بالآخر اسی وجہ سے امام کو بخارا چھوڑ کر قصبہ خرتنگ میں پناہ لینا پڑی جو سمرقند سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ وہیں آپ بیمار ہوئے اور ۲۵۶ھ میں باسٹھ سال کی عمر پاکر عید الفطر کی رات کو انتقال فرما گئے۔ الغرض آپ علم نبوت کے حصول کے لیے تو در بدر مارے مارے پھرے لیکن ہزاروں مصیبتوں اور مخالفتوں حتیٰ کہ خطرۂ جان کے باوجود آپ نے علم کی تخفیف گوارا نہ کی اور علم کی آن وشان کو برقرار رکھا ـــــــ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

جامع صحیح بخاری

یہ کتاب امام ابو عبد عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے ان چھ لاکھ حدیثوں میں سے انتخاب کر کے مرتب کی ہے جو آپ نے اپنی پوری زندگی میں بلادِ اسلامیہ کا طول طویل سفر کر کے جمع کی تھیں، اس انتخاب میں آپ نے جن کڑی شرائط کا التزام کیا ہے اور جس شدید احتیاط و اہتمام سے کام لیا ہے اس کا اندازہ کرنے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ آپ کی جمع کردہ چھ لاکھ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے اس مجموعے میں صرف سات ہزار تین سو ستانوے (۷۳۹۷) حدیثیں جگہ پاسکیں۔ ان میں سے اگر مکررات کو حذف کر دیا جائے تو یہ تعداد محض دو ہزار چھ سو دو (۲۶۰۲) رہ جاتی ہے۔ البتہ اس تعداد میں معلق روایات، متابعات اور موقوفات[1] کو شمار نہیں کیا گیا۔ اس لحاظ سے پورے وثوق و اعتماد سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس کتاب میں امام بخاریؒ کی سعی و احتیاط کی حد تک کوئی غیر صحیح حدیث موجود ہی نہیں کیونکہ اس میں آپ نے صرف وہ حدیث درج کی ہے جس کے متعلق آپ کو یہ اطمینان تھا کہ یہ متفقہ طور پر کسی مشہور صحابی تک پہنچ رہی ہے اور جس کے متصل الاسناد ہونے میں علمائے حدیث کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔ آپ نے کسی مقطوع السند حدیث کو اس مجموعہ میں درج نہیں کیا۔ پھر راویوں کے سلسلہ میں یہ کڑی شرطیں عاید کی ہیں کہ وہ مسلّمہ طور پر صادق القول، عادل وضابط، صحیح الذہن قلیل الوہم اور سلیم الاعتقاد ہوں اور ان کے بارے میں اختلاط و تدلیس[2] کا بھی شائبہ نہ ہو یہی وجہ ہے کہ علمائے نے قبولِ حدیث کے لیے امام بخاریؒ کی شرائط کو ان تمام شرائط سے زیادہ سخت قرار دیا ہے جو اس غرض سے کسی بھی دوسرے امامِ فن نے وضع یا عاید کی ہیں۔

امام بخاریؒ سے پہلے جو کتابیں مرتب کی گئی تھیں ان کا واحد مقصد صرف یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح احادیث نبویہ

---

[1] ۱۔ معلق روایت: وہ حدیث جس کی سند میں سے شروع کے ایک یا دو راوی ساقط کر دیے گئے ہوں یا اس کی کل سند ترک کر دی گئی ہو۔

۲۔ متابع: کسی فرد حدیث کے متعلق گمان ہو کہ اسے صرف ایک ہی راوی روایت کر رہا ہے۔ بعد ازاں اگر اس کا کوئی اور موافق مل جائے تو اسے متابع کہتے ہیں۔

۳۔ موقوف وہ روایت جس میں تابعی راوی صرف کسی صحابی کے قول یا فعل کو روایت کرے اور اس کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچائے۔

[2] اختلاط یعنی راوی کو بھول اور غلطی کا مرض لاحق ہوگیا ہو اور تدلیس سے مراد یہ ہے کہ راوی اپنے استاد کا نام چھپا جائے اور اس کی بجائے اوپر کے کسی راوی کا نام لے اور یہ ظاہر کرے کہ اس نے حدیث اس سے سنی ہے۔ شبیر احمد

کو محفوظ کر کے ضائع ہونے سے بچا لیا جائے ان میں صحیح، حسن، ضعیف ہر قسم کی حدیثیں پائی جاتی تھیں ان کتب کا پڑھنے والا صحیح اور غیر صحیح احادیث میں فرق و امتیاز نہیں کر سکتا تھا الّا یہ کہ وہ ماہر فن اور احادیث کا نقاد ہو، نیز ان میں ایک موضوع سے متعلق احادیث یک جا بھی نہیں مل سکتی تھیں۔ مزید برآں بعض راویوں نے فقہ الحدیث اور احادیث کے معانی و مطالب سے صرفِ نظر کر کے صرف حفظِ روایت پر اکتفا کر لیا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اہل حق دلیل برہان کی روشنی میں اہل بدعت اور گمراہ فرقوں کا مقابلہ کرنے سے قاصر رہتے تھے علاوہ ازیں وعظ پیشہ لوگوں کے ذریعہ سے ضعیف بلکہ موضوع احادیث عوام میں پھیل رہی تھیں۔ دُوسرے بعض عقلیت پسند لوگ احادیث رسول ﷺ کی مخالفت کی جسارت کرنے لگے تھے، یہی عوامل و عناصر تھے جو امام بخاریؒ کیلئے تحریک کا باعث بنے اور آپ کے دل میں خیال پیدا ہُوا کہ ایسی احادیث جمع کی جائیں جن کی اسانید صحیح ہوں اور متون ہر قسم کے سقم و علل سے پاک ہوں، پھر ان کو فقہ و سیر اور تفسیر کے عنوانات و ابواب پر تقسیم کر کے کتاب تصنیف کی جائے۔

اس خیال نے ارادے کی شکل اس وقت اختیار کی جب ایک دن آپ اپنے استاد امام وقت اسحٰق بن راہویہؒ کی مجلسِ درس میں شریک تھے کہ اُستاد نے فرمایا "کاش تم میں سے کوئی صاحبِ عزم و ہمّت حدیث کی کوئی ایسی کتاب مدوّن کرتا جس میں صرف صحیح حدیثیں ہوتیں"۔ یہ بات حاضرینِ مجلس میں سے ہر شخص نے سُنی مگر اس کے دل میں گھر کر گئی جس کے نصیب میں یہ سعادت لکھی تھی۔

امام بخاریؒ نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ یہ کام میں کروں گا۔ امام بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوں اور پنکھے سے آپؐ کے جسمِ اطہر سے مکھّیاں دُور کر رہا ہوں۔ صبح میں نے ماہرینِ فن سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی تو انھوں نے بتایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ تم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے جھُوٹ و افترا کی مکھیّاں دُور کرو گے اور صحیح حدیثیں چھانٹ کر علیحدہ کر دو گے۔ اس خواب نے آپ کے راہوارِ عزم و ہمّت کے لیے مزید مہمیز کا کام کیا اور آپ اللہ کا نام لے کر اس کام پر جُت گئے اور ۱۶ سولہ سال کی طویل مدّت میں وہ عظیم الشان کارنامہ اور عدیم النظیر کتاب مکمل ہُوئی جس کا لقب باتفاقِ اُمت "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" قرار پایا۔

امام بخاریؒ نے اس کتاب کی تدوین و ترتیب میں صرف زور ذکاوت و جودت حفظ سے ہی کام نہیں لیا بلکہ اس جہاد میں ان کے اصل ہتھیار خلوصِ نیّت، طہارتِ قلب و نظر اور تقویٰ تھے اور آپ نے اس عظیم مقصد کیلیے ان ارکانِ ثلاثہ کے آخری مراحل بھی طے کر لیے۔ آپ جب کوئی حدیث لکھنے بیٹھتے تو پہلے غسل فرماتے پھر دو رکعت نفل ادا کرتے اور بعد ازاں اس کتاب میں ایک حدیث درج فرماتے۔ اسی طرح جب فقہی استدلال و استنباط کی غرض سے تراجم ابواب قائم کرتے تو یہی عمل دہراتے۔ اللہ اللہ۔

عبد القدوس ابن ہمامؒ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کے تراجم الابواب ریاض الجنۃ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک اور مقامِ منبر کے درمیان بیٹھ کر تحریر کیے تھے۔

سینکڑوں، ہزاروں بڑے بڑے محدثین و مشائخ حدیث نے اس کتاب کو علوم حدیث کے مقررہ معیاروں پر پرکھا اور طرح طرح کی کسوٹیوں پر کسا لیکن اُمت نے جو لقب اس کے لیے منتخب کیا تھا یعنی ــــ "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" ــــ وہ قائم رہا اور کوئی ایسی علّت ظاہر نہ ہو سکی جس کی بنا پر اس کی کسی حدیث کو صحیح کے علاوہ کسی دوسرے لفظ سے یاد کیا جا سکتا۔

اس کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ نوّے ہزار محدثین نے اس کو خود امام بخاریؒ سے سُنا، اس کی ترپّن ۵۳ شرحیں لکھی گئیں جن میں سے بعض شروح چودہ چودہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں، بائیس مستخرج اور متعدد مستدرک مرتّب کیے گئے ــــ جامع صحیح بخاری کے محاسن و کمالات اسی پر بس نہیں حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلہ میں اگر تمام احوال و کوائف کو جمع کیا جائے تو ایک سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

"اللؤلؤ والمرجان" کا دوسرا ماخذ جامع صحیح مسلم ہے۔ اس کتاب کے مرتّب و مولف امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری علیہ الرحمۃ امام کبیر اور عظیم حافظِ حدیث تھے۔ آپ نیشاپور میں ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی سے طلبِ حدیث میں لگ گئے۔ آپ تلاشِ احادیث میں عراق، حجاز، شام اور مصر گئے اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا جن میں سے بعض امام بخاریؒ کے بھی استاد تھے۔ پھر جب امام بخاریؒ اپنی عمر کے آخری دَور میں نیشاپور پہنچے تو امام مسلمؒ آپ کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور آپ سے بھرپور استفادہ کیا اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے لگے۔

امام مسلمؒ سے آپ کے دور کے اکثر ائمۂ حدیث اور حفّاظ نے روایت کیا ہے جن میں بہت سے ان کے معاصر بھی شامل ہیں۔ مثلاً ابو حاتم رازیؒ، موسیٰ بن ہارونؒ، احمد بن سلمہؒ اور امام ترمذیؒ و دیگر محدثین، آپ کی امامت و جلالتِ شان اور مہارت و صداقت پر علماء کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ آپ نے اپنی عمر کی ابتدا سے زندگی کے آخری سانس تک پرہیزگاری اور دینداری کی زندگی بسر کی اور کبھی کسی کو اپنی زبان سے نہ بُرا کہا، نہ کسی کی غیبت کی اور نہ کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا پیٹا۔

امام مسلمؒ کی وفات کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ ایک مرتبہ مجلسِ مذاکرہ میں آپ سے کسی حدیث کے متعلق دریافت کیا گیا چونکہ اس وقت آپ کو اس کے بارے میں صحیح علم نہ تھا اس لیے جواب نہ دے سکے اور گھر لوٹ کر اس حدیث کو تلاش کرنے لگے۔ آپ حدیث کے نوشتوں کو اُلٹ پلٹ کرتے جاتے تھے اور پاس رکھے ٹوکرے میں سے ایک ایک کھجور کھاتے جاتے تھے، تلاشِ حدیث کے انہماک میں آپ کو پتہ نہ چلا اور پورا ٹوکرہ خالی ہو گیا اور جب وہ حدیث مل گئی تو آپ کو ٹوکرے کے خالی ہو جانے کا احساس ہُوا لیکن جو ہونا تھا ہو چکا، زیادہ کھجوریں کھا جانے سے آپ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری سے ۲۶۱ھ میں ۲۴ ماہ رجب بروز اتوار شام کے وقت انتقال فرمایا۔ آپ نے کل پچپن سال کی عمر پائی اور نیشاپور میں ہی دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

ابو حاتم رازیؒ لکھتے ہیں کہ وفات کے بعد میں نے امام مسلم کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے میرے لیے جنّت کا ہر مقام مباح کر دیا ہے جہاں چاہوں جاؤں اور رہوں۔

جامع صحیح مسلم

یہ کتاب بھی صحتِ احادیث اور جودتِ اسناد کے اعتبار سے صحیح بخاری سے کسی لحاظ سے کم نہیں ہے اور باتفاق علماء کتابِ مسلم جامع صحیح بخاری کے ہم پلّہ ہے، یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کو صحیحین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، اگرچہ صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ایک درجہ فوقیت حاصل ہے۔

امام مسلمؒ نے اس کتاب کو نہایت حکیمانہ انداز سے مرتب کیا ہے جس کی وجہ سے اس سے اِستفادہ بہت آسان ہے۔ امام مسلمؒ نے تمام قریب المعنیٰ اور ملتی جلتی احادیث کو ایک ہی مقام پر جمع کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ احادیث کے مختلف طرقِ اسناد اور ان کے الفاظ کا فرق و اختلاف بھی مختصر عبارت میں نہایت ترتیب اور حد درجہ احتیاط کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں۔

امام مسلمؒ نے بلادِ اسلامیہ کے طویل سفر کے دوران چار لاکھ حدیثیں جمع کیں اور ان میں سے ایک لاکھ مکرّر حدیثیں حذف و ترک کرنے کے بعد تین لاکھ حدیثوں کو مرتّب و مدوّن کیا۔ پھر ان تین لاکھ حدیثوں کی بھی طویل مدّت تک جانچ پڑتال کی اور ان میں سے جو حدیث ہر اعتبار سے مُستند اور قابلِ اعتماد ثابت ہُوئی اس کو منتخب کر کے صحیح مسلم میں درج کیا۔ اس طرح تین لاکھ حدیثوں میں سے صرف سات ہزار (۷۲۷۵) دو سو پچھتر حدیثیں اور اگر مکررات کو حذف کر دیا جائے تو گویا محض چار ہزار حدیثیں اس مجموعہ میں جگہ پا سکیں۔

امامؒ خود فرماتے ہیں کہ اگر تمام رُوئے زمین کے لوگ دو سو برس تک حدیثیں لکھیں تو بالآخر ان کا اعتماد اسی کتاب پر رہے گا کیونکہ میں نے اس کتاب میں جو حدیث داخل کی ہے سوچ سمجھ کر اور دلیل کے ساتھ داخل کی ہے اور جو حدیث خارج کی ہے وہ بھی سوچ سمجھ کر اور دلیل کے ساتھ خارج کی ہے۔

حافظ علی نیشاپوریؒ کہتے ہیں کہ صحیح مسلمؒ صحیح بخاریؒ کی نسبت بھی زیادہ صحیح ہے اور بعض علماء مغرب نے بھی اس قول سے اتفاق کیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مسلمؒ نے اپنی کتاب میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ صرف وہی حدیث درج کرتے ہیں جس کو دو ثقہ تابعیوں نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسی طرح ہر طبقہ میں کم ازکم دو ثقہ یعنی معتبر شخص دو شخصوں سے نقل کرتے چلے آ رہے ہوں جب کہ امام بخاریؒ نے اس شرط کا خیال نہیں رکھا۔

صحیح مسلمؒ اور صحیح بخاریؒ میں سے کون سی کتاب زیادہ معتبر اور بلند پایہ ہے اس میں علماء کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض صحیح بخاریؒ کو بلند پایہ مانتے ہیں اور بعض صحیح مسلمؒ کو اور بعض نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بعض باتوں کے اعتبار سے صحیح بخاری کا درجہ بلند ہے اور بعض امُور کے لحاظ سے صحیح مسلم بہتر اور برتر ہے۔ ذیل میں ہم اس سلسلہ میں علماء کے مختلف اقوال نقل کرتے ہیں۔

۱۔ حافظ عبد الرحمٰن بن علی یمنی شافعیؒ کہتے ہیں کہ لوگوں نے میرے سامنے بخاری اور مسلم کو ایک دُوسرے پر

فضیلت اور ترجیح دینے کے بارے میں گفتگو کی تو میں نے کہا: صحت کے لحاظ سے بخاریؒ اور حسنِ ترتیب و تدوین کے لحاظ سے مسلم قابلِ ترجیح ہے۔

۲۔۔۔ ابو عمر بن احمد بن حمدانؒ کہتے ہیں میں نے ابو العباس بن عقدہؒ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم میں کون افضل ہے؟ کہنے لگے وہ بھی عالم و محدّث ہیں اور یہ بھی! میں نے دوبارہ پوچھا تو کہا، بخاری کبھی کبھی خلط و التباس بھی کر جاتے ہیں یعنی شام کے اکثر راوی ایسے ہیں جن کا ذکر بخاریؒ نے بعض مقامات پر کنیت سے کیا ہے اور بعض مواقع پر نام سے، جس کی بنا پر یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ دو راوی ہیں لیکن امام مسلمؒ نے ایسی غلطیاں نہیں کیں اور ہر شخص کے بارے میں تحقیق کر کے لکھا ہے۔

۳۔۔۔ خطیب بغدادیؒ کہتے ہیں کہ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں امام بخاریؒ کی پیروی کی ہے اور بخاریؒ کے قدم بہ قدم چلے ہیں۔

۴۔۔۔ حافظ ابو علی نیشاپوریؒ کہتے ہیں: صحیح مسلم تمام کتبِ حدیث پر ترجیح رکھتی ہے۔ آپ کا قول ہے: "ما تحت ادیم السماء اصح من کتاب مسلم" آسمان کے نیچے صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب (قرآن کریم کے بعد) اور کوئی نہیں۔

۵۔۔۔ ابو زرعہ رازیؒ اور ابو حاتمؒ امام مسلم کے تبحرِ علمِ حدیث کے سبب امام مسلم علیہ الرحمۃ کو علم حدیث کا امام شمار کرتے ہیں اور جماعت اہلِ حدیث کا سرگروہ مانتے ہیں۔

۶۔۔۔ ابن الصّلاحؒ نے کہا ہے کہ وہ تمام حدیثیں جن کو امام مسلمؒ نے صحت کا حکم دیا ہے وہ سب صحیح ہیں۔ اسی طرح امام بخاریؒ نے جن حدیثوں کو صحیح کہا ہے وہ بھی صحیح ہیں اور امّتِ محمّدیہ کے علماء نے ان کتابوں کی حدیثوں کو قبول کر لیا ہے۔

۷۔۔۔ امام الحرمینؒ نے کہا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں کی حدیثیں صحیح ہیں اور اس بات پر علمائے اُمت کا اجماع ہے کہ جس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ دونوں کا اتفاق ہو یعنی دونوں کی متفق علیہ ہو وہ قطعاً صحیح ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں یقیناً یہ بات کھل کر آپ کے سامنے آگئی ہوگی کہ ایسے فضل و کمال کی حامل ان دو کتابوں اور ایسے اصحابِ تقویٰ و دیانت بزرگوں کے مرتب کردہ ان دو مجموعوں سے جب ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا گیا ہو جن کی صحت پر دونوں کا اتفاق ہو یعنی وہ حدیث دونوں اماموں نے اپنی اپنی کتاب میں اپنے اپنے معیارِ صحت پر پرکھ کر اپنی اپنی سند سے روایت کی ہو تو آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس حدیث کے حسنِ صحت کا عالم کیا ہوگا۔۔۔ کسی مسلمان کے لیے اس سے زیادہ طمانیت بخش اور مسرّت افزا بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ پورے وثوق و اعتماد سے ایسی کتاب پڑھ رہا ہو جس میں اس کے ہادیٔ برحق حبیبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ارشادات درج ہوں جن کی صحت یقینی ہو۔

میری اس بات سے کسی کو اس مغالطہ میں مبتلا نہ ہونا چاہیے کہ اس کتاب کے علاوہ جس قدر مجموعہ ہائے

احادیث ہیں یا جو کوششیں اور محنتیں علمائے اُمت نے استیعابی نقطۂ نگاہ سے کی ہیں ان کی صحت مشکوک ہے۔ نہیں میرا مقصد ہرگز ایسی بات کہنا نہیں ہے اور نہ میرا یا زمانۂ مابعد کے ناقدین کا یہ مقام ہے کہ ایسا حکم لگا سکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ محنت اور کوشش جو خلوص و محبّت سے کی گئی ہو قابلِ تعریف و مشکور ہے، بات صرف اتنی سی ہے اور اسی بات کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ دونوں میں سے کیا اچھا ہے؟ وہ جو "زیادہ" ہو لیکن اس میں یقینی صحیح کے ساتھ کچھ ایسا بھی شامل ہو جس کی صحت کم تر درجہ کی ہو یا وہ ـــــ جو مقدار و تعداد کے اعتبار سے تو تھوڑا ہو لیکن اس کی صحت شک و شبہ سے بالاتر اور معیار نہایت بلند ہو۔

اب جو آخری بات مجھے آپ حضرات کے گوش گزار کرنا ہے وہ یہ ہے کہ "اللؤلوء والمرجان" میں احادیث کی کل تعداد ۱۹۰۶ ہے اور صحیح بخاری میں حدیثوں کی گنتی (مکررات حذف کرنے کے بعد) ۲۶۰۲ ہے گویا اس کتاب میں صحیح بخاری سے صرف ۶۹۶ حدیثیں کم ہیں، دوسرے لفظوں میں امام بخاری کی منتخب کردہ حدیثوں میں سے ۶۹۶ حدیثیں ایسی ہیں جو امام مسلم کے مجموعہ صحاح میں نہیں ہیں یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ تعداد یعنی ۶۹۶ حدیثیں ایسی ہیں جن کی صحت پر دونوں اماموں کا اتفاق نہیں ہے۔

اس کے ایک معنی تو یہ ہوئے کہ آپ کے سامنے جو انتخاب موجود ہے اس میں ایک طرف تو تقریباً پوری صحیح بخاری سما گئی ہے اور دوسری طرف اگر صحیح بخاری کی حدیثوں میں سے کچھ تعداد کم ہو گئی ہے تو آپ کو معلوم ہے اس کا نتیجہ اور اثر کیا ہُوا ہے؟

دراصل یہی وہ بات ہے جسے کہنے کے لیے میں نے یہ ساری تمہید اٹھائی ہے اور اگرچہ یہ بات دو سطروں میں بھی ادا ہو سکتی تھی لیکن اس کو سمجھانے اور پوری طرح واضح کرنے کے لیے ضروری تھا کہ ان تمام نکات کو تفصیل سے بیان کیا جاتا جو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ سے متعلق ہیں اور جن کو جاننے کے بعد ہی ان دونوں کتابوں کے صحیح وزن اور مرتبہ کا اندازہ اور اس کے ساتھ ہی کتاب اللؤلؤ والمرجان کی حقیقی قدر و قیمت کا تعیّن ہوتا ہے۔

اور وہ بات جو میں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ جب آپ اس انتخاب یعنی "اللؤلؤ والمرجان" کا بالاستیعاب مُطالعہ کریں گے اور پورے غور و توجہ سے اس کو پڑھیں گے تو ایک چیز ضرور محسوس کریں گے کہ اس مجموعہ میں صحیح مسلمؒ اور صحیح بخاریؒ میں سے کوئی ایسی حدیث جگہ نہیں پا سکی جس پر بعض لوگوں نے اپنی بدنیتی یا کم کوشی و کم فہمی کی بنا پر مختلف پہلوؤں سے کئی طرح کے اعتراضات کرنے کی کوشش کی ہے اور جس کے نتیجہ میں دوسری طرف سے ان کا جواب دینے کی خاطر کتابیں تصنیف کی گئی ہیں۔

الغرض اس انتخاب میں جو کچھ آپ پڑھیں گے اس کے بارے میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ آپ کے دل ونگاہ از خود یہ اطمینان محسوس کرتے جائیں گے کہ آپ "جوامع الکلم" اور "ملک الکلام" پڑھ رہے ہیں اور فی الواقع آپ سچے موتیوں اور اصلی جواہرات سے اپنے قلب و نظر کو آراستہ کر رہے ہیں اور آپ کے سامنے جو مجموعہ ہے اس کے متعلق آپ کا شعور و وجدان خود یہ گواہی دے گا کہ اس میں جو کچھ درج ہے یہ ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ارشاد فرمایا ہے۔

میرا خیال ہے آپ میرے ساتھ اتفاق کرینگے کہ کسی مسلمان کے لیے اس سے زیادہ قیمتی متاع اور اس سے زیادہ مبارک اور روشن جواہرات اور کیا ہوں گے۔

اس ترجمہ کے سلسلہ میں مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ میں نے اپنی وسعت وبساط کی حد تک پوری کوشش کی ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہ رہ جائے اور جو بات کہی جائے وہ پڑھنے والے کی طرف پوری طرح منتقل ہو جائے اور اس غرض سے جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی وضاحتی حواشی کا اضافہ کرکے اختلاف مسالک اور قول فیصل کو بیان کر دیا ہے تاہم انسان ہونے کے ناطے کہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان بہت ممکن ہے میرے ذہن و نظر سے بہت سی باتیں رہ گئی ہوں اور میرے قلم نے بہت سے مقامات پر ٹھوکر کھائی ہو لہذا قارئین کرام سے درخواست ہے کہ انسانی کوتاہیوں اور لغزشوں کے سلسلہ میں عفو و درگزر سے کام لیں اور مقامات سہو وخطا کی نشان دہی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں تاکہ آئندہ اشاعت میں اصلاح کی جاسکے۔ مزید برآں آپ سے درخواست ہے کہ اس کتاب کو پڑھیے اور اپنی زندگی کے تاریک گوشوں کو اس میں درج حکمتوں کی تابانیوں سے منوّر کیجیے اور مُرتب کتاب، مُترجم، ناشر، طابع، کاتب، اور ان سب حضرات کے لیے جنھوں نے خلوصِ نیّت اور اجر و ثوابِ آخرت کی خاطر اس سلسلہ میں محنت و کاوش برداشت کی یا دستِ تعاون بڑھایا ہے فلاح وصلاح دنیا و آخرت کی دُعا کیجیے۔

آخر میں، مَیں اپنے ان تمام احباب اور دوستوں کا شکریہ ادا کرنا اپنا اخلاقی و دینی فرض خیال کرتا ہوں جنھوں نے اس ترجمہ کی تہذیب و آراستگی اور مسودے اور کتاب کی کاپیوں کی اصلاح و درستگی کے سلسلہ میں میری مدد و رہنمائی فرمائی۔

بالخصوص جناب سیّد احمد الحسنی کا مشکور ہوں کہ آپ نے ترجمہ کے مسوّدے پر گہری نظر ڈال کر میرے اعتماد و اطمینان میں اضافہ کیا ـــــ اور میں اپنے عزیز دوست جناب آفتاب احمد شیخ کے لیے بھی اپنے دل کی گہرائیوں میں انتہائی تشکّر و امتنان کے جذبات موجزن پاتا ہوں کہ انھوں نے عدیم الفرصتی کے باوجود نہایت باقاعدگی اور احساس ذمّہ داری کے ساتھ کتاب کی اصلاح و تصحیح کے کام میں میرے ساتھ اپنا قیمتی وقت صرف کرکے مجھے ممنون و مشکور فرمایا۔ فجزاہم اللہ خیر الجزا۔

رَبنا اٰتنا فی الدنیا حَسنة و فی الاخرة حَسنة وقنا عذابَ النار

سید شبّیر احمد

۸-۱۸ امسجد روڈ۔ یونین پارک۔ سمن آباد لاہور

یکم ستمبر ۱۹۸۲ء

مآخذ و مراجع

امام بخاری اور امام مسلم کے حالات و کوائف کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے:

۱۔ بستان المحدثین از زبدۃ المحدثین وعمدۃ المفسرین حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ ۲۔ الحدیث والمحدثون۔ از استاد محمد محمد ابو زہو۔ ازہر۔ قاہرہ
۳۔ معالم الثقافة الاسلامیہ۔ از ڈاکٹر عبد الکریم عثمان۔ ۴۔ الثقافة الاسلامیہ۔ از استاد محمد راغب الطباخ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیشکش اور تعارف

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ۔ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

امّا بعد۔ یہ کتاب جسے آپ تک پہنچانے کی سعادت ہم اس وقت حاصل کر رہے ہیں سلسلۂ "التراث الاسلامی" (اسلامی ورثہ) کی آٹھویں پیش کش ہے یہ سلسلۂ نشر و اشاعت، کویت کی وزارتِ "اوقاف و شئونِ اسلامیہ" نے ایک مدّت سے شروع کر رکھا ہے۔

مولّف علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کا نام اللؤلوء والمرجان (موتی اور مونگے) تجویز کیا ہے اور فی الواقع یہی نام اس کے لیے موزوں بھی ہے کیونکہ اس کتاب کا موضوع وہ احادیث ہیں جو جامع الصحیح البخاریؒ اور جامع الصحیح المسلمؒ دونوں میں موجود ہونے کی وجہ سے صحت کے لحاظ سے انتہائی بلند پایہ ہیں۔ اس لیے کہ یہی دونوں کتابیں اس امتیازِ خصوصی کی حامل ہیں کہ ان احادیث کے صحیح ہونے پر پوری اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔ اس بنا پر بھی کہ ان دونوں نے جمع و انتخابِ احادیث کے لیے اپنے مخصوص معیارات کا التزام کیا ہے اور اس بنا پر بھی کہ ان دونوں نے اپنی اپنی جمع کردہ احادیث کے لیے وہ بنیادی ثبوت فراہم کر دیے ہیں جو ان کی احادیث کو حجیّت کے مرتبہ تک پہنچا دیتے ہیں۔

اور اسی اعتماد و ثقاہت کی بنا پر جو ان دونوں اماموں (شیخین) کو حاصل ہے تمام محدثین نے ایسی احادیث کو جن پر ان دونوں کا اتفاق ہو حجت تسلیم کر کے ان کی برتری کا اعتراف کیا ہے اور ان دونوں بزرگوں کو اپنا امام مان لیا ہے کیونکہ ان دونوں نے انتخاب وجمع احادیث کے لیے ایسا محتاط طریقہ اختیار کیا ہے اور صحت کے لیے ایسی کڑی شرائط کی پابندی کی ہے جو ان کے علاوہ کسی اور جامع حدیث نے نہیں کی۔

"اسلامی ورثے" کے سلسلہ میں ہم نے اس کتاب کو محض اس بنا پر منتخب کیا ہے کہ اس کا متن صحیح بخاریؒ اور صحیح مسلمؒ سے ماخوذ ہے اور یہ دونوں کتابیں علومِ اسلامی کے بنیادی مآخذ میں سے دو نہایت حقیقی اور اصلی سرچشمے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کتاب کے انتخاب سے دو مقصد حاصل ہو رہے ہیں۔

پہلا یہ کہ قرآن وسنت سے تعلق رکھنے والی کتابوں کی اشاعت کا جو سلسلہ ہم نے شروع کر رکھا ہے اس میں صحیح بخاریؒ کو بھی اس کا حق مل جائے جب کہ صحیح مسلمؒ کا ایک اختصار (انتخاب) ہم پہلے ہی شائع کر چکے ہیں اللؤلوء والمرجان کی اشاعت سے صحیح بخاریؒ کو اس کا حقِ اشاعت اس طرح مل جاتا ہے کہ اللؤلوء والمرجان میں باعتبارِ معنیٰ جو متفق علیہ احادیث جمع کی گئی ہیں ان میں الفاظ کا متن صحیح بخاریؒ کا لیا گیا ہے اور ابواب کے عنوانات اور ترتیب وتبویب صحیح مسلمؒ کے مطابق رکھی گئی ہے۔

دوسرا مقصد جو اس کتاب کے انتخاب سے حاصل ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ ایسی احادیث کی اشاعت کی جارہی ہے جو باعتبارِ صحت انتہائی بلند پایہ ہونے کی بنا پر پوری قطعیت کے ساتھ ہر متشکک کے شکوک وشبہات کا قلع قمع کر دیتی ہیں۔ علاوہ بریں یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ کتبِ احادیثِ صحیحہ بالخصوص بخاریؒ ومسلمؒ کی اشاعت کا اہتمام کرنا ایک انتہائی اہم اسلامی ضرورت ہے تاکہ ان تند وتیز اور کھلے حملوں کا سدِّباب ہو سکے جو صحیحین بالخصوص صحیح بخاریؒ پر اس غرض سے کیے گئے ہیں کہ حجیّت حدیث کو مشکوک کیا جا سکے۔

دراصل حجیّت حدیث کی ناقابلِ تسخیر چٹان کے ساتھ ٹکرا کر اُن مستشرقین نے اپنا سر پھوڑا ہے جو استعماری طاقتوں اور نصرانیت کی یلغار کا ہراول دستہ تھے اور جنھوں نے ان کو کامیاب کرنے کے لیے کتابیں تصنیف کی ہیں، اور اس ناپاک مقصد کے حصول میں ان کی ہمنوائی اپنی بدباطنی کی بنا پر (مالی فائدہ حاصل کرنے کے لیے یا اندھی تقلید میں) گنتی کے اُن چند لوگوں نے کی ہے جو دشمنانِ اسلام کے پروردہ اور جاسوس تھے اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی غرض سے یا ان کی شاباش حاصل کرنے کے لیے رضاکارانہ طور پر یہ خدمت انجام دیتے رہے ہیں۔

اس موقعہ پر مولّفِ کتاب علیہ الرحمۃ کے متعلق بھی چند کلماتِ خیر کہنا ضروری ہے تاکہ محسن کی حسنِ کارکردگی کے اعتراف کا حق ادا ہو اور جس نے یہ مفید علمی کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کے لیے جزائے خیر کی دُعا کا تقاضا پُورا ہو۔

اس کتاب کے مرتب جناب محمد فواد عبدالباقی مرحوم ہیں مولّفِ علّام نے علم الحدیث پر کام اور تحقیق کے وسائل میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے اس میدان میں ایسے ایسے اور اتنے علمی کارنامے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں جن کی موجودگی میں ہمیں ان کی سوانح حیات کے سلسلہ میں مزید کسی تذکرے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ آپ نے اس کتاب کے علاوہ اصولِ تخریج حدیث اور فہرست سازی کی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے صحیح مسلمؒ، موطا امام مالکؒ، سنن ابن ماجہؒ اور سنن ترمذیؒ کے آخری اجزا کو مرتب اور شائع کیا۔ علاوہ ازیں "مفتاح کنوز السنۃ" کو عربی میں منتقل کر کے نہ صرف اسے شائع کیا بلکہ مزید رہنمائی کے لیے اس کا تکملہ بھی تیار کیا نیز قرآن مجید کے سلسلہ میں ان کی ایک عظیم خدمت "المعجم المفہرس لالفاظ القرآن" ہے۔ مزید برآں انھوں نے "تفصیل آیات القرآن" کو عربی میں منتقل کیا علاوہ ازیں صحیح بخاریؒ میں سے قرآن مجید کے نادر اور مشکل مقامات کی تفسیر منتخب کر کے اسے شائع کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

دراصل علّامہ فواد عبدالباقیؒ اور انہی طرح کے دیگر تمام علما جنھوں نے کتبِ احادیث پر کام کر کے ان

سے استفادہ میں سہولت پیدا کی ہے ان سب حضرات پر یہ بات صادق آتی ہے کہ ان لوگوں نے اپنی عمرِ عزیز کا بہت بڑا حصّہ قربان کرکے بعد میں آنے والے متلاشیانِ علم الحدیث کے وقت اور محنت کو بچایا ہے اور ان پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جنھوں نے علمِ حدیث کے میدان میں اپنے اپنے مخصوص انداز میں بہترین خدمات انجام دی ہیں ان کے حُسنِ عمل کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ان خدمات کا بھی مختصراً ذکر کردیا جائے جو قرآن مجید کے الفاظ ومعانی سے تعلق رکھنے والی کتابوں اور حدیث کے مختصر اور طویل مجموعہ جات کی نشر واشاعت کی غرض سے وزارتِ اوقاف وشئون اسلامیہ کویت نے شروع کر رکھی ہیں اس سلسلہ میں اب تک مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔

① الفوائد فی مشکل القرآن مصنفہ علامہ عز بن عبد السلامؒ۔
اس کتاب میں قرآن مجید کی ایسی آیات میں جو بظاہر متعارض نظر آتی ہیں توافق ثابت کیا گیا ہے۔

② الجمان فی تشبیہات القران مصنفہ امام ابن ناقیاؒ
اس کتاب میں قرآن کے انداز بیان کی تشبیہ کے مروّجہ اسلوب کے مطابق توضیح کی گئی ہے۔

③ مختصر صحیح مسلمؒ مرتبہ حافظ المنذریؒ۔

④ ⑤ ⑥ ⑦ المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ۔ مصنّفہ حافظ ابن حجرؒ۔ ۴ مجلّدات

اسی سلسلہ کی آٹھوں کتاب اللؤلوء والمرجان ہے۔

قرآن وحدیث سے متعلق کتابوں کی اشاعت کے بعد آئندہ ہم انشاء اللہ شریعت کے دیگر علوم مثلاً فقہ، سیرت، ادب اور عقاید وغیرہ کی کتابیں شائع کریں گے۔

ہم بارگاہِ ربّ العزّت میں دست بہ دُعا ہیں کہ وہ ان تمام اغراض ومقاصد کے حصُول وتکمیل میں ہماری مدد فرمائے جن میں اسلام کی بھلائی اور مسلمانوں کی فلاح وبہبُود مضمر ہو اور اسلامی ریاستوں کے والیوں کو ایسے مخلص اور صالح مُشیر اور ایسے نیک وُزراء عطا فرمائے جو اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کی غرض سے نفاذ شریعت اسلامیہ کے مبارک دَور کو واپس لانے میں اور اسلام کے اصول ومبادیات کو سربلند کرنے میں اور علوم اسلامی کی نشر واشاعت میں مددگار اور معاون ثابت ہوں۔ ومن اللہ الهدایۃ والتوفیق۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

یُوسُف جاسم الحجی
وزیر الاوقاف والشئون الاسلامیہ
کویت

از : مرتب کتاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

- اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ (۱ : الفاتحہ : ۱ - ۳)

تعریف اللہ ہی کیلیے ہے جو تمام کائنات کا ربّ ہے، رحمان اور رحیم ہے، روزِ جزا کا مالک ہے۔

- اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوۡرَ۔ (۶ : الانعام : ۱)

تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے زمین اور آسمان بنائے، روشنی اور تاریکیاں پیدا کیں۔

- اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ۔ (۱۷ : الاسراء : ۱۱۱)

تعریف ہے اس خدا کے لیے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا، نہ کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے اور نہ وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا پشتیبان ہو۔

- اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا ؕ﴿۱﴾ قَیِّمًا۔ (۱۸ : الکہف : ۱، ۲)

تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہ رکھی۔ ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب۔

- اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ ہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ﴿۱﴾ (۳۴ : سبا : ۱)

حمد اس خدا کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے اور آخرت میں بھی اسی کے لیے حمد ہے۔ وہ دانا ہے اور باخبر ہے۔

- اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱﴾ (۳۵ : فاطر : ۱)

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اور فرشتوں کو پیغام رساں مقرر کرنے والا ہے (ایسے فرشتے) جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں وہ اپنی مخلوق کی ساخت میں جیسا چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

- لَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاُوۡلٰی وَ الۡاٰخِرَۃِ ۫ وَ لَہُ الۡحُکۡمُ وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۷۰﴾ (۲۸ : القصص : ۷۰)

اسی کے لیے حمد ہے دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی فرماں روائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔

- وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِينَ تُظْهِرُونَ ○ (۳۰ : الروم ۱۸)

اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور تسبیح کرو اس کی تیسرے پہر اور جبکہ تم پر ظہر کا وقت آتا ہے۔

- فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ○ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ (۴۵ : الجاثیہ : ۳۶ ، ۳۷)

پس تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو زمین اور آسمانوں کا مالک اور سارے جہان والوں کا پروردگار ہے۔ زمین اور آسمانوں میں بڑائی اسی کے لیے ہے اور وہی زبردست اور دانا ہے۔

- لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ز وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ (۶۴ : التغابن: ۱)

اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

- وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدٰنَا لِهٰذَا قف وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ج (۷ : الاعراف-۴۳)

اور وہ کہیں گے کہ تعریف خدا ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں یہ راستہ دکھایا، ہم خود راہ نہ پا سکتے تھے اگر خدا ہماری رہنمائی نہ کرتا۔

- هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ لا

(۹: التوبہ: ۳۳) و (۴۸ : الفتح : ۲۸) و (۶۱ : الصف : ۹)

وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے پوری جنس دین پر غالب کر دے۔

- مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ط وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ط (۴۸ : الفتح : ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ تم جب دیکھو گے انھیں رکوع اور سجود اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے، سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں

- وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ لا كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ○ (۴۷ : محمد : ۲)

اور جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے اور اس چیز کو مان لیا جو محمدؐ پر نازل ہوئی ہے ــــ اور ہے وہ سراسر حق ان کے رب کی طرف سے ــــ اللہ نے ان کی برائیاں ان سے دور کر دیں اور ان کا حال درست کر دیا۔

- مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط وَكَانَ اللّٰهُ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (۳۳ : الاحزاب : ۴۰)

محمدؐ تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

- يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (۳۳ : الاحزاب : ۴۵، ۴۶)

اے نبیؐ ہم نے تمھیں بھیجا ہے گواہ بنا کر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر۔

- وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (۲۱ : الانبیاء : ۱۰۷)

اے محمدؐ، ہم نے جو تم کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے۔

- اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

(۳۳ : الاحزاب : ۵۶)

اللہ اور اس کے ملائکہ نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰۤى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰۤى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

امابعد، یہ کتاب جس کا نام "اللؤلؤ والمرجان فی ما اتفق علیہ الشیخان" ہے ایسی احادیث پر مشتمل ہے جن پر محدثین کے دو بڑے اماموں کا اتفاق ہے۔ ایک امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ بخاری جعفی المولود ۱۹۴ھ اور المتوفی ۲۵۶ھ اور دوسرے امام ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری المولود ۲۰۴ھ اور المتوفی ۲۶۱ھ۔

اس کتاب کی تدوین "داراحیاء الکتب العربی" کے مدیر سید محمد حلبی کے ایما سے ہوئی ہے اور انھوں نے ہی اس کے طبع و نشر کی ذمہ داریاں سنبھالی ہیں۔

سید موصوف نے یہ پابندی عائد کی تھی کہ کتاب میں صحیح بخاریؒ سے صرف وہ حدیث منتخب کی جائے جو نہ صرف یہ کہ صحیح مسلم میں بھی موجود ہو بلکہ اس کا متن، الفاظ اور راویوں کے اعتبار سے صحیح مسلمؒ کی حدیث کے متن سے زیادہ سے زیادہ مطابقت رکھتا ہو۔

ناشر کی طرف سے عاید کردہ یہ پابندی اور میرا اس کی تکمیل کا ذمہ لینا ایک ایسی مشکل اور صبر آزما مہم تھی جس کو سر کرنے کے مقابلہ میں تمام مشقتیں اور صعوبتیں ہیچ ہیں۔ اس پابندی کی موجودگی میں کام کی تکمیل کی مشکلات کا اندازہ کرنے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اب تک جن بزرگوں نے اس مقصد سے کتابیں تصنیف کی ہیں یا جھوں نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث "متفق علیہ" ہے انھوں نے ایسی کوئی پابندی اپنے اوپر عائد نہیں کی۔

اوراس کی وجہ یہ ہے کہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ جو علم حدیث میں پوری دنیا کے استاد ہیں۔ انھوں نے یہ طے کردیا ہے کہ کسی حدیث کو بخاریؒ اور مسلمؒ کی متفق علیہ حدیث کہنے کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس حدیث کا پہلا راوی دونوں کی روایتوں میں ایک ہی صحابی ہو خواہ دونوں روایتوں کے متن بعض تفاصیل، اندازِ بیان اور الفاظ کے لحاظ سے ایک دوسرے سے کسی حد تک مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔

خود امام نوویؒ شارح مسلمؒ نے اپنی کتاب "اربعین نوویؒ" کی ابتدا، حدیثِ "انّما الاعمال بالنّیّات" سے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث "متفق علیہ" ہے لیکن انھوں نے اپنی کتاب میں بخاری کی جو روایت درج کی ہے اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا متن مسلم کی روایت سے قریب تر ہے بلکہ وہ روایت لے لی ہے جو امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں سب سے پہلے درج کی ہے اور اس میں اور مسلم کی تخریج کردہ حدیث کے متن و ترتیب میں کئی طرح کا اختلاف موجود ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر حدیثِ ـــ "الاعمال بالنیات" ـــ جس سے امام بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح کی ابتدا کی ہے، کے تمام طرق روایت کو بیان کردیا جائے تاکہ اس شخص کو سہولت رہے جو بخاری کے طرق روایت کے ساتھ امام مسلمؒ کی تخریج کردہ روایت کا مقابلہ کرنا چاہے۔

امام بخاریؒ نے یہ حدیث الاعمال بالنیات سات مقامات پر مختلف طریقوں سے بیان کی ہے۔

(۱) کتاب ۱ بدء الوحی: باب ۱ کیف کان بدء الوحی الیٰ رسول اللہ ﷺ

حضرت عمر بن الخطابؓ راوی ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سُنا: اِنّما الاعمال بِالنّیّاتِ، وَاِنّما لکل امْرِیٍٔ مانویٰ، فمن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا، او اِلیٰ اِمرأۃ ینکحھا، فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ۔

اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو محض وہی کچھ ملتا ہے جو حاصل کرنے کی وہ نیت کرتا ہے۔ چنانچہ جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہے یا ہجرت سے اس کا مقصد کسی عورت سے نکاح کرنا ہے، تو اس کی ہجرت اسی غرض کے لیے شمار ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے۔

(۲) کتاب ۲ الایمان: باب ۴۱ ماجاء ان الاعمال بالنّیہ۔

عن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال: الاعمال بالنیۃ ولکل امرئٍ مانویٰ، فمن کانت ھجرۃ الی اللہ و رسولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ، ومن کانت ھجرتہ لدنیا یصیبھا او امراۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ۔

(۳) کتاب ۴۹ العتق: باب ۶ الخطا والنسیان فی العتاقۃ والطلاق۔

عن عمر بن الخطابؓ: عن النبی ﷺ، قال: الاعمال بالنیۃ ولامرئٍ مانویٰ فمن کانت ھجرتہ الی اللہ و رسولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ ومن کانت ھجرتہ لدنیا یصیبھا او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ۔

④ کتاب ۶۳ مناقب الانصار : باب ۴۵ ھجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ۔

عن عمر رضی اللہ عنہ : قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول : الاعمال بالنیۃ ، فمن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او امراۃ یتزوجھا فھجرتہ الیٰ ماھاجر الیہ ومن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الیٰ اللہ ورسولہ ﷺ

⑤ کتاب ۶۷ النکاح : باب ۵ من ھاجر اوعمل خیراً لتزویج امرأۃ فلہ مانوی

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ **قال** : قال النبی ﷺ : العمل بالنیۃ وانما لامرئٍ مانویٰ ، فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ﷺ ومن کانت ھجرتہ الیٰ دُنیا یصیبھا او امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الیٰ ماھاجر الیہ۔

⑥ کتاب ۸۳ الأیمان والنذور : باب ۲۳ النیۃ فی الأیمان۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ **قال** : سمعت رسول اللہ ﷺ یقول : انما الأعمال بالنیۃ وانما لامرئٍ مانویٰ ، فمن کانت ھجرتہ الی اللہ و رسولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ ومن کانت ھجرتہ الیٰ دُنیا یصیبھا او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ۔

⑦ کتاب ۹۰ الحیل : باب ۱ فی ترک الحیل۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ **قال** : سَمِعتُ النبی ﷺ یقول : ایھا الناس ! انما الاعمال بالنیۃ وانما لامرئٍ مانویٰ فمن کانت ھجرتہ الی اللہ وَرسُولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہٖ ومن ھاجر الیٰ دُنیا یصیبھا او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الیٰ ماھاجر الیہ

امام مسلمؒ نے یہ حدیث مندرجہ ذیل متن کے ساتھ تخریج کی ہے۔

○ کتاب ۳۳ الامارۃ : باب ۴۵ قولہ علیہ السلام انما الاعمال بالنیۃ۔ نمبر شمار ۱۵۵۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ **قال** : قال رسُول اللہ ﷺ : اِنّما الاعمالُ بالنِّیّۃ ، وإنما لامرئٍ ما نویٰ فمَن کانت ھجرتہ الی اللہ و رسُولہٖ فھجرتہ الی اللہ و رسُولہ ومن کانت ھجرتہ لدنیا یصیبھا ، او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الیٰ ماھاجر الیہ۔ *(ترجمہ اوپر گزر چکا ہے)*

مسلمؒ کی اس روایت کا متن بخاریؒ کی صرف اس روایت سے مطابقت رکھتا ہے جو انھوں نے کتاب الأیمان والنذور میں درج کی ہے۔

یہ تھی وہ مشکل جو مجھے درپیش تھی اور بہت ممکن تھا کہ میں اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہ ہوسکتا اگر میری ہی مرتب کردہ مندرجہ ذیل دو کتابیں میری اس مشکل کو آسان نہ کر دیتیں۔

۱ : جامع مسانید صحیح بخاریؒ اور ۲ : قرۃ العینین فی اطراف الصحیحین۔

موخر الذکر کتاب سے میں نے متفق علیہ احادیث کی تعداد کا احاطہ کرنے اور تحدید وتعیین کرنے کے سلسلہ میں رہنمائی حاصل کی اور پہلی کتاب کی مدد سے میں اس متن حدیث کی تلاش میں کامیاب ہُوا جس کی پابندی مجھ پر ناشر نے عائد کی

تھی اور جس کا ذمہ میں نے خود اپنے سر لے لیا تھا

کتاب اللؤلؤ والمرجان کی قدر و قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام تقی الدینؒ ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمٰن بن عثمان بن موسیٰ بن ابی نصر النصری الشہرزوری شافعیؒ نے جو ابن صلاح کے نام سے مشہور ہیں حدیث صحیح کی مندرجہ ذیل اقسام بیان کی ہیں۔

وہ حدیث جسے بخاریؒ اور مسلمؒ دونوں نے بیان کیا ہو۔

وہ جسے صرف بخاریؒ نے بیان کیا ہو اور مسلمؒ میں نہ ہو۔

وہ جو صرف مسلم میں ہو اور بخاری میں نہ ہو۔

وہ جو ان دونوں کی شرائط کے مطابق ہو لیکن انھوں نے اسے بیان نہ کیا ہو۔

وہ جو صرف بخاری کی شرائط کے مطابق ہو لیکن امام بخاریؒ نے اسے نہ لیا ہو۔

وہ جو صرف مسلم کی شرائط کے مطابق ہو لیکن امام مسلمؒ نے اسے نہ لیا ہو۔

وہ جو بخاری اور مسلم کے علاوہ دوسرے محدثین کے نزدیک صحیح ہو لیکن بخاری اور مسلم کی شرائط پر پوری نہ اترتی ہو۔

یہ ہیں احادیثِ صحیحہ کے بنیادی اقسام اور ان میں سب سے اعلیٰ پہلی قسم ہے اور یہی وہ حدیث ہے جس کے لیے اکثر محدثین و مصنفین صحیحؒ "متفق علیہ" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ان الفاظ کا اطلاق کرتے وقت ان کی مُراد یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر بخاریؒ اور مسلمؒ دونوں متفق ہیں اور اگرچہ اس کے معنیٰ یہ نہیں ہوتے کہ اس کی صحت پر پوری امت کا اتفاق ہے لیکن واقعہ یہی ہے کہ ایسی احادیث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق از خود لازم آجاتا ہے کیونکہ امتِ مسلمہ نے ہر وہ حدیث قبول کر کے جو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ دونوں کی متفق علیہ ہو اس کے صحیح ہونے پر عملاً اتفاق کر لیا ہے اور ایسی تمام احادیث کی صحت قطعی تسلیم کر لی گئی ہے اور ان کے ذریعے سے علم نظری یقینی حاصل ہوتا ہے۔

میرے علم میں سوائے ایک کتاب کے کوئی ایسی کتاب موجود نہیں ہے جس میں بخاریؒ اور مسلمؒ کی متفق علیہ احادیث کو جمع کیا گیا ہو اور یہ کتاب استاد شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی مرحوم کی "زاد المسلم فی ما اتفق علیہ البخاریؒ و مسلمؒ" ہے لیکن اس میں بھی تمام متفق علیہ احادیث کا احاطہ نہیں کیا گیا بلکہ صرف قولی احادیث حروف تہجی کی ترتیب سے جمع کی گئی ہیں اور ان کے ساتھ ان حدیثوں کو شامل کر لیا گیا ہے جن کو ان دونوں اماموں نے "کان من شمائلہ ﷺ" کے الفاظ سے یا لفظِ "نہی" سے بیان کیا ہے اور ان کی کل تعداد ۱۳۶۸ ہے۔ امام نوویؒ نے اپنی شرح مسلم میں لکھا ہے کہ:

جب کوئی صحابی یہ الفاظ استعمال کرتا ہے کہ "ہم یہ کہا کرتے تھے" یا "ہم یہ کیا کرتے تھے" یا "لوگ یہ کہا کرتے تھے" یا "لوگ یوں کیا کرتے تھے" یا "ہم یا لوگ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے" تو سوال یہ ہے کہ ایسی حدیث کو مرفوع کہا جائے گا یا "موقوف"؟ اس سلسلہ میں محدثین میں اختلاف ہے۔ امام ابوبکر اسمٰعیلیؒ کی رائے یہ ہے کہ: ایسی حدیث مرفوع نہیں بلکہ موقوف کہلائے گی۔ ہم ایک علٰحدہ فصل میں آگے چل کر انشاء اللہ موقوف کے حکم پر بحث کریں گے۔ جمہور محدثین اور علمائے فقہ و اصول کی رائے میں اگر صحابی راوی نے اس حدیث کو زمانہ نبویؐ کی طرف منسوب نہیں کیا تو وہ موقوف ہوگی مرفوع

نہیں اور اگر اس نے اس طرح کے الفاظ۔ کہ ہم نبی کریم ﷺ کی زندگی میں" یا "آپ کے زمانہ میں" یا "جب آپ ہم میں موجود تھے"۔ یا "آپ ہمارے درمیان موجود تھے"، وغیرہ ایسا کیا کرتے تھے" کہہ کر اسے آپ کے زمانہ کی طرف منسوب کر دیا ہے تو وہ مرفوع ہوگی اور یہی مذہب بظاہر سب سے صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب کوئی کام نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں کیا گیا ہوگا تو اس سے بظاہر یہی متصور ہوتا ہے کہ آپ کو اس کی اطلاع ضرور ہوئی ہوگی اور آپ نے اس کو جائز قرار دیا ہوگا لہٰذا ایسی حدیث مرفوع کے حکم میں داخل ہوگی۔

بعض دوسرے محدثین کا خیال ہے کہ حدیث میں جس فعل کا ذکر ہے وہ اگر ایسا فعل ہے جو عام طور پر چھپا کر نہیں کیا جاتا بلکہ سب کے سامنے کیا جاتا ہے تو ایسی حدیث مرفوع ہوگی، ورنہ موقوف شیخ ابو اسحاق شیرازی شافعیؒ نے اسی رائے کے صحیح ہونے پر اصرار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

لیکن جس صورت میں صحابی راوی کہتا ہے کہ "ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا گیا" یا "ہمیں ایسا کرنے سے منع کیا گیا" یا "یہ کام مسنون ہے" وغیرہ تو ایسی حدیث جمہور اہل فن کے نزدیک مرفوع کے حکم میں داخل ہوگی۔ اور یہی مذہب صحیح ہے۔

سید جمال الدین قاسمیؒ اپنی کتاب "قواعد التحدیث" میں لکھتے ہیں کہ امام تقی الدین ابن تیمیہؒ نے اپنے بعض فتاویٰ میں کہا ہے کہ جب مطلقاً "حدیث نبویؐ" کہا جائے گا تو اس سے ہر وہ قول و فعل مراد لیا جائے گا جو آپ سے نبی ہونے کے بعد کہا یا کیا ہو یا آپ کے سامنے کہا یا کیا گیا ہو اور آپ نے اس کی تصدیق فرمائی یا اس سے منع نہیں فرمایا، یعنی حدیث قولی فعلی اور تقریری۔

اور یہی وجہ ہے کہ کتاب "زاد المسلم فیما اتفق علیہ البخاری و مسلم" کی احادیث کی تعداد میں اور "اللؤلؤ والمرجان" کی احادیث کی تعداد میں فرق ہے، زاد المسلم کی حدیثوں کی تعداد ۱۳۶۸ ہے اور اللؤلؤ والمرجان کی حدیثیں ۱۹۰۶ ہیں۔

اس کتاب کی تدوین و ترتیب کے بارے میں

دارقطنیؒ کے ہمعصر مسلم بن قاسم قرطبیؒ نے اپنی تاریخ میں امام مسلمؒ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "صحیح مسلمؒ اپنی حسن ترتیب میں بے مثال ہے" اس سے مراد یہ ہے کہ صحیح مسلم میں ابواب بندی کا ایسا انداز اختیار کیا گیا ہے اور اس عمدہ طریقہ سے کتاب کو مرتب کیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں اس میں سے کسی حدیث کا تلاش کرنا نہایت سہل ہو گیا کیونکہ امام مسلمؒ نے ہر حدیث کو ایک خاص مقام پر درج کیا ہے جو فی الواقع اس کا مناسب مقام ہے اور اسی ایک مقام پر حدیث کے ان تمام طرق و روایت کو یکجا کر دیا ہے جن کو منتخب کر کے انھوں نے درج کرنا ضروری خیال کیا اور مختلف روایتوں میں جو مختلف الفاظ آئے ہیں وہ بھی سب اسی ایک جگہ جمع کر دیے گئے ہیں۔ جبکہ بخاری میں ایسا نہیں ہے کیونکہ امام بخاریؒ مختلف طرقِ روایت کو مختلف ابواب میں بیان کرتے ہیں اور بہت سی احادیث تو وہ ایسے ابواب میں درج کر دیتے ہیں کہ ان کی موجودگی کے بارے میں ذہن بالعموم دوسرے ابواب کی طرف منتقل ہوتا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ جب کچھ لوگوں کو بعض ایسی احادیث جو بخاری میں موجود تھیں لیکن تلاش کے باوجود ان مقامات پر نہ ملیں، جہاں ان کے موجود ہونے کی طرف

ذہن منتقل ہوتا تھا، تو انھوں نے ان حدیثوں کے بخاری میں موجود ہونے سے ہی انکار کر دیا (توجیہ النظر)۔

یہی وجہ ہے کہ میں نے صحیح مسلم کی ترتیب کو پسند کیا اور اپنی اس کتاب کی ترتیب صحیح مسلم کے مطابق رکھی۔ تمام ابواب و کتب کے نام اور عنوان بھی صحیح مسلم سے ماخوذ ہیں اور نمبر شمار بھی وہی ہے اور بخاری میں سے حدیث کا وہ متن لیا ہے جو مسلمؒ کے متن سے زیادہ سے زیادہ موافقت و مطابقت رکھتا ہے۔

میں نے ہر حدیث کو درج کرنے کے بعد بخاری میں اس کا جائے وقوع، کتاب و باب اور نمبر شمار کے حوالہ کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

بنابریں اب آپ کے سامنے ایک ایسی کتاب ہے جس میں وہ تمام احادیث جمع کر دی گئی ہیں جو صحت کے اعتبار سے نہایت اعلیٰ درجہ کی ہیں ان کی حفاظت کیجیے، حرزِ جاں بنائیے اور ان پر عمل کیجیے۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔ (اٰل عمران ۵۳)

وصلی اللہ علیٰ سیدنا مُحَمَّدٍ وَّ عَلیٰ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ سَلَّمَ۔

مُحمّد فواد عبد الباقی

اَللُّؤْلُؤُ وَالمَرْجَان

فيما اتفق عليه الشيخان

مُلاحظہ

اللؤلؤ والمرجان کی احادیث کو صحیح بخاریؒ اور صحیح مُسلمؒ
میں تلاش کرنے کے لیے ھدایات

صحیح بخاریؒ میں حدیث "عنوانِ کتاب" اور "عنوانِ باب" کے ذیل میں تلاش کیجیے۔
ہر حدیث کے ساتھ اس حدیث کے لیے امام بخاریؒ کا قائم کردہ "عنوانِ کتاب" و "باب" معہ نمبر شمار حوالہ کی غرض سے عربی رسم الخط میں درج کردیا گیا ہے۔
اور صحیح مسلمؒ میں حدیث کو اسی عنوانِ کتاب و باب کے تحت تلاش کیجیے جو عنوان اللؤلؤ والمرجان میں اس حدیث کے لیے باندھا گیا ہے۔ کیونکہ:
اللؤلؤ والمرجان میں ترتیب ابواب وکتب صحیح مسلمؒ کی ترتیب کے مطابق ہے اور کتاب و باب کا نمبر شمار بھی وہی ہے جو صحیح مسلمؒ میں ہے البتہ یہ تسلسل کسی کسی مقام پر اس وقت منقطع ہو جاتا ہے جب مسلم کے کسی باب کا عنوان کسی ایسی حدیث پر مشتمل ہوتا ہے جو صرف مسلم میں موجود ہونے اور بخاری میں نہ ہونے کی بنا پر متفق علیہ نہیں قرار پاتی اور اللؤلؤ والمرجان میں نہیں لی جا سکتی۔ ایسی صورت میں اس باب کا نمبر مسلسل نمبر شمار میں سے چھوٹ جاتا ہے۔
جیسا کہ ہم اس بات کا ذکر مقدمۂ کتاب میں بھی کر چکے ہیں۔

مُقدّمہ

رسُولِ اکرم ﷺ کی طرف جھُوٹ (ایسی بات جو آپؐ نے نہ فرمائی ہو) منسُوب کرنا بہُت بڑا گناہ ہے اور اس پر آپؐ نے شدید وعید فرمائی ہے

۱ــــ حدیث علی ؓ : حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے مُتعلق جھُوٹ مت بولو۔ یعنی ایسی بات جو میں نے نہ کہی ہو، اپنی طرف سے گھڑ کر میری جانب منسُوب نہ کرو۔ اس لیے کہ جو میرے بارے میں جھُوٹ گھڑے گا، وہ ضرور جہنّم میں جائے گا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳ العلم : باب ۳۸ اثم من کذب علی النبی

۲ــــ حدیث انس ؓ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: مجھے تمھارے سامنے زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے جو چیز روکتی ہے، وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے : جو شخص عمداً جھُوٹی بات گھڑ کر میری طرف منسُوب کرے گا، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳ العلم : باب ۳۸ اثم من کذب علی النبی ﷺ

۳ــــ حدیث ابوھریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص عمداً کوئی جھُوٹ گھڑ کر میری طرف منسُوب کرے گا، اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنالے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳ العلم : باب ۳۸ اثم من کذب علی النبی

۴ــــ حدیث مغیرہ ؓ : حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں : میں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ میرے بارے میں جھُوٹ بولنا کسی دُوسرے شخص کے بارے میں جھُوٹ بولنے کی مانند نہیں ہے۔ جو شخص عمداً جھُوٹ گھڑ کر میری طرف منسُوب کرے گا، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۳ الجنائز : باب ۳۴ مایکرہ من النیاحة علی المیت

کتابُ الایمَان

باب ۱ : ایمان کی تعریف اور ایمان کی امتیازی خصوصیات

۵ — حدیث ابُوھریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں : ایک دن آں حضرت ﷺ لوگوں کے سامنے تشریف فرما تھے کہ آپؐ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے دریافت کیا : یارسولؐ اللہ! ایمان (کی ماہیت) کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا : ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ تم اللہ کی ذات پر، ملائکہ کے وجود پر، روزِ حشر اللہ کے حضور پیش ہونے پر، اللہ کے رسولوں کے برحق ہونے پر ایمان لاؤ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا یقین رکھو۔ اُس نے مزید سوال کیا : یارسُولؐ اللہ! اسلام (کی تعریف) کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا : اسلام یہ ہے : (۱) تم محض اللہ کی عبادت کرو اور عبادت میں کسی غیر کو اللہ کا شریک نہ بناؤ۔ (توحید فی العبادہ) (۲) اور فرض نمازیں ادا کرو۔ (۳) زکاۃ دو (۴) اور رمضان کے روزے رکھو۔ پھر اُس نے عرض کیا : یارسولؐ اللہ! احسان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا : احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اس لیے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تو یقیناً تم کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے سوال کیا : یارسُولؐ اللہ! قیامت کب برپا ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا : جس سے سوال کیا گیا ہے قیامت کے بارے میں وہ بھی سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ میں تم کو قیامت برپا ہونے کی کچھ شرائط (نشانیاں) بتائے دیتا ہوں۔ جب لونڈی اپنا آقا جنے گی اور جب اونٹوں کے سیاہ فام (وحشی اور غیر مہذب) چرواہے بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر بازی لے جائیں گے۔ دراصل قیامت کا علم اُن پانچ امورِ غیبیہ میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپؐ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی :

اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ‌ۚ وَيُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ‌ۚ وَيَعۡلَمُ مَا فِى الۡاَرۡحَامِ‌ؕ وَمَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدًا‌ؕ وَمَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌۢ بِاَىِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ‌ؕ (لقمان : ۳۴)

"اس گھڑی (قیامت) کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ وہی بارش برساتا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے۔ کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کو موت آنی ہے۔"

حضرت ابوھریرہ ؓ کہتے ہیں کہ اس گفتگو کے بعد وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا تو معاً آپؐ نے فرمایا : "اسے واپس بلاؤ"

چنانچہ صحابہ کرامؓ نے اسے تلاش کیا۔ لیکن اس کا کوئی سُراغ نہ ملا تو آپؐ نے فرمایا: "یہ جبرائیل علیہ السلام تھے، جو اس غرض سے آئے تھے کہ اس طرح لوگوں کو دین کے ضروری امور کی تعلیم حاصل ہو۔"

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲ الایمان باب ۳۷ سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام

باب ۳ : نماز اسلام کا ایک اہم رکن ہے

۶ ـــــ حدیث طلحہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ: حضرت طلحہؓ بیان کرتے ہیں: آں حضرت ﷺ کی خدمت میں نجد کا رہنے والا ایک شخص اس حال میں حاضر ہوا کہ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی گنگناہٹ تو سُنائی دیتی تھی لیکن بات سمجھ میں نہیں آتی تھی، حتیٰ کہ جب وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ اسلام کے متعلق دریافت کر رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ۱۔ دن اور رات (کے چوبیس گھنٹوں) میں پانچ نمازیں۔ اُس نے سوال کیا: کیا ان کے علاوہ کوئی اور نماز بھی مجھ پر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: (فرض) نہیں ہے۔ ہاں، اگر تم رضا کارانہ ادا کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔ اور آپؐ نے فرمایا: ۲۔ ماہِ رمضان کے روزے۔ سائل نے دریافت کیا: کیا رمضان کے علاوہ کوئی اور روزہ بھی مجھ پر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: (فرض) نہیں ہے البتہ اگر تم رضا کارانہ رکھنا چاہو تو رکھ سکتے ہو۔ آپؐ نے اسے زکاۃ کے بارے میں بھی بتایا۔ اس شخص نے دریافت کیا: کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی کوئی ادائیگی ضروری ہے؟ آپؐ نے فرمایا: (فرض) نہیں ہے البتہ تم رضا کارانہ جو کچھ دینا چاہو، دے سکتے ہو۔ راوی کہتے ہیں: پھر وہ شخص واپس جانے کے لیے مُڑ گیا اور کہتا جاتا تھا: بخدا میں نہ اس میں کوئی اضافہ کروں گا اور نہ کسی قسم کی کمی۔ آپؐ نے (اُس شخص کی یہ بات سُن کر) فرمایا: فلاح پا گیا اگر اس نے اپنی بات سچ کر دکھائی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲ الایمان: باب ۳۴ الزکاۃ من الاسلام

باب ۵ : اُس ایمان کا بیان جس کا حامل جنت میں داخل ہوگا

۷ ـــــ حدیث ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسُول اللہ ﷺ! مجھے ایسا عمل بتایئے جس کو انجام دینے سے میں جنت میں داخل ہوسکوں۔ (اس شخص کو آگے بڑھتے اور آن حضرت ﷺ سے مخاطب ہوتے دیکھ کر) لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اسے کیا ہوا ہے؟ کیوں اس طرح بات کر رہا ہے؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: کچھ نہیں ہوا۔ اسے مجھ سے کام ہے۔ اسے کہنے دو۔ پھر آپؐ نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا: اللہ کی عبادت ایسے خُلوص سے کرو کہ اللہ کے سوا نہ صرف یہ کہ کسی غیر کی عبادت نہ کرو بلکہ اللہ کی جو عبادت کرو، اس میں بھی شرکت غیر کا شائبہ نہ ہو۔ خالصتاً اللہ کی اور لوجہ اللہ ہو۔ نماز قائم کرو۔ زکاۃ ادا کرو اور رشتہ داروں سے میل جول اور حُسنِ سلوک کرو۔ پھر فرمایا: "اسے چھوڑ دو۔" راوی کہتے ہیں: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اونٹنی پر سوار تھا اور اسے روک کر آپؐ سے استفسار کر رہا تھا۔ چنانچہ جواب دینے کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اپنی سواری کو چلنے دو۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۱۰ فضل صلۃ الرحم

---

[1] یا یہ بھی امکان ہے کہ آن حضرتؐ اپنی سواری پر تشریف فرما ہوں اور اس شخص نے بوقت گفتگو آپؐ کی سواری کی باگ پکڑ رکھی ہو اور آپؐ نے جواب دینے کے بعد فرمایا ہو "اسے (باگ) چھوڑ دو۔" مرتب

۸ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا : یارسولؐ اللہ ! مجھے ایسا عمل بتائیے جس کو انجام دینے سے جنّت میں داخل ہوجاؤں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا : اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ عبادت میں اللہ کے ساتھ کسی غیر اللہ کو اللہ کا شریک نہ بناؤ۔ فرض نمازیں اور مقررہ زکاۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ اس اعرابی نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ میں ان احکام پر بلاکم وکاست پورا پورا عمل کرونگا، یہ کہہ کر جب وہ شخص واپس جانے کے لیے مُڑا تو آپؐ نے فرمایا : جسے یہ بات مرغوب ہو کہ کسی جنّتی کو دیکھے، وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب الزکاۃ باب وجوب الزکاۃ

۹ ــــ حدیث ابن عمر ؓ : حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا : اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر رکھی گئی ہے : (۱) یہ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسُول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکاۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ کا حج کرنا اور (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب الایمان : باب دعاؤکم ایمانکم۔

باب : اللہ تعالیٰ، رسُول اللہ ﷺ اور احکام دین پر خود ایمان لانے اور دُوسروں کو ان سب پر ایمان لانے کی دعوت دینے کا حُکم :

۱۰ ــــ حدیث ابن عباس ؓ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپؐ نے فرمایا : کون لوگ ہیں ؟ یا (آپؐ نے فرمایا) کس قبیلہ کا وفد ہے ؟ ان لوگوں نے عرض کیا : ہمارا تعلق قبیلۂ ربیعہ سے ہے۔ آپؐ نے فرمایا : "تم لوگوں" یا[۱] "وفد" کو خوش آمدید ! باعزّت اور سُرخرو آؤ ! ان لوگوں نے عرض کیا : یارسُولؐ اللہ ! ہم آپؐ کی خدمت میں صرف "شہر الحرام" (حرمت والا مہینہ) میں حاضر ہوسکتے ہیں کیونکہ ہمارے اور آپؐ کے درمیان یہ قبیلہ یعنی کفّارِ مضر کا قبیلہ حائل ہے۔ لہٰذا آپؐ ہمیں ایسے جامع اور قطعی امور تلقین فرما دیجیے جو ہم ان لوگوں کو بھی جاکر بتادیں جو ہمارے ہمراہ آپؐ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکے اور جن پر عمل کرکے ہم جنّت داخل ہوجائیں (گویا جن کو سیکھ لینے کے بعد دینی امور کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے باربار نہ آنا پڑے اور انہی پر عمل کرنے سے ہم جنّت میں داخل ہوجائیں) علاوہ ازیں ان لوگوں نے آپؐ سے مشرُوبات کے متعلق بھی دریافت کیا۔ چنانچہ آپؐ نے انھیں چار باتوں کے کرنے کا حُکم دیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔ آپؐ نے انھیں حکم دیا کہ سب کو چھوڑ کر صرف اللہ واحد پر ایمان لائیں۔ پھر فرمایا : تمھیں معلُوم ہے کہ اللہ واحد پر ایمان لانے کا مفہوُم کیا ہے ؟ اُنھوں نے عرض کیا : اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسُولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا : ایمان باللہ سے مراد یہ گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبُود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اور انھیں

---

[۱] راوی کو اس بات میں شک ہے آپؐ نے کیا الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ (مُرتّبؔ)

حکم دیا کہ نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں اور ماہ رمضان کے روزے رکھیں اور غنیمت میں سے خمس (پانچواں حصّہ) بیتُ المال میں دیا کریں۔ نیز چار چیزوں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا یعنی چار قسم کے برتنوں حنتم، دُبّا، نقیر اور مزفّت میں پانی رکھنے اور پینے سے منع فرمایا[1] (راوی کہتے ہیں : ابن عباس رضی اللہ عنہما کبھی کبھی "نقیر" کی بجائے "مقیّر" بولا کرتے تھے) نیز آپ ﷺ نے ان لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ ان احکام کو بخوبی ذہن نشین کر لو اور جو لوگ تمھارے علاقے میں پیچھے رہ گئے ہیں اور یہاں حاضر نہیں ہو سکے، اُن کو بھی ان احکام سے مطلع کر دو۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲ الایمان باب ۴۰ اداء الخمس من الایمان۔

۱۱ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا : "اے معاذ! تم ایسے لوگوں کی طرف جا رہے ہو جو اہلِ کتاب ہیں لہٰذا تم سب سے پہلے انھیں اللہ کی عبادت کی دعوت دینا۔ اگر وہ اللہ کو پہچان لیں (تمھاری دعوت قبول کر لیں) تو انھیں بتانا کہ اللہ نے ان پر دن اور رات (کے چوبیس گھنٹوں) میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ یہ بھی قبول کر لیں تو انھیں مطلع کرنا کہ اللہ نے ان پر ان کے مال کی زکاۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور انہی کے غربا میں تقسیم کی جائے گی اگر وہ اس حکم کو بھی تسلیم کر لیں اور ادائے زکاۃ پر آمادہ ہو جائیں تو ان کی زکاۃ وصول کرنا، خبردار! لوگوں کے بہترین مال کو ہاتھ نہ لگانا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲۴ الزکاۃ : باب ۶۳ لا توخذ کرائم اموال الناس فی الصدقۃ۔

۱۲ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو ارشاد فرمایا : مظلوم کی بددُعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ مظلوم کی فریاد اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۴۶ المظالم : باب ۹ الاتقاء والحذر من دعوۃ المظلوم۔

باب ۸ : غیر مسلموں سے اس وقت تک جنگ کی جائے جب تک کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کا اقرار نہ کر لیں :

۱۳ــــ حدیث ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ وفات پا گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں عرب کے بعض قبائل نے زکاۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کس طرح لوگوں سے جنگ کریں گے جب کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے : "مجھے لوگوں سے اس وقت تک جنگ

[1] یعنی ان برتنوں میں نبیذ تیار کرنے سے منع فرمایا : "حنتم" : ایسے سبز یا سرخ رنگ کے گھڑے کو کہتے ہیں جس کی گردن پہلو کی جانب رکھی جاتی ہے اور مٹی میں بال اور خون ملا کر بنایا جاتا ہے یا ایسے لاکھی گھڑے کو جس پر لاکھ اور کانچ کا لیپ کیا گیا ہو ــــ "دُبّاء" : ایسا برتن جو کدو کی تونبی سے بنایا جاتا ہے ــــ "مزفّت" : ایسا برتن جو رال کا لیپ کر کے بنایا جاتا ہے ــــ "نقیر" : یہ برتن کھجور کی جڑ میں کھُدائی کر کے بنایا جاتا تھا اور اس میں شراب رکھی جاتی تھی ــــ "المُقیّر" : روغنی برتن جس پر "قار" (کول تار) یا "قیر" کا لیپ کیا گیا ہو۔ (قار ایک بوٹی ہے جسے سکھا کر اور جلا کر رال کی طرح اس کا لیپ کشتیوں وغیرہ پر کیا جاتا تھا)۔ (مرتّب)

کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں۔ چنانچہ جس شخص نے اس کلمۂ طیبہ کی شہادت دے دی، اس نے اپنا جان و مال محفوظ کر لیا۔ اب اسے میرے ہاتھوں نقصان پہنچنے کا کوئی خطرہ نہیں۔ اِلّا یہ کہ از رُوئے اسلام اس پر کوئی حق واجب الادا ہو۔ اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔" اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: خُدا کی قسم! میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور روزہ میں فرق کرے گا، کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے (جس کا ادا کرنا اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے) بخدا! اگر ان لوگوں نے مجھے ایک اونٹنی کے دینے سے بھی انکار کیا (جس طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے) تو میں ان سے اس انکار کی بنا پر جنگ کروں گا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ (بعد میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ خدا کی قسم اصل بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کا شرح صدر فرما دیا تھا اور میں سمجھ گیا تھا کہ حضرت صدیقؓ کا موقف ہی برحق ہے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲۴ الزکاۃ : باب ۱ وجوب الزکاۃ۔

۱۴ — حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں۔ چنانچہ جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیا اس نے اپنا جان و مال مسلمانوں کی دسترس سے محفوظ کر لیا سوائے اس کے کہ اس پر کوئی قانونی حق واجب الادا ہو اور (اس اقرار کے بعد) اس کا حساب اللہ کے سپرد ہو گیا۔"

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۵۶ الجہاد : باب ۱۰۲ دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام والنبوۃ۔

۱۵ — حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں تاآنکہ وہ لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کی شہادت دیں، نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔ جب لوگ ان افعال و اعمال پر کاربند ہو جائیں گے تو ان کا جان و مال میرے ہاتھوں کی (رسائی) سے محفوظ ہو جائے گا سوائے اس حق کے جو از رُوئے اسلام ان پر واجب الادا ہو گا اور ان کے باطن کا حساب اللہ کے سپرد ہو گا۔"

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲ الایمان : باب ۱۷ فان تابوا واقاموا الصلاۃ وآتوا الزکاۃ فخلوا سبیلہم

باب ۹ : ایمان کی ابتدا "لا الٰہ الا اللہ" کے اقرار سے ہوتی ہے :

۱۶ — حدیث مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ: حضرت مسیبؓ بیان کرتے ہیں: جب ابوطالب کا وقتِ وفات قریب آیا، تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت ابوطالب کے پاس ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ موجود تھے۔ آپؐ نے فرمایا "چچا جان! کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیجیے۔ یہی وہ کلمہ ہے جس کی بنا پر میں بارگاہِ ایزدی میں آپ کے مسلمان ہونے کی شہادت دوں گا۔" اس موقع پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی اُمیہ نے کہا: اے ابوطالب! کیا تم دینِ عبدالمطلب سے منحرف ہو جاؤ گے؟ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل ابوطالب کے سامنے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لینے کی دعوت پیش کرتے رہے اور وہ دونوں (ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ) اپنی بات دہراتے رہے۔ حتیٰ کہ ابوطالب نے آخری بات جو ان دونوں سے کہی، وہ یہ تھی: "میں دینِ عبدالمطلب پر قائم ہوں" اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے باوجود آپؐ

نے ارشاد فرمایا "بخدا میں آپ کے لیے اس وقت تک استغفار کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اسی واقعہ کے پس منظر میں یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۱۱۳﴾ التوبہ۔

"نبیؐ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔"

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۸۱ اذا قال المشرک عند الموت لا الٰہ الا اللہ۔

باب ۱۰: جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور ایسا ایمان لے کر حاضر ہوگا جس میں ذرا بھی شک کی آمیزش نہ ہوگی وہ سیدھا جنّت میں جائے گا، آتش دوزخ اس پر حرام ہے!

۱۷ ــــ حدیث عبادہ ؓ: حضرت عبادہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے یہ شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ شہادت دی کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ شہادت دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اللہ کے رسول اور کلمۃ اللہ ہیں جو اس نے حضرت مریمؑ کی طرف القا فرمایا تھا اور روح اللہ ہیں نیز یہ شہادت دی کہ جنّت اور دوزخ برحق ہیں۔ اللہ تعالےٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں۔ راویانِ حدیث میں سے ایک راوی نے یہ مزید اضافہ کیا ہے کہ جنّت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گا جنّت میں داخل ہو سکے گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۴۷ قولہ: يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ۔

۱۸ ــــ حدیث معاذ بن جبل ؓ: حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آپؐ ہی کی سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھا تھا اور میرے اور آپؐ کے درمیان صرف کجاوے کی لکڑی حائل تھی، اچانک آپ نے فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! لبیک وسعدیک! (میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں) پھر آپ کچھ دیر چلتے رہے اور اس کے بعد دوبارہ فرمایا: اے معاذ! میں نے پھر عرض کیا: یا رسولؐ اللہ "لبیک وسعدیک"! پھر آپ مزید کچھ دیر چلتے رہے اور سہ بارہ فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کیا: "لبیک وسعدیک" یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے"؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اللہ کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی غیر کو عبادت میں ذرا بھی اس کا شریک نہ ٹھہرائیں"۔ یہ ارشاد فرما کر آپؐ کچھ دیر (خاموشی سے) چلتے رہے اس کے بعد فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا: لبیک یا رسولؐ اللہ! وسعدیک! آپؐ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ جب بندے اللہ کا حق ادا کر دیں تو اللہ پر بندوں کا حق کیا ہے"؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور رسول اللہ بہتر جانتے ہیں: آپؐ نے فرمایا: "بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ پھر وہ ان کو عذاب نہ دے"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۱۰۱ ارداف الرجل خلف الرجل۔

۱۹ —— حدیثِ معاذ ﷺ : حضرت معاذ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے عفیر نامی گدھے پر سوار تھا آپؐ نے فرمایا : اے معاذ! کیا تمھیں معلوم ہے بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے ؟ اور اللہ پر بندوں کا حق کیا ہے ؟ میں نے عرض کیا : اللہ اور رسولؐ اللہ بہتر جانتے ہیں! آپؐ نے فرمایا : بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور عبادت میں اس کے ساتھ کسی غیر کو ذرا بھی شریک نہ بنائیں اور اللہ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے وہ اسے عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا : یا رسُول اللہ! کیا میں یہ خوشخبری لوگوں تک نہ پہنچا دوں ؟ آپؐ نے فرمایا : نہیں انھیں یہ خوشخبری نہ دو کہ پھر وہ اسی پر بھروسہ کرکے بیٹھ رہیں گے (اور عمل میں کوتاہی کریں گے)۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۶ الجهاد : باب ۴۶ اسم الفرس والحمار

۲۰ —— حدیث انس بن مالک ﷺ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر جبکہ حضرت معاذ ﷺ نبی کریم ﷺ کی سواری پر آپؐ کے پیچھے سوار تھے۔ حضورؐ نے معاذؓ سے فرمایا : اے معاذؓ! حضرت معاذؓ نے عرض کیا : لبیک یا رسُول اللہ و سعدیک! حضرت انس کہتے ہیں کہ تین مرتبہ آں حضرتؐ نے حضرت معاذؓ کو مخاطب کیا اور ہر مرتبہ حضرت معاذؓ نے یہی الفاظ دہرائے۔ تیسری مرتبہ آپؐ نے فرمایا : جو کوئی سچے دل سے اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اللہ اس پر دوزخ کی آگ حرام کردے گا۔ حضرت معاذؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! کیا میں اس بات سے لوگوں کو مطلع نہ کردوں کہ وہ خوش ہو جائیں ؟ آپؐ نے فرمایا : نہیں! اگر تم ان کو یہ بات بتا دو گے تو وہ اسی پر بھروسہ کرکے بیٹھ رہیں گے۔ چنانچہ حضرت معاذؓ نے یہ حدیث اپنے انتقال کے وقت بیان کی وہ بھی اس خیال سے کہ حدیث نہ بیان کرنے کی وجہ سے گناہ گار نہ ہوں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳ العلم : باب ۴۹ من خص بالعلم قومًا دون قوم

باب ۱۲ : ایمان کی شاخوں کا بیان

۲۱ —— حدیثِ ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : ایمان کی ساٹھ سے زائد شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲ الایمان : باب ۳ امور الایمان۔

۲۲ —— حدیثِ ابن عُمر ﷺ : حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک "انصاری" کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا (کہ حیا اچھی بات نہیں ہے) تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو (حیا سے منع نہ کرو) کیونکہ حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲ الایمان : باب ۱۶ الحیاء من الایمان

۲۳ —— حدیثِ عمران بن حصین ﷺ : حضرت عمرانؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : حیا صرف بھلائی لاتی ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۸ الادب : باب ۷۷ الحیاء

باب ۱۴ : اسلام کے بعض اعمال کی بعض پر فضیلت کا بیان اور یہ کہ از روئے اسلام سب سے افضل کون سے کام ہیں ۔

۲۴ــــ حدیثِ عبداللہ بن عمرؓ : حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں : ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ اسلام کے اعمال میں سے کون سا عمل سب سے افضل ہے ؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا : سب سے بہتر عمل یہ ہیں کہ تم غرباء و مساکین کو کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو خواہ شناسا ہو یا اجنبی سلام کرو۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲ الایمان ۔ باب ۶ طعام الطعام من الاسلام

۲۵ــــ حدیثِ ابوموسیٰؓ : حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے دریافت کیا : یارسول اللہ! کس شخص کا اسلام سب سے بہتر ہے ؟ آپؐ نے فرمایا : جس کی زبان اور ہاتھ (کے شر) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲ الایمان : باب ۵ ایّ الاسلام افضل

باب ۱۵ : جو شخص مندرجہ ذیل اوصاف و خصائل سے آراستہ ہوگا وہی ایمان کی حلاوت محسوس کر سکے گا ۔

۲۶ــــ حدیثِ انسؓ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا :

① وہ جسے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کل ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔
② وہ جو اگر کسی شخص سے محبت کرے تو محض اللہ کے لیے کرے (کسی اور غرض سے نہ کرے)
③ وہ جسے کفر کی حالت کی طرف واپس لوٹنا اتنا ناپسند اور تکلیف دِہ ہو جتنا آگ میں ڈالا جانا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲ الایمان : باب ۹ حلاوۃ الایمان ۔

باب ۱۶ : رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے اہل و عیال، ماں باپ اور دُنیا کے سب لوگوں سے زیادہ محبّت رکھنا واجب ہے

۲۷ــــ حدیثِ انسؓ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا : تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے والدین، اولاد اور ساری دنیا کے انسانوں سے زیادہ محبوب[1] نہیں رکھتا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲ الایمان باب ۸ حبّ الرسول من الایمان ۔

---

[1] حدیث میں جس محبت کا ذکر ہے اس سے مراد طبعی اور غیر اختیاری محبّت نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اختیاری محبّت کی جائے۔ یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپؐ کے ارشاد کی تعمیل کو سب پر حتیٰ کہ ماں، باپ، بیوی، اولاد اور دوست آشنا سب کی اطاعت و تعمیل پر مقدم جانے۔ (مرتّب)

باب ۱۷ : یہ بات بھی ایمان کے اوصاف میں سے ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے مُسلمان بھائی کے لیے پسند کرے

۲۸ ـــ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کیلئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲ الایمان : باب ۷ من الایمان ان یحب لأخیه الخ

باب ۱۹ : ہمسائے اور مہمان کی عزّت و تکریم کرنا اور یہ خوبی کہ اگر بولے تو بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے ایمان کا حصّہ ہیں

۲۹ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کا احترام کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اگر بولے تو بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے

اخرجه البُخاری فی : کتاب ۷۸ الادب : باب ۳۱ من کان یُؤمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فلا یؤذِ جاره

۳۰ ـــ حدیث ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ : حضرت ابوشریحؓ کہتے ہیں کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا جب نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا : جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کا احترام کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزّت کرے۔ "جائزہ" اور خاطر مدارات سے۔ سوال کیا گیا کہ یا رسولؐ اللہ" جائزہ "کب تک ہے! آپؐ نے فرمایا : جائزہ ایک دن رات ہے اور ضیافت تین دن رات ! اور جو اس سے بھی بڑھ جائے وہ پھر اس کے لیے صدقہ ہو گا۔ اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اگر بولے تو بھلائی کی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۸ الادب : باب ۳۱ مَن کان یؤمن باللّٰه والیوم الاخر فلا یؤذِ جاره۔

باب ۲۰ : ایمان والوں کا ایمان کے اعتبار سے ایک دوسرے سے افضل ہونے اور ایمان میں اہل یمن کے بڑھ جانے کا ذکر

۳۱ ـــ حدیث ابومسعودٌ عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت عقبہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے یمن کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا : ایمان یمنی ہے یعنی ادھر (یمن میں) ہے اور یاد رکھو سختی اور سنگ دلی ان اُونٹوں کے چرواہوں میں پائی جاتی ہے جو اونٹوں کی دُموں کے پاس کھڑے ہو کر ہانک لگاتے ہیں یعنی ربیعہ اور مضر کے قبائل میں، جہاں سے شیطان کے دونوں سینگ نکلتے ہیں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۹ بدء الخلق۔ باب ۱۵ خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال

۳۲۔ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، یہ لوگ نرم دل اور لطیف مزاج کے مالک ہیں، "فقہ" یمنی ہے اور "حکمت" یمن والوں کی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ٦٤ المغازی ۔ باب ٧٤ قدوم الاشعریین واھل الیمن

۳۳۔ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کفر کا سرچشمہ مشرق کی جانب ہے اور فخر و غرور مالکانِ اسپ و شتر میں پایا جاتا ہے جو بڑے بڑے ریوڑ پالنے والے اور ہانکا کرنے والے وحشی ہیں، اور اطمینانِ قلب اور بُردباری بھیڑ بکریاں پالنے والوں کا وصف ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ٥٩ بدء الخلق: باب ١٥ خیر مال المسلم غنم یتبع بھا شعف الجبال۔

۳۴۔ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: مَیں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا کہ فخر و غرور اُونٹوں کے وحشی مالکوں کا خصوصی وصف ہے۔ اور سکون و طمانیت (نرم خوئی) بھیڑ بکریاں پالنے والوں کا خاصہ ہے اور ایمان یمن والوں میں ہے اور حکمت و دانائی بھی یمن سے تعلق رکھتی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ٦١ المناقب ۔ باب ١ قول اللہ تعالیٰ:
(یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا)۔

باب ٢١ : دین (کی رُوح دُوسروں کی) خیر خواہی ہے

۳۵۔ حدیثِ جریر بن عبداللہ ﷺ : حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسُول اللہ ﷺ کے دستِ مُبارک پر بیعت کی تھی کہ "احکامِ الٰہی کو سنوں گا اور اطاعت کروں گا اور ہر مسلمان کی بھلائی چاہوں گا۔" تو آپؐ نے مجھے تلقین فرمائی تھی کہ کہو: "جس قدر میری بساط میں ہوگا۔"

اخرجہ البخاری فی: کتاب ٩٣ الاحکام: باب ٤٣ کیف یبایع الامام النّاس۔

باب ٢٢ : گناہوں کے ارتکاب سے ایمان ناقص ہو جاتا ہے۔ اور جب گنہگار کے ایمان کی نفی کی جاتی ہے تو اس سے مُراد دراصل ایمان کامل کی نفی ہوتی ہے۔

۳۶۔ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زانی بحالتِ زنا مومن نہیں ہوتا بعینہٖ شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا اور چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ کوئی شخص اس وقت مومن نہیں ہوتا جب وہ کوئی قیمتی مال لوٹ رہا ہو اور لوگ اس کی وجہ سے اس کی طرف نگاہیں اٹھائیں یعنی لوگوں کی نظروں کے سامنے لُوٹ کرلے جائے۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ٧٤ اشربہ: باب ١ قول اللہ عزوجل: (اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ)

[1] علمائے محققین نے اس حدیث کے معنی یہ لیے ہیں کہ ان افعال کے ارتکاب کے وقت اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا، یہ تاویل اس بنا پر کی ہے کہ (باقی اگلے صفحہ پر دیکھیں)

باب ۲۳ : منافق کی خصلتوں کا بیان

۳۷ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ : حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں جو اگر سب کی سب کسی شخص میں موجود ہوں تو وہ پورا منافق ہوگا۔ اور جس شخص میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے گی اس میں نفاق کی ایک صفت موجود ہوگی تا آنکہ اس کو ترک نہ کردے: اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، اور اگر عہد کرے تو دھوکہ دے اور جب جھگڑے تو بدگوئی کرے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲ الایمان : باب ۲۴ علامة المنافق

۳۸ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے (۲) وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کا مرتکب ہوتا ہے (۳) اور اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲ الایمان : باب ۲۴ علامة المنافق

باب ۲۴ : مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان

۳۹ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہہ کر پکارتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۸ الادب ۔ باب ۷۳ من کفر اخاه بغیر تاویل

باب ۲۵ : اس شخص کی ایمانی حالت کا بیان جو دانستہ خود کو اپنے حقیقی باپ کی بجائے دوسرے باپ کی طرف منسوب کرے۔

۴۰ــــ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: کہ جس شخص نے دیدہ دانستہ خود کو اپنے باپ کی بجائے دوسرے باپ کی طرف منسوب کیا اس نے کفر کیا اور جس نے کسی ایسی قوم (قبیلہ) میں سے ہونے کا دعویٰ کیا جس سے اس کا کوئی نسبی رشتہ نہ ہو تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۱ المناقب : باب ۵ حدثنا ابومعمر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: حضرت ابوذرؓ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائیگا خواہ زنا یا چوری کرے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ صرف جرم شرک کو ہرگز معاف نہیں فرمائے گا اور اس کے علاوہ دوسرے جرائم جس کے چاہے گا معاف فرما دے گا: (مرتب)

۴۱ــــ حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے آباؤ اجداد سے انحراف کر کے خود کو دوسروں کی طرف منسوب نہ کرو کیونکہ اپنے حقیقی باپ کے باپ ہونے سے انکار کرنا کفر ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۵ الفرائض: باب ۲۹ من ادعیٰ الی غیر ابیه

۴۲ــــ حدیثِ سعد بن ابی وقاص و ابوبکرہ رضی اللہ عنہما: حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ: جو شخص جانتے بوجھتے یہ دعوی کرے کہ اس کا باپ اس کے حقیقی والد کے علاوہ کوئی دُوسرا شخص ہے اس پر جنّت حرام ہے ــــ یہ حدیث جب حضرت ابوبکرہؓ کے سامنے بیان کی گئی تو انھوں نے کہا اس حدیث کو میں نے اپنے دونوں کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سُنا اور میرے حافظہ نے اسے یاد رکھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۵ الفرائض: باب ۲۹ من ادعیٰ الی غیر ابیه

باب ۲۶ : مُسلمان کو گالی دینا اور بُرا بھلا کہنا گناہ ہے اور مُسلمانوں سے جنگ کرنا کُفر ہے

۴۳ــــ حدیثِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ : حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مسلمان کو گالی دینا فسق اور مسلمانوں سے جنگ کرنا کفر ہے[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲ الایمان: باب ۳۶ خوف المومن من ان یحبط عمله وهو لا یشعر

باب ۲۷ : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ میرے بعد دوبارہ کافر نہ ہو جانا کہ ایک دُوسرے کو قتل کرنے لگو

۴۴ــــ حدیثِ جریر رضی اللہ عنہ : حضرت جریرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجھے حکم دیا کہ لوگوں کو خاموش رہنے کے لیے کہوں، چنانچہ جب لوگ خاموش ہو گئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: مسلمانو! میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ باہم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۴۳ الانصات للعلماء

۴۵ــــ حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالےٰ تم پر رحم فرمائے! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ باہم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۹۵ ماجاء فی قول الرجل ویلك

---

[1] مسلمانوں کو ناحق بُرا کہنا اور گالی دینا باجماع اُمت حرام ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے۔ لیکن مُسلمانوں سے جنگ کرنا کفر نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث کی تاویل کئی طریقوں سے کی گئی ہے (۱) مُسلمانوں سے جنگ کرنا حلال جانے اور جنگ کرے (۲) حدیث میں کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کہ شرعی کفر (۳) مسلمانوں سے جنگ کرنے کا انجام کفر ہے (۴) یہ عمل یعنی مسلمانوں سے جنگ کرنا کافروں کا کام ہے۔ (مرتبؒ)

باب ۳۰ : جو شخص کہے کہ بارش ستاروں کے اثر سے ہوئی ہے وہ کافر ہو گیا

۴۶ــــ حدیث زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ : حضرت زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر فجر کی نماز ادا کی، اس رات بارش ہوئی تھی اور صبح کے وقت نمی باقی تھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر دریافت فرمایا: تمھیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا؟ صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ اور رسول اللہ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: جناب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: (بارش ہونے کے بارے میں مختلف اعتقاد رکھنے کی بنا پر) آج صبح میرے بندوں میں سے کچھ مومن ہو گئے اور کچھ کافر ہو گئے۔ جس نے کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی ہے اُس نے مجھے مانا اور ستاروں کے موثر ہونے کا انکار کیا اور جس نے کہا کہ بارش فلاں ستارے کے اثر سے ہوئی ہے اس نے میرا انکار کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۱۰ الأذان : باب ۱۵۶ یستقبل الامام الناس اذا سلّم

باب ۳۱ : انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے

۴۷ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انصار سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بُغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲ الایمان : باب ۱۰ علامۃ الایمان حبُّ الانصار

۴۸ــــ حدیث براء رضی اللہ عنہ : حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انصار سے محبت صرف ایک مومن ہی کرتا ہے اور انصار سے بُغض کوئی منافق ہی رکھ سکتا ہے۔ چنانچہ جو شخص انصار سے محبت کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا اور جو انصار سے بغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس سے نفرت فرمائے گا۔

اخرجہ البُخاری فی : کتاب ۶۳ مناقب الانصار : باب ۴ حُبُّ الانصار

باب ۳۲ : عبادت اور بجا آوریٔ احکام میں کوتاہی کرنے سے ایمان میں کمی واقع ہو جاتی ہے

۴۹ــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ : حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحےٰ یا عید الفطر کے دن عیدگاہ میں جب خواتین کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا: اے گروہ خواتین! صدقہ دیا کرو کیونکہ مجھے (شب معراج) دکھایا گیا کہ جہنم میں تمھاری تعداد نسبتاً زیادہ ہے۔ خواتین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور خاوندوں کی ناشکر گزاری کرتی ہو۔ میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص ہونے کے باوجود عقلمند اور محتاط مرد کے عقل و ہوش کو تم سے زیادہ شکار کرنے والی ہو۔ خواتین نے عرض کیا: یا رسول اللہ

ہم دین وعقل کے لحاظ سے ناقص کس طرح ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے نصف نہیں ہے؟ خواتین نے عرض کیا یقیناً! آپ نے فرمایا: یہ چیز عورتوں میں عقل کم ہونے کی دلیل ہے۔ دوسرے! کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت بحالت حیض نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے؟ خواتین نے عرض کیا۔ درست ہے! آپ نے فرمایا: یہ چیز خواتین کے باعتبارِ دین ناقص ہونے کا ثبوت ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶ الحیض: باب ۶ ترك الحائض الصوم

باب ۳۴ : اللہ پر ایمان لانا سب اعمال سے افضل عمل ہے

۵۰ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا، کہ افضل ترین عمل کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا۔ پھر دریافت کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ۔ پھر دریافت کیا گیا کہ اس کے بعد کونسا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: حج مبرور[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲ الایمان: باب ۱۸ من قال ان الایمان هو العمل

۵۱ ــــ حدیث ابوذر ؓ: حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ پھر میں نے دریافت کیا: کیسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جو قیمت کے لحاظ سے گراں اور مالک کو سب سے زیادہ پسند ہو! میں نے عرض کیا: اگر میں یہ کام نہ کرسکوں تو؟ آپؐ نے فرمایا: کسی کام کرنے والے (کارکن) کی مدد کرو یا کسی ایسے شخص کا کام کردو جو کام کرنا نہیں جانتا یا کر نہیں سکتا۔ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا: اگر میں یہ بھی نہ کرسکوں؟ آپؐ نے فرمایا لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھو! یہ بھی ایک صدقہ ہے جو تم اپنی ذات پر کرتے ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۹ العتق: باب ۲ ای الرقاب افضل.

۵۲ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: بروقت نماز ادا کرنا! میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون سا عمل؟ آپؐ نے فرمایا: والدین سے حسنِ سلوک! میں نے پھر دریافت کیا: اس کے بعد کون سا عمل؟ آپؐ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ! حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ یہ باتیں مجھ سے خود آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمائیں۔ اور اگر میں مزید دریافت کرتا تو آپؐ یقیناً اور بھی بیان فرماتے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰة: باب ۵ فضل الصلوٰة لوقتها

باب ۳۵ : اس امر کا بیان کہ شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور شرک کے بعد دوسرے بڑے گناہ کیا کیا ہیں

۵۳ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا

---

[1] حج مبرور یعنی وہ مقبول حج جو خلوصِ نیت سے ادا کیا گیا ہو اور جس کی ادائیگی کے دوران کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔ بعض کے خیال میں حج مبرور وہ حج ہے جس کے بعد آدمی ہمیشہ کے لیے گناہوں سے توبہ کرلے اور نیک کاموں میں مصروف رہے۔ (مترجم)

کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تو کسی غیر اللہ کو اللہ کا ہمسر اور شریک ٹھہرائے، حالانکہ اللہ تیرا خالق ہے۔ میں نے عرض کیا: یہ تو واقعی بہت بُری بات اور بہت بڑا گناہ ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا: اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے بچے کو اس خیال سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے میں شریک ہو گا (بوجھ بنے گا)۔ میں نے پھر عرض کیا: اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر۔ تفسیر سورۃ البقرۃ: باب ۳ قوله تعالیٰ (فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا)

باب ۳۶ : کبیرہ گناہوں کا اور اُن سے بھی بڑے (اکبر الکبائر) گناہوں کا بیان

۵۴ ـــ حدیثِ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوبکرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمھیں نہ بتا دوں کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپؐ نے یہ کلمات تین بار دہرائے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ضرور بتا دیجیے! آپؐ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ غیر کو شریک بنانا اور والدین کی نافرمانی کرنا! یہ کلمات ارشاد فرماتے ہی آپ سیدھے بیٹھ گئے جب کہ پہلے آپؐ ٹیک لگائے آرام فرما رہے تھے اور مزید فرمایا۔ اور یاد رکھو جھوٹ بولنا (سب سے بڑا گناہ ہے) اس فقرے کو آپؐ اس حد تک بار بار دہراتے رہے کہ ہم نے اپنے دلوں میں کہا کہ کاش آپؐ خاموش ہو جائیں یعنی یہ تکرار فرمانا ترک کر دیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۲ الشهادات: باب ۱۰ ماقیل فی شهادة الزور

۵۵ ـــ حدیثِ انس رضی اللہ عنہ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ غیر کو شریک بنانا (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) انسان کو قتل کرنا (۴) اور جھوٹی گواہی دینا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۲ الشهادات: باب ۱۰ ماقیل فی شهادة الزور۔

۵۶ ـــ حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات تباہ و برباد کر دینے والے کاموں سے بچو! صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ، وہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) اس جان کو ہلاک (قتل) کرنا جس کا ہلاک کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اِلّا یہ کہ کسی حق کی بنا پر قتل کیا جائے (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال ہڑپ کرنا (۶) جنگ کے دن مُنہ موڑ کر بھاگ جانا (۷) اور پاک دامن بھولی بھالی مومن خواتین پر تہمت لگانا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۵ الوصایا: باب ۲۳ قول الله تعالیٰ: اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا

۵۷ ـــ حدیثِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے (گالی دے) دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے ہی والدین پر لعنت بھیجے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ اس طرح کہ کوئی شخص دوسرے شخص کے والد کو گالی دے اور وہ جواباً اس کے والدین کو گالی دے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۴ لا یسبّ الرجل والدیه۔

باب ۳۸ : جس شخص کا دامن بوقت مرگ شرک سے پاک ہوگا وہ جنّت میں جائے گا

۵۸ ـــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : جو شخص اس حالت میں مرا کہ اللہ کے ساتھ غیر کو شریک ٹھہراتا تھا وہ جہنم میں جائے گا (عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں) اور میں کہتا ہوں : جو شخص اس حال میں مرے گا کہ اس کا دامن شرک سے پاک ہو وہ جنّت میں جائے گا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۳ الجنائز : باب ۱ فی الجنائز ومن کان آخر کلامه لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

۵۹ ـــــ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : میرے پاس رب کی طرف سے ایک پیغامبر آیا اور اس نے مجھے خبر دی یا آپؐ نے فرمایا تھا : مجھے خوشخبری دی "کہ میری اُمّت میں سے جو شخص اس حالت میں مرے گا کہ اس کا دامن شرک سے پاک ہوگا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا : کہ خواہ اس نے زنا اور چوری کا ارتکاب کیا ہو؟ آپؐ نے فرمایا : ہاں خواہ اس نے زنا یا چوری جیسا جُرم بھی کیا ہو۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۳ الجنائز ـ باب ۱ فی الجنائز ومن کان آخر کلامه لا اله الا الله

۶۰ ـــــ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ : حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اس وقت آپؐ سفید چادر اوڑھے محوِ خواب تھے چنانچہ میں دوبارہ حاضر ہوا اب آپؐ بیدار ہوچکے تھے (اس موقع پر) آپؐ نے ارشاد فرمایا : جس شخص نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبُود نہیں۔ پھر اسی پر قائم رہتے ہُوئے مرگیا وہ ضرور جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا : خواہ اس نے زنا کیا ہو یا اس نے چوری کی ہو؟ آپؐ نے فرمایا : ہاں ! خواہ وہ زنا اور چوری کا مرتکب ہُوا ہو۔ میں نے پھر استعجاباً عرض کیا کہ واقعی خواہ اس نے زنا اور چوری کا ارتکاب کیا ہو؟ آپؐ نے فرمایا : ہاں ! خواہ زنا اور چوری جیسا جرم کیا ہو۔ میں نے سہ بارہ یہی الفاظ دہرائے کہ خواہ زنا اور چوری کا مرتکب ہُوا ہو؟ آپؐ نے فرمایا : ہاں ! خواہ زنا اور چوری کا مرتکب ہوا ہو اور خواہ یہ امر ابوذرؓ کے لیے کتنا ہی پریشان کن کیوں نہ ہو (علیٰ رغم انف ابی ذرؓ) حضرت ابوذرؓ جب بھی یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے " وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍّ " (خواہ ابوذرؓ اپنی ناک خاک آلُود کرلیں) ضرور کہا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۷ اللباس : باب ۲۴ الثیاب البیض

باب ۳۹ : کافر اگر زبان سے کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ادا کر دے تو اس کا قتل حرام ہو جاتا ہے

۶۱ ـــــ حدیث مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ (مقدادؓ بن عمرو کندی بھی یہی ہیں) حضرت مقدادؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میرا کسی کافر سے سامنا ہو جائے اور ہم ایک دوسرے سے باقاعدہ جنگ کریں جس میں وہ میرے ایک ہاتھ پر اپنی تلوار مار کر میرا ہاتھ کاٹ دے پھر وہ کسی درخت کی اوٹ میں چلا جائے اور کہے کہ میں اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہوں (اسلام قبول کرتا ہوں) : یارسُول اللہ ! کیا اس کے ایسا کہنے کے بعد میں اسے قتل کرسکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا : نہیں ! تم اسے قتل نہ کرو ! میں نے عرض کیا : یارسُول اللہ ! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ دیا ہے اور ہاتھ

کاٹنے کے بعد یہ الفاظ کہے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: کچھ بھی ہو تم اسے ہرگز قتل نہ کرو اور اگر تم اسے قتل کرو گے تو وہ اس مقام پر ہوگا جس پر اسے قتل کرنے سے پہلے تم تھے۔ اور تم اس مقام پر ہوگے جس پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے پہلے وہ تھا[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۱۲ حدثنی خلیفۃ

۶۲ــــ حدیثِ اسامہ بن زید ؓ: حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں "حُرقہ" کی جانب روانہ کیا اور ہم نے صبح دم ان پر حملہ کر کے انھیں شکست دے دی اور میں اور ایک انصاریؓ جوان اس قبیلہ کے ایک شخص کے پیچھے لگ گئے۔ پھر جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا یہ سنتے ہی انصاری نے تو اس سے اپنا ہاتھ روک لیا لیکن میں نے نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد جب ہم واپس آئے اور آں حضرت ﷺ کو میرے اس فعل کی اطّلاع پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: اے اسامہؓ! تم نے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا: اس نے جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا تھا۔ لیکن آپؐ مسلسل یہی فرماتے رہے کہ تم نے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی اسے قتل کر دیا۔ آپؐ نے اس فقرے کا اس قدر تکرار فرمایا کہ میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی: "کاش میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا" اور آپؐ کی ناراضگی کا ہدف نہ بنتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۴۵ بعث النبی ﷺ اسامہ بن زیدؓ الی الحرقات من جہینۃ

باب ۴۰: رسُول اکرم ﷺ کا ارشاد: جس نے ہمارے (مُسلمان کے) خلاف ہتھیار اُٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔

۶۳ــــ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسُول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے (مسلمان کے) خلاف ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں[2] (ہمارے طریقہ پر نہیں ہے)۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۹۲ الفتن: باب قول النبی ﷺ من حمل علینا السّلاح فلیس منّا

باب ۴۲: رُخسار پیٹنا، گریبان چاک کرنا اور زمانہ جاہلیّت کے نعرے لگانا حرام ہے

۶۴ حدیثِ ابو موسیٰ ؓ: حضرت ابو موسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۲ الفتن: باب قول النبی ﷺ من حمل علینا السلاح فلیس منا

۶۵ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے منھ

---

[1] یعنی مسلمان ہوجانے کی وجہ سے اس کا خون بہانا حرام ہوگیا ہے اور قصاص کی وجہ سے تمہارا خون حلال ہوگیا۔ علما کے درمیان اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان میدان جنگ میں کسی کافر کو لا الٰہ الا اللہ کہہ لینے کے بعد قتل کر دے، اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ اس پر کچھ نہیں، نہ قصاص نہ دیت نہ کفارہ کیونکہ ایک دوسری حدیث کے مطابق جو آگے آرہی ہے۔ حضرت اسامہؓ سے یہی فعل سرزد ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ان کو قتل کیا نہ ان سے دیت لی اور نہ ان پر کفارہ واجب کیا۔ بعض علماء کے نزدیک کفارہ واجب ہے لیکن قصاص ساقط ہوجاتا ہے کیونکہ اس نے اس کو کافر سمجھ کر شبہ میں قتل کیا ہے۔ دوسرے جہاد کرنے والا مسلمان اس گناہ کے ارتکاب سے کافر نہیں قرار پاسکتا خصوصاً اس صورت میں جبکہ اسے یہ شبہ ہو کہ یہ شخص جان بچانے کیلیے کلمہ پڑھ رہا ہے دل سے مسلمان نہیں ہوا اور وہ مسلمان کو زخمی بھی کر چکا ہو۔ (مترجم)

[2] جو شخص مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھائے اور اس عمل کو جائز خیال کرے وہ یقیناً مسلمان نہیں حدیث کو علما نے اسی معنیٰ پر محمول کیا ہے۔ مترجم

سر پیٹا، گریبان چاک کیا اور زمانہ جاہلیت کے سے فقرے بولے اور نعرے لگائے وہ ہم میں سے نہیں[1] (ہمارے طریقہ پر نہیں ہے)

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز : باب ۳۹ لیس منا من ضرب الخدود

۶۶ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ ایک مرتبہ شدید درد میں مبتلا ہوئے حتیٰ کہ بے ہوش ہو گئے اس حالت میں آپ کا سر آپ کے اہل بیت میں سے کسی خاتون کی گود میں تھا (اور وہ ہائے وائے اور چیخ و پکار میں مشغول تھی) ابوموسیٰؓ چونکہ بے ہوش تھے اس لیے اس عورت کی چیخ و پکار پر کسی ردعمل کا اظہار نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ جب آپؓ ہوش میں آئے تو فرمایا: میں ان سب باتوں سے اظہارِ بیزاری کرتا ہوں جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیزاری کا اظہار فرمایا: رسول اللہ نے (مصیبت میں) چیخ و پکار کرنے والی، سر منڈانے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورتوں سے اظہارِ بیزاری فرمایا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز : باب ۳۸ ماینھی من الحلق عند المصیبة -

باب ۴۳ : غیبت کرنے اور چغلی کھانے کی شدید حُرمت کا بیان

۶۷ــــ حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ: حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ چُغل خور جنّت میں نہیں جائے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب : باب ۵۰ مایکرہ من النمیمة

باب ۴۴ : زیر جامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے، کوئی چیز دے کر احسان جتانے اور جھوٹی قسم کھا کر مالِ تجارت فروخت کرنے کی شدید حرمت اور ان تین اشخاص کا ذکر جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ، نہ کلام فرمائے گا نہ ان کی طرف رحمت کی نظر ڈالے گا اور نہ انھیں پاک کریگا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے

۶۸ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ روزِ قیامت اللہ تعالےٰ نہ ان کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھے گا اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: ایک وہ شخص جس کے پاس بحالتِ سفر اپنی ضرورت سے زائد پانی موجود ہو اور وہ دوسرے مسافر کو دینے سے انکار کر دے۔ دُوسرا وہ شخص جس نے امام کی بیعت محض دنیوی اغراض و مفادات کی خاطر کی ہو۔ چنانچہ امام اگر اسے دنیوی مال و متاع دیتا ہے تو وہ اس سے راضی رہتا ہے اور اگر نہیں دیتا تو ناراض ہو جاتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جو بعد از عصر (بوقتِ شام) اپنا سامان تجارت لے کر کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے: اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں

---

[1] زمانہ جاہلیت کے سے فقروں اور نعروں سے مراد یہ ہے کہ جس طرح قبل از اسلام مرنے والوں کا نام لے لے کر واویلا مچایا جاتا تھا اور ہائے وائے کیا جاتا تھا از روئے اسلام ایسا کرنا حرام ہے اور ان افعال کا مرتکب بھی اگر انھیں جائز خیال کرے گا تو اسلام سے خارج ہو جائے گا (مترجم)

میں نے یہ مال اتنے داموں خریدا ہے اور لوگ اسے سچا سمجھ لیتے ہیں۔ پھر آپؐ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی: اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾ آل عمران: "وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں، تو ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ قیامت کے روز نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا۔ بلکہ اُن کے لیے تو سخت دردناک عذاب ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۴۲ المساقاة: باب ۵ اثم من منع ابن السبيل من الماء

باب ۴۵: خودکشی کے سخت حرام ہونے کا اور اس بات کا بیان کہ جو شخص خودکشی کرے گا اسے دوزخ میں اُسی چیز سے عذاب دیا جائے گا جس سے اس نے خود کو ہلاک کیا ہوگا اور اس بات کا بیان کہ جنّت میں صرف وہ لوگ داخل ہوں گے جو دل وجان سے مُسلمان ہوں گے

۶۹ــــ حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے خود کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کی وہ جہنم میں جائے گا اور وہاں بھی مسلسل اسی طرح پہاڑ سے گرائے جانے کے عذاب میں ابدالآباد تک مُبتلا رہے گا اور جس نے زہر کھا کر خود کو ہلاک کیا وہ بھی جہنم میں زہر ہاتھ میں لیے خود کو اسی زہر سے ہلاک کرتا رہے گا اور ہمیشہ اسی تکلیف میں مبتلا رہے گا اور جس شخص نے خود کو لوہے کے کسی ہتھیار سے ہلاک کیا وہ جہنّم میں بھی وہی ہتھیار ہاتھ میں لیے مسلسل اسے اپنے پیٹ میں مار کر خود کو ہلاک کرتا رہے گا اور ابدالآباد تک اسی عذاب میں مُبتلا رہے گا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۷۶ الطب: باب ۵۶ شرب السّم والدواء به وبما يخاف منه

۷۰ــــ حدیثِ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ: حضرت ثابتؓ جو کہ اصحاب بعیتِ رضوان میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کے دستور کے مطابق قسم کھائی تو وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے خود کہا (یعنی اسی مذہب کا فرد ہو گیا[1]) اور جس چیز پر انسان کو اختیار نہ ہو، اس کے متعلق اگر نذر مان لی جائے تو ایسی نذر کو پورا کرنا ضروری نہیں۔ اور خودکُشی کرنے والا اس دنیا میں جس چیز سے خود کو ہلاک کرے گا قیامت میں اسی چیز سے اسے عذاب دیا جائے گا۔ اور مومن پر لعنت بھیجنے کا گناہ مومن کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ نیز مومن پر کفر کی تہمت لگانے یعنی کافر کہنے کا گناہ بھی مومن کو قتل کرنے کے برابر ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۷۸ الادب: باب ۴۴ ما ينهى من السباب واللعن

---

[1] یہ زجر و توبیخ اور تغلیظ کے طور پر ہے۔ نوویؒ کہتے ہیں کہ اگر اس کے دل میں اسلام راسخ ہے تو وہ کافر نہ ہوگا اور اگر اس کے دل میں اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کی عظمت جاگزین ہے تو بلاشبہ کافر ہو جائے گا۔ (مترجم)

۷۱ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ معرکہ خیبر میں شریک ہوئے تو آپؐ نے ایک ایسے شخص کے متعلق جو اسلام کا دعویدار تھا ارشاد فرمایا کہ "یہ شخص جہنمی ہے۔" آپؐ کے اس ارشاد کے بعد جب جنگ شروع ہوئی تو وہ شخص بہت زور شور کے ساتھ کافروں سے جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ زخمی ہو گیا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسُول اللہ! آپؐ نے جس شخص کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے اُس نے آج بڑی بہادری کے ساتھ کافروں سے زوردار جنگ کی اور ہلاک ہو گیا۔ یہ سن کر بھی آپؐ نے فرمایا کہ وہ جہنّم میں گیا! قریب تھا کہ کچھ لوگوں کو آپؐ کی اس بات میں کچھ شک پیدا ہو جائے کہ اچانک اسی وقت کسی نے کہا کہ وہ مرا نہیں بلکہ سخت زخمی ہے۔ لیکن بعد میں جب رات کو زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا تو اس نے خودکشی کر لی۔ پھر جب یہ اطّلاع آں حضرت ﷺ کو دی گئی تو آپؐ نے فرمایا: اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسُول ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کر دیں کہ جنت میں صرف وہ شخص داخل ہو گا جو دل وجان سے حقیقی مسلمان ہو گا اور یہ کہ بعض اوقات اللہ تعالےٰ کسی فاجر شخص سے بھی اس دین (اسلام) کی مدد کرواتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد: باب ۱۸۲ ان الله یؤید الدین بالرجل الفاجر

۷۲ــــ حدیث سہل بن سعد ساعدی ؓ : حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں نبی اکرم ﷺ اور مُشرکوں کا آمنا سامنا ہوا اور فریقین نے باہم جنگ کی۔ آخر کار آں حضرت ﷺ اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ آئے اور مشرکین اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے۔ آں حضرت ﷺ کے ساتھیوں میں ایک ایسا شخص تھا جو اگر دشمن کے کسی فرد کو موقع بے موقع تنہا دیکھ پاتا تو اس کا تعاقب کرتا اور اپنی تلوار سے اس کا کام تمام کر دیتا۔ اس کی اس کارروائی کو دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ آج کی لڑائی میں جس قدر کارنامے فلاں شخص نے کیے ہیں کسی اور نے نہیں کیے۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مگر وہ تو دوزخی ہے۔" آپؐ کا ارشاد سننے کے بعد ایک صحابی نے بطور خود فیصلہ کیا کہ میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ صاحب اس کے ہمراہ چل پڑے۔ جب وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتے اور جب وہ دوڑتا یہ بھی اس کے ساتھ دوڑ پڑتے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اسی اثناء میں وہ شخص شدید زخمی ہو گیا اور اس نے خود کو ہلاک کرنے میں جلد بازی سے کام لیا اور تلوار کا قبضہ زمین پر ٹکایا اور تلوار کی نوک اپنی چھاتی میں دونوں پستانوں کے درمیان رکھ کر اپنے جسم کا سارا بوجھ اس پر ڈال دیا اور خود کو ہلاک کر لیا۔ یہ کارروائی دیکھتے ہی وہ صاحب جو تعاقب میں تھے آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسُول ہیں! آپؐ نے فرمایا کہ بات کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ جس شخص کے متعلق آپؐ نے ابھی فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے اور لوگوں پر یہ بات گراں گزری تھی تو میں نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اس کی تحقیق کروں گا۔ چنانچہ میں اس کے تعاقب میں چل پڑا۔ حتیٰ کہ وہ زخمی ہو گیا اور پھر اس نے موت کو گلے لگانے میں جلد بازی سے کام لیا۔ چنانچہ اپنی تلوار کا دستہ زمین پر اور تلوار کی نوک اپنے سینے پر دونوں پستانوں کے درمیان رکھی اور اس پر سوار ہو گیا اور خود کو ہلاک کر لیا۔ یہ سن کر آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: بسا اوقات ایک شخص بظاہر اہل جنّت کے سے عمل کرتا ہے لیکن دراصل وہ جہنمی ہوتا ہے اور ایک شخص بظاہر دوزخیوں کے سے کام کرتا ہے لیکن درحقیقت وہ جنّتی ہوتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد: باب ۷۷ لا یقول فلان شهید

۷۳ ـــــ **حدیث جندب بن عبداللہ** رضی اللہ عنہ حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے جو اُمتیں گزری ہیں ان میں سے ایک شخص زخمی ہوگیا اور زخموں کی تکلیف سے اس قدر بے چین ہوا کہ اس نے چھُری سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ پھر اس کا خون نہ رُکا جس کے نتیجہ میں اس کی موت واقع ہوگئی۔ اس کی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرا بندہ خود کو ہلاک کرنے میں مجھ پر سبقت لے گیا (میرا فیصلہ جانے بغیر اس نے اپنی ہلاکت کا فیصلہ خود کرلیا) اس لیے میں نے اس پر جنّت حرام کردی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء : باب ۵۰ ماذکر عن بنی اسرائیل

باب ۴۶ : مالِ غنیمت میں خیانت کرنے کی شدید حُرمت کا بیان اور یہ کہ جنّت میں صرف ایمان دار ہی داخل ہوں گے

۷۴ ـــــ **حدیثِ ابوھریرہ** رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خیبر فتح کیا تو مال غنیمت میں ہمیں سونا چاندی نہیں بلکہ گائے، اونٹ، سازوسامان اور باغات ملے۔ فتح خیبر کے بعد ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لوٹ کر وادی القریٰ میں آئے، اس وقت آپؐ کے ساتھ آپؐ کا غلام بھی تھا جس کا نام مدعَم تھا اور یہ غلام آپؐ کی خدمت میں بنی الضباب میں سے ایک شخص نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا، چنانچہ جب یہ غلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اتار رہا تھا اچانک اسے ایک تیر آکر لگا جس کے چلانے والے کا پتہ نہ چل سکا اور وہ ہلاک ہوگیا۔ لوگوں نے کہا: "اسے شہادت مُبارک ہو" یہ سُن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درست ہے! لیکن قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس نے جنگ خیبر کے دن مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے جو چادر از خود لے لی تھی وہ چادر اس کے لیے آگ کا شعلہ بنے گی، آپؐ کا یہ ارشاد سُن کر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا اور کہنے لگا: یہ وہ چیز ہے جو مجھے ملی تھی! آپؐ نے فرمایا: یہ بھی آگ کے ہوجاتے خواہ ایک تسمہ تھا یا دو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی : باب ۳۸ غزوة خیبر

باب ۵۱ : کیا زمانۂ جاہلیّت کے اعمال پر مواخذہ کیا جائے گا؟

۷۵ ـــــ **حدیثِ ابن مسعود** رضی اللہ عنہ : حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا: یا رسُول اللہ! کیا ہم سے زمانۂ جاہلیت کے اعمال پر بھی مواخذہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا: جس شخص نے مسلمان ہونے کے بعد نیک کام کیے اس سے اعمالِ جاہلیت پر مواخذہ نہیں ہوگا اور جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی بُرے کام کیے اس کے اگلے پچھلے تمام اعمال پر پکڑ ہوگی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۸ استتابة المرتدین: باب ۱ اثم من اشرک باللہ

باب ۵۲ : اسلام قبول کرلینے سے سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں اسی طرح ہجرت اور حج سے بھی (سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں)۔

۷۶ ـــــ **حدیث ابن عباس** رضی اللہ عنہما : حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ مُشرکوں نے (زمانہ جاہلیّت میں) جُرم

قتل کا ارتکاب کیا تھا اور بے شمار قتل کیے تھے اسی طرح انھوں نے زنا کیا تھا اور کثرت سے کیا تھا پھر یہ لوگ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کہنے لگے آپؐ جو کچھ فرماتے ہیں اور جن باتوں کی آپؐ دعوت دیتے ہیں وہ یقیناً بہت اچھی ہیں، کاش آپؐ ہمیں یہ بتا سکتے کہ ہم جو گناہ زمانہ جاہلیت میں کر چکے ہیں ان کا کچھ کفارہ بھی ہے؟ اسی سلسلہ میں یہ آیات نازل ہوئیں (۱) وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿۶۸﴾ الفرقان) "جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ کام جو کوئی کرے گا وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائیگا"۔ اور (۲) (قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۵۳﴾ الزمر) "(اے نبیؐ) کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور رحیم ہے"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۳۹ تفسیر سورة الزمر

باب ۵۳ : کافروں کے وہ (نیک) اعمال جو انھوں نے بحالتِ کفر کیے تھے اور بعد میں مسلمان ہو گئے۔ کیا انھیں ان عملوں کا اجر ملے گا؟

۷۷ــــ حدیث حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: حضرت حکیم بن حزامؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے میرے ان بھلائی کے کاموں کے متعلق بتائیے جو میں بحالتِ کفر کرتا رہا ہوں مثلاً صدقہ، غلام آزاد کرنا اور صلۂ رحمی وغیرہ، کیا مجھے ان کاموں کا اجر[1] ملے گا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی سابقہ نیکیوں کی وجہ ہی سے تو مسلمان ہوئے ہو (یعنی ان کا اجر یہی ہے کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور تمھارے پچھلے سارے گناہ معاف ہو گئے اور تمھارے کفر کے دور کی نیکیاں بھی بیکار نہ جائیں گی بلکہ ان سب کا بھی ثواب ملے گا۔ البتہ اگر تم مسلمان نہ ہوتے اور کفر کی حالت پر مر جاتے تو تمھاری سب نیکیاں ضائع ہو جاتیں)

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکوٰة: باب ۲۴ من تصدق فی الشرک ثم اسلم

۷۸ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی: (الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿۸۲﴾ الانعام) "حقیقت میں تو امن انہی کے لیے ہے اور راہِ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا"۔ تو مسلمانوں پر بہت شاق گزرا اور انھوں نے آں حضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم میں سے کون ہے جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہو۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: نہیں! یہاں ظلم سے مراد وہ ظلم نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو، درحقیقت آیۂ کریمہ میں ظلم سے مراد شرک ہے کیا تم نے (قرآن مجید میں) حضرت لقمانؑ کا وہ قول نہیں سنا جو انھوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا: (يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿۱۳﴾ لقمان) "بیٹا! خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا

---

[1] حضرت حکیم بن حزامؓ نے بحالتِ کفر سو غلام آزاد کیے تھے اور سو اونٹوں کے بوجھ کے برابر سامان صدقہ وخیرات کیا تھا۔ (مرتب)

حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے"۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۰ الانبیاء : باب ۴۱ قول اللہ تعالیٰ ولقد اتینا لقمان الحکمة

باب ۵۶ : شیطانی وسوسے اور دل کے اندیشے اور خیال، اگر دل میں راسخ نہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرماتا ہے

۷۹ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷜ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت کو یہ رعایت دی ہے کہ (تمھارے) ایسے وسوسوں اور اندیشوں کو معاف فرما دیتا ہے جو دل میں پیدا ہوتے ہیں جب تک کہ تم ان کے مطابق عمل نہ کر گزرو یا ان کے بارے میں دوسرے سے گفتگو نہ کرو۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۸ الطلاق : باب ۱۱ الطلاق فی الاغلاق

باب ۵۷ : جب کوئی شخص نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی درج کر لی جاتی ہے لیکن اگر بُرائی کا قصد کرتا ہے تو وہ نہیں لکھی جاتی جب تک کہ کر نہ گزرے

۸۰ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷜ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : جب کوئی شخص اپنے اسلام کو بہتر بنا لیتا ہے (احسان پر عمل کرتا ہے)، تو ہر ایک نیکی پر جو وہ کرتا ہے دس گُنا سے سات سو گنا تک اجر لکھا جاتا ہے اور ہر بُرائی کے بدلے میں جس کا وہ ارتکاب کرتا ہے صرف ایک گناہ درج کیا جاتا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲ الایمان : باب ۳۱ حسن اسلام المرء

۸۱ ــــ حدیث ابن عباس ﷠ : حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے (ایک حدیثِ قدسی میں) اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا : کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور بدیاں لکھیں پھر ان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا : جس شخص نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ پوری ایک نیکی کا ثواب درج فرما لیتا ہے۔ اور اگر کسی نے نیکی کا ارادہ کیا پھر اپنے ارادے پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیوں سے سات سو گُنا نیکیوں کا بلکہ اس سے بھی کئی گُنا زیادہ نیکیوں کا ثواب لکھ لیتا ہے اور جس شخص نے بدی کا ارادہ کیا پھر اس ارادے پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک پُوری نیکی کا ثواب درج فرما لیتا ہے اور اگر کسی نے بُرائی کا ارادہ کیا اور پھر وہ بُرائی کر گزرا تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہی بدی اور گناہ درج کیا جاتا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۳۱ من هم بحسنةٍ او بسیئةٍ

باب ۵۸ : بحالت ایمان وسوسے کا پیدا ہونا ___ جس کے دل میں وسوسہ پیدا ہو اُسے کیا کہنا چاہیے

۸۲ ___ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بسا اوقات ایسا ہوتا ہے) کہ تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کس نے پیدا کیا؟ وہ کس نے پیدا کیا؟ وغیرہ۔ حتےٰ کہ وہ یہ وسوسہ پیدا کرتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب کسی کے دل میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہو تو اسے چاہیے کہ: (شیطان سے) اللہ کی پناہ مانگے اور خود کو ایسے خیال سے باز رکھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱۱ صفة ابلیس وجنوده

۸۳ ___ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہیں گے، یہ تو درست ہے کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے لیکن آخر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۶ الاعتصام: باب ۳ مایکره من کثرة السوال

باب ۵۹ : اس شخص کے لیے عذاب دوزخ کی وعید، جو جھوٹی قسم کھا کر کسی مُسلمان کو اس کے حق سے محروم کردے۔

۸۴ ___ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو اس کے مال سے محروم کرنے کی خاطر، حاکم کے حکم پر یا دیدہ دلیری سے جھوٹی قسم کھائے گا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں حاضر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضبناک ہوگا! چنانچہ آپؐ کے ارشاد کی تصدیق میں یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی: إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۷۷﴾ آل عمران)

"وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں، تو ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ قیامت کے روز نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے تو سخت دردناک عذاب ہے"۔

راوی کہتے ہیں کہ اسی وقت حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ آئے اور دریافت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آپ لوگوں سے کونسی حدیث بیان کر رہے تھے۔ ہم نے بتایا کہ فلاں حدیث بیان کر رہے تھے۔ حضرت اشعثؓ کہنے لگے کہ یہ آیت تو میرے حق میں نازل ہوئی تھی، میرے چچازاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (جس پر ہم دونوں کا باہم جھگڑا تھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ یا تو تم گواہ پیش کرو (کہ کنواں تمھارا ہے) یا پھر وہ (مدعا علیہ قسم کھائے (کہ کنواں اس کا ہے)۔ میں نے عرض کیا: یارسُولؐ اللہ! وہ تو قسم کھالے گا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کا مال دبانے کی غرض سے جھوٹی قسم کھائی وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے

(روزِ قیامت) اس حالت میں پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضب ناک ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۳ - سورۃ آل عمران: باب ۳ انّ الذین یشترون بعھد اللہ الخ

باب ۶۰: جو شخص کسی کا مال ناجائز طریقے پر چھیننے کی کوشش کرے اس کا خون مباح ہے اور اس کوشش میں اگر وہ قتل ہو گیا تو جہنّم میں جائے گا اور جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔

۸۵ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم باب ۳۳ من قاتل دون مالہ

باب ۶۱: رعایا کے حقوق میں خیانت کرنے والا حاکم دوزخ کا مستحق ہے

۸۶ ــــ حدیث معقل بن یسار رضی اللہ عنہ: راوی بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن زیاد حضرت معقل رضی اللہ عنہ بن یسار کے مرض الموت میں آپ کی عیادت کے لیے آیا تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں، جو میں نے خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جس بندے کو اللہ نے رعیت کا حاکم و محافظ بنایا اور اس نے بھلائی اور خیر خواہی کے تقاضوں کے مطابق رعیت کی حفاظت کی ذمّہ داری پوری نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۳ الاحکام: باب ۸ من استرعی رعیۃ فلم ینصح

باب ۶۲: بعض دلوں سے امانت اور ایمان کے اٹھ جانے اور دلوں پر فتنوں کے طاری ہونے کا بیان

۸۷ ــــ حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو ایسی حدیثیں بیان فرمائی تھیں جن میں سے ایک کو (پورا ہوتے) میں نے دیکھ لیا ہے اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ نے ہم سے بیان فرمایا: کہ امانت اور ایمان لوگوں کے دلوں کی جڑ پر اتری (یعنی انسان کی فطرت میں رکھ دی گئی) پھر لوگوں نے قرآن سے اور پھر سُنت سے اس کا (امانت اور ایمان کا) علم حاصل کیا۔ نیز آپ نے ہم سے امانت و ایمان کے اٹھ جانے کا ذکر فرمایا کہ ایک شخص کچھ دیر کے لیے سوئے گا اور اس کے دل سے امانت اٹھا لی جائے گی اور اس کا محض اس قدر نشان باقی رہ جائے

گا جتنا زخم کے اچھا ہو جانے کے بعد زخم کا نشان باقی رہ جاتا ہے پھر وہ کچھ دیر کے لیے سوئے گا تو (باقی ماندہ) امانت بھی سلب کر لی جائے گی اور اس کا نشان اس طرح کا باقی رہ جائے گا جیسے تم کسی انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکاؤ جس سے ایک چھالہ سا پڑ جائے جو پھول جائے اور تم اسے ابھرا ہوا دیکھتے ہو حالانکہ اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی (اندر سے خالی ہوتا ہے) حالت یہ ہو جائے گی کہ لوگ باہم خرید و فروخت کریں گے لیکن کوئی بھی امانت کے تقاضے پورے نہ کرے گا حتیٰ کہ کہا جائے گا: فلاں قبیلہ میں ایک شخص ایمان دار ہے یا کسی شخص کے بارے میں کہا جائے گا کہ وہ بہت عقل مند اور بہت خوش مزاج ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہو گا۔ مجھ پر ایک زمانہ ایسا گزر چکا ہے جب مجھے مطلقاً پروا نہیں ہوتی تھی کہ میں تم میں سے کس سے خرید رہا ہوں کیونکہ (گڑبڑ کی صورت میں) اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام اور اگر نصرانی ہوتا تو اس کا حاکم مجھے اس سے میرا حق دلوا دیا کرتا تھا لیکن آج حالت یہ ہے کہ میں صرف فلاں اور فلاں سے خرید و فروخت کرتا ہوں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۳۵ رفع الامانۃ

باب ۶۳: اسلام کی ابتدا غربت اور بے چارگی میں ہوئی ہے اور اسلام پھر دوبارہ اسی حالت میں لوٹ آئے گا اور سمٹ سمٹا کر دو مسجدوں (مسجد الحرام اور مسجد نبوی) کے درمیان باقی رہ جائے گا

۸۸ — **حدیث حذیفہ** رضی اللہ عنہ: حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؓ نے حاضرین سے دریافت فرمایا: تم میں سے کس شخص کو فتنہ کے بارے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یاد ہے؟ حضرت حذیفہ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ مجھے یاد ہے اور بعینہٖ اسی طرح یاد ہے جس طرح آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا! حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم سے یقیناً اس جرأت کی امید ہو سکتی ہے: میں نے کہا کہ آدمی کا وہ فتنہ جو اس کے اہل و مال اور اولاد و ہمسایہ میں ہوتا ہے اس کا کفارہ تو نماز، روزے، صدقے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے اس فتنہ کے متعلق نہیں پوچھا تھا بلکہ میں اس فتنہ کی بات کر رہا تھا جو طوفانی سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مار رہا ہو گا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا: اے امیر المومنین! اس فتنہ سے آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا: یہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا: توڑا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تو پھر کبھی بند نہ ہو گا! حاضرین نے حضرت حذیفہؓ سے دریافت کیا: کیا حضرت عمرؓ کو معلوم تھا کہ اس دروازہ سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں! حضرت عمرؓ دروازہ کے متعلق اس طرح جانتے تھے جیسے تم کو کل سے پہلے رات کے ہونے کا علم ہے۔ میں نے حضرت عمرؓ سے ایسی حدیث بیان کی تھی جو غلط نہ تھی۔

---

[1] حاصل معنیٰ یہ ہیں کہ ایمان کا نور آہستہ آہستہ دل سے اٹھتا جائے گا اور کفر کی سیاہی چھاتی جائے گی۔ پہلے ایک ہلکا دھبہ ہو گا پھر اور زیادہ پھر اور، حتےٰ کہ دل بالکل سیاہ ہو جائے گا اور ایمان کے بدلے کفر چھا جائے گا: مترجم

راوی کہتے ہیں کہ دروازے کے متعلق حضرت حذیفہؓ سے دریافت کرتے ہوئے ہمیں خوف محسوس ہوا تو ہم نے حضرت مسروقؒ سے کہا کہ وہ دریافت کریں۔ چنانچہ انھوں نے جب حضرت حذیفہؓ سے دریافت کیا تو آپؓ نے کہا کہ دروازہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ: باب ۴ الصلوٰۃ کفارۃ

۸۹ ــــ حدیث ابوہریرہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان مدینہ کے اندر اس طرح سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں سمٹ آتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۹ فضائل المدینۃ: باب ۶ الایمان یأرز الی المدینۃ

باب ۶۵: اگر جان کا خوف ہو تو اسلام و ایمان کو پوشیدہ رکھنا جائز ہے

۹۰ ــــ حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ: حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو لوگ اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں ان سب کے نام لکھ کر مجھے دو! چنانچہ ہم نے ایک ہزار پانچسو (۱۵۰۰) نام لکھ کر پیش کر دیے اور دل میں کہا کہ ہم اب تک کافروں سے ڈرتے ہیں حالانکہ ہماری تعداد پندرہ سو ہے اور خود کو اس قدر فتنہ میں مبتلا پاتے ہیں کہ ہم میں سے بعض افراد خوف کی وجہ سے تنہا نماز پڑھتے ہیں

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۸۱ کتابۃ الامام الناس

باب ۶۶: جس شخص کا ایمان کمزور ہو اور اس کے ایمان کا خطرہ ہو اس کی دلجوئی کا حکم اور دلیل قطعی کے بغیر قطعیت اور یقین کے ساتھ کسی کو مومن کہنے کی ممانعت

۹۱ ــــ حدیث سعد رضی اللہ عنہ: حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری موجودگی میں ایک گروہ کو مال عطا فرمایا اور ایک ایسے شخص کو چھوڑ دیا (کچھ نہیں دیا) جو مجھے سب سے زیادہ پسند تھا چنانچہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فلاں شخص کے ساتھ آپؐ نے یہ رویہ کیوں اختیار فرمایا جبکہ بخدا میرے خیال میں وہ مومن ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: مومن ہے یا مسلمان؟ آپؐ کا یہ ارشاد سن کر تھوڑی دیر میں خاموش رہا اس کے بعد ان باتوں نے جو میں اس کے متعلق جانتا تھا مجھے پھر بولنے پر مجبور کیا اور میں نے دوبارہ اپنے الفاظ دہرائے کہ یا رسول اللہ! آپؐ نے فلاں شخص کے ساتھ یہ رویہ کیوں اختیار فرمایا جبکہ بخدا میرے خیال میں وہ مومن ہے؟ آپؐ نے پھر ارشاد فرمایا: مومن ہے یا مسلمان؟ یہ سن کر میں کچھ دیر پھر خاموش رہا لیکن ان باتوں نے جو میں اس کے بارے میں جانتا تھا مجھے پھر بولنے پر مجبور کیا اور میں نے اپنی سابقہ بات دہرائی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے الفاظ دہرائے۔ پھر کچھ دیر توقف کے بعد آپؐ نے فرمایا: اے سعدؓ! میں بسا اوقات ایک شخص کو دیتا ہوں (اور دوسرے کو نظر انداز کر دیتا ہوں) جبکہ دوسرا جس کو نہیں دیتا، مجھے اس سے (جس کو دیتا ہوں) زیادہ پسند ہوتا ہے لیکن اسے اس خوف سے دے دیتا ہوں کہ (نہ دینے کی صورت میں یہ اسلام ہی سے برگشتہ نہ ہو جائے اور) اللہ اسے اوندھے منہ جہنم میں نہ ڈال دے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲ الایمان باب ۱۹ اذا لم یکن الاسلام علی الحقیقة

باب ۶۷ : دلائل کے زوردار ہونے سے دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے

۹۲ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم حضرت ابراہیمؑ سے زیادہ شک کرنے کے حق دار ہیں جب انھوں نے کہا تھا: رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ (۲۶۰) (البقرہ) "میرے مالک مجھے دکھا دے تو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے"۔ فرمایا: "کیا تو ایمان نہیں رکھتا"؟ اس نے عرض کیا: "ایمان تو رکھتا ہوں مگر دل کا اطمینان درکار ہے"۔

اور اللہ تعالےٰ حضرت لوط علیہ السّلام پر رحم فرمائے کہ وہ کسی مضبوط سہارے کی پناہ چاہتے تھے!

اور اگر میں قید خانہ میں اتنی دیر رہا ہوتا جتنے دن حضرت یوسُف علیہ السّلام رہے تھے تو میں قاصد کی بات مان لیتا۔[۱]

باب ۶۸ : اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم پُوری دنیا کے انسانوں کے لیے رسُول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور ملّتِ اسلامیہ نے تمام ادیان و ملل کو منسوخ کر دیا ہے

۹۳ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جتنے انبیاؑ بھی مبعوث ہوئے ہیں ان میں سے ہر نبی کو ایسے ہی معجزات عطا کیے گئے جیسے اس سے پہلے نبی کو مل چکے تھے اور جن کو دیکھ کر لوگ ان پر ایمان لائے، لیکن مجھے جو چیز دی گئی ہے وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف نازل فرمائی (اور قیامت تک باقی رہے گی) اس لیے مجھے اُمید ہے کہ روزِ قیامت میری پیروی کرنے والے تعداد میں سب انبیاءؑ کے متبعین سے زیادہ ہوں گے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن : باب ۱ کیف نزول الوحی

۹۴ ــــ حدیث ابوموسٰی رضی اللہ عنہ : حضرت ابوموسٰیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جنھیں دوگنا اجر و ثواب ملے گا (۱) وہ شخص جو اہل کتاب میں سے ہو اور اپنے نبیؑ پر بھی ایمان لائے اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائے (۲) وہ زرخرید غلام جو اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرے، اور اپنے آقا کا بھی (۳) وہ شخص جس کے پاس کوئی لونڈی ہو اور

---

[۱] حدیث کے الفاظ: "ہم ابراہیم علیہ السّلام سے شک کرنے کے زیادہ حق دار ہیں"۔ کا مفہوم یہ ہے کہ دراصل حضرت ابراہیمؑ کا شک کرنا امر محال ہے اور اگر انبیاء شک کے مرتکب ہو سکتے ہیں تو میں حضرت ابراہیمؑ کے مقابلے میں شک کرنے کا زیادہ حق دار ہوں۔ اور تم سب کو معلوم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے کبھی شک نہیں کیا اور جب مجھے مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت کے بارے میں کبھی شک نہیں ہُوا تو ابراہیمؑ اس معاملے میں شک نہ کرنے میں ہم سے زیادہ بلند مقام پر ہیں — لوط علیہ السّلام کا مضبوط سہارے کی پناہ تلاش کرنے سے مراد خود اللہ تعالےٰ کی پناہ تلاش کرنا ہے — قاصد کی بات مان لینے سے مُراد یہ ہے کہ قید خانے سے باہر آنے کی دعوت قبول کرنے میں جلدی کرنا اور الزام سے بری ہونے کی شرط لگانے کا اقدام نہ کرتا۔ حضرت محی السُّنّۃ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوسف علیہ السلام کے صبر و برداشت کو سراہا ہے کہ آپؑ نے باوجودیکہ قید خانے میں طویل مدّت گزاری تھی جب بادشاہ کا قاصد آیا تو قید خانے سے باہر آنے میں جلدی نہیں دکھائی جیسا کہ وہ لوگ جو واقعی گناہ گار ہوتے ہیں اس وقت کرتے ہیں جب انھیں معافی ملتی ہے بلکہ آپؑ نے کہا: کہ واپس جا کر بادشاہ سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ اس بات سے حضرت یوسفؑ کا مقصد اپنی بے گناہی پر اور قید کے ظلم ہونے پر حجت قائم کرنا تھا۔ (مرتب)

اسے وہ بہترین تعلیم و تربیت دے پھر اسے آزاد کردے اور (نکاح کرکے) اسے اپنی بیوی بنالے تو اسے بھی دہرا اجر و ثواب ملے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۳۱ تعلیم الرجل امته و اهله

باب ۶۹: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو شریعتِ محمدیہ کے مُطابق تمام فیصلے فرمائیں گے

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے عنقریب جب ابن مریم علیہ السلام تم پر حاکم بن کر نازل ہونگے تو وہ صلیب کو توڑ دینگے، خنزیر کو ہلاک (تلف) کردینگے، جزیہ ساقط کردیں گے اور مال و دولت کی اتنی ریل پیل ہوگی کہ لوگوں کو دولت پیش کی جاوے گی لیکن اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۱۰۲ قتل الخنزیر

۹۶ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیسا محسوس کروگے تمھیں کتنی خوشی ہوگی، جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تمھارے درمیان نازل ہونگے اور (ان کی موجودگی میں بھی) تمھارا امام تم میں سے ہی[1] ہوگا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۹ نزول عیسیٰ بن مریم علیهما السلام

باب ۷۰: اس وقت کا بیان جب ایمان لانا قابلِ قبول نہیں (کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا)

۹۷ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سُورج مغرب سے طلوع نہیں ہوگا۔ اور جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے تو سب لوگ ایمان لے آئیں گے لیکن یہ وہ وقت ہوگا کہ اس وقت کسی شخص کا ایمان لانا اس کو کوئی نفع نہ دے گا۔ پھر آپؐ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی (هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَٰئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِىٓ إِيمَٰنِهَا خَيْرًا ۗ) (۱۵۸ الانعام)

" کیا اب لوگ اس کے منتظر ہیں کہ ان کے سامنے فرشتے آکھڑے ہوں یا تمھارا رب خود آجائے، یا تمھارے رب کی بعض نشانیاں نمودار ہوجائیں جس روز تمھارے رب کی بعض مخصوص نشانیاں نمودار ہوجائیں گی پھر کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہو۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر ۶ ـ سورة الانعام: باب ۹ هلم شهداءکم

۹۸ ــــ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ: حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ پھر جب سُورج غروب ہوا تو آپؐ نے فرمایا: اے ابوذرؓ! تمھیں معلوم ہے یہ سُورج کہاں چلا جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور

[1] یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ نازل ہوں گے تو شریعتِ محمدیہ کی پیروی کریں گے اور قرآن و حدیث کے مطابق عمل کرینگے۔ مترجم

رسول اللہ بہتر جانتے ہیں (اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ) آپؐ نے فرمایا: یہ (اللہ تعالیٰ کے حضور) جا کر سجدے کی اجازت چاہتا ہے۔ چنانچہ اسے اجازت مل جاتی ہے پھر اسے (ایک مرتبہ) حکم دیا جائے گا کہ جہاں سے آئے ہو وہیں واپس لوٹ جاؤ پس وہ اپنے جائے غروب سے طلوع کرے گا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (ذٰلک مستقر لھا) اور یہی وہ مستقر (ٹھکانہ) ہے جس کی طرف سورج چلا جا رہا ہے۔[1]

اخرجه البخاري في: كتاب ۹۷ التوحيد: باب ۲۲ وكان عرشه على الماء وهو رب العرش العظيم

باب ۱ : رسول اکرم ﷺ کی طرف نزولِ وحی کا آغاز

۹۹ــــــ حدیث اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جس چیز سے نبی اکرم ﷺ پر وحی کی ابتدا کی گئی وہ نیند کی حالت میں نظر آنے والے سچے خواب تھے، چنانچہ آپؐ جو خواب دیکھتے وہ سپیدۂ سحر کی مانند روشن اور نمایاں سامنے آ جاتا۔ پھر آپؐ کو تنہائی اور یکسوئی مرغوب ہو گئی اور آپؐ غارِ حرا میں خلوت گزیں رہنے لگے جہاں آپؐ کئی کئی راتیں گھر لوٹے بغیر تحنّث یعنی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اس (خلوت گزینی اور عبادت کی) غرض سے کھانے پینے کا سامان اپنے ہمراہ لے جایا کرتے تھے (اور جب یہ ختم ہو جاتا) تو پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آ کر حسبِ سابق کچھ سامانِ خورد و نوش بطور زاد ہمراہ لے جاتے۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تا آنکہ ایک دن جب آپؐ حسبِ دستور غارِ حرا میں تشریف فرما تھے آپؐ کے پاس حق (وحی) آ گیا۔ آپؐ کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا: پڑھیے! آپؐ نے فرمایا: مَیں لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔ آپؐ فرماتے ہیں: یہ سن کر فرشتے نے مجھے پکڑا اور اس قدر بھینچا کہ میرا دم گھٹنے لگا۔ پھر چھوڑ دیا اور دوبارہ کہا: پڑھیے! میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں لکھنا پڑھنا نہیں جانتا! فرشتے نے دوبارہ پکڑ کر مجھے پھر اس قدر بھینچا کہ میرا دم گھٹنے لگا اور چھوڑ کر پھر کہا: پڑھیے! میں نے پھر وہی جواب دیا کہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔ اس نے سہ بارہ پکڑ کر مجھے پھر اس قدر بھینچا کہ میرا دم گھٹنے لگا اور پھر چھوڑ کر کہا: (اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ① خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ② اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ③) "پڑھو (اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو اور تمھارا رب بڑا کریم ہے"۔ (العلق)

چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے یہ کلمات اس حالت میں دہرائے کہ آپؐ کا دل کانپ رہا تھا۔ اس کے بعد آپؐ حضرت خدیجہ بنتِ خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا: مجھے ڈھانپ دو! مجھے چادر اُڑھا دو! حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو چادر اُڑھا دی، یہاں تک کہ جب اس خوف و دہشت کا اثر زائل ہوا جو آپؐ پر طاری تھا تو آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے گفتگو کی اور انھیں پوری بات بتائی اور فرمایا: "مجھے تو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا"! اس پر حضرت خدیجہؓ نے کہا: بخدا ہرگز نہیں! اللہ آپ کو کبھی رُسوا نہیں کرے گا، آپؐ تو صلۂ رحمی (رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک) کرتے ہیں۔ دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، اور محتاجوں کی مدد کے لیے کمائی اور کوشش کرتے ہیں، مہمان کی خاطرداری کرتے ہیں اور راہِ حق میں درپیش مصائب و آلام کو برداشت بھی کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں دُوسروں کی مدد بھی کرتے ہیں۔

---

[1] یعنی آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت کے مطابق یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یا مراد یہ ہے کہ راوی نے آیت کے معنی کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ مروّجہ قرأتوں میں "لمستقر" سے پہلے "ذالک" نہیں ہے۔ مترجم

اس کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ آپؐ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کے پاس لے کر گئیں۔ یہ صاحب زمانۂ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عبرانی زبان لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے، بہت بوڑھے تھے اور نابینا ہو چکے تھے۔

حضرت خدیجہؓ نے ان کے پاس پہنچ کر کہا: اے میرے چچازاد اپنے بھتیجے سے ان کی واردات سنو!

ورقہ نے آپؐ سے دریافت کیا کہ بھتیجے! آپؐ نے کیا دیکھا ہے؟ چنانچہ آں حضرت ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا اس کی تفصیل سے انھیں آگاہ کیا۔ یہ سن کر ورقہ نے آپؐ سے کہا یہ تو وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف نازل فرمایا تھا۔ کاش میں اُس وقت جوان ہوتا! اے کاش میں اُس وقت تک زندہ رہ سکتا! جب آپؐ کی قوم آپؐ کو (اپنے وطن سے) نکال دے گی! اس پر آپؐ نے حیران ہو کر دریافت کیا: کیا یہ لوگ مجھے یہاں سے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں! جو چیز آپؐ لیکر آئے ہیں (نبوت) ایسی چیز جو بھی جب کبھی لے کر آیا اس کے ساتھ ضرور دشمنی کی گئی اور اگر مجھے وہ زمانہ میسر آیا (جب یہ لوگ آپؐ کے دشمن ہو جائیں گے) تو میں آپؐ کی پوری پوری اور پُرجوش مدد کروں گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱ بدء الوحی: باب ۳ حدثنا یحییٰ بن بکیر

۱۰۰ ــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس دور کا ذکر کرتے ہوئے جب وحی عارضی طور پر منقطع ہو گئی تھی فرمایا: ایک مرتبہ میں چلا جا رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان کی جانب سے ایک آواز سُنی جب میں نے آنکھ اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا زمین اور آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا تھا، اسے دیکھ کر مجھ پر رُعب طاری ہو گیا اور میں گھر لوٹ آیا اور میں نے کہا: مجھے چادر اُڑھا دو! اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ① قُمْ فَاَنْذِرْ ② سے وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ⑤ تک۔ اس کے بعد وحی کثیر مقدار میں اور لگاتار آنے لگی

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱ بدء الوحی: باب ۳ حدثنا یحییٰ بن بکیر

۱۰۱ ــــ (حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما): یحییٰ بن کثیرؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سلمہؒ بن عبد الرحمٰنؓ سے دریافت کیا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی؟ انھوں نے کہا: یا ایھا المدثر۔ میں نے کہا: اور لوگ تو کہتے ہیں: اِقرأ باسم ربك الذی خلق سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ میری بات سن کر حضرت ابو سلمہؒ کہنے لگے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق دریافت کیا تھا اور ان سے یہی بات کہی تھی جو تم کہہ رہے ہو۔ اس پر حضرت جابرؓ نے کہا: کہ میں تم سے وہ کچھ بیان کروں گا جو خود نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے! آپؐ نے فرمایا: کہ میں غار حرا میں خلوت گزیں تھا، پھر جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا اور وہاں سے اترا تو مجھے ایک آواز سُنائی دی، میں نے دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیکھا لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی پھر میں نے سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا تو میں نے ایک چیز دیکھی۔ اور میں حضرت خدیجہؓ کے پاس آیا اور میں نے کہا: مجھے چادر اڑھا دو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو! چنانچہ انھوں نے مجھے چادر اڑھائی اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں: یا ایھا المدثر قم فانذر وربك فکبر

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۷۴۔ سورۃ المدثر۔ باب حدثنا یحییٰ

باب ۷۲ : رسول اکرم ﷺ کا معراج الی السموٰت اور نمازوں کا فرض کیا جانا

۱۰۲ ـــــ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ : حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جب میں مکہ میں تھا تو (ایک رات) میرے گھر کی چھت پھاڑ دی گئی اور حضرت جبریلؑ نازل ہوئے انھوں نے میرا سینہ چاک کیا اور آبِ زمزم سے دھویا پھر سونے کا ایک طشت لائے جو دانائی اور ایمان سے بھرا ہوا تھا اسے میرے سینے میں انڈیل دیا اور میرے سینے کو ہموار کر دیا۔ پھر حضرت جبریلؑ نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے لے کر آسمانِ دُنیا (اول) کی طرف بلند ہو گئے، جب ہم آسمان اول پر پہنچے تو حضرت جبریلؑ نے آسمان کے دربان سے کہا : دروازہ کھولو! اس نے دریافت کیا کون ہے ؟ حضرت جبریلؑ نے جواب دیا : جبریلؑ۔ دربان نے دریافت کیا : آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے ؟ حضرت جبریلؑ نے کہا : میرے ساتھ حضرت محمد ﷺ ہیں! دربان نے پوچھا : کیا آپؐ کے بُلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ حضرت جبریلؑ نے جواب دیا : ہاں! یہ سُن کر دربان نے دروازہ کھول دیا اور ہم آسمانِ دنیا کے اوپر پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور اس کے دائیں جانب اور بائیں جانب لوگوں کا ہجوم ہے اور وہ شخص جب دائیں جانب دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب بائیں جانب دیکھتا ہے تو رو پڑتا ہے اس نے (ہمیں دیکھتے ہی) کہا : اے نبی صالح اور نیک بیٹے خوش آمدید! میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ یہ صاحب کون ہیں ؟ انھوں نے بتایا کہ یہ حضرت آدمؑ ہیں اور دائیں بائیں یہ انبوہ ان کی ذرّیت کی ارواح ہیں، ان ارواح میں سے دائیں جانب والے جنّتی ہیں اور بائیں جانب والے دوزخی، اسی لیے حضرت آدمؑ جب دائیں جانب دیکھتے ہیں تو (خوش ہو کر) ہنستے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو (رنج وغم سے) رو پڑتے ہیں (پھر جبریلؑ مجھے ساتھ لیے اور بلند ہوئے) یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر آ پہنچے اور اس کے دربان سے کہا کہ دروازہ کھولو! اور اس دربان سے بھی وہی سوال وجواب ہوئے جو پہلے آسمان کے دروازہ پر ہوئے تھے، اس کے بعد اس نے دروازہ کھول دیا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے آسمانوں پر حضرات آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السّلام کو دیکھا لیکن آپؐ نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ ان کے منازل و مدارج کی کیفیت کیا ہے ماسوا اس کے کہ آپؐ نے ذکر فرمایا : میں نے آدمؑ کو آسمانِ دُنیا پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر پایا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جبریلؑ جب آنحضرت ﷺ کے ہمراہ حضرت ادریسؑ کے پاس سے گزرے تو انھوں نے کہا : (مرحبا بالنبی الصّالح والاخ الصّالح) "اے نبی صالح اور برادر صالح خوش آمدید"! میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا : یہ کون ہیں ؟ انھوں نے بتایا : یہ حضرت ادریسؑ ہیں۔ پھر میرا گزر حضرت موسیٰؑ کے پاس سے ہُوا انھوں نے بھی کہا : "مرحباً بالنبی الصّالح والاخ الصّالح" (خوش آمدید اے باصلاحیت نبی اور نیک بھائی!) میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا یہ کون ہیں ؟ انھوں نے بتایا : یہ حضرت موسیٰؑ ہیں۔ پھر میرا گزر حضرت عیسیٰؑ کے پاس سے ہوا انھوں نے بھی مرحباً بالاخ الصالح والنبی الصالح کہہ کر استقبال کیا، میں نے دریافت کیا : یہ کون ہیں ؟ جبریلؑ نے بتایا : یہ حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ پھر میں حضرت ابراہیمؑ کے پاس سے گزرا انھوں نے بھی (مرحبًا بالنبی الصالح والابن الصّالح) "خوش آمدید اے باصلاحیت نبی اور نیک بیٹے" کہہ کر استقبال کیا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں، جبریلؑ نے بتایا کہ یہ حضرت ابراہیمؑ ہیں۔

(آپؐ نے فرمایا) پھر مجھے اور اوپر لے جایا گیا حتیٰ کہ میں ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں میں (تقدیر لکھنے والے قلم کی آوازِ کشش

سُن رہا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض قرار دیں۔ میں یہ (تحفہ) لے کر واپس آتے ہوئے حضرت موسٰیؑ کے پاس سے گزرا: انھوں نے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اُمّت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے بتایا: پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں! حضرت موسٰیؑ نے کہا: آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیے (اور نمازوں کے معاملہ پر نظرثانی کی درخواست کیجیے) کیونکہ آپؐ کی اُمت اتنی نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی چنانچہ موسٰی ﷺ نے مجھے واپس بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی تعداد میں سے ایک حصّہ معاف فرما دیا۔ میں لوٹ کر پھر حضرت موسٰیؑ کے پاس آیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ معاف فرما دیا ہے۔ حضرت موسٰیؑ نے کہا کہ اپنے ربّ کے پاس واپس جائیے (اور نمازوں میں مزید تخفیف کی درخواست کیجیے) کیونکہ آپ کی امت اس مقدار کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ میں پھر لوٹ کر گیا اور اللہ تعالیٰ نے مزید ایک حصہ معاف فرما دیا اور میں نے آ کر حضرت موسٰیؑ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مزید ایک حصّہ معاف فرما دیا ہے۔ حضرت موسٰیؑ نے پھر کہا: پھر اپنے ربّ کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپؐ کی امت اس کی طاقت بھی نہیں رکھتی۔ چنانچہ میں نے پھر باری تعالیٰ سے رجوع کیا۔ اس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اب یہ پانچ نمازیں ہیں جو پچاس کے برابر ہوں گی: (مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ۔ قٓ ۲۹) "میرے ہاں بات پلٹی نہیں جاتی" میں لوٹ کر حضرت موسٰیؑ کے پاس آیا۔ انھوں نے پھر مشورہ دیا کہ (اس معاملہ میں) اپنے رب سے پھر رجوع کیجیے۔ لیکن میں نے کہہ دیا کہ مجھے اب مزید کہتے ہوئے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔ حضرت جبریلؑ مجھے لے کر پھر چلے حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا جہاں عجیب قسم کے کیف و رنگ کا عالم تھا جس کی حقیقت و ماہیت کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا۔[1]

پھر مجھے جنّت میں لے جایا گیا اور میں نے دیکھا کہ وہاں موتیوں کے گنبد ہیں اور جنّت کی مٹی میں مشک کی خوشبو ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب الصلوٰة: باب ۱ کیف فرضت الصلوٰة

۱۰۳ ــــ حدیث مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ: حضرت مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں خانہ کعبہ کے قریب ایسی حالت میں (بیٹھا) تھا جو خواب و بیداری کے بین بین تھی: (راوی بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے یہ ذکر بھی فرمایا تھا کہ میں دو شخصوں کے درمیان تھا)؛ کہ میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو حکمت و ایمان سے پُر تھا، پھر میرے سینے کو پیٹ کے زیریں حصّہ تک چاک کیا گیا پھر میرے پیٹ کو آب زم زم سے دھویا گیا اور اس کے بعد اسے حکمت و ایمان سے بھر دیا گیا۔ نیز ایک سفید چوپایہ لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا یعنی "بُراق"۔ پھر میں حضرت جبریلؑ کے ہمراہ چل پڑا حتیٰ کہ ہم دونوں آسمان دُنیا (کے دروازے) تک پہنچ گئے۔ وہاں دریافت کیا گیا: کون ہے؟ جواب دیا: جبریلؑ، دریافت کیا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے جواب دیا: حضرت محمدؐ، دریافت کیا گیا: کیا انھیں بُلایا گیا ہے؟ جواب دیا: "ہاں"! کہا گیا: مرحبا اُن کی آمد خوش آئند اور مُبارک ہو! (اس آسمان پر) میں حضرت آدمؑ کے پاس گیا اور انھیں سلام کیا، انھوں نے کہا خوش آمدید آپ کو جو بیٹے بھی ہیں اور نبی بھی"ــــ!

پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے (وہاں بھی) دریافت کیا گیا: کون ہے؟ جواب دیا: جبریلؑ، سوال: آپ کے ساتھ

---

[1] اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ (۱۶) النجم: "اس وقت سدرہ پر چھا رہا تھا جو کچھ کہ چھا رہا تھا"۔ یعنی ایک ایسی عجیب کیفیت تھی جو نہ پہلے کبھی دیکھی اور نہ جسے الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ مترجم

کون ہے؟ جواب: حضرت محمدؐ۔ سوال: کیا انھیں بُلایا گیا ہے؟ جواب: "ہاں"! یہ جواب سن کر کہا گیا: انھیں خوش آمدید! اور جس سفر پر وہ تشریف لائے ہیں وہ مبارک اور خوش گوار ہو! (اس آسمان پر) مَیں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ کے پاس گیا۔ ان دونوں نے میرا استقبال کرتے ہوئے کہا: مرحبا اے بھائی اور نبیِ محترم خوش آمدید!

پھر ہم تیسرے آسمان پر پہنچے (وہاں بھی) پوچھا گیا: کون ہے؟ جواب: جبریلؑ! سوال: آپ کے ہمراہ کون ہیں؟ جواب: حضرت محمد ﷺ! سوال: کیا انھیں بُلایا گیا ہے؟ جواب: "ہاں"! کہا (مرحبًا بہٖ ولنعم المجیٔ جآء) انھیں خوش آمدید! اور جس سفر پر تشریف لائے ہیں وہ خوشگوار اور مُبارک ہو۔ اس آسمان پر میں حضرت یوسفؑ سے ملا اور انھیں سلام کیا۔ حضرت یوسفؑ نے کہا: اے برادر اور نبیِ محترم خوش آمدید!

پھر ہم چوتھے آسمان پر پہنچے، وہاں بھی سوال ہُوا: کون ہے؟ جواب جبریلؑ! سوال: آپ کے ہمراہ کون ہے؟ جواب: حضرت محمد ﷺ! سوال: کیا آپؐ کو قاصد بھیج کر بلایا گیا ہے؟ جواب: "ہاں"! یہ سن کر کہا گیا: انھیں خوش آمدید! اور جس سفر پر تشریف لائے ہیں وہ مبارک اور خوشگوار ہو! یہاں میں حضرت ادریسؑ سے ملا اور انھیں سلام کیا۔ انھوں نے میرا استقبال کرتے ہوئے کہا: اے بھائی اور نبیِ محترم: مرحبا۔

پھر ہم پانچویں آسمان پر پہنچے، وہاں بھی سوال کیا گیا: کون ہے؟ جواب جبریلؑ! سوال: آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جواب: حضرت محمد ﷺ! سوال: کیا آپ کو قاصد بھیج کر بُلایا گیا ہے؟ جواب: ہاں! یہ سن کر کہا گیا: انھیں خوش آمدید! اور جس سفر پر آئے ہیں وہ مُبارک اور خوش گوار ہو۔ یہاں ہم حضرت ہارونؑ کے پاس گئے اور مَیں نے انھیں سلام کیا انھوں نے بھی میرا استقبال کیا اور کہا: اے بھائی اور نبیِ محترم خوش آمدید!

پھر ہم چھٹے آسمان پر گئے (وہاں بھی سوال وجواب ہوئے، سوال: کون ہے؟ جواب: جبریلؑ! سوال: آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب: حضرت محمّد ﷺ! سوال: کیا انھیں بُلایا گیا ہے؟ (جواب: "ہاں") کہا گیا: انھیں خوش آمدید اور جس سفر پر آئے ہیں وہ مُبارک اور خوش گوار ہو! یہاں حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی اور میں نے انھیں سلام کیا، انھوں نے کہا: اے بھائی اور نبیِ محترم خوش آمدید! جب میں آگے بڑھ گیا تو حضرت موسیٰؑ رونے لگے۔ دریافت کیا گیا: آپ روکیوں رہے ہیں؟ کہنے لگے! یا اللہ! یہ نوعمر جسے تُو نے میرے بعد رسُول بنا کر بھیجا ہے اس کی اُمّت جنّت میں میری اُمّت سے زیادہ تعداد میں داخل ہو گی!

پھر ہم ساتویں آسمان پر گئے (سوال وجواب ہُوئے) سوال: کون ہے؟ جواب: جبریلؑ! سوال: آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جواب: حضرت محمّد ﷺ! سوال: کیا انھیں قاصد بھیج کر بُلایا گیا ہے؟ جواب: "ہاں"! کہا گیا: انھیں خوش آمدید! اور جس سفر پر تشریف لائے ہیں وہ مُبارک اور خوش گوار ہو! یہاں میں حضرت ابراہیمؑ سے ملا اور مَیں نے انھیں سلام کیا: انھوں نے کہا: اے نبی اور بیٹے آپ کو خوش آمدید!

پھر مجھے بیتُ المعمور دکھایا گیا۔ میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: یہی بیت المعمُور ہے، یہاں ہر روز ستّر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں اور یہ ستّر ہزار جب نماز ادا کرکے چلے جاتے ہیں پھر یہ قیامت تک دوبارہ لوٹ کر نہ آئیں گے (کثرتِ تعداد کی وجہ سے دوبارہ ان کی باری نہ آئے گی)۔

پھر مجھے "سدرۃ المنتہٰی"[1] دکھائی گئی، میں نے دیکھا کہ اس کے بیر اتنے بڑے تھے جیسے مقامِ ہجر[2] کے "ناند" (بڑے مٹکے) اور

---

[1] عربی زبان میں سدرہ بیری کے درخت کو کہتے ہیں۔ [2] ہجر مدینہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ مترجم

اس کے پتّے ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے۔ اس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی ہیں دو باطنی اور دو ظاہری۔ میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا: باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔

اس کے بعد مجھ پر (میری امّت پر) پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر میں لوٹتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کے پاس پہنچا تو انھوں نے ماجرا دریافت کیا۔ میں نے بتایا پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا: انسانوں کی حالت میں آپؐ سے زیادہ جانتا ہوں' میں نے بنی اسرائیل کو بھرپور طریقہ سے آزمایا ہے اور آپ کی اُمت بھی یقیناً (اتنی نمازوں کے بارکو) برداشت نہ کرسکے گی' بنابریں آپؐ اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور (تخفیف کی) درخواست کیجیے۔ چنانچہ میں لوٹ کر گیا اور میں نے درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے چالیس نمازیں کردیں۔ حضرت موسیٰؑ نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا اور میں پھر واپس گیا اور اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی تعداد تیس کردی۔ پھر وہی کچھ ہوا اور میں واپس آیا تو بیس نمازیں کردی گئیں۔ حضرت موسیٰؑ نے پھر وہی مشورہ دیا اور میں لوٹ کر پھر جناب باری تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوا اور نمازوں کی تعداد دس ہوگئی۔ میں پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا انھوں نے پھر حسبِ سابق مشورہ دیا (اور میں جناب باری تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا اور درخواست کی) تو اللہ تعالیٰ نے فرض نمازیں پانچ کردیں۔ موسیٰؑ نے پھر وہی مشورہ دیا تو میں نے کہا کہ میں نے تو تسلیم خم کردیا ہے۔ اس وقت جناب باری تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ میں نے اپنا فریضہ اسی طرح نافذ رہنے دیا ہے اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی کردی ہے وہ اس طرح کہ میں ہر نیکی پر دس گنا اجر دوں گا۔ (گویا پانچ نمازوں کا اجر پچاس نمازوں کے برابر ہوگا)

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۶ ذکر الملائکۃ

۱۰۴ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا، وہ گندمی رنگ' دراز قد اور گھونگریالے بالوں والے ہیں اور قبیلہ شنوءہ کے لوگوں سے بہت زیادہ مشابہ ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا وہ میانہ قد اوسط درجہ کے سُرخ وسپید رنگ اور سیدھے بالوں والے ہیں، اسی رات میں نے داروغۂ جہنم مالکؑ کو اور دجّال کو بھی دیکھا۔ (حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں) کہ یہ نشانیاں منجملہ ان نشانیوں کے تھیں جو اس شب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دکھائی تھیں۔ پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت کی: (فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ - السجدہ ۲۳) "لہٰذا اس کے ملنے پر تمھیں کوئی شک نہ ہونا چاہیے"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۷ اذا قال احدکم آمین والملآئکۃ فی السماء

۱۰۵ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: مجاہدؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ بعض لوگوں نے دجّال کا ذکر چھیڑ دیا اور کہا کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا ہے: دجّال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہُوا ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: میں نے یہ بات نہیں سُنی البتہ آپؐ نے یہ ضرور فرمایا ہے: کہ "حضرت موسیٰؑ کا لبّیک کہتے ہوئے وادی میں اُترنا اس وقت بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۳۰ التلبیۃ اذا انحدر فی الوادی

۱۰۶ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسُول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے شبِ معراج حضرت موسیٰؑ کو دیکھا، وہ ایک دُبلے پتلے شخص تھے جن کے بال بھی زیادہ خم دار نہ تھے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ قبیلہ شنوءہ کے ایک فرد ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا وہ میانہ قد اور سُرخ رنگ کے تھے (ان کا چہرہ اتنا تروتازہ تھا گویا وہ ابھی حمام میں سے نکلے ہیں) اور اولادِ ابراہیمؑ

ہیں حضرت ابراہیمؑ سے سب سے زیادہ مشابہ مَیں ہوں۔ پھر میرے پاس دو پیالے لائے گئے ایک میں دُودھ تھا اور دُوسرے میں شراب۔ اور جبریلؑ نے کہا کہ ان دونوں میں سے جونسا چاہیں پی لیجیے! میں نے دُودھ والا پیالہ اٹھا کر پی لیا، اس پر کہا گیا: آپؐ نے فطرت کو پالیا[1] اس کے برعکس اگر آپؐ شراب پسند فرماتے تو آپؐ کی اُمت گمراہ ہوجاتی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۲۴ قول الله تعالیٰ: هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ مُوسٰى وَكَلَّمَ اللهُ مُوسٰى تَكْلِيْمًا۔

باب ۷۳ : مسیحؑ بن مریمؑ اور مسیح دجّال کا ذکر

۱۰۷ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک دن لوگوں کے سامنے مسیح دجّال کا ذکر فرمایا: چنانچہ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہرگز کانا نہیں ہے جبکہ مسیح دجّال دائیں آنکھ سے کانا ہے اور اس کی آنکھ کیا ہے! گویا پھُولا ہُوا انگور ہے۔ اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۴۸ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ

۱۰۸ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خانہ کعبہ کے پاس ہوں اور ایک گندمی رنگ کے شخص کو دیکھا جس کا رنگ ان تمام گندم گوں رنگ کے لوگوں سے بہتر تھا جو تم نے دیکھے ہوں گے' اس کے بال دونوں شانوں تک سیدھے لٹکے ہُوئے تھے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا وہ شخص دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا میں نے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ جواب ملا: یہ مسیحؑ ابن مریمؑ ہیں۔ پھر میں نے ان کے پیچھے ایک شخص دیکھا جس کے بال سخت اُلجھے ہوئے اور گھونگریالے تھے، دائیں آنکھ سے کانا تھا اور ابن قطن[2] سے بہت زیادہ مشابہ تھا وہ بھی ایک شخص کے دونوں شانوں پر اپنے ہاتھ رکھے بیتُ اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ جواب ملا: یہ مسیح دجّال ہے۔ اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۴۸ واذکر فی الکتاب مریم

۱۰۹ــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہُوئے سُنا ہے کہ جس وقت قریش نے (واقعہ معراج کے سلسلہ میں) میری تکذیب کی' میں مقامِ حجر کے قریب کھڑا تھا اسی وقت اللہ نے بیت المقدس کو میرے سامنے نمایاں کر دیا اور میں اس کو دیکھتا جاتا تھا اور قریش کو اس کی نشانیاں بتاتا جاتا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۴۱ حدیث الاسراء قول الله تعالیٰ:
سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا ۔

باب ۷۴ : سِدرۃُ المنتہیٰ کا بیان

۱۱۰ــــ (حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ): ابواسحٰق شیبانیؒ کہتے ہیں: میں نے زرّ بن حبیشؒ سے جناب باری تعالیٰ کے ارشاد: (فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ﴿۱۰﴾ النجم) "یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے

---

[1] فطرت سے مُراد اسلام ہے۔ مرتبؒ

[2] ابن قطن بن عبدالعزّٰی، ایک کافر تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہی ہلاک ہوگیا تھا۔ مرتبؒ

کچھ کم فاصلہ رہ گیا تب اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو وحی بھی اسے پہنچانی تھی" کے متعلق دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ مجھے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بتایا ہے کہ اس سے مُراد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبریلؑ کو دیکھا تھا جن کے چھ سو پر تھے

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب اذا قال احدکم آمین والملائکۃ فی السماء

باب ۷۵: ارشاد باری تعالیٰ (وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى)[1] کی تفسیر، نیز کیا نبی اکرم ﷺ نے شب معراج اپنے ربّ کو دیکھا تھا؟

۱۱۱ ـــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا مسروقؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا: اے والدہ محترمہ! کیا رسول اکرم ﷺ نے اپنے پروردگار کو دیکھا تھا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تیری بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ کیا تمھیں ان تین باتوں کی خبر نہیں ہے؟ جو شخص تم سے ان تین باتوں کے متعلق (اپنی طرف سے) کچھ کہے وہ جھوٹا ہے:

(۱) اگر کوئی شخص تم سے کہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو وہ جھوٹا ہے! پھر حضرت عائشہؓ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں (۱) لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ الانعام

"نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے۔ وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے"۔

(۲) وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ۔ الشوریٰ (۵۱)

"کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے اس کی بات یا تو وحی (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے"۔

(۲) اسی طرح جو تم سے یہ کہے کہ آپؐ جانتے تھے کہ کل کیا ہونے والا ہے! تو وہ بھی جھوٹا ہے پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا) لقمان (۳۴)

"کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے"۔

(۳) بعینہٖ جو شخص تم سے یہ کہے کہ آپؐ نے کوئی بات (از امورِ رسالت) چھپائی ہے وہ بھی جھوٹا ہے۔ پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ) المائدہ (۶۷)

"اے پیغمبرؐ! جو کچھ تمھارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا"۔

چنانچہ مندرجہ عنوان آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ نے جبریلؑ کو ان کی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۵۳۔ سورۃ والنجم: باب ۱ حدثنا یحییٰ حدثنا وکیع

۱۱۲ ـــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جو شخص ایسا خیال کرتا (اور کہتا) ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا، اس نے بہت بڑی بات کہہ دی (غلط کہا) حقیقت یہ ہے کہ آپؐ نے حضرت جبریلؑ کو ان کی اصلی صورت

---

[1] اور ایک مرتبہ پھر اس نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کو دیکھا۔ ترجمہ

میں دیکھا تھا اور ان کی یہ شکل وصورت آسمان کے پورے اُفق پر چھا گئی اور اس نے آسمان کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک چھپا لیا تھا

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب اذا قال احدکم آمین والملائکۃ فی السماء

باب ۷۸: اس بات کا ثبوت کہ آخرت میں مومن اپنے رب کا دیدار کریں گے

۱۱۳ ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنّت میں دو باغ ایسے ہیں جن کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہے سب چاندی کا ہے اور دو باغ ایسے ہیں جن کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہے سب سونے کا ہے اور جنّت عدن میں عظمت وکبریائی کی چادر کے سوا بندوں اور دیدار باری تعالیٰ کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوگی اور یہ چادر ربّ جلیل کے چہرے پر ہوگی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۵۵ سورۃ الرحمٰن باب ۱ قولہ وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ

باب ۷۹ دیدارِ باری تعالیٰ کی صورت کیا ہوگی؟

۱۱۴ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: کیا تمھیں چودھویں رات کو چاند کے دیکھنے میں جب کہ اس کے اوپر بادل بھی نہ ہوں کوئی شک وشبہ ہوتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں! آپؐ نے فرمایا: کیا تمھیں سورج کے دیکھنے میں جبکہ اس پر ابر نہ ہو کبھی شک وشبہ ہوتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، نہیں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: بس تم اسی طرح قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھوگے۔ قیامت کے دن لوگ اٹھائے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو شخص دُنیا میں جس کی پرستش کرتا تھا اس کے پیچھے ہو جائے چنانچہ کچھ لوگ سورج کے پیچھے ہو جائیں گے اور کچھ لوگ چاند کے پیچھے اور کچھ لوگ بُتوں کے پیچھے چل پڑیں گے اس کے بعد صرف یہ اُمت باقی رہ جائے گی جس میں منافق بھی شامل ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمھارا ربّ ہوں تو وہ (اسے نہیں پہچانیں گے اور) کہیں گے کہ ہم اس جگہ اس وقت تک کھڑے رہیں گے جب تک ہمارا پروردگار نہیں آجاتا جب ہمارا پروردگار آئے گا ہم اسے پہچان لیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ پھر ان کے سامنے آئے گا (جانی پہچانی صورت میں) اور فرمائے گا میں تمھارا رب ہوں تو وہ اقرار کریں گے کہ ہاں تو ہی ہمارا رب ہے۔ اس کے بعد جہنم کی پشت پر ایک پُل بنایا جائے گا اور سب کو (اس پر چلنے کی) دعوت دی جائے گی چنانچہ رسولوں میں سب سے پہلا رسول میں ہوں گا جو اپنی امّت کو لے کر اس پر سے گزروں گا اور اس دن رسولوں کے سوا کوئی شخص نہ بول سکے گا اور رسولوں کی زبان پر بھی اللّٰھمّ سلّم، سلّم، (اے اللہ! جہنّم سے محفوظ رکھ اور سلامتی سے گزار دے) کے کلمات ہوں گے۔ اور جہنم میں سعدان کے کانٹوں کی مانند آنکڑے ہوں گے (آپؐ نے دریافت فرمایا:) کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ہاں، دیکھے ہیں! آپؐ نے فرمایا: تو وہ (آنکڑے) شکل صورت میں سعدان کے کانٹوں سے مشابہ ہوں گے البتہ یہ بات کہ بڑے کس قدر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ (آنکڑے) لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق اُچک لیں گے چنانچہ ان پُل پر سے گزرنے والوں میں

سے کچھ لوگ اپنے اعمال کی بنا پر (جہنم میں گر کر) ہلاک ہو جائیں گے اور کچھ لوگ پارہ پارہ ہو جائیں گے لیکن بعد میں نجات پا جائیں گے چنانچہ (اس تمام کارروائی کے بعد) جب اللہ تعالیٰ جہنم میں گرنے والوں میں سے جن پر مہربانی فرمانا چاہے گا ان کے بارے میں فرشتوں کو حکم دے گا کہ ہر اس شخص کو جو اللہ کی عبادت کرتا تھا جہنم سے نکال لو اور فرشتے ان کو سجدے کے نشانات سے پہچان لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ سجدے کے نشان کو کھائے۔ چنانچہ نشانِ سجدہ کے علاوہ آگ ابنِ آدم کے پورے جسم کو کھا جائے گی (لیکن نشان سجدہ باقی رہے گا) اور اسی شناخت سے (اللہ کی عبادت کرنے والے) لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے گا۔ یہ لوگ جہنم سے اس حال میں نکالے جائیں گے کہ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ پھر جب ان پر آبِ حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس طرح اُگیں گے جیسے سیلاب کی لائی ہوئی مٹی میں خودرو دانہ اُگتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلوں سے فارغ ہو چکا ہو گا تو ایک شخص باقی رہ جائے گا یہ جنّت میں داخل ہونے والا آخری شخص ہو گا جو اہل جہنّم میں سے جنّت میں داخل ہو گا لیکن اس کا منہ جہنم کی طرف ہو گا۔ یہ جناب باری میں درخواست کرے گا کہ اے میرے رب! میرا مُنہ جہنم کی جانب سے (دُوسری طرف) پھیر دے، کیونکہ مجھے اس کی بُو ہلاک کیے دے رہی ہے اور اس کے شعلے مجھے جُھلس رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر تیری درخواست منظور کر لی جائے تو تُو کوئی اور مُطالبہ تو نہیں کرے گا؟ وہ شخص کہے گا: نہیں تیری عزّت کی قسم! میں ہرگز کچھ اور نہ مانگوں گا! اور وہ اس سلسلہ میں اللہ سے ہر قسم کا عہد و پیمان کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کا رُخ آگ کی طرف سے موڑ کر جنّت کی جانب کر دے گا۔ اب وہ جب جنّت کو اور اس کی آرائش و زیبائش کو دیکھے گا تو (کچھ دیر) جب تک اللہ چاہے گا خاموش رہے گا پھر درخواست کریگا: اے میرے پروردگار! مجھے دروازۂ جنت سے قریب کر دے! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تُو نے عہد و پیمان نہ کیے تھے کہ تُو جو کچھ مانگ رہا ہے اس کے سوا مزید کچھ نہ مانگے گا؟ تو وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! میں تیری مخلوق میں سب سے بدنصیب شخص نہیں ہونا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھ سے یہ توقع نہیں رکھی جا سکتی کہ اگر تیرا یہ سوال پُورا کر دیا جائے تو تُو مزید کچھ نہیں مانگے گا۔ وہ عرض کرے گا: نہیں، تیری عزّت کی قسم میں مزید کچھ طلب نہیں کروں گا! اس مرتبہ بھی وہ رب کریم سے ہر وہ عہد و پیمان کرے گا جو وہ اس سے لینا چاہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دروازے سے قریب کر دے گا۔ پھر جب وہ جنت کے دروازے تک پہنچ جائے گا اور جنّت کی بہار اور وہاں کا کیف و سرور دیکھے گا تو کچھ دیر، جس کی مقدار کا اندازہ صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، خاموش رہے گا۔ اس کے بعد کہے گا: اے میرے پروردگار! مجھے بھی جنت میں داخل کر دے! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابنِ آدم تجھ پر حیرت ہے! تُو کس قدر عہد شکن واقع ہُوا ہے! کیا تو نے اس بات پر کہ جو کچھ تجھے دے دیا گیا ہے اس کے علاوہ مزید کچھ طلب نہیں کرے گا، ہر قسم کے عہد و پیمان نہیں کیے تھے؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ رہنے دے! چنانچہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ان باتوں پر ہنسی آجائے گی اور اسے جنّت میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرما دے گا۔ اس کے بعد فرمائیگا: جو آرزو کر سکتا ہے کر! چنانچہ وہ تمنا کرے گا، طلب کرے گا اور مانگے گا حتیٰ کہ اس کی تمام آرزوئیں ختم ہو جائیں گی۔ پھر اسے اللہ تعالیٰ یاد دلائے گا کہ مزید یہ اور یہ (آرزو کر اور طلب کر) حتیٰ کہ جب اس کے دل کی تمام آرزوئیں اور تمنّائیں پوری ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے یہ سب کچھ عطا کیا گیا اور اسی قدر مزید دیا گیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب الأذان: باب ۱۲۹ فضل السُّجود

۱۱۵ ــــ حدیثِ ابوسعید خدری ؓ : حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کیا: یارسُول اللہؐ کیا روزِ قیامت ہم اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تمھیں جب مطلع صاف ہو اور بادل نہ ہوں، چاند اور سُورج کو دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: بس تمھیں روزِ قیامت اپنے پروردگار کو دیکھنے میں اتنی ہی دقت ہوگی جتنی ان دونوں (چاند اور سُورج) کو دیکھنے میں ہوتی ہے ـــــ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا کہ ہر گروہ کے لوگ اس کے ساتھ جا کر کھڑے ہو جائیں جس کی وہ پرستش کیا کرتے تھے ـــــ چنانچہ صلیب کو ماننے والے صلیب کے ساتھ اور بُت پرست اپنے اپنے بُتوں کے ساتھ اور ہر الٰہِ باطل کے پرستار اپنے اپنے اِلٰہ کے ساتھ یکجا ہو جائیں گے حتّٰی کہ صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے خواہ وہ نیکوکار ہوں یا بدکار اور اہلِ کتاب میں سے بھی کچھ بچے کھچے لوگ باقی رہ جائیں گے۔ پھر جہنم کو ان کے سامنے کیا جائے گا جو (دُور سے) انھیں سراب کی مانند نظر آ رہا ہوگا۔ پھر یہود سے پوچھا جائے گا: تم کس کی پرستش کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم حضرت عُزَیرؑ کو ابن اللہ مانتے تھے اور انھی کی پُوجا کرتے تھے۔ انھیں کہا جائے گا: تم نے جھُوٹ کہا تھا: اللہ تعالیٰ کی نہ بیوی ہے اور نہ کوئی اولاد پھر ان سے پوچھا جائیگا کہ اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے: ہمیں پانی پلایا جائے! کہا جائے گا: پیئو۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ جہنم میں گر جائیں گے۔

پھر نصاریٰ سے پوچھا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ جواب دیں گے: ہم حضرت مسیحؑ کو ابن اللہ مانتے تھے اور انھی کی پرستش کرتے تھے۔ انھیں بھی کہا جائے گا: تم جھوٹ کہتے تھے۔ اللہ کی نہ تو بیوی ہے اور نہ کوئی اولاد۔ پھر سوال ہوگا: اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ بھی یہی جواب دیں گے: ہمیں پانی پلایا جائے! کہا جائے گا پی لو۔ اور معاً وہ جہنم میں جا گریں گے۔ اس کے بعد صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو اللہ کی عبادت کرتے تھے خواہ نیک تھے یا بدکار۔ ان سے پوچھا جائے گا: تمھیں کس چیز نے روک رکھا ہے جب کہ سب لوگ جا چکے ہیں؟ وہ جواب دیں گے: ہم تو ان لوگوں سے اسی وقت (دنیا میں ہی) جُدا ہو گئے تھے جبکہ ہمیں ان کی اُس وقت آج سے کہیں زیادہ ضرورت تھی، نیز ہم نے ایک منادی کرنے والے کو یہ منادی کرتے سُنا تھا کہ ہر گروہ اس کے ساتھ جا ملے جس کی وہ عبادت کرتا تھا۔ چنانچہ ہم اب اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کے سامنے ایسی شکل و صورت میں آئے گا جو اس صورت سے مختلف ہوگی جس میں انھوں نے اسے پہلی مرتبہ دیکھا ہوگا اور فرمائے گا: میں ہی تمھارا ربّ ہوں۔ تو وہ کہیں گے: تُو ہمارا رب ہے؟ اس دن باری تعالیٰ سے سوائے انبیاءؑ کے کوئی شخص بات نہ کر سکے گا۔ پھر اللہ تعالےٰ دریافت فرمائے گا: کیا تمھارے لیے رب کی طرف سے کوئی ایسی نشانی ہے جس سے تم اسے پہچان سکو؟ وہ جواب دیں گے: پنڈلی بطور نشانی طے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھول دے گا، اس کو دیکھ کر سب مومن سجدہ ریز ہو جائیں گے اور وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو 'ریا' کے لیے اور شہرت کی خاطر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا کرتے تھے چاہیں گے وہ بھی کہ سجدہ کر سکیں لیکن ان کی پیٹھ تختے کی مانند اکڑ کر رہ جائے گی (سجدہ نہ کر سکیں گے) اس کے بعد پُل صراط لا کر جہنم کے اوپر رکھا جائے گا۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! یہ پُل صراط کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ایک (ایسا خطرناک) مقام جہاں سے گزرنے والا پھسلے گا اور لڑکھڑائے گا اس پر اچک لینے والے کانٹے اور جکڑ لینے والے آنکڑے آویزاں ہیں، اور بڑے وسیع و عریض گوکھرو اور ایسے ٹیڑھے میڑھے کانٹے لگے ہوئے ہیں، جیسے علاقہ نجد میں پائے جاتے ہیں جنھیں 'سعدان' کہا جاتا ہے۔ مومن اس پُل پر سے چشم زدن میں بجلی اور ہوا کی سُرعت سے

اور تیز رفتار گھوڑوں اور سواریوں کی مانند گزر جائیں گے۔ ان بچ کر نکل جانے والوں میں کچھ تو پوری طرح صحیح سالم ہوں گے اور کچھ کٹے پھٹے اور جہنم کی آگ میں جُھلسے ہوئے ہوں گے حتیٰ کہ سب سے آخر میں نجات پانے والے اپنے آپ کو گھسیٹ گھسیٹ کر نکالیں گے۔

_____ اس دن جب مومن دیکھیں گے کہ وہ خود تو بچ کر نکل آئے ہیں اور ان کے بھائی جہنم میں رہ گئے ہیں تو ہر مومن (اپنے بھائیوں کو بچانے کی غرض سے) اللہ تعالیٰ سے مذاکرہ اور مطالبہ کرنے میں اس سے کہیں زیادہ شدّت اختیار کرے گا (پرجوش ہوگا) جس قدر تم کسی ایسے حق کے سلسلہ میں جو پُوری طرح عیاں ہو چکا ہو مجھ سے گفت گو اور مُطالبہ کرنے میں آج (یہاں دُنیا میں) شدّت اختیار کرتے اور پُرجوش ہوتے ہو ___ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! یہ سب بھائی ہمارے ساتھ نماز ادا کرتے تھے، روزے رکھتے تھے اور دوسرے (نیک) کام کیا کرتے تھے، یہ جہنّم میں کیسے چلے گئے؟ ان کو بھی معاف فرما دے! اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جاؤ! جس کے دل میں ایک دینار کے برابر ایمان ہو اُسے آگ سے نکال لو اور اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں کو جلانا اور مسخ کرنا آگ کے لیے حرام قرار دے دے گا۔ چنانچہ وہ لوگ (نجات یافتہ مومن) ان کے پاس جائیں گے، جبکہ ان میں سے بعض قدموں تک اور بعض آدھی پنڈلیوں تک آگ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے اور جس جس کو پہچانیں گے دوزخ سے نکال لیں گے پھر لوٹ کر آئیں گے (مزید درخواست کریں گے) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اچھا جاؤ! جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر ایمان ہو اسے بھی دوزخ سے نکال لو، چنانچہ یہ لوگ جائیں گے اور جس جس کو پہچانیں گے اسے دوزخ سے نکال لائیں گے، پھر لوٹ کر آئیں گے (مزید درخواست کریں گے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ! جس کے دل میں ذرّہ برابر ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لو! چنانچہ اب پھر یہ جس جس کو پہچان پائیں گے اسے نکال لیں گے۔

(یہ حدیث بیان کرتے ہوئے) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم کو میری بات کا یقین نہ ہو تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لو: (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا) النساء (۴) "اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دوچند کر دیتا ہے۔"

جب سب انبیاء، فرشتے اور اہلِ ایمان سفارش کر چکیں گے تو اللہ جلّ شانہٗ ارشاد فرمائے گا: (سب سفارش کر چکے) میری شفاعت باقی ہے اور مٹھی بھر کر جہنم سے (لوگوں کو) نکالے گا، اب وہ لوگ نکلیں گے جو جل کر بھسم ہو چکے ہوں گے، ان کو نکال کر ایک نہر میں ڈالا جائے گا جو جنّت کے سرے پر واقع ہے اور جسے "آبِ حیات" کہا جاتا ہے۔ اس نہر میں گرتے ہی یہ لوگ اس طرح دوبارہ سرسبز و شاداب ہو جائیں گے جیسے غلّے کا دانہ گزر گاہِ آب میں اُگ آتا ہے اور سرسبز ہو جاتا ہے تم نے اکثر کسی پتھر یا درخت کے کنارے ایسے دانے کو اُگا ہُوا دیکھا ہوگا ان میں سے جو آفتاب کے رُخ ہوتا ہے وہ سبز ہوتا ہے اور جو سایہ میں رہتا ہے وہ سفید ہوتا ہے۔ یہ لوگ (اس نہر میں سے) موتی کی مانند آبدار ہو کر نکلیں گے البتہ ان کی گردن پر مہر لگا دی جائے گی اور جب وہ جنّت میں داخل ہوں گے تو (مہر کی وجہ سے پہچان کر) اہلِ جنّت کہیں گے: یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خود آزاد فرمایا ہے اور کسی عمل اور نیکی کے بغیر فی سبیل اللہ جنّت میں داخل کیا ہے۔ انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مژدہ سُنایا جائے گا: یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو نہ صرف یہ سب تمھارا ہے بلکہ اسی قدر اور مزید تمھیں ملے گا!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید باب ۲۴ قول اللہ تعالیٰ (وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ)

باب ۸۰ : شفاعت کا ثبوت اور اس بات کا بیان کہ موحّدین کو جہنّم سے نکال لیا جائے گا

۱۱۶ ـــــ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابو سعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (حساب کتاب کے بعد جب) جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو چکے ہوں گے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان موجود ہو، اسے جہنّم سے نکال لیا جائے۔ چنانچہ (بہت سے) لوگ نکالے جائیں گے۔ ان میں سے کچھ ایسے ہوں گے جو جل کر کوئلہ کی مانند) سیاہ ہو چکے ہوں گے پھر انھیں نہر حیاۃ یا نہر حیا (راویانِ حدیث میں سے کسی ایک راوی کو اس بات میں شک ہے کہ آپؐ نے حیاۃ فرمایا تھا یا حیا) میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اس طرح اُگ آئیں گے جیسے غلّے کا دانہ پانی کی گزرگاہ میں اُگ آتا ہے، کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ کس خوبصورتی سے لپٹا سمٹا سنہری رنگ کا اُگتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲ الایمان: باب ۱۵ تفاضل اھل الایمان فی الاعمال

باب ۸۱ : دوزخ سے باہر نکلنے والا آخری شخص .....؟

۱۱۷ ـــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص کو بخوبی جانتا ہوں جو دوزخ میں سے سب سے آخر میں نکلے گا اور جنت میں داخل ہونے والوں میں بھی آخری شخص ہوگا، یہ شخص دوزخ سے مُنہ کے بل (گھسٹتا ہُوا) نکلے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ! وہ جنّت کی طرف آئے گا تو اسے ایسا معلوم ہوگا کہ وہ پوری طرح پُر ہو چکی ہے چنانچہ وہ لوٹ جائے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار! وہ تو پُر ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ (تم کہتے ہو جنت میں گنجائش نہیں ہے) ہم نے تم کو دنیا کے برابر بلکہ اس سے دس گُنا زیادہ (وسعت) عطا فرمائی! یا آپؐ نے فرمایا: دُنیا سے دس گُنا وسعت عطا فرمائی! (اسے یقین نہیں آئے گا) اور وہ عرض کرے گا: کیا آپؐ مجھ سے مذاق کرتے ہیں؟ یا میری ہنسی اُڑاتے ہیں حالانکہ آپؐ تو بادشاہ ہیں۔ اس موقع پر میں نے دیکھا کہ یہ بات کہتے ہُوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مسکرائے کہ آپؐ کے دندان مُبارک نظر آنے لگے۔ اور (راوی کہتے ہیں) کہا جاتا تھا کہ یہ شخص اہلِ جنّت میں سب سے پست مرتبہ کا ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۵۱ صفۃ الجنۃ والنار۔

باب ۸۲ : سب سے کم مرتبہ والا جنتی

۱۱۸ ـــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب روزِ قیامت اللہ تعالیٰ لوگوں کو (میدانِ حشر میں) جمع کرے گا تو وہ کہیں گے: کاش کوئی ہوتا جو باری تعالیٰ کے حضور میں ہماری سفارش کرکے ہمیں اس (مصیبت کی) جگہ سے نجات دلا سکتا! چنانچہ سب لوگ آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: اللہ نے آپؑ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا ہے، آپؑ میں اپنی رُوح پھونکی ہے اور فرشتوں کو حکم دیا تو انھوں نے آپؑ کو سجدہ کیا چنانچہ آپؑ اللہ تعالیٰ

کے حضور ہماری سفارش کریں! حضرت آدمؑ اپنی غلطی کا ذکر کریں گے اور کہیں گے : میرا یہ مقام نہیں ہے کہ جناب باری میں تمہاری سفارش کرسکوں، تم حضرت نوحؑ کے پاس جاؤ! وہ سب سے پہلے رسول ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ سب لوگ حضرت نوحؑ کے پاس جائیں گے (اور ان سے سفارش کرنے کی درخواست کریں گے) وہ بھی اپنی غلطی کا ذکر کر کے کہیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں! تم حضرت ابراہیمؑ کے پاس جاؤ، انھیں اللہ نے اپنا خلیل بنایا تھا۔ پھر سب لوگ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے (اور ان سے درخواست کرینگے) وہ بھی اپنی غلطی کا ذکر کر کے کہیں گے : میرا یہ مقام نہیں ہے تم سب لوگ حضرت موسیٰؑ کے پاس جاؤ، انھیں اللہ تعالیٰ نے شرف ہمکلامی بخشا ہے پھر سب لوگ حضرت موسیٰؑ کے پاس جائیں گے (اور ان سے درخواست کریں گے) وہ بھی اپنی غلطی کا ذکر کر کے یہی جواب دیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں ہے کہ تمھاری سفارش کرسکوں، تم لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس پہنچیں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں ہے کہ سفارش کرسکوں، تم سب حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ کیونکہ حضرت محمدؐ وہ بزرگ و برگزیدہ ہستی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے اگلی پچھلی سب فروگذاشتیں معاف فرمادی ہیں۔ بالآخر سب لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں جناب باری میں حاضری کی اجازت طلب کروں گا (جب اجازت ملے گی) تو میں اس کے روبرو پہنچتے اور دیدار سے شرف یاب ہوتے ہی اس کے حضور میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور جب تک اللہ چاہے گا مجھے اسی (سجدے کی) حالت میں رہنے دے گا۔ پھر ارشاد ہوگا : اپنا سر اٹھائیے! مانگئے جو آپؐ مانگیں گے دیا جائے گا۔ بولیے! آپؐ کی بات سنی جائیگی۔ آپؐ کی شفاعت قبول کی جائیگی شفاعت کیجیے! چنانچہ میں سر اٹھاؤں گا اور پہلے اپنے رب کی حمد و ثنا ان الفاظ میں کروں گا جو خود اللہ تعالیٰ (اس موقع پر) مجھے تلقین فرمائے گا اور اس کے بعد شفاعت کروں گا چنانچہ میرے لیے اللہ تعالیٰ ایک حد مقرر فرمادے گا کہ اس حد تک لوگوں کو نکال لو) اور میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردوں گا، اس کے بعد پھر لوٹ کر جناب باری میں حاضر ہوں گا اور پھر پہلے کی طرح سجدے میں گر جاؤں گا، اسی طرح تیسری اور چوتھی مرتبہ بھی کروں گا حتیٰ کہ جہنم میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کو قرآن نے روک دیا ہے یعنی جن کے خلود فی النّار کا فیصلہ قرآن نے فرما دیا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۵۱ صفة الجنّة والنّار

۱۱۹ ــــ حدیث انس بن مالک ؓ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا : جب قیامت کا دن ہوگا تو انسان اپنی کثرتِ تعداد کی وجہ سے سمندر کی موجوں کی مانند باہم گتھم گتھا ہو رہے ہوں گے اور پریشان حال حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے اور ان سے درخواست کریں گے کہ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کیجیے۔ وہ جواب دیں گے : میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ البتہ تم حضرت ابراہیم ؑ کے پاس جاؤ وہ خلیل اللّٰہ ہیں۔ چنانچہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا البتہ تم موسیٰ ؑ کے پاس جاؤ وہ کلیم اللّٰہ ہیں۔ چنانچہ سب لوگ حضرت موسیٰؑ کے پاس جائیں گے۔ وہ بھی کہیں گے : یہ کام میرے بس کا نہیں ہے! تم حضرت عیسیٰؑ کے پاس جاؤ وہ روح اللّٰہ اور کلمۃ اللّٰہ ہیں۔ لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس پہنچیں گے، وہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس کام کے لائق نہیں ہوں، تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ! چنانچہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا : ہاں میں ہی یہ کام کرسکتا ہوں اور کروں گا۔ پھر میں بارگاہِ خداوندی میں حاضری کی اجازت طلب کروں گا اور مجھے اجازت مل جائے گی (مزید برآں) مجھے اس وقت حمد و ثنا کے ایسے کلمات تلقین کیے جائیں گے جو اَب مجھے مستحضر نہیں ہیں، میں ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اس کے حضور میں سربسجود ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد کہا جائے گا : اے محمدؐ! سر اٹھاؤ، کہو جو کہنا چاہتے

ہو تمھاری بات سنی جائے گی! مانگو جو مانگنا چاہتے ہو تمھاری درخواست منظور کی جائے گی! سفارش کیجیے آپؐ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ اس وقت میں عرض کروں گا: اے میرے پرور دگار! میری اُمّت کو بخش دیجیے! میری امت کے گناہ معاف فرما دیجیے! چنانچہ مجھے کہا جائے گا: جاؤ اور جا کر ہر اس شخص کو جہنم سے نکال لو جس کے دل میں ایک جَو کے برابر بھی ایمان ہو۔ چنانچہ میں جاؤنگا اور ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکال لوں گا، پھر واپس آؤں گا اور انہی کلمات سے جو مجھے تلقین کیے گئے تھے، اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا اور سجدے میں گر جاؤں گا۔ چنانچہ پھر کہا جائے گا: اے محمدؐ! سر اٹھایئے! بات کیجئے آپ کی بات سُنی جائے گی! سوال کیجیے آپؐ کا سوال پورا کیا جائے گا! سفارش کیجیے آپؐ کی سفارش قبول کی جائے گی! میں پھر کہوں گا: اے میرے رب! میری اُمت کو بخش دیجیے! پھر کہا جائے گا: جایئے اور جا کر اُن سب لوگوں کو جہنم سے نکال لیجیے جن کے دلوں میں ایک ذرّے یا رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو۔ میں پھر جاؤں گا اور ایسے تمام لوگوں کو جہنم سے نکال لوں گا۔ میں پھر (سہ بارہ) لوٹ کر آؤں گا مذکورہ بالا کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کروں گا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پھر کہا جائے گا: اے محمدؐ! سر اٹھایئے! بات کیجیے آپ کی بات سنی جائے گی! سوال کیجئے آپؐ جو مانگیں گے دیا جائے گا! سفارش کیجیے آپؐ کی سفارش قبول کی جائے گی! میں عرض کروں گا: اے میرے پرور دگار! میری امت کو معاف فرما دیجیے! میری اُمت کو جہنم سے بچا لیجیے! مجھ سے کہا جائے گا: جایئے اور جا کر ان سب لوگوں کو جہنم سے نکال لیجیے جن کے دلوں میں رائی کے دانہ سے بھی بے انتہا کم ایمان ہو۔ چنانچہ میں پھر جاؤں گا اور ایسے تمام لوگوں کو جہنم سے نکال لوں گا۔

پھر میں چوتھی مرتبہ لوٹ کر آؤں گا اور مذکورہ بالا الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا اور اس کے حضور میں سربسجود ہو جاؤنگا۔ پھر کہا جائے گا: اے محمدؐ! سر اٹھایئے! کہیے! آپؐ کی بات سنی جائے گی، مانگیے! جو مانگیں گے آپؐ کو دیا جائے گا، شفاعت کیجیے! آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے پرور دگار! مجھے ایسے تمام لوگوں کو جہنم سے نکالنے کی اجازت دیجیے جنھوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ زبان سے ادا کیا ہو۔ جواب میں جناب باری تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: مجھے اپنے عزت و جلال اور عظمت و کبریائی کی قسم! میں دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال لوں گا جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ زبان سے ادا کیا ہو گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید: باب ۳۶ کلام الرب عزوجل یوم القیامة مع الانبیاء وغیرهم

۱۲۰ ــــ حدیث ابوہریرہؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک دن کچھ گوشت (بطور تحفہ) آیا اس میں سے دست کا کچھ حصہ آپؐ کو پیش کیا گیا کیونکہ یہ حصّہ آپ کو مرغوب تھا۔ آپؐ نے اس میں سے قدرے تناول فرمایا پھر ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میں سب انسانوں کا سردار ہوں گا، کیا تمھیں معلوم ہے یہ کیسے ہو گا؟ روز قیامت تمام اگلے پچھلے انسان ایک ہی میدان میں یکجا کیے جائیں گے (یہ میدان ایسا ہموار ہو گا کہ) ایک پکارنے والے کی آواز سب سُن سکیں گے اور سب کو بیک نگاہ دیکھا جا سکے گا، اور سورج بہت قریب آ جائے گا، لوگ ایسے کرب و رنج میں مبتلا ہوں گے جو انسانی طاقت سے باہر اور ناقابلِ برداشت ہو گا چنانچہ لوگ باہم ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تمھیں ذرا احساس نہیں ہے کہ تم کس مصیبت میں گرفتار ہو ــــ؟ کیوں نہیں کوئی ایسی ہستی تلاش کرتے جو تمھارے رب کے حضور تمھاری سفارش کرے؟ کچھ مشورہ دیں گے کہ حضرت آدمؑ کے پاس جانا چاہیے۔ لوگ حضرت آدم کے پاس پہنچیں گے اور ان سے عرض کریں گے: آپؑ سب انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو

اپنے ہاتھ سے بنایا، آپؑ میں اپنی رُوح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انھوں نے آپؑ کو سجدہ کیا، آپؑ اپنے پروردگار کے حضور ہماری سفارش فرمائیے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہیں اور ہمارا حال کیا ہو گیا ہے؟ حضرت آدمؑ جواب دیں گے: آج میرا رب درحقیقت اس قدر غضب ناک ہے کہ نہ پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہوگا، دوسرے (میں ایک بھُول کا ارتکاب کر چکا ہوں) اس نے مجھے ایک مخصوص درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا تھا لیکن مجھ سے حکم عدولی ہو گئی، اس لیے اس وقت مجھے تو خود اپنی ذات کا فکر ہے کاش کوئی بچانے والا ہو! کاش کوئی مجھے بچا سکے! تم کسی دوسرے شخص کے پاس جاؤ۔ تم حضرت نوحؑ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ حضرت نوحؑ کے پاس جائیں گے اور درخواست کریں گے: اے نوحؑ! آپؑ روئے زمین پر اللہ کے پہلے رسُول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کا لقب "عبدِ شکور" (شکر گزار بندہ) رکھا ہے۔ آپؑ بارگاہِ خداوندی میں ہماری شفاعت کیجیے، آپؑ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ حضرت نوحؑ جواب دیں گے: ربّ ذوالجلال آج اس قدر غضب ناک ہے کہ نہ پہلے کبھی ہُوا اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ (اور مجھ سے ایک فروگزاشت ہو چکی ہے) مجھے ایک بد دُعا کا اختیار دیا گیا تھا اور میں نے اپنی قوم کو بد دُعا دی تھی (جس کی وجہ سے) آج تو مجھے خود اپنی ذات اور نجات کا فکر لاحق ہے۔ کاش کوئی مجھے بچانے والا ہو! کاش کوئی مجھے بچا سکے! تم کسی اور کے پاس جاؤ، تم حضرت ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: اے ابراہیمؑ! آپؑ اللہ کے نبی اور پُورے اہلِ زمین میں سے واحد شخص ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی سے نوازا ہے، آپؑ بارگاہِ ربّ العزّت میں ہماری شفاعت کیجیے، آپؑ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ جواب دیں گے: آج پروردگارِ عالم اس قدر غضبناک ہے کہ نہ آج سے پہلے کبھی ہُوا تھا اور نہ پھر کبھی ہوگا، اور میں تین جھُوٹ بولنے کا مرتکب ہو چکا ہوں بنا بریں آج مجھے اپنی ذات اور اپنی نجات کا فکر ہے، کاش کوئی مجھے بچانے والا ہو! کاش کوئی مجھے بچا سکے! تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ، تم سب حضرت موسیٰؑ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ حضرت موسیٰؑ کی خدمت میں پہنچیں گے اور ان سے کہیں گے: اے موسیٰؑ! آپؑ اللہ کے رسُول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو نہ صرف اپنی رسالت سے نوازا بلکہ آپ کو شرفِ ہمکلامی عطا فرما کر سب انسانوں پر فضیلت بخشی، آپ ربّ ذوالجلال کے حضور ہماری شفاعت کیجیے، آپ دیکھ رہے ہیں ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ حضرت موسیٰؑ جواب دیں گے: آج میرا رب اس قدر غضب ناک ہے کہ نہ پہلے کبھی ہوا نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ اور (مجھ سے ایک چوک ہو چکی ہے) میں ایک ایسے شخص کو قتل کر چکا ہوں جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا، بنا بریں آج تو مجھے خود اپنی ذات کی نجات کا فکر ہے، کاش کوئی ہوتا جو مجھے بچا سکتا! کاش کوئی میری مدد کو پہنچ سکتا! تم لوگ کسی اور کے پاس جاؤ، تم سب حضرت عیسیٰؑ کے پاس جاؤ، چنانچہ سب لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے: اے عیسیٰؑ! آپؑ اللہ کے رسول ہیں، آپؑ کلمۃ اللہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی طرف القا کیا تھا، اور آپؑ رُوح اللہ ہیں اور آپ نے بحالتِ شیر خوارگی گہوارے میں لوگوں سے گفتگو کی تھی، آپ ہماری شفاعت کیجیے، کیا آپ دیکھتے نہیں آج ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں؟ حضرت عیسیٰؑ بھی یہی جواب دیں گے: آج ربِ ذوالجلال اس قدر غضب ناک ہے کہ نہ پہلے کبھی ہُوا اور نہ پھر کبھی ہوگا، حضرت عیسیٰؑ نے اپنی کسی خطا کا ذکر نہیں کیا (صرف یہی کہا) کہ آج تو مجھے خود اپنی ذات کا فکر لاحق ہے، کاش کوئی مجھے بچا سکے! کاش کوئی مجھے بچانے والا ہو! تم لوگ کسی اور کے پاس جاؤ، تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

چنانچہ سب لوگ آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: یا محمدؐ! آپ اللہ کے رسُول اور ختمی مرتبت ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی سب فروگزاشتیں معاف فرما دی ہیں، آپ دیکھ رہے ہیں ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں، آپ ربّ ذوالجلال کے حضور ہماری شفاعت فرمائیے۔

چنانچہ میں (شفاعت کے لیے) روانہ ہوں گا اور جاکر زیرِ عرش سجدہ ریز ہو جاؤں گا، اس وقت اللہ تعالےٰ اپنی حمد وثنا کے کچھ ایسے انداز اور طریقے مجھ پر منکشف فرمائے گا جو اس سے پہلے کسی کو نہیں سکھائے گئے، اس کے بعد کہا جائے گا: اے محمدؐ! سر اٹھائیے! مانگیے آپؐ جو مانگیں گے دیا جائے گا، شفاعت کیجیے، آپؐ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ چنانچہ میں سر اٹھاؤں گا، اور عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! میری اُمت کی خطائیں بخش دیجیے، میری امّت کو جہنّم سے بچا لیجیے۔ چنانچہ مجھ سے کہا جائے گا: اے محمدؐ! جائیے اپنی امّت کے ایسے تمام افراد کو جو حساب کتاب سے مستثنیٰ ہیں دائیں دروازے سے جنّت میں داخل کر لیجیے، مزید برآں ان لوگوں کو دوسرے دروازوں سے آنے جانے کی اجازت بھی ہوگی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، دروازۂ جنّت کے ہر دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا مکہ اور حمیر کے درمیان یا جتنا مکّہ اور بصریٰ کے مابین ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۱۷ سورۃ الاسراء: باب ۵ ذرّیۃ من حملنا مع نوح

باب ۸۳: نبی اکرم ﷺ کا اپنی شفاعت کی دُعا کو اپنی امّت کی خاطر روزِ قیامت کے لیے محفوظ رکھنا:

۱۲۱ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کی ایک (مقبول) دُعا ہوتی ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا) اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امّت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھوں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید: باب ۳۲ فی المشیئۃ والارادۃ

۱۲۲ ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی نے ایک سوال مانگا یا آپؐ نے فرمایا: ہر نبی کو ایک دُعا کا اختیار دیا گیا ہے جو ہر ایک نے مانگ لی اور قبول ہو گئی لیکن میں نے اپنی دُعا قیامت کے دن اپنی امّت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر لی ہے۔

آخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۱ لکلّ نبی دعوۃ مُستجابۃٌ

باب ۸۴: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ"

۱۲۳ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے آیۂ کریمہ ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (الشعراء ۲۱۴) "اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ" نازل فرمائی تو نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر (خطبہ دیا) اور فرمایا: اے

گروہ قریش! (یا اسی طرح کے کچھ اور الفاظ فرمائے) اپنی جانوں کو (جہنم سے) بچالو، میں تم کو عذابِ الٰہی سے ذرا بھی نہ بچا سکوں گا۔ اے بنی عبدمناف! میں تم کو اللہ کی گرفت سے ذرا بھی نہ بچا سکوں گا۔ اے عباسؓ بن عبدالمطلب! میں آپ کو اللہ کی گرفت سے ذرا بھی نہ بچا سکوں گا۔ اے صفیہؓ رسول اللہ کی پھوپھی! میں آپ کو بھی اللہ کی گرفت سے ذرا بھی نہ بچا سکوں گا۔ اور اے فاطمہؓ میری بیٹی! تم مجھ سے میرے مال میں سے جو چاہے لے لو، مگر میں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے تمھیں ذرا بھی نہ بچا سکوں گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۵ الوصایا: باب ۱۱ هل یدخل النساء والولد فی الاقارب

۱۲۴ ـــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں: جب وہ آیت نازل ہوئی جس کا مفہوم یہ ہے "اپنے قریبی رشتہ داروں اور اپنے قبیلہ کے منتخب یعنی خاص خاص افراد کو ڈراؤ" تو رسول کریم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور کوہِ صفا پر چڑھ کر آپؐ نے بلند آواز سے پکارا: یا صباحاہ (خبردار! ہوشیار!) یہ آواز سن کر لوگ حیران ہوئے کہ کون شخص ہے جو خبردار کر رہا ہے اور آپؐ کے گرد جمع ہونے لگے۔ جب لوگ آ گئے تو آپؐ نے فرمایا: مجھے بتاؤ! اگر میں تم کو یہ اطلاع دوں کہ سواروں کا ایک دستہ اس پہاڑ کے دامن کی اوٹ سے نکلنے (اور تم پر حملہ آور ہونے) والا ہے، تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے جواب دیا: ہم نے کبھی آپؐ کی کوئی بات جھوٹی نہیں پائی۔ آپؐ نے فرمایا: تو میں تمھیں مستقبل کے یقینی اور سخت ترین عذاب سے متنبہ کرتا ہوں۔ ابولہب کہنے لگا: خرابی اور ہلاکت ہو آپؐ کے لیے (العیاذ باللہ) کیا محض اسی بات کے لیے آپؐ نے ہم سب کو بلایا اور جمع کیا تھا؟ یہ کہنے کے بعد وہ اٹھ کر چلا گیا۔ اسی کے بارے میں سورۂ لہب (تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ) نازل ہوئی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۱۱۱۔ سورة تبت یدا ابی لهب وتب: باب حدثنا یوسف

باب ۸۸: نبی اکرم ﷺ کا ابوطالب کی شفاعت فرمانا اور آپؐ کی شفاعت سے ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کا ہونا

۱۲۵ حدیث عباس بن المطلب رضی اللہ عنہ: حضرت عباسؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپؐ نے اپنے چچا ابوطالب کو کچھ نفع پہنچایا؟ کیونکہ وہ آپؐ کی حمایت و حفاظت کیا کرتے تھے اور آپؐ کی خاطر مخالفوں پر غضب ناک ہوا کرتے تھے، آپؐ نے فرمایا: وہ ٹخنوں تک آگ میں ہوں گے اور اگر میں ان کی شفاعت نہ کرتا تو وہ دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۴۰ قصة ابی طالب

۱۲۶ ـــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آپؐ کے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا تو آپؐ نے فرمایا:

"اُمید ہے قیامت کے دن میری شفاعت انھیں کچھ فائدہ پہنچائے، اور وہ جہنم کے اُوپر کے حصہ میں رکھے جائیں جہاں آگ ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی، جس کے اثر سے ان کا دماغ کھولنے لگے گا۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۴۰ قصة ابی طالب

باب ۸۹ : دوزخیوں میں سب سے کم عذاب والا

۱۲۷ ـــــ حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ : حضرت نعمانؓ بیان کرتے ہیں : میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن سب سے ہلکے عذاب والا شخص وہ ہوگا جس کے تلووں کے نیچے آگ کا انگارہ رکھ دیا جائے گا اور اس کے اثر سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۵۱ صفة الجنة والنار ۔

باب ۹۱ : مومنوں کو مومنوں سے دوستی رکھنی چاہیے اور غیروں سے قطع تعلق اور بیزاری کا اعلان کرنا چاہیے

۱۲۸ ـــــ حدیث عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ : حضرت عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں : میں نے رسول اکرم ﷺ کو خفیہ طریقے سے نہیں بلکہ علی الاعلان فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ابو فلاں کی اولاد میرے دوست نہیں ہیں ، بلا شبہ میرا دوست تو اللہ تعالیٰ اور مومنوں میں سے وہ لوگ ہیں جو نیک ہیں لیکن ان سے (آل "ابو فلاں" سے) میری رشتہ داری ہے اس لیے میں ان کے ساتھ حسب ضرورت حسن سلوک کرتا ہوں ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۸ الادب : باب ۱۴ یبل الرحم ببلالها

باب ۹۲ : اس بات کا ثبوت کہ مسلمانوں میں سے کچھ گروہ بغیر حساب کتاب کے جنّت میں داخل ہوں گے اور عذاب سے بھی محفوظ رہیں گے ۔

۱۲۹ ـــــ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے : میری اُمت میں سے ستّر ہزار افراد پر مشتمل ایک جماعت جب جنّت میں داخل ہوگی تو ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند چمک رہے ہوں گے ۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ کا یہ ارشاد سن کر حضرت عکاشہؓ بن محصن اسدی اپنی چادر سمیٹتے ہوئے اُٹھے اور عرض کیا : یا رسولؐ اللہ ! دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل فرمائے ۔ آپؐ نے فرمایا : اے اللہ ! عکاشہؓ کو ان میں شامل فرما لے ۔

اس کے بعد انصار میں سے ایک اور شخص اٹھا اور اس نے عرض کیا : یا رسولؐ اللہ ! میرے لیے بھی دُعا کیجیے ، اللہ مجھے بھی ان میں شامل فرمائے ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا : دُعا کے سلسلہ میں عکاشہؓ تم پر سبقت لے گیا ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۵۰ یدخل الجنة سبعون الفا بغیر حساب

۱۳۰ ـــــ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ : حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : میری اُمت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ (راوی کو ٹھیک سے یاد نہیں کہ آپؐ نے تعداد کیا بیان فرمائی تھی) جنّت میں ایک دوسرے

کا ہاتھ پکڑے اس طرح داخل ہوں گے کہ جب تک ان میں کا آخری شخص جنّت میں داخل نہ ہولے گا اس وقت تک پہلا بھی اندر نہ جائے گا۔ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند روشن ہوں گے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۵۱۔ صفة الجنّة والنّار

۱۳۱ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے اُمتیں پیش کی گئیں پھر جب انبیاءؑ میرے سامنے سے گزرنے لگے تو ان میں سے کسی نبی کے ساتھ صرف ایک شخص تھا اور کسی کے ساتھ دو شخص اور کسی نبی کے ساتھ ایک مختصر گروہ تھا، ان میں ایسے نبی بھی تھے جن کے ساتھ ایک شخص بھی نہ تھا۔ پھر میں نے ایک جمِ غفیر دیکھا جو پورے افق پر پھیلا ہُوا تھا مجھے توقع ہوئی کہ یہ میری اُمّت ہو گی لیکن کہا گیا: یہ حضرت موسیٰؑ اور ان کی اُمّت ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا: دیکھیے! میں نے نگاہ اٹھائی تو مجھے ایک بہت بڑا ہجوم نظر آیا جو تاحدِ نگاہ پورے اُفق پر چھایا ہُوا تھا اور مجھ سے کہا گیا کہ اِدھر اور اُدھر (دائیں اور بائیں) دیکھیے! چنانچہ میں نے (ہر طرف) دیکھا تو (ان اطراف میں بھی یہی حال تھا) تاحدِ نگاہ پُورا افق ان کے پیچھے چھُپ گیا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ آپؐ کی اُمّت ہے اور ان میں ستّر ہزار ایسے ہیں جو بلا حساب کتاب جنّت میں داخل ہوں گے۔ (اس گفتگو کے بعد لوگ منتشر ہو گئے اور ان پر صُورتِ حال واضح نہ ہو سکی چنانچہ صحابہ کرامؓ آپس میں مختلف باتیں کرتے رہے، کسی نے کہا کہ ہم تو شرک کی حالت میں پیدا ہوئے تھے اگرچہ بعد میں ہم اللہ و رسولؐ پر ایمان لے آئے لیکن یہ لوگ (بلا حساب جنّت میں داخل ہونے والے) ہماری اولاد ہونگے۔ ان باتوں کی اطّلاع جب نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ تو شگونِ بد لیتے ہیں نہ جھاڑ پھُونک کراتے ہیں اور نہ (ٹونے ٹوٹکے کے طریقے پر) داغ وغیرہ سے علاج کراتے ہیں، صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت عکاشہؓ بن محصن اُٹھے اور دریافت کیا: یا رسولؐ اللہ! کیا مَیں ان لوگوں میں شامل ہونگا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں تم ان میں سے ہو گے۔ پھر ایک اور شخص اٹھے اور دریافت کیا: کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: عکّاشہؓ تم پر سبقت لے گئے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۴۲ مَن لَّم یرق

۱۳۲ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک موقع پر) ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک خیمہ میں تھے (اسی حالت میں) آپؐ نے فرمایا: کیا تم لوگ اس بات پر خوش ہو کہ تم اہلِ جنّت کا چوتھائی حصّہ ہو گے؟ ہم نے عرض کیا: ہاں۔ آپؐ نے مزید فرمایا: کیا تم اس پر خوش ہو کہ تم جنّت والوں کا ایک تہائی ہو گے؟ ہم نے عرض کیا: "ہاں"۔ آپؐ نے پھر فرمایا: کیا تم اس پر خوش ہو کہ تم جنّت کا نصف حصّہ ہو گے؟ ہم نے عرض کیا: "ہاں"۔ آپؐ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے، میں توقع کرتا ہوں کہ تم اہلِ جنت کے نصف ہو گے کیونکہ جنّت میں صرف وہ شخص داخل ہو گا جس نے اپنے نفس کو مسلمان بنا لیا اور اہلِ شرک کے مقابلے میں تمھاری مثال ایسی ہے جیسے سیاہ بیل کی کھال میں کوئی ایک سفید بال ہو یا سرخ بیل کی کھال پر ایک آدھ سیاہ بال ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۴۵ کیف الحشر

باب ۹۴: روزِ قیامت اللہ تعالیٰ حضرت آدمؑ سے کہے گا: ہر ایک ہزار افراد میں سے نوسو ننانوے جہنّم میں بھیجے جانے کے لیے علحدہ کر لو

۱۳۳ــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (روزِ قیامت) اللہ تعالیٰ حضرت آدمؑ سے فرمائے گا: اے آدمؑ! آدم علیہ السلام عرض کریں گے: میں حاضر ہوں، اطاعت گزار ہوں، ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جہنم میں بھیجنے کے لیے لوگوں کو الگ کر لو۔ حضرت آدمؑ دریافت کریں گے: جہنم میں بھیجے جانے والے کس قدر ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے۔ آپؐ نے فرمایا: یہی وہ وقت ہوگا جب بچّہ بوڑھا ہو جائے گا اور حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور لوگوں کی حالت ایسی ہوگی گویا وہ نشے میں ہیں حالانکہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ یہ کیفیت اللہ کے سخت عذاب کے اثر سے ہوگی۔

یہ ارشاد سن کر صحابہ کرامؓ سخت پریشان ہو گئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! اس ہزار میں سے ایک جو جنّت میں جائے گا ہم میں سے کون کون ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: تم خوش ہو جاؤ کہ جہنم میں جانے والوں میں ہزار یاجوج ماجوج ہوں گے اور ایک تم میں سے ہوگا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں توقع کرتا ہوں کہ تم اہلِ جنت کا ایک تہائی ہوگے۔ راوی کہتے ہیں: یہ سن کر ہم نے اللہ کی حمد وثنا کی اور اللہ اکبر کہا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں توقع کرتا ہوں کہ تم اہلِ جنّت کا نصف حصّہ ہوگے، دوسری اُمتوں کے مقابلے میں تمھاری مثال ایسی ہے جیسے سیاہ بیل کی کھال میں ایک سفید بال، یا گدھے کے بازو میں سفید داغ۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۴۶ قولہ عزّ وجل: إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ۔

کتابُ الطّہارۃ

باب ۲ : نماز کے لیے طہارت واجب ہے

۱۳۴ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک کہ وہ (دوبارہ) وضو نہ کر لے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹۰ الحیل : باب ۲ فی الصلوٰۃ

باب ۳ : وضو کرنے کا طریقہ اور مکمل وُضو کی کیفیت

۱۳۵ ــــ حدیث عثمان بن عفان ﷛ : (راوی بیان کرتے ہیں) : حضرت عثمانؓ نے پانی کا برتن منگوایا (اور ہمیں وضو کر کے دکھایا) پہلے آپ نے اپنے دونوں (ہاتھوں کے) پہنچوں پر تین بار پانی ڈالا اور انھیں دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈال کر (چُلّو میں پانی لیا اور) کُلی فرمائی اور ناک میں پانی چڑھایا پھر تین مرتبہ اپنا مُنھ دھویا اور تین ہی مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا، پھر سر کا مسح فرمایا پھر آپ نے اپنے دونوں پاؤں تین بار ٹخنوں تک دھوئے اور فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعتیں اس طرح ادا کیں کہ اس کا دل کسی اور خیال میں مشغول نہ ہُوا (پورے خشوع و خضوع سے میری طرف دھیان رکھا) اُس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو گئے۔[1]

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۴ الوضوء : باب ۲۴ الوضوء ثلاثا ثلاثا

باب ۴ : نبی اکرم ﷺ کے وضو کا بیان

۱۳۶ ــــ حدیث عبداللہ بن زید ﷛ : حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اکرم ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے؟ تو انھوں نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور دریافت کرنے والوں کو آں حضرت ﷺ کا وضو کر کے دکھایا۔ سب سے پہلے انھوں نے برتن جھکا کر اپنے ہاتھ پر پانی اُنڈیلا اور دونوں ہاتھ تین بار دھوئے پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر تین چُلّو پانی سے تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی چڑھا کر ناک صاف کی، پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا اور تین بار چہرے کو دھویا پھر دو دو مرتبہ اپنے

---

[1] حدیث میں گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کبیرہ گناہ نہیں۔ اور "کسی اور خیال میں مصروف نہ ہو" سے مراد یہ ہے کہ دنیاوی خیالات میں نہ مشغول ہو اگر کسی قسم کا خیال آئے تو اسے ٹال دے۔ مترجم

دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور سر کا مسح اس طرح کیا کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے حصے سے سر کے پیچھے کی طرف لے گئے اور پھر پیچھے سے سامنے کی طرف لائے۔ یہ عمل ایک مرتبہ کیا۔ پھر آپ نے اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء : باب ۳۹ غسل الرجلین الی الکعبتین

باب ۸: ناک میں پانی چڑھانے کی تعداد کا اور استنجا کے ڈھیلوں کی تعداد کا طاق ہونا افضل ہے

۱۳۷ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کرے اسے چاہیے کہ ناک میں پانی چڑھا کر ناک صاف کرے اور جو مٹی کے ڈھیلوں سے استنجا کرے اسے چاہیے کہ ڈھیلوں کی تعداد طاق رکھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء : باب ۲۵ الاستنثار فی الوضوء

۱۳۸ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سو کر اٹھے اس کے لیے ضروری ہے کہ تین مرتبہ ناک سنکے (صاف کرے) اس لیے کہ شیطان سونے والے کی ناک کے بانسے پر رات بسر کرتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق : باب ۱۱ صفۃ ابلیس وجنودہ

باب ۹: (وضو میں) پورا پاؤں دھونا واجب ہے

۱۳۹ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے اثنائے سفر میں آپؐ ہم سے پیچھے رہ گئے لیکن بعد ازاں آپؐ نے ہم کو آلیا۔ جس وقت آں حضرتؐ تشریف لائے نماز کا وقت تنگ ہو چکا تھا اور ہم (آپؐ کا انتظار کر کے) وضو کر رہے تھے اور جلدی کے خیال سے پاؤں دھونے کی بجائے ان کو ہاتھ سے مسح کر کے تر کر رہے تھے (یہ دیکھ کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں دو یا تین مرتبہ فرمایا (خشک رہ جانے والی) ایڑیوں کے لیے جہنم کی آگ سے تباہی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳ العلم : باب ۳ من رفع صوتہ بالعلم

۱۴۰ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ گزر رہے تھے (آپؓ نے دیکھا کہ) لوگ لوٹے سے وضو کر رہے ہیں تو آپؓ نے فرمایا: "بھرپور طریقہ سے وضو کرو"! کیونکہ میں نے جناب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے: ایڑیوں کیلیے نار جہنم سے تباہی ہے (یعنی اگر وضو کرتے وقت خشک رہ جائیں)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء : باب ۲۹ غسل الاعقاب

باب ۱۲: چہرے کو اس قدر دھونا کہ سر کے سامنے کا حصہ بھی دھل جائے اور اسی طرح ہاتھوں اور پاؤں کو کہنیوں اور ٹخنوں سے اوپر تک پھیلا کر دھونا مستحب ہے

۱۴۱ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے: میری

امّت کے لوگوں کو جب قیامت کے دن بلایا جائے گا تو وہ اس حال میں آئیں گے کہ ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں وضو کے اثرات کی وجہ سے سفید براق ہوں گے (یعنی پنج کلیان ہوں گے چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں نورانی ہوں گے) اس لیے تم میں سے جو شخص بوقت وضو اپنے چہرے کو زیادہ پھیلا کر دھو سکے اور اپنے نور کو بڑھا سکے وہ ایسا ضرور کرے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۳ فضل الوضوء والغر المحجلون من آثار الوضوء

باب ۱۵: مسواک کرنے کا بیان

۱۴۲ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر میں اپنی اُمّت کے لیے یا آپؐ نے فرمایا: لوگوں کے لیے باعثِ مشقت خیال نہ کرتا تو انھیں حکم دیتا کہ ہر نماز کے لیے مسواک کیا کریں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعة: باب ۸ السواک یوم الجمعة

۱۴۳ ــــ حدیث ابوموسیٰ ؓ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ کے دست مبارک میں مسواک تھی جس سے آپؐ دانت صاف کر رہے تھے اور اسے منہ میں ڈال کر أع أع کی آواز نکال رہے تھے جیسے قے کرتے وقت نکلتی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۷۳ السواک

۱۴۴ ــــ حدیث حذیفہ ؓ: حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب بوقت شب نماز (تہجّد) کے لیے بیدار ہوا کرتے تو مسواک سے اپنے دانتوں کو خوب مل مل کر اور کھرچ کر صاف کیا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۷۳ السواک

باب ۱۶: طبعی اور فطری خصلتیں

۱۴۵ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فطری باتیں پانچ ہیں۔ یا آپؐ نے فرمایا: پانچ باتیں ایسی ہیں جن کا تعلق فطرت سے ہے (۱) ختنہ کرنا (۲) مُوئے زہار (زیر ناف بال) مونڈنا (۳) بغل کے بال اکھاڑنا (۴) ناخن تراشنا (۵) موچھیں کتروانا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۶۳ قص الشارب

۱۴۶ ــــ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی وضع قطع مشرکوں سے مختلف رکھو! ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۶۴ تقلیم الاظفار

۱۴۷ ــــ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مونچھوں کو کترواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۶۵ اعفاء اللحی

باب ۱۷ : بیت الخلاء جانے کے آداب

۱۴۸ ـــــ حدیث ابوایوب انصاری ﷛ : حضرت ابوایوبؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم قضاءِ حاجت کے لیے جاؤ تو قبلے کی طرف نہ مُنھ کرو نہ پیٹھ! بلکہ اپنا رُخ مشرق یا مغرب کی طرف رکھا کرو[1]۔ حضرت ابوایوبؓ کہتے ہیں کہ بعد میں جب ہم شام گئے تو وہاں قدمچے (بول و براز کے لیے نشست گاہیں) قبلہ رو بنے ہوئے تھے لہٰذا ہم (بحالتِ مجبوری) ان پر ہی بیٹھتے تھے اور منہ موڑ لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰة: باب ۲۹ قبلة اهل المدینه واهل الشام والمشرق

۱۴۹ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر ﷛ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے: کہ بعض لوگ کہتے ہیں: جب قضاءِ حاجت کے لیے بیٹھو تو قبلہ اور بیت المقدس کی طرف نہ مُنھ کرو نہ پیٹھ! لیکن میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے خود دیکھا تھا کہ نبی اکرم ﷺ دو اینٹوں (کی کھڈی) پر بیٹھ کر بیت المقدس کی طرف رُخ کیے قضاءِ حاجت فرما رہے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۱۲ من تبرز علی لبنتین

۱۵۰ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر ﷛ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے کسی کام سے (اپنی بہن) اُم المؤمنین حضرت حفصہ ﷛: کے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے وہاں سے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ قبلہ کی طرف پیٹھ اور شام کی طرف مُنھ کر کے قضاءِ حاجت فرما رہے ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۱۴ التبرز فی البیوت

باب ۱۸ : دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت

۱۵۱ ـــــ حدیثِ ابوقتادہ ﷛ : حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص پانی پی رہا ہو تو اسے چاہیے کہ برتن کے اندر سانس نہ چھوڑے اور قضاءِ حاجت کے وقت (بیت الخلاء میں) نہ تو دائیں ہاتھ سے عضوِ تناسل کو چھوئے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۱۸ النهی عن الاستنجاء بالیمین

باب ۱۹ : طہارت کرتے وقت اور دُوسرے کاموں میں بھی داہنے ہاتھ سے اور دائیں جانب سے شروع کرنے کا بیان

۱۵۲ ـــــ حدیثِ عائشہ ﷛ : اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ اپنا ہر کام دائیں ہاتھ اور داہنی

[1] امام نووی نے کہا ہے کہ یہ حکم اہلِ مدینہ کے لیے اور ان لوگوں کے لیے ہے جن کا قبلہ مشرق و مغرب میں نہ ہو بلکہ شمال و جنوب کی طرف ہو جیسا کہ مدینہ میں تھا۔ مترجم

طرف سے کرنا پسند فرماتے تھے حتیٰ کہ جوتا پہننا، کنگھی کرنا اور طہارت کرنا بھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۳۱ التیمن فی الوضوء والغسل

باب ۲۱: پیشاب اور پاخانے سے فارغ ہوکر پانی سے استنجا کرنے کا بیان

۱۵۳ ـــــ حدیثِ انس رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو میں اور ایک اور لڑکا پانی کا ڈول اور ایک برچھی اٹھا کر ساتھ ہو لیتے تھے اور آپ پانی سے استنجا فرمایا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۱۷ حمل العنزة مع الماء فی الاستنجاء

۱۵۴ ـــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے کھلے میدان میں (لوگوں کی نظروں سے دُور) تشریف لے جایا کرتے تھے تو میں آپؐ کے پاس پانی لایا کرتا تھا، جس سے آپؐ استنجا فرمایا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۵۶ ما جاء فی غسل البول

باب ۲۲: موزوں پر مسح کرنے کا بیان

۱۵۵ ـــــ حدیث جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور وضو میں موزوں پر مسح کیا۔ پھر آپ اٹھے اور نماز ادا کی، چنانچہ جب آپ سے اس طرزِ عمل (موزوں پر مسح) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاة: باب ۲۵ الصلاة فی الخفاف

۱۵۶ ـــــ حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلا جارہا تھا کہ آپؐ ایک قبیلہ کے گھورے (کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ) کے قریب ایک دیوار کی اوٹ میں تشریف لے گئے اور جیسے سب کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح کھڑے ہوکر آپؐ نے پیشاب کیا اس وقت میں آپؐ سے دُور ہٹ کر کھڑا ہوگیا، لیکن آپؐ نے مجھے اشارے سے قریب بلایا اور میں آکر آپؐ کی ایڑیوں کے قریب (پسِ پُشت) کھڑا رہا حتیٰ کہ آپؐ پیشاب سے فارغ ہوگئے۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۶۱ البول عند صاحبه والتستر بالحائط

۱۵۷ ـــــ حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور میں (حضرت مغیرہؓ) آپؐ کے پیچھے پیچھے پانی کا ایک ڈول لے کر گیا۔ چنانچہ جب آپ قضاء حاجت سے فارغ

---

[1] کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کے سلسلہ میں احادیث میں اختلاف ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت کے مطابق ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ لیکن علمائے دونوں حدیثوں میں توفیق و تطبیق اس طرح کی ہے کہ اگر زمین کچی ہو اور چھینٹیں اڑنے کا ڈر ہو یا ایسی جگہ ہو کہ پیشاب کرنے سے کپڑوں کے خراب ہونے کا خطرہ ہو تو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا مرض لاحق ہو کہ بیٹھنا باعث تکلیف ہو تو بھی کھڑے ہوکر پیشاب کرنا جائز ہے ورنہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور اس سے پرہیز لازم ہے۔ مترجم

ہو گئے تو میں نے (آپؐ کے ہاتھوں پر) پانی ڈالا اور آپؐ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو : باب ۴۸ المسح علی الخفین

۱۵۸ ـــــ حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ: حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا: آپؐ نے حکم دیا: اے مغیرہ! پانی کا ڈول اٹھا لو! میں نے ڈول اٹھا لیا اور آپؐ تشریف لے گئے حتیٰ کہ میری نگاہ سے اوجھل ہو گئے اور آپؐ نے قضاء حاجت فرمائی اس وقت آپؐ شامی جبّہ پہنے ہوئے تھے اس لیے (بوقت وضو) جب آپؐ نے اس جبّہ کی آستین میں سے اپنا دست مبارک باہر نکالنا چاہا تو آستین تنگ تھی (ہاتھ آستین میں سے نہ نکل سکا) چنانچہ آپؐ نے (آستین کی بجائے) جبّہ کی نچلی جانب سے ہاتھ باہر نکالا اور میں نے آپؐ کے دست مبارک پر پانی ڈالا اور آپؐ نے نماز کے لیے وضو کیا، وضو کرتے وقت آپؐ نے موزوں پر مسح کیا پھر آپؐ نے نماز ادا فرمائی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ : باب ۷ الصلوٰۃ فی الجبۃ الشامیۃ

۱۵۹ ـــــ حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ: حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران رات کے وقت میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا کہ آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیا تمھارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں ہے۔ چنانچہ آپؐ اپنی سواری سے نیچے اترے اور (ایک طرف) روانہ ہو گئے حتیٰ کہ رات کی تاریکی میں میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر آپؐ واپس تشریف لائے اور میں نے ڈول سے پانی ڈالنا شروع کیا اور آپؐ نے اپنا چہرہ اور دست مبارک تو دھو لیے لیکن چونکہ اس وقت آپؐ اُونی چوغہ زیب تن کیے ہوئے تھے (اور اس کی آستینیں تنگ تھیں) اس لیے جب آپؐ نے اس میں سے اپنے بازوؤں کو نکالنا چاہا تو نہ نکل سکے اور آپؐ نے چوغہ کے نیچے سے بازو نکال کر ان کو دھویا پھر سر کا مسح فرمایا۔ پھر میں جھکا تاکہ آپؐ کے موزے اُتاروں تو آپؐ نے فرمایا: رہنے دو! میں نے موزے پاؤں دھو کر پہنے تھے۔ پھر آپؐ نے موزوں پر مسح فرمایا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس : باب ۱۱ جبّۃ الصوف فی الغزو

باب ۲۷ : جس برتن میں سے کُتا پانی پی لے اس کے بارے میں حکم

۱۶۰ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی برتن میں سے کُتا (منہ ڈال کر) پانی پی لے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھونا ضروری ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو : باب ۳۳ الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان

باب ۲۸ : ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے

۱۶۱ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے: ہر شخص کو یہ احتیاط کرنا لازم ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں (جو ساکن ہو بہہ نہ رہا ہو) نہ تو پیشاب کرے اور نہ پیشاب

کرنے کے بعد اس میں غسل کرے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۶۸ البول فی الماء الدائم

باب ۳۰ : مسجد اگر پیشاب یا اس طرح کی کسی اور نجاست سے آلودہ ہو جائے تو اس کو دھونا واجب ہے اور زمین دھونے سے پاک ہو جاتی ہے اسے کھودنے کی ضرورت نہیں!

۱۶۲ ـــــ حدیثِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ اسے روکنے کے لیے اٹھے، یہ دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا پیشاب مت روکو! پھر جب وہ پیشاب کر چکا تو آپؐ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور اس جگہ پر (جہاں اس نے پیشاب کیا تھا) بہا دیا گیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۳۵ الرفق فی الامر کلہ

باب ۳۱ : طفلِ شیر خوار کے پیشاب کی نجاست کا حکم اور اس کو دھونے کا طریقہ

۱۶۳ ـــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ بچوں کو لاتے تھے اور آپؐ ان کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک بچہ آپؐ کی خدمت میں لایا گیا اور اس نے آپؐ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو آپؐ نے پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا اور کپڑوں کو دھویا نہیں[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۳۰ الدعاء للصبیان بالبرکۃ ومسح رؤسھم

۱۶۴ ـــــ حدیث اُمّ قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا : حضرت اُمّ قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسے چھوٹے بچے کو لے کر حاضر ہوئی جس نے ابھی ٹھوس غذا کھانا شروع نہیں کیا تھا، اسے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گود میں بٹھا لیا اور اس نے آپؐ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو آپؐ نے پانی منگوا کر اس جگہ پر (جہاں بچے نے پیشاب کیا تھا) چھڑک دیا اور کپڑے کو دھویا نہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۵۹ بول الصبیان

باب ۳۲ : منی کو کپڑے سے دھونے اور کھرچنے کا بیان

۱۶۵ ـــــ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ اگر کپڑے پر منی لگ جائے تو کیا کرنا چاہیے۔ آپؓ نے فرمایا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کو (جب منی لگ جاتی تھی) دھو دیا کرتی تھی اور آپ اسی کپڑے

---

[1] بچے کے پیشاب کے بارے میں علماء کے تین مذاہب ہیں (۱) حضرت علیؓ، عطا بن ابی رباحؒ، حسن بصریؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا نیز علماء اہلِ حدیث کا مسلک یہ ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے دھونے کی ضرورت نہیں لیکن لڑکی کا پیشاب دھونا ضروری ہے (۲) یہ کہ لڑکا اور لڑکی دونوں کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے، یہ مذہب شاذ ہے۔ (۳) دونوں کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے یہ مسلک امام مالکؒ کا ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ کا مشہور قول بھی یہی ہے لیکن یہ اختلاف اس بچے کے پیشاب کے سلسلے میں ہے جو دودھ کے سوا اور کوئی غذا نہ کھاتا ہو، جب بچہ (لڑکا ہو یا لڑکی) اناج کھانے لگے تو سب علماء کے نزدیک اس کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے۔ مترجم

کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے جبکہ دھونے کا نشان اور پانی کی تری کپڑے پر باقی ہوتی تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۶۴ غسل المنی وفرکہ وغسل ما یصیب المرأۃ

باب ۳۳ : خون کی نجاست کا بیان اور دھونے کا طریقہ

۱۶۶ــــ حدیث اسماء رضی اللہ عنہا: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی، اور اس نے دریافت کیا کہ اگر کسی عورت کے کپڑوں پر حیض کا خون لگ جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: پہلے خون کو کھرچے، پھر کپڑے پر پانی ڈال کر ملے پھر دھو ڈالے پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۶۳ غسل الدم

باب ۳۴ : پیشاب نجس ہے اور اس سے بچنا واجب ہے

۱۶۷ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے اور آپ نے فرمایا: ان دونوں قبروں کے باسی عذاب میں مبتلا ہیں اور عذاب کا باعث کوئی بڑی بات نہیں ہے، ان میں ایک کا قصور یہ ہے کہ وہ پیشاب (کی چھینٹوں) سے نہ بچا کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ پھر آپ نے ایک سبز ٹہنی لی، اسے درمیان سے چیر کر دو حصوں میں تقسیم کیا اور ایک ایک حصہ دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ فرمایا: ممکن ہے اس طرح ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہو جائے، جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں (اللہ کی تسبیح کرتی رہیں گی)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۵۶ ما جاء فی غسل البول

کتابُ الحیض

باب۱ : حائضہ عورت کے ساتھ زیر جامہ کے اُوپر سے جسمانی اختلاط

۱۶۸۔۔۔۔ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جن دنوں ہم میں سے یعنی اُمّھات المومنین میں سے کوئی بحالتِ حیض ہوتی تھی اور آپؐ اس کے ساتھ جسمانی اختلاط فرمانا چاہتے تو حیض کے غلبہ کی صورت میں اسے زیر جامہ زیب تن کرنے کا حکم دیتے اس کے بعد اس کے جسم کے ساتھ اپنا جسم چھوا لیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا : (یہ ضبط صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل تھا) تم میں سے کون سا شخص اپنی شہوتِ نفسانی پر اس قدر اختیار رکھتا ہے جتنا آپؐ کو اپنی نفسانی خواہشات و شہوات پر تھا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶ الحیض : باب ۵ مباشرۃ الحائض

۱۶۹۔۔۔۔ حدیثِ میمونہ رضی اللہ عنہا : ام المومنین حضرت میمونہؓ بیان کرتی ہیں : جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی ایک کے ساتھ اختلاطِ ۱ جسمانی فرمانا چاہتے اور وہ بحالتِ حیض ہوتی تو اسے زیر جامہ پہننے کا حکم دیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶ الحیض : باب ۵ مباشرۃ الحائض

باب۲ : حائضہ عورت کے ساتھ ایک ہی چادر میں لیٹنا

۱۷۰۔۔۔۔ حدیثِ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا : ام المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں : ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ اچانک مجھے حیض شروع ہو گیا تو میں نے خود کو آہستہ آہستہ چادر میں سے باہر نکال لیا اور اپنے حیض کا لباس پہن لیا آپؐ نے فرمایا : کیا تمھیں ماہواری شروع ہو گئی ہے؟ میں نے عرض کیا : ہاں! یہ معلوم ہونے کے باوجود آپؐ نے مجھے بُلا لیا اور میں آکر آپؐ کے ساتھ اسی چادر میں لیٹ گئی۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶ الحیض ، باب ۲۲ من اتخذ ثیاب الحیض سوی ثیاب الطھر

۱۷۱۔۔۔۔ حدیثِ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا : ام المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں ۔۔۔۔ ۔۔اور میں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱ے حدیث میں لفظ مباشرت استعمال ہوا ہے جس کے معنی جسم سے جسم ملانے کے ہیں اس موقع پر اس لفظ سے جماع ہرگز مراد نہیں لیا جا سکتا کیونکہ حائضہ سے جماع کرنے کی حرمت نصِ قرآنی سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ : وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۔ البقرہ ۲۲۲ "پوچھتے ہیں حیض کا حکم کیا ہے؟ کہو! وہ ایک گندگی کی حالت ہے اس میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک وہ پاک صاف نہ ہو جائیں"۔ مترجم

ایک برتن میں سے پانی لے کر غسلِ جنابت کر لیا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶ الحیض: باب ۲۱ النوم مع الحائض وھی فی ثیابھا

باب ۳ : حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اور اس کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے۔

۱۷۲ ــــ حدیثِ عائشہ ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: رسول اکرم ﷺ (بحالتِ اعتکاف) اپنا سر میری طرف بڑھا دیا کرتے تھے اور میں اس میں کنگھی کر دیا کرتی تھی۔ اور آپ اعتکاف کے دنوں میں ضرورت کے بغیر گھر میں تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۳ الاعتکاف: باب ۳ لا یدخل البیت الا لحاجۃ

۱۷۳ ــــ حدیث عائشہ ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: رسول کریم ﷺ ایسی حالت میں کہ میں حائضہ ہوتی میرے ساتھ اختلاط و مباشرت[۱] (جسم کے ساتھ جسم ملانا) فرما لیا کرتے تھے اسی طرح جب آپ اعتکاف میں ہوتے تو اپنا سرِ مبارک مسجد سے باہر میرے حجرے کی طرف بڑھا دیا کرتے تھے اور میں آپ کے سرِ مبارک کو دھو دیتی تھی حالانکہ میں حائضہ ہوا کرتی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۳ الاعتکاف: باب ۴ غسل المعتکف

۱۷۴ ــــ حدیث عائشہ ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ جن دنوں مجھے حیض آرہا ہوتا تھا ایسی حالت میں رسول اکرم ﷺ میری گود کا تکیہ لگا کر قرآن مجید کی تلاوت فرما لیا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶ الحیض: باب ۳ قراءۃ الرجل فی حجر امرأته وھی حائض

باب ۴ : مذی[۲] کا بیان

۱۷۵ ــــ حدیث علیؓ ؓ: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جن کی مذی بہت زیادہ خارج ہوتی ہے۔ لیکن مجھے آں حضرت ﷺ سے اس کے متعلق (مسئلہ) پوچھنے میں شرم آتی تھی اور اس لیے میں نے حضرت مقدادؓ بن الاسود سے کہا کہ وہ آنجنابؐ سے اس کے متعلق دریافت کریں (چنانچہ انھوں نے دریافت کیا) تو آپؐ نے فرمایا: کہ مذی خارج ہونے کی صورت میں وضو کرنا ضروری ہے۔

---

[۱] اس حدیث میں بھی لفظ مباشرت لغوی معنیٰ میں مستعمل ہوا ہے یعنی بشرہ (جسم) کے ساتھ بشرہ کو چھوانا اور مس کرنا۔ اردو زبان میں اس لفظ سے جو معنیٰ سمجھے جاتے ہیں یہاں وہ ہرگز مراد نہیں لیے جا سکتے کیونکہ اس صورت میں حدیث کا مفہوم صریح نصِ قرآنی سے متعارض ہو جاتا ہے۔ - مترجم

[۲] مذی ایک سفید رطوبت ہے جو بوقتِ شہوت مرد اور عورت دونوں کے اعضاءِ تناسل سے خارج ہوتی ہے اس کے اخراج سے شہوت ختم نہیں ہوتی اور یہ منی سے رقیق ہوتی ہے۔ (از نووی) مترجم

باب ۶ : بحالتِ جنابت سونا جائز ہے لیکن وضو کر لینا مستحب ہے

۱۷۶ ـــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: رسولِ اکرم ﷺ جب بحالتِ جنابت سونا چاہتے تو اپنی شرمگاہ کو دھولیا کرتے تھے اور جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے بعینہٖ ویسا وضو کیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۲۷ الجنب یتوضاء ثم ینام

۱۷۷ ـــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، یارسول اللہ! کیا جب کوئی شخص بحالتِ جنابت ہو تو اس کے لیے سونا جائز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، جنابت کی حالت میں وضو کر کے سونے کی اجازت ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۲۶ نوم الجنب

۱۷۸ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے رات کو احتلام ہو جاتا ہے (اندریں صورت مجھے کیا کرنا چاہیے؟) آپؐ نے فرمایا: وضو کرو، اپنی شرمگاہ کو دھو لو اور سو جاؤ![1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۲۷ الجنب یتوضاء ثم ینام

۱۷۹ ـــــ حدیثِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک ہی رات میں اپنی تمام ازواجِ مطہراتؓ کے پاس ہو آتے تھے (سب سے جماع فرماتے تھے) اور اس زمانے میں آپؐ کی نو ازواجِ مطہراتؓ تھیں۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۵ الغسل: باب ۲۴ الجنب یخرج ویمشی فی السوق وغیرہٖ

باب ۷ : اگر عورت کو انزال ہو تو اس پر بھی غسل واجب ہے

۱۸۰ ـــــ حدیثِ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت اُمِ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت اُمِ سُلیم رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سچ بات میں کوئی باک محسوس نہیں فرماتا، کیا اگر عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر بھی غسل واجب ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اگر اسے انزال ہو جائے اور منی دیکھے (تو اس پر بھی غسل واجب ہے)! یہ بات سن کر حضرت اُمِ سلمہؓ نے (شرم سے) اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور کہا: یارسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں![2] عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے، اگر نہیں ہوتا تو بچہ عورت سے مشابہ کس بنا پر ہوتا ہے؟

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۵۰ الحیاء فی العلم

---

[1] یعنی فوراً غسل کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب نماز کے لیے اٹھو تو غسل کر لو۔ مترجم

[2] تَرِبَتْ یَمِیْنُكِ جس کے لفظی معنیٰ ہیں: "تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں"۔ ایک قسم کا تکیہ کلام ہے اس سے کسی کو بددعا دینا مقصود نہیں ہوتا۔ مرتبؒ

باب ۹ : غسلِ جنابت کا طریقہ

۱۸۱۔۔۔۔ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ جب غسلِ جنابت فرماتے تھے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر وضو کرتے جیسا نماز کے لیے کیا جاتا ہے۔ پھر آپؐ اپنی انگلیاں پانی میں ڈال کر ان انگلیوں کو سر کے بالوں میں کنگھی کی مانند پھیرتے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر پر تین چُلّو پانی ڈالتے، اس کے بعد پُورے جسم پر پانی ڈال لیتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۱ الوضو قبل الغسل

۱۸۲۔۔۔۔ حدیثِ میمونہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے غسل کے لیے پانی کا اہتمام کیا۔ چنانچہ (جب آپؐ غسل فرمانے لگے تو) آپؐ نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا۔ پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ کو زمین پر رکھ کر مٹی سے رگڑا اور پھر اسے دھو ڈالا اس کے بعد کُلّی کی اور ناک میں پانی چڑھایا پھر چہرے کو دھویا اور سر پر پانی ڈالا پھر اس جگہ سے ہٹ کر آپؐ نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے پھر آپ کو رومال پیش کیا گیا لیکن آپؐ نے اس سے (جسم کو) نہ پونچھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب المضمضۃ والاستنشاق فی الجنابۃ

۱۸۳۔۔۔۔ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا: اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ جب غسلِ جنابت فرمانا چاہتے تو حلاب[۱] (ڈول) کی طرح کا کوئی برتن طلب فرماتے اور اس میں سے اپنے چُلّو میں پانی لے کر پہلے سر کا دایاں حصّہ دھوتے پھر بایاں حصّہ، اس کے بعد اپنے دونوں چلوؤں سے سر مبارک پر پانی ڈالا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۶ من بداء بالحلاب او الطیب عند الغسل

باب ۱۰ : غسلِ جنابت میں کس قدر پانی استعمال کرنا مستحب ہے

۱۸۴۔۔۔۔ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں اور نبی اکرم ﷺ (دونوں) ایک ہی برتن میں سے یعنی ایک بڑے لگن میں سے جو فرق[۲] کہلاتا ہے پانی لے کر نہا لیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۲ غسل الرجل مع امرأتہ

۱۸۵۔۔۔۔ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضؓ روایت کرتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضؓ سے ان کے بھائی عبد الرحمٰن بن ابو بکرؓ نے نبی اکرم ﷺ کے غسل کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عائشہ رضؓ نے

---

[۱] حلاب۔ وہ برتن جس میں دودھ دوہتے ہیں۔ تقریباً ایک بالشت سے کچھ کم گہرا اور اتنا ہی لمبا چوڑا۔ بیہقیؒ نے کہا ہے کہ اس برتن میں آٹھ رطل (پونڈ) پانی آجاتا ہے۔ مرتبؒ

[۲] فرق ایک برتن ہے جس کا رواج مدینہ میں عام تھا۔ اس میں تقریباً سولہ رطل (آٹھ سیر) پانی آجاتا ہے۔ مرتبؒ

ایک برتن منگوایا جو صاع کے برابر تھا اور غسل کر کے دکھایا اور اپنے سر پر پانی بہایا (اس وقت) ہمارے اور آپؓ کے درمیان پردہ حائل تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۳ الغسل بالصاع ونحوہ

۱۸۶ — حدیث انس ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک صاع سے پانچ مُد[2] تک پانی سے غسل فرمالیا کرتے تھے اور ایک مُد پانی سے وضو فرمالیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۴۷ الوضو بالمُدّ

باب ۱۱ : سر اور جسم کے دیگر اعضا پر تین تین بار پانی ڈالنا مستحب ہے

۱۸۷ حدیث جبیر بن مطعم ﷺ: حضرت جبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں۔ یہ فرماتے وقت آپ نے اپنے ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا (یعنی دونوں ہاتھوں کے چلوؤں سے تین بار پانی ڈالتا ہوں)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۴ من افاض علی رأسہ ثلاثا۔

۱۸۸ — حدیث جابر بن عبداللہ ﷺ: ابوجعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد (امام زین العابدینؒ) حضرت جابر بن عبداللہؓ کے پاس بیٹھے تھے اور آپؓ کے پاس اس وقت کچھ اور لوگ بھی موجود تھے، ان لوگوں نے حضرت جابرؓ سے غسل کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت جابرؓ نے کہا: ایک صاع پانی کافی ہے۔ ان میں سے ایک شخص بولا: میرے لیے تو ایک صاع کافی نہ ہوگا۔ اس پر حضرت جابرؓ نے کہا: ایک صاع پانی اس ہستی کے لیے کافی ہو جاتا تھا جن کے بال تم سے کہیں زیادہ تھے اور جو (ہر بات میں) تم سے افضل تھے یعنی رسول اکرم ﷺ۔ اس گفتگو کے بعد حضرت جابرؓ نے ہمیں نماز پڑھائی اور انھوں نے صرف ایک کپڑا پہن رکھا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۳ الغسل بالصاع

باب ۱۳ : حائضہ عورت کے لیے بوقت غسل مُشک (کسی خوشبو) میں بسا ہُوا کپڑے کا ٹکڑا اس مقام پر پھیر لینا مستحب ہے جہاں خون لگتا ہے

۱۸۹ — حدیث عائشہ ﷺ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اکرم ﷺ سے حیض کے بعد غسل کرنے کا طریقہ دریافت کیا: آپؐ نے غسل کا طریقہ بتایا اور فرمایا: مشک (کسی خوشبو) میں بسا ہوا کپڑے کا ٹکڑا لے کر اس سے طہارت کر و! اس نے عرض کیا: خوشبو والے کپڑے سے کس طرح طہارت کروں؟ آپؐ نے فرمایا

[1] صاع تقریباً آٹھ رطل (پونڈ) کا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک وضاحت ضروری ہے کہ باجماع علماء غسل کے لیے پانی کی مقدار مقرر نہیں ہے حسب ضرورت لیا جا سکتا ہے۔ مترجم۔

[2] صاع اور مُد دونوں مشہور پیمانے ہیں صاع پانچ پونڈ سے آٹھ پونڈ تک کا ہوتا ہے اور مُد تقریباً دو رطل یا ایک سیر کے برابر ہوتا ہے لیکن ان روایات سے ہرگز یہ مطلب نہ لینا چاہیے کہ غسل اور وضو کے لیے شرعاً پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر ہے جس سے کم و بیش کرنا جائز نہیں۔ غسل اور وضو دونوں میں پانی کا استعمال حسب ضرورت اور حسب حالات ہونا چاہیے۔ اسراف بہرحال ممنوع ہے۔ مترجم

بس اس کے ذریعے سے صفائی کرلو! (وہ نہ سمجھ سکی) اس نے پھر دریافت کیا: کس طرح؟ آپؐ نے فرمایا: سبحان اللہ! تعجب ہے تم اتنی سی بات نہیں سمجھتی ہو بس اس خوشبودار کپڑے سے صفائی کرلو! (یہ کیفیت دیکھ کر) میں اس عورت کو کھینچ کر اپنے ساتھ لے گئی۔ اور میں نے اسے بتایا: (آپؐ کی مراد یہ ہے) خوشبو والے کپڑے کو ان سب مقامات پر پھیر لو جہاں جہاں خون کا نشان لگتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶ الحیض: باب ۱۳ ذلك المرأۃ نفسها اذا تطهرت من المحیض

باب ۱۴ : جس عورت کو حیض کے دنوں کے علاوہ بھی خون آنے کا مرض ہو وہ کس طرح غسل کرے اور کس طرح نماز ادا کرے ؟

۱۹۰ ــــ حدیثِ عائشہ ﷞ : اُم المؤمنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: کہ فاطمہ ؓ بنت ابی حبیش رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! مجھے مسلسل خون آتا رہتا ہے اور کبھی پاک نہیں ہوتی، تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپؐ نے فرمایا: "نہیں! یہ حیض کا خون نہیں ہے بلکہ یہ خون کسی رگ سے آتا ہے! اس لیے جب تمھاری ماہواری کے ایام ہوں ان دنوں نماز چھوڑ دو اور جب یہ ایام ختم ہو جائیں تو اپنے جسم پر سے خون دھو کر نماز پڑھ لیا کرو اور ہر نماز کے لیے تازہ وضو کیا کرو تا آنکہ دوبارہ تمھاری ماہواری کے دن نہ آجائیں (جب دوبارہ ماہواری کے دن آئیں تو پھر نماز چھوڑ دو)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضو : باب ۶۳ غسل الدّم

۱۹۱ ــــ حدیثِ عائشہ ﷞ : اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ اُم حبیبہ ؓ (بنتِ جحش) کو سات سال تک مرضِ استحاضہ کا خون آتا رہا تو انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنی اس صورتِ حال کے بارے میں استفسار کیا (کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟) آپؐ نے انھیں حکم دیا کہ تم غسل کر لیا کرو! اور فرمایا: (یہ حیض کا خون نہیں ہے) بلکہ کسی رگ سے خون آتا ہے! چنانچہ اُم حبیبہ ؓ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶ الحیض: باب ۲۶ عرق الاستحاضه

باب ۱۵ : حائضہ عورت پر روزوں کی قضا واجب ہے جبکہ نماز کی قضا نہیں

۱۹۲ ــــ حدیثِ عائشہ ﷞ : ایک عورت نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ ؓ سے دریافت کیا: حیض کے دنوں میں عورت کی جو نمازیں چھوٹ جاتی ہیں کیا پاک ہو جانے کے بعد وہ ان کی قضا پڑھے؟ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: کیا تم خارجی ہو؟ ہمیں تو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں جب حیض آتا تھا تو آپؐ ہمیں ان نمازوں کی قضا پڑھنے کا حکم نہیں دیا کرتے تھے۔ یا آپؐ نے فرمایا: ہم تو ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶ الحیض: باب ۲۰ لا تقضی الحائض الصّلوٰۃ

---

[1] مستحاضہ کے متعلق جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ اس پر ہر نماز کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں ہے صرف حیض سے فارغ ہو کر غسل کرے، البتہ ہر نماز کے لیے وضو کرنا ضروری ہے۔ ہر نماز کے لیے غسل ضروری ہونے کے متعلق جتنی حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں۔ نووی ؒ　مترجم

باب ۱۶ : غسل کرتے وقت کپڑے سے یا ایسی ہی کسی اور چیز سے اوٹ کر لینا چاہیے

۱۹۳ ___ حدیث اُم ہانی رضی اللہ عنہا : حضرت اُم ہانی رض بنت ابو طالب بیان کرتی ہیں کہ جس سال مکہ فتح ہُوا میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت آپؐ غسل فرما رہے تھے اور آپؐ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے لیے اوٹ کیے ہوئے تھیں۔ اُم ہانیؓ کہتی ہیں : میں نے آپؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا : کون ہے ؟ میں نے عرض کیا : میں اُم ہانیؓ ہوں، ابوطالب کی بیٹی ! آپؐ نے فرمایا : اُم ہانیؓ کو خوش آمدید ! اسکے بعد جب آپؐ غسل سے فارغ ہو گئے تو آپؐ نے صرف ایک کپڑا لپیٹ کر آٹھ رکعت نماز ادا کی، پھر جب آپؐ فارغ ہو کر میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا : یارسولؐ اللہ ! میرے ماں جائے (حضرت علیؓ) کہتے ہیں کہ میں ابن ہبیرہ نامی شخص کو قتل کر دوں گا۔ جبکہ میں اسے پناہ دے چکی ہوں۔ میری بات سُن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہم نے بھی اس شخص کو پناہ دی جسے اُم ہانی پناہ دے چکی ہیں۔ اُم ہانی کہتی ہیں کہ یہ نماز جو آپؐ نے پڑھی تھی یہ چاشت کی نماز تھی۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸ الصلوٰۃ : باب ۴ الصلوٰۃ فی الثوب الواحد ملتحفاً بہ

باب ۱۸ : تنہائی میں ننگے نہانا جائز ہے

۱۹۴ ___ حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بنی اسرائیل کے لوگ (سب مل کر) ننگے نہایا کرتے تھے اور ایک دوسرے کے قابلِ ستر مقامات کو دیکھتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام تنہا نہایا کرتے تھے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کہنے لگے : موسیٰؑ جو سب کے سامنے نہیں نہاتے اس کی وجہ یقیناً یہ ہے کہ وہ فتق[1] کے مریض ہیں۔ پھر ایسا ہُوا کہ ایک مرتبہ موسیٰؑ نہا رہے تھے اور آپؑ نے اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھے تھے کہ وہ پتھر آپؑ کے کپڑے لیکر بھاگ کھڑا ہُوا اور موسیٰؑ اس کے پیچھے میرے کپڑے ! میرے کپڑے ! کہتے ہوئے بھاگے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے آپؑ کے جسم کو اچھی طرح دیکھ لیا اور کہنے لگے بخدا موسیٰؑ کو تو کوئی بیماری نہیں ہے ! پھر موسیٰؑ نے اپنے کپڑوں کو جا لیا اور پتھر کو مارنا شروع کر دیا۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں : خدا کی قسم ! اس پتھر پر موسیٰؑ کی مار کے چھ یا سات نشان موجود ہیں۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۵ الغسل : باب ۲۰ من اغتسل عُریاناً وحدہٗ فی الخلوۃ

باب ۱۹ : شرمگاہ کو چھپانا انتہائی ضروری ہے

۱۹۵ ___ حدیثِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ : حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ کعبہ کی تعمیرِ نو کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریش کے ساتھ مل کر پتھر ڈھو رہے تھے اور آپؐ تہبند باندھے ہوئے تھے کہ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ نے کہا : بھتیجے ! اگر آپؐ اپنا تہبند کھول دیتے تو میں اسے آپؐ کے شانے پر پتھر کے نیچے رکھ دیتا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ پھر حضرت عباسؓ نے آپؐ کا تہبند کھول کر اسے آپؐ کے شانے پر رکھ دیا معاً آپؐ بے ہوش کر گر پڑے۔ اس کے بعد کبھی آپؐ برہنہ

[1] فتق ایک مرض ہے جس میں خصیتین بڑھ جاتے ہیں۔ مرتبؒ

نہیں دیکھے گئے[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب الصلوٰۃ : باب کراھیۃ التعری فی الصلوٰۃ وغیرھا

باب ۲۱: غسل صرف اسی صورت میں واجب ہے جب منی خارج ہو

۱۹۶ — حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کو بُلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ چنانچہ وہ اس حالت میں (دوڑا) آیا کہ اس کے سر سے تازہ تازہ غسل کرنے کی وجہ سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: شاید ہمارے بُلانے کی وجہ سے تم کو آنے میں جلدی کرنا پڑی۔ انصاری نے کہا: جی، یہی بات ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: جب ایسی صورتِ حال ہو کہ تم کو جلدی علحدہ ہونا پڑے یا انزال نہ ہو تو صرف وضو کرنا ضروری ہے (غسل لازم نہیں)[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۳۴ مَن لم یرالوضو الا من المخرجین

۱۹۷ — حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ: حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرے اور اسے انزال نہ ہو تو (کیا اس صورت میں غسل واجب ہے؟) آپؐ نے فرمایا: اس کے جسم پر جو آلودگی عورت کے جسم سے لگ گئی ہو، دھو ڈالے پھر وضو کرکے نماز پڑھ لے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۲۹ غسل ما یصیب من خرج المرأۃ

۱۹۸ — حدیث عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ: حضرت عثمانؓ سے زید بن خالد نے دریافت کیا، کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو (کیا اس پر غسل واجب ہے؟) آپؓ نے فرمایا: وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے اور اپنی شرمگاہ کو دھولے۔ (یہ بیان کرنے کے بعد) حضرت عثمانؓ نے فرمایا: جو کچھ میں نے کہا ہے یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (اسی طرح) سُنا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۳۴ من لم یرالوضوء الا من المخرجین

باب ۲۲: یہ حکم کہ "صرف انزال کی صورت میں غسل واجب ہے"، منسوخ ہو گیا۔ (اور بعد میں اس پر اجماع ہو گیا کہ) جب مرد و عورت دونوں کے اعضاء تناسل باہم مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے

۱۹۹ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مرد عورت کے چار

---

[1] اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ بچپن میں ہی زمانہ جاہلیت کی بُری خصلتوں اور عادتوں سے محفوظ تھے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آسمان سے ایک فرشتہ اُترا اور اس نے آپ کا تہ بند باندھ دیا۔ مترجم

[2] یہ حکم منسوخ ہے ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ا صفحہ آئندہ۔

کھونٹوں میں بیٹھ گیا اور (جماع کی) کوشش کی (تو انزال ہو یا نہ ہو) اس پر غسل واجب ہو گیا۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۲۸ اذا التقی الختانان

باب ۲۴: یہ حدیث کہ "آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو واجب ہو جاتا ہے" منسوخ ہے

۲۰۰ ــــ **حدیث** عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بکری کے شانے کا گوشت تناول فرمایا اور اس کے بعد نماز ادا فرمائی اور وضو نہیں کیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۵۰ من لم یتوضأ من لحم الشاۃ والسویق

۲۰۱ ــــ **حدیث** عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ: حضرت عمرو بن امیہؓ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ بکری کے شانے کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں نماز کا بلاوا آگیا تو آپؐ نے چھری ایک طرف ڈال دی اور وضو کیے بغیر نماز ادا کی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۵۰ من لم یتوضأ من لحم الشاۃ والسویق

۲۰۲ ــــ **حدیث** میمونہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت میمونہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے گھر بکری کے شانے کا گوشت تناول فرمایا پھر نماز ادا فرمائی اور وضو نہیں کیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۵۱ من مضمض من السویق ولم یتوضأ۔

۲۰۳ ــــ **حدیث** ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا پھر کُلی فرمائی اور فرمایا: دودھ سے مُنہ چکنا ہو جاتا ہے (اس لیے کلی کر لینا چاہیے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۵۲ ھل یمضمض من اللبن

باب ۲۶: اس بات کا ثبوت کہ اگر کسی شخص کو طہارت کا یقین ہو بعد ازاں اسے بے وضو ہونے کا شبہ سا ہو تو وہ اسی وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے

۲۰۴ ــــ **حدیث** عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ بسا اوقات کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے ایسا خیال ہوتا ہے کہ کچھ (خارج) ہُوا ہے (یعنی اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے) تو کیا کرے؟ آپؐ نے فرمایا: نماز نہ توڑے جب تک کہ آواز نہ سنے یا بو نہ محسوس کرے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو - باب ۴ لا یتوضأ من الشک حتی یستیقن

---

[1] امام نوویؒ نے لکھا ہے: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وجوب غسل کے لیے منی کا خارج ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف دخولِ حشفہ سے مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں ابتدا میں صحابہ کرام کے مابین کسی قدر اختلاف رہا تھا لیکن بعد میں اجماع ہو گیا اور اب اس مسئلہ پر تمام مسالک فقہ کا اتفاق ہے کہ وجوب غسل کے لیے منی کا خارج ہونا ضروری نہیں ہے صرف دونوں کی شرمگاہوں کے مل جانے سے ہی دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے: مترجم

باب[۲۷] : مُردہ جانور کی کھال دباغت[۱] سے پاک ہو جاتی ہے

۲۰۵ ـــــ حدیث ابن عباس ؓ : حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت میمونہ ؓ کی لونڈی کو کسی نے صدقہ کی بکری دی تھی (جو مر گئی) اور نبی اکرم ؐ نے اسے پڑے ہوئے دیکھا تو فرمایا : تم لوگوں نے اس کی کھال سے کیوں فائدہ نہ اٹھایا! انھوں نے کہا : یہ تو مُردار تھی ۔ آپ ؐ نے فرمایا : مُردار کا کھانا حرام ہے (نہ کہ کھال کا استعمال) ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۴ الزکوٰة : باب ۶۱ الصدقة علی موالی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب[۲۸] : تیمّم کا بیان

۲۰۶ ـــــ حدیث عائشہ ؓ : ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسُول کریم ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے جب ہم لوگ مقام بیدا یا ذات الجیش[۱] پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا اور رسول اکرم ﷺ اس کو تلاش کرنے کے لیے رُک گئے اور باقی لوگ بھی آپ ؐ کے ساتھ ہی رُک گئے اس مقام پر پانی نہیں تھا لہٰذا لوگ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے پاس گئے اور کہنے لگے : آپ نے دیکھا حضرت عائشہ نے کیا کیا؟ ان کی وجہ سے رسولِ کریم ﷺ کو بھی رُکنا پڑا اور لوگوں کو بھی! جبکہ یہ جگہ ایسی ہے کہ یہاں پانی نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی ختم ہو گیا ہے ۔ حضرت ابو بکر ؓ میرے پاس تشریف لائے اس وقت نبی کریم ﷺ میرے زانو پر سر مبارک رکھے آرام فرما اور محو خواب تھے انھوں نے آتے ہی کہا کہ تم نے نبی کریم ﷺ کو بھی رُکنے پر مجبور کر دیا اور لوگوں کو بھی ، اور پانی نہ اس جگہ ہے اور نہ لوگوں کے پاس ہے ، حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں : حضرت صدّیق ؓ مجھ پر خوب ناراض ہوئے اور جو کچھ کہہ سکتے تھے کہہ رہے تھے اور ساتھ ساتھ میرے کولہے میں اپنے ہاتھ سے کچو کے دیتے رہے (جس سے مجھے اچھی خاصی تکلیف ہو رہی تھی) لیکن چونکہ آں حضرت ﷺ میرے زانو پر سر رکھے آرام فرما تھے اس لیے میں حرکت نہ کر سکتی تھی ۔ صبح کے وقت جب آپ ؐ بیدار ہُوئے تو پانی نہ تھا ۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ نے آیۂ تیمّم نازل فرمائی اور سب نے تیمّم کیا ۔ اس موقع پر اسید بن حضیر ؓ نے کہا تھا : اے آلِ ابو بکر ؓ ، تمھاری برکتوں میں سے یہ کچھ پہلی برکت نہیں ہے! (یعنی مسلمان تمھاری برکتوں سے پہلے بھی نفع اندوز ہوتے رہے ہیں) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد ہم نے اس اُونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو میرا ہار اس کے نیچے دبا ہُوا مل گیا ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب التیمم : باب ۱ حدثنا عبد اللہ بن یوسف

۲۰۷ ـــــ حدیثِ عمار ؓ : شقیق ؒ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ کے پاس بیٹھا ہُوا تھا : حضرت ابو موسیٰ ؓ نے حضرت عبد اللہ ؓ سے کہا کہ اگر کسی شخص کو جنابت ہو اور ایک ماہ تک پانی نہ ملے تو کیا وہ تیمّم کر کے نماز نہ پڑھے ؟ راوی کہتے ہیں : حضرت عبد اللہ ؓ نے کہا : تیمّم نہ کرے خواہ ایک ماہ تک پانی نہ ملے ، اس پر حضرت ابو موسیٰ ؓ نے کہا : کیا آپ سورۂ مائدہ کی اس آیت کو نظر انداز کر دیں گے : ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً فَتَيَمَّمُوا

---

[۱] کچے چمڑے کو کمانا یا رنگنا ۔ مترجم

صَعِيدًا طَيِّبًا - المائدہ - ۶) "اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو" حضرت عبداللہؓ کہنے لگے: اگر اس سلسلہ میں لوگوں کو اجازت دے دی جائے گی تو پھر جب انھیں پانی ٹھنڈا لگے گا تو وہ مٹی سے تیمم کرلیا کریں گے! راوی کہتے ہیں: میں نے کہا، تو آپ تیمم کو اسی لیے ناپسند کرتے ہیں؟ فرمایا: "ہاں"! اس پر حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: کیا آپ نے حضرت عمارؓ کی وہ بات نہیں سنی جو انھوں نے حضرت عمرؓ سے بیان کی تھی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام سے بھیجا (اثناء سفر میں) مجھے غسل کی ضرورت لاحق ہوگئی، اور پانی نہ ملا تو میں نے مٹی میں جانور کی طرح لوٹ لگائی (یعنی پورے جسم کو مٹی سے لت پت کیا)، پھر میں نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا: تمھیں صرف اس طرح کرلینا کافی تھا، یہ فرما کر آپ نے اپنا ہاتھ ایک بار زمین پر مارا پھر اسے جھاڑا اور اس کے بعد اپنے ہاتھ کی پشت کو بائیں ہاتھ سے مسح فرمایا، یا (راوی نے کہا کہ) اپنے بائیں ہاتھ کی پشت کو ہاتھ سے مسح فرمایا۔ پھر اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ تم نے دیکھا نہیں، حضرت عمرؓ نے حضرت عمارؓ کے قول پر بھروسہ نہیں کیا تھا[۱]

اخرجہ البخاری فی: کتاب التیمم: باب ۸ التیمم ضربۃ

۲۰۸ ــــ حدیثِ عمار (رضی اللہ عنہ): ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور دریافت کیا: اگر میں جنب ہوجاؤں اور پانی نہ ملے (تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟) اس پر حضرت عمارؓ بن یاسر نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ ایک دفعہ ہم دونوں سفر میں تھے[۲] اور آپ نے تو نماز نہیں پڑھی تھی لیکن میں نے مٹی میں لوٹ لگائی تھی اور نماز پڑھ لی تھی۔ بعد میں جب اس بات کا ذکر میں نے نبی کریم ﷺ سے کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا: کہ (لوٹ لگانے کی ضرورت نہ تھی) تمھارے لیے صرف اتنا کافی تھا: یہ فرما کر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے، ان پر پھونکا پھر ان (دونوں ہاتھوں) سے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں پر مسح فرمایا تھا۔

اخرجہ البخاری فی کتاب التیمم: باب ۴ المتیمم ھل ینفخ فیھما

۲۰۹ ــــ حدیثِ ابوجہیم انصاری (رضی اللہ عنہ): حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عمیرؒ روایت کرتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن یسار (ام المومنین حضرت میمونہؓ کے آزاد کردہ غلام) حضرت ابوجہیمؓ بن الحارث بن الصِّمہ انصاری کے پاس گئے: ابوجہیمؓ نے کہا کہ: رسول اکرم ﷺ بئرِ جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں آپؐ کو ایک شخص ملا اور اس نے آپؐ کو سلام کیا تو آپؐ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا بلکہ آپؐ نے ایک دیوار کا رخ کیا اور (اس پر ہاتھ مار کر پہلے) اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر اس شخص کے سلام کا جواب دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب التیمم: باب ۳ التیمم فی الحضر اذا لم یجد الماء

---

[۱] حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ابتدا میں اس کے قائل نہ تھے کہ جنابت کے لیے تیمم کیا جائے جبکہ باقی صحابہ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اسے کوجزوی خیال کرتے تھے بعد میں حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے بھی اپنے قول سے رجوع کرلیا تھا اور تمام مجتہدین کا بھی اس بات پر اجماع ہے کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں جنابت کے لیے بھی تیمم کرکے نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ مترجم

[۲] صحیح مسلم کی روایت میں کچھ الفاظ زائد ہیں مثلاً: سوال کے جواب میں حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم نماز نہ پڑھنا۔ اور "سفر میں تھے" کے بعد یہ فقرہ ہے "ہم دونوں جنب ہوگئے تھے"۔ مترجم

باب ۲۹ : اس بات کا ثبوت کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا

۲۱۰ ـــــ حدیث ابوہریرہ ﷛ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ: رسول کریم ﷺ مجھے (راستہ میں) ملے اس وقت میں جنابت کی حالت میں تھا، آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپؐ کے ہمراہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ جب آپ بیٹھ گئے تو میں کھسک گیا اور اپنی قیام گاہ پر جا کر میں نے غسل کیا پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت تک آپؐ اسی جگہ تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ابوہریرہؓ تم کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے آپؐ کو صورتِ حال بتائی: (کہ میں ناپاک تھا اور غسل کرنے گیا تھا) اس پر آپؐ نے فرمایا: سبحان اللہ! مومن کسی حالت میں نجس نہیں ہوتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۲۴ الجنب یخرج ویمشی فی السوق وغیرہ

باب ۳۲ : بیت الخلاء جاتے وقت پڑھنے کی دعا

۲۱۱ ـــــ حدیث انس ﷛ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوا کرتے تھے تو یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ۔ "اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں ہر قسم کی ناپاکی سے اور تمام ناپاک کاموں سے"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۹ ما یقول عند الخلاء

باب ۳۳ : بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

۲۱۲ ـــــ حدیث انس بن مالک ﷛ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ اقامت ہو گئی تھی اور حضور نبی کریم ﷺ کسی شخص کے ساتھ مسجد کے ایک گوشہ میں آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے چنانچہ جب آپؐ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اس وقت تک لوگ اونگھنے لگے تھے (اور پھر سب نے اسی طرح نماز پڑھی تھی یعنی وضو کیے بغیر)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الاذان: باب ۲۷ الامام تعرض لہ الحاجۃ بعد الاقامہ

کتاب الصلوٰۃ

باب ۱ : اذان کی ابتدا

۲۱۳ ـــــ حدیث ابن عمر ؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مسلمان جب مدینہ میں آئے تو ابتدا میں وقت مقررہ پر از خود جمع ہو جایا کرتے تھے اور نماز پڑھ لیا کرتے تھے، اذان نہیں دی جاتی تھی۔ پھر ایک دن اس کے متعلق مسلمانوں نے آپس میں گفتگو کی (کہ اطلاع کا کوئی انتظام ہونا چاہیے) چنانچہ بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ نصاریٰ کے ناقوس (گھنٹے) کی مانند ناقوس بجایا جائے۔ کچھ نے کہا کہ نہیں یہود کے سنکھ (نرسنکھا) کی مانند سنکھ بجایا جائے: حضرت عمر ؓ نے مشورہ دیا کہ کیوں نہ ایک آدمی مقرر کر دیا جائے جو نماز کی منادی کر دیا کرے۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے حضرت بلال ؓ سے کہا: اٹھو! نماز کا اعلان کر دو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب الأذان: باب بدء الأذان

باب ۲ : اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور تکبیر اقامت کے کلمات سوائے "قد قامت الصلوٰۃ" کے ایک ایک مرتبہ کہے جائیں

۲۱۴ ـــــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: (نماز کے اعلان کے سلسلہ میں) لوگوں نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا پھر اس ضمن میں یہود و نصاریٰ کے طریقوں کا ذکر آیا (کہ وہ یہ یہ کرتے ہیں) اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو حکم دیا کہ وہ اذان دیں اور اذان میں (اذان کے کلمات) دو دو مرتبہ کہیں اور اقامت کے لیے (یہی کلمے) ایک ایک مرتبہ کہیں۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب الاذان: باب بدء الاذان

باب ۳ : اذان سننے والا بھی وہی کلمات دہرائے جو مؤذن کہتا ہے پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے اور آپ ﷺ کے لیے "وسیلہ" کی دعا مانگے

۲۱۵ ـــــ حدیث ابو سعید خدری ؓ: حضرت ابو سعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب

---

[1] اذان کے کلمات دو دو ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر ابتدا میں جو چار مرتبہ کہا جاتا ہے وہ دراصل ایک سانس میں دو مرتبہ کہے جانے کی وجہ سے ایک ہی شمار ہوگا اور اقامۃ میں قد قامت الصلوٰۃ دو مرتبہ۔ باقی سب الفاظ ایک ایک مرتبہ۔ یہ مسلک علماء سلفیہ کا اور امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کا ہے۔ احناف کے نزدیک اذان اور اقامہ دونوں میں ہر کلمہ کو دو دو مرتبہ کہنا چاہیے۔ مترجم

تم اذان سنو تو وہی کلمات کہو جو مؤذن کہتا ہے[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان : باب ۷ مایقول اذا سمع المنادی

باب ۸ : اذان کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ اذان سُن کر شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے

۲۱۶ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کر بھاگ اٹھتا ہے اور (خوف و دہشت کی وجہ سے) اس کی ہَوا خارج ہوتی جاتی ہے اور اتنی دُور چلا جاتا ہے جہاں اذان کی آواز نہ سُن سکے اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے پھر لَوٹ آتا ہے پھر جب "اقامۃ" کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ موڑ کر بھاگ جاتا ہے یہاں تک کہ جب اقامۃ ختم ہو جاتی ہے دوبارہ واپس آ جاتا ہے اور انسان کے دل میں وسوسے پیدا کرنے لگتا ہے اور کہتا ہے: "یہ" یاد کر "وہ" یاد کر یعنی ہر وہ بات جو اسے پہلے یاد نہیں تھی (نماز میں کھڑے ہوتے ہی اسے یاد دلانے لگتا ہے) نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ (اس شیطانی چکر میں اُلجھ کر انسان کو) یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان : باب ۴ فضل التاذین

باب ۹ : تکبیر تحریمہ، رکوع اور رکوع سے اُٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا (رفع یدین کرنا) مستحب ہے اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرنا چاہیے

۲۱۷ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں: مَیں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب آپؐ نماز کے لیے کھڑے ہوا کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اس قدر اٹھایا کرتے تھے کہ وہ کندھوں کے برابر ہو جائیں اور یہی عمل (رفع یدین) رکوع کی تکبیر کہتے وقت کرتے تھے، اور جب آپؐ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تھے اس وقت بھی یہی عمل (رفع یدین) کیا کرتے تھے اور (رکوع سے اٹھتے وقت) آپؐ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا کرتے تھے۔ اور سجدے میں جاتے یا اٹھتے وقت آپؐ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان : باب ۸۴ رفع الیدین اذا کبّر واذا رکع واذا رفع

۲۱۸ ـــــ (حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ) : ابوقلابہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مالک بن حویرثؓ کو دیکھا ہے کہ وہ نماز میں تکبیر (اولیٰ) کے وقت بھی "رفع یدین" کرتے تھے اور جب رکوع میں جاتے یا رکوع سے سر اٹھاتے تھے اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے اور مالک بن حویرثؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایسا کیا کرتے تھے[2] (یعنی تکبیر تحریمہ کہتے وقت اور رکوع میں جاتے

---

[1] اذان میں جب مؤذن حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کہتا ہے تو حضرت عمرؓ کی حدیث کے مطابق سننے والے کو لا حول ولا قوۃ الا باللہ الخ کہنا چاہیے۔ مترجم

[2] امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت "رفع یدین" کرنے پر تو پوری اُمّت کا اجماع ہے لیکن دوسرے مواقع پر رفع یدین کرنے میں باہم اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ و دیگر جمہور علماء کے نزدیک رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین (باقی اگلے صفحہ پر)

اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے)۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۱ الأذان: باب ۸۴ رفع اليدين اذا كبر واذا ركع واذا رفع

باب ۱۰: نماز میں ہر دفعہ جھکنے اور اٹھنے کے موقع پر اللہ اکبر کہنے اور رکوع سے اٹھتے وقت "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہنے کا ثبوت

۲۱۹ —— حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ نماز پڑھاتے وقت جب جھکتے تھے یا اُوپر اٹھتے تھے تو اللہ اکبر کہا کرتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد آپ نے کہا تھا: میری نماز تم سب لوگوں کے مقابلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۱۰ الاذان: باب ۱۱۵ اتمام التكبير في الركوع

۲۲۰ —— حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا فرماتے تھے تو کھڑے ہوتے وقت اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع میں جاتے تو پھر اللہ اکبر کہتے لیکن جب رکوع سے اٹھتے تو "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے اور پھر کھڑے کھڑے "ربنا لک الحمد" کہا کرتے تھے۔ پھر اللہ اکبر کہتے اور سجدے میں چلے جاتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو پھر اللہ اکبر کہتے پھر دوبارہ سجدے میں جاتے وقت اللہ اکبر کہتے اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت بھی اللہ اکبر کہتے تھے اور اسی طرح آپ پوری نماز میں کیا کرتے تھے یہاں تک کہ نماز ختم فرماتے اور دو رکعت کے بعد جب قعدۂ اُولیٰ سے اٹھتے تھے اس وقت بھی اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۱۷ التكبير اذا قام من السجود

۲۲۱ —— حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ: مطرفؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصینؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضرت علیؓ جب سجدے میں جاتے تھے تب بھی اللہ اکبر کہتے تھے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تھے تب بھی اللہ اکبر کہتے تھے اور جب دو رکعت پوری کرنے کے بعد اٹھتے تب بھی اللہ اکبر کہتے تھے جب نماز ختم ہو گئی تو عمران بن حصینؓ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے کہا: آج کی نماز نے مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد کرا دی۔ یا آپ نے یہ الفاظ کہے تھے: حضرت علیؓ نے ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھائی ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۱۶ اتمام التكبير في السجود

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ: مستحب ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک تشہد پڑھ کر اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرنا چاہیے کیونکہ امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریمؐ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ابوبکر بن منذرؒ، ابوعلی طبریؒ اور بعض اہل حدیث کے نزدیک دونوں سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین مستحب ہے۔ امام ابوحنیفہؒ، اہل کوفہ اور امام مالک سے مشہور روایت یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مواقع پر رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔ اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ رفع یدین (کسی موقع پر) واجب نہیں ہے البتہ سنّت ضرور ہے۔ صرف امام داؤد ظاہریؒ اور امام ابوالحسن سیارؒ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین واجب ہے۔ جمہور کے نزدیک ہاتھ اٹھانے کی حد یہ ہے کہ ہاتھ کندھوں تک اس طرح اٹھائے جائیں کہ انگلیوں کے سرے کانوں کے اوپر تک پہنچ جائیں اور انگوٹھے کانوں کی لَو تک رہیں۔ ہاتھ اٹھانے کے وقت کے بارے میں تین روایتیں ہیں (۱) تکبیر سے پہلے۔ (۲) تکبیر کے بعد اور تیسری روایت کی رُو سے عین تکبیر کہتے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں۔ مترجم

باب ۱۱ : ہر رکعت میں سُورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور اگر سُورۂ فاتحہ اچھّی طرح نہ پڑھ سکے اور اس کا سیکھنا بھی ممکن نہ ہو تو پھر قرآن مجید میں سے جو ممکن ہو پڑھ لے

۲۲۲ ـــــ حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ : حضرت عبادہ روایت کرتے ہیں کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوئی۔

اخرجہ البخاری فی کتاب الأذان : باب ۹۵ وجوب القرأۃ للامام والماموم فی الصلوات کلھا

۲۲۳ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں : نماز کی ہر رکعت میں قرآت کرنا چاہیے جن نمازوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سُنا کر (بلند آواز سے) قرآت فرمائی ان میں ہم نے بھی تم کو سُنا کر (بلند آواز سے) پڑھا اور جن نمازوں میں آپ نے (آہستہ پڑھ کر) ہم سے چُھپایا ان میں ہم بھی (آہستہ پڑھ کر) تم سے چھپاتے ہیں۔ (نماز میں) سورۂ فاتحہ پڑھ کر مزید قرآن نہ پڑھا جائے تو کافی ہے (نماز ہو جاتی ہے) اور اگر مزید قرآن پڑھے تو بہتر ہے[1]

اخرجہ البخاری فی : کتاب الأذان : باب ۱۰۴ القرأۃ فی الفجر

۲۲۴ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اسی وقت ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپؐ نے اسے سلام کا جواب دیکر فرمایا ، جاؤ نماز (دوبارہ) پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس شخص نے جا کر پھر نماز پڑھی اور واپس آکر آپؐ کو سلام کیا : آپؐ نے پھر وہی الفاظ دہرائے کہ جاؤ جا کر نماز ادا کرو تم نے نماز نہیں پڑھی ! اسی طرح تین مرتبہ وہ شخص نماز پڑھ کر آیا اور آپؐ اسے ہر مرتبہ فرماتے رہے کہ جاؤ پھر نماز ادا کرو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ بالآخر اس شخص نے عرض کیا : قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو رسولِ برحق بنا کر بھیجا ہے میں نماز کا اس سے بہتر طریقہ نہیں جانتا ، لہٰذا آپؐ مجھے سکھا دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا : جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو پہلے "اللہ اکبر" کہو پھر جتنا قرآن تم بآسانی پڑھ سکتے ہو پڑھو پھر رکوع کرو اور جب رکوع میں اطمینان حاصل ہو جائے تو رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے

---

[1] اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ قرآت سورۂ فاتحہ کو ہر نماز میں اور امام اور مقتدی دونوں کے لیے ضروری خیال کرتے تھے۔ اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان بھی اختلاف تھا بعض مقتدی کے لیے قرآت ضروری سمجھتے تھے اور بعض مقتدی کے لیے قرأۃ فاتحہ مکروہ خیال کرتے تھے اور بعض صحابہ کرام نہ ضروری سمجھتے تھے اور نہ مکروہ۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسمؒ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا : بہت سے پیشواؤں نے قرأۃِ فاتحہ سے منع کیا ہے اور بہت سے پیشواؤں نے اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اپنی طرف سے کسی فیصلہ کن رائے کا اظہار نہ کیا۔ اسی طرح مجتہدین اور علمائے اُمت کے مابین بھی اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبل اور بروایت صحیح امام مالک رحمہم اللہ اس کا پڑھنا واجب خیال کرتے ہیں خواہ امام کے پیچھے ہو یا اکیلے نماز پڑھ رہا ہو اور علمائے احناف کے نزدیک امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا مکروہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مترجم

کھڑے ہو جاؤ اس کے بعد سجدہ کرو اور جب سجدے میں اطمینان حاصل ہو جائے تو سجدے سے سر اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ، (جب قعدے میں اطمینان حاصل ہو جائے) تو دوبارہ سجدہ کرو حتیٰ کہ تم کو سجدے میں اطمینان حاصل ہو جائے (یہ ایک رکعت ہوئی) پھر اپنی پوری نماز میں اسی طرح کیا کرو۔

اخرجہ البخاری فی کتاب الأذان : باب ۱۲۲ امر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعہ بالإعادۃ

باب ۱۳ : بسم اللہ کو (نماز میں) بلند آواز سے نہ پڑھنے کی دلیل

۲۲۵ ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نماز کی ابتدا الحمد للہ ربّ العالمین سے کیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب الأذان : باب ۸۹ مایقول بعد التکبیر

باب ۱۶ : نماز میں تشہّد پڑھنے کا بیان

۲۲۶ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابتدا میں جب ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہا کرتے تھے : السّلام علی اللہ قبل عبادہ، السّلام علی جبریل ؑ، السلام علی میکائیل ؑ، السّلام علی فلان ـــ ! "بندوں سے پہلے اللہ پر سلام جبریل پر سلام، میکائیل پر سلام اور فلاں شخص پر سلام وغیرہ" پھر (ایک دن) نماز سے فارغ ہو کر حضرت نبی اکرم ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا : اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے اس لیے تم جب (تشہد کے لیے) نماز میں بیٹھا کرو، تو اس طرح کہا کرو : اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ! کیوں کہ جب اس طرح سلام بھیجا جائے گا تو زمین و آسمان میں اللہ کے جتنے صالح بندے موجود ہیں سب پر سلام پہنچ جائے گا ! (اس کے بعد کہو) اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، یہ پڑھنے کے بعد جو دعا اللہ سے مانگنا چاہے مانگے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۷۹ الاستیذان : باب ۳ السلام اسم من اسماء اللہ تعالیٰ

باب ۱۷ : تشہد کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا طریقہ

۲۲۷ ــــ (حدیث کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ) : عبدالرحمٰن ؒ بن ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے اور کہنے لگے : میں تم کو وہ حدیث تحفہ نہ دوں جو نبی کریم ﷺ سے میں نے خود سُنی ہے ؟ میں نے کہا : کیوں نہیں، ضرور دیجیے ! چنانچہ انھوں نے وہ تحفہ مجھے دیا۔ انھوں نے بیان کیا : کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا : یا رسولَ اللہ ! اللہ تعالےٰ نے ہمیں آپ پر اور اہلِ بیت پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو سکھا دیا ہے ہم آپ پر اور اہلِ بیت پر درود کس طرح بھیجیں ؟ آپ نے فرمایا : اس طرح کہو " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ

مَّجِيْدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ "۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ٦٠ الانبیاء : باب ١٠ حدثنا موسٰی بن اسمٰعیل

۲۲۸ ـــــ حدیث ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ: حضرت ابوحمیدؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا : یارسول اللہ ! ہم آپؐ پر درود کس طرح بھیجیں ؟ آپؐ نے فرمایا : اس طرح کہو " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ "۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ٦٠ الانبیاء : باب ١٠ حدثنا موسٰی بن اسمٰعیل

باب ۱۸ : سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور آمین کہنے کا بیان

۲۲۹ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم سب (مقتدی) " رَبَّنَا ! وَلَكَ الْحَمْدُ " کہو ! اس لیے کہ جس کا قول ملائکہ کے قول سے مطابق ہوگیا اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو گئے ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ١٠ الاذان : باب ١٢٥ فضل اللّٰھم ربّنا ولک الحمد

۲۳۰ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی شخص آمین کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہی آسمان پر ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں ، پھر تمھاری اور ان کی آمین باہم ہم آہنگ ہو جاتی ہے اور کہنے والے کے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں[1]

اخرجہ البخاری فی : کتاب ١٠ الأذان : باب ١١٢ فضل التامین

۲۳۱ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب امام (نماز پڑھاتے وقت) کہے " غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین " تو سب آمین کہو ، اس لیے کہ جس کا (آمین) کہنا ملائکہ کے (آمین) کہنے سے مطابقت کھا جائے گا اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ١٠ الأذان : باب ١١٣ جہر الماموم بالتامین

باب ۱۹ : مُقتدی پر امام کی پیروی لازم ہے

۲۳۲ ـــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر گئے جس کی وجہ سے آپؐ کے جسم کی دائیں جانب چھل گئی ۔ ہم آپؐ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے ۔ جس وقت ہم آپؐ کی خدمت میں پہنچے نماز کا وقت ہو گیا اور آپؐ نے ہمیں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھائی اور ہم نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھی ۔ جب آپؐ نماز ادا کر چکے تو فرمایا :

---

[1] امام اور مقتدی دونوں کے لیے آمین کہنا مستحب ہے اور دونوں کو بیک وقت کہنا چاہیے ۔ امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک آمین آہستہ کہنا چاہیے جبکہ باقی علماء اور مجتہدین کے نزدیک امام مقتدی اور منفرد سب کو باآواز بلند آمین کہنا چاہیے ۔ مترجم

امام اسی لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ لہٰذا جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر (اللہ اکبر) کہو اور جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع کرو، اور جب امام سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب امام "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم کہو "ربنا لک الحمد" اور جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب الأذان: باب ۱۲۸ یهوی بالتکبیر حین یسجد

۲۳۳ — حدیثِ عائشہ ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے بحالتِ مرض اپنے گھر میں نماز پڑھی اور بیٹھ کر پڑھی تو کچھ لوگوں نے آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی (یہ دیکھ کر) آپؐ نے انھیں اشارے سے بیٹھنے کا حکم دیا بعد ازاں نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے ارشاد فرمایا: امام بنایا ہی اس مقصد کے لیے جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے لہٰذا جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع کرو، اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اٹھ جاؤ اور جب بیٹھ کر نماز پڑھے، تو تم بھی بیٹھے بیٹھے نماز ادا کرو۔ اخرجه البخاری فی: کتاب الأذان: باب ۵۱ انما جعل الامام لیؤتم به

۲۳۴ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: امام بنایا ہی اس مقصد سے جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے چنانچہ جب وہ "اللہ اکبر" کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع کرو، اور جب وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم "ربنا! ولک الحمد" کہو! اور جب امام سجدے میں جائے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب امام بیٹھ کر نماز ادا کرے تو تم سب بھی (اس کے پیچھے) بیٹھ کر نماز پڑھو[1]

اخرجه البخاری فی کتاب الأذان: باب ۸۲ - ایجاب التکبیر وافتتاح الصلوٰۃ

باب ۲۱: امام کو اگر بیماری یا سفر وغیرہ کا عذر ہو تو نماز پڑھانے کے لیے وہ اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے

۲۳۵ — (حدیثِ عائشہ ؓ): حضرت عبید اللہؒ بن عبد اللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ میں اُم المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا آپ مجھے رسول اکرم ﷺ کی بیماری کے بارے میں کچھ نہ بتائیں گی؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! جب رسولِ اکرم ﷺ بیماری سے گراں بار ہوئے تو آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! سب آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے لیے لگن میں پانی رکھو! حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ہم نے آپؐ کے ارشاد کی تعمیل کی، چنانچہ آپؐ نے بیٹھ کر غسل فرمایا اور غسل کے بعد جب چلنا چاہا تو آپؐ پر غشی طاری ہو گئی، لیکن جب افاقہ ہوا تو آپؐ نے پھر دریافت فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ! وہ سب آپؐ کے منتظر

[1] "امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہیے"۔ اس مسئلہ میں علماء کا باہمی اختلاف ہے۔ امام اوزاعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اس حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ جو شخص کھڑا ہو سکتا ہو اس کی نماز بیٹھ کر پڑھانے والے کے پیچھے درست نہیں۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ اور جمہور علماء کے نزدیک بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے مقتدیوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ رسول اکرمؐ نے اپنی آخری بیماری کے دنوں میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور حضرت ابوبکرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تھی۔ پیروی امام کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی ارکانِ ظاہری کی ادائیگی میں امام کی پیروی کرے۔ (از نووی) مترجم

ہیں. آپؐ نے فرمایا: میرے لیے طشت میں پانی رکھو۔ پھر پانی رکھ دیا گیا اور آپؐ نے بیٹھ کر غسل فرمایا۔ لیکن پھر جب اُٹھ کر چلنے کا ارادہ کیا تو آپؐ کو پھر غش آگیا (تھوڑی دیر بعد) پھر افاقہ ہوا تو آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ! وہ سب آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ ادھر لوگوں کی کیفیت یہ تھی کہ سب نماز عشا کے لیے مسجد میں بیٹھے آپؐ کی تشریف آوری کے منتظر تھے بالآخر آپؐ نے حضرت ابوبکر ﷜ کو پیغام بھیجا کہ وہ نماز پڑھائیں، جب پیغامبر حضرت صدیق رضؓ کے پاس پہنچا اور اس نے بتایا کہ آں حضرت ﷺ نے حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں! تو حضرت ابوبکرؓ جو نکہ رقیق القلب تھے آپ نے حضرت عمر ﷜ سے کہا اے عمرؓ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: آپ امامت کے زیادہ حق دار ہیں (کیونکہ آپ ہی کو حکم دیا گیا ہے) چنانچہ حضرت صدیقؓ نے ان تمام دنوں میں نماز پڑھائی پھر (ایک دن) آپؐ کی طبیعت کچھ بحال ہوئی تو آپؐ دو آدمیوں کا سہارا لے کر۔ جن میں سے ایک حضرت عباسؓ تھے۔ نماز ظہر کے لیے (مسجد میں) تشریف لے گئے جس وقت آپؐ مسجد میں پہنچے حضرت ابوبکر ﷜ لوگوں کی امامت کر رہے تھے جب حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو تشریف لاتے دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا لیکن نبی کریم ﷺ نے اشارے سے آپؓ کو پیچھے ہٹنے سے منع کر دیا اور فرمایا: مجھے صدیقؓ کے پہلو میں بٹھا دو۔ چنانچہ ان دونوں نے آپؐ کو حضرت صدیقؓ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ راوی کہتے ہیں: کہ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ اس طرح نماز پڑھانے لگے کہ وہ خود تو نبی کریم ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے

عبید اللہؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا: کیا میں آپ کے سامنے وہ (تفصیلات) نہ بیان کروں جو حضرت عائشہ ﷝ نے نبی اکرم ﷺ کی بیماری سے متعلق مجھ سے بیان کی ہیں؟ انھوں نے کہا سناؤ! چنانچہ حضرت عائشہؓ کی بیان کردہ پوری روایت میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سامنے بیان کی، اور انھوں نے اس میں سے کسی بات سے اختلاف نہیں کیا صرف اتنا کہا: کیا حضرت عائشہ ﷝ نے تم کو اس دوسرے شخص کا نام بتایا ہے جو حضرت عباسؓ کے ساتھ تھے؟ میں نے کہا: نہیں! حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا: وہ حضرت علی ﷜ تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۵۱ انما جعل الامام لیؤتم به

۲۳۶ ــــ حدیث عائشہ ﷝: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی اور آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپؐ نے اپنی تمام ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیماری کے دنوں میں میرے گھر میں رہنے کی اجازت طلب کی اور سب نے اجازت دے دی۔ اسی اثنا میں (ایک دن) آپؐ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر باہر تشریف لے گئے، اس وقت آپؐ کی حالت یہ تھی کہ آپؐ کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے، ان دو اشخاص میں سے ایک تو حضرت عباس تھے اور دوسرے ایک اور شخص تھے۔ عبید اللہؒ (راویٔ حدیث) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ﷝ کی گفتگو کا ذکر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کیا تو انھوں نے کہا: کیا تمھیں معلوم ہے یہ دُوسرا شخص جس کا نام حضرت عائشہؓ نے نہیں لیا کون تھا؟ میں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا: یہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۱ الهبه: باب ۱۴ هبة الرجل لامرته والمرأة لزوجها

۲۳۷ ــــ حدیث عائشہ ﷝: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ (جب رسول اکرم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر کو

نماز پڑھانے کا حکم دیا تو) میں نے آپؐ سے (اس حکم پر نظر ثانی کی) بار بار درخواست کی کیونکہ مجھے یہ خیال آتا تھا کہ جو شخص بھی آپؐ کی جگہ پر کھڑا ہوگا لوگ اسے کبھی پسند نہ کریں گے بلکہ اسے منحوس خیال کریں گے لہٰذا میں چاہتی تھی کہ آپؐ حضرت ابوبکرؓ کو اس کام (امامت) سے معاف فرما دیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۸۳ مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته

۲۳۸ ـــــ حدیث عائشة رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جن دنوں رسول اکرم ﷺ اس بیماری میں مبتلا تھے جس میں آپؐ نے رحلت فرمائی۔ ایک مرتبہ نماز کا وقت آگیا اور اذان ہوگئی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، عرض کیا گیا: (حضرت) ابوبکرؓ نرم دل شخص ہیں جب وہ آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (شدّت غم سے) لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے، آپؐ نے دوبارہ اپنا ارشاد دہرایا، لوگوں نے بھی پھر وہی عرض کیا، تیسری مرتبہ بھی وہی مکالمہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا: یقیناً تم ان عورتوں کی مانند ہو جنھوں نے حضرت یوسفؑ کو ورغلانے کی کوشش کی تھی (رہا)! جاکر حضرت ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں! چنانچہ (حضرت ابوبکرؓ سے کہا گیا اور) انھوں نے جاکر نماز پڑھائی (اسی اثنا میں) رسول اکرم ﷺ نے اپنی طبیعت کو کچھ بہتر محسوس کیا اور آپؐ دو آدمیوں کے سہارے باہر تشریف لے گئے۔ آپؐ کے تشریف لے جانے کا وہ منظر اس وقت بھی میری نظروں میں پھر رہا ہے کہ کس طرح بیماری اور ضعف کے باعث آپؐ کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے۔ (آپؐ کو تشریف لاتے دیکھ کر) حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپؐ نے اشارے سے انھیں اسی جگہ ٹھہرنے کا حکم دیا اور آپؐ کو قریب لاکر حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بٹھا دیا گیا۔ اب رسول اکرم ﷺ نماز پڑھا رہے تھے حضرت ابوبکرؓ آپؐ کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۳۹ حد المریض ان یشهد الجماعة

۲۳۹ ـــــ حدیث عائشة رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ بیمار تھے، (ایک دن) حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپؐ کو نماز کے لیے بلانے آئے تو آپؐ نے فرمایا: ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! ابوبکرؓ نرم دل انسان ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (شدّت گریہ کی وجہ سے) ان کی آواز نہ نکل سکے گی اور قرآن کی تلاوت نہ کرسکیں گے اگر (ان کی بجائے) آپؐ (حضرت) عمرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں تو زیادہ مناسب ہوگا! آپؐ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ میں نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ رسول اکرم ﷺ سے درخواست کریں کہ حضرت ابوبکرؓ نرم دل انسان ہیں اس لیے جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو ان کی آواز نہ نکل سکے گی اور لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے لہٰذا اگر آپؐ حضرت عمرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں تو زیادہ مناسب رہے گا (حضرت حفصہؓ نے عرض کیا) تو آپؐ نے فرمایا: تمھارا یہ انداز بالکل ویسا ہے جیسا ان عورتوں کا تھا جن سے حضرت یوسفؑ کا واسطہ پڑا تھا، جاؤ ـــــ! ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں بعد ازاں جب حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھانے میں مصروف ہوگئے تو آپ نے اپنی طبیعت کو کچھ بہتر محسوس کیا اور آپؐ اٹھ کر دو شخصوں کے سہارے چل کر مسجد میں تشریف لے گئے جبکہ آپؐ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے جب حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ

کی آہٹ پاکر پیچھے ہٹنا چاہا تو آپؐ نے انھیں اشارے سے اپنی جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا اور خود آکر حضرت ابوبکرؓ کے بائیں جانب بیٹھ گئے پھر صورت حال یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھا رہے تھے اور رسول کریم ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نبی کریم ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے اور باقی سب لوگ حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ١٠ الأذان: باب ٦٨ الرجل يأتم بالامام ويأتم الناس بالمأموم

۲۴۰ ــــ حدیث انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ جنھیں شرف صحبت سے بڑھ کر یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ مدتوں سرکارؐ کے در دولت پر دن رات حاضر رہ کر خدمت گزار رہے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی آخری علالت کے دنوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کی امامت فرماتے رہے، پیر کے دن جب تمام لوگ صف بستہ نماز پڑھ رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے حجرے کا پردہ اٹھا کر ہماری طرف دیکھا، اس وقت آپؐ کھڑے تھے اور آپؐ کا چہرہ ورق مصحف کی مانند درخشاں تھا آپؐ (ہمیں نماز میں مشغول دیکھ کر) کھل کر مسکرائے (ادھر ہماری حالت یہ تھی کہ) ہم رسول اکرم ﷺ کو دیکھ کر خوشی سے پاگل ہوئے جا رہے تھے چنانچہ حضرت صدیقؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگے تاکہ خود نمازیوں کی صف میں کھڑے ہو جائیں (اور آپؐ امامت کرائیں) اس لیے کہ انھوں نے خیال کیا تھا کہ آپؐ نماز پڑھانے تشریف لا رہے ہیں، لیکن رسول اکرم ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے (ہمیں منع فرما دیا) گویا حکم دیا کہ سب اپنی اپنی جگہ رہ کر نماز مکمل کرو اور پردہ ڈال لیا اور اسی دن آپؐ نے رحلت فرمائی۔

اخرجه البخاري في: كتاب ١٠ الأذان: باب ٤٦ اهل العلم والفضل احق بالامامة

۲۴۱ ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ (اپنی آخری علالت کے زمانے میں) تین دن رسول اکرم ﷺ نماز پڑھانے باہر تشریف نہ لائے، ان ایام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھایا اور ہمیں جب آپؐ کے چہرۂ مبارک کا دیدار میسر آیا تو ہمارے لیے اس وقت یہ ایک ایسا انوکھا اور خوش کن نظارہ تھا جس سے خوبصورت منظر ہم نے زندگی بھر نہیں دیکھا۔ پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ وہ امامت کریں اور پردہ گرا لیا۔ اس کے بعد آپ اپنی وفات تک (بسبب ضعف) پردہ اٹھا کر اپنی زیارت کرانے پر بھی قادر نہ ہو سکے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ١٠ الأذان: باب ٤٦ اهل العلم والفضل احق بالامامة

۲۴۲ ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں رسول اکرم ﷺ بیمار تھے اور جب آپؐ کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو آپ نے حکم دیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کرائیں اس پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل انسان ہیں جب وہ آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (شدت جذبات کے زیر اثر) نماز نہ پڑھا سکیں گے، آپؐ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا جائے کہ وہ نماز کی امامت کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ اپنی بات دہرائی، آپؐ نے پھر ارشاد فرمایا: جاؤ حضرت ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم عورتیں وہی ہو جنھوں نے حضرت یوسفؑ کو ورغلانے کی کوشش کی تھی! چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس قاصد (یہ حکم دے کر) بھیجا گیا اور آپؓ نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں لوگوں کی امامت کی۔

اخرجه البخاري في: كتاب ١٠ الأذان: باب ٤٦ اهل العلم والفضل احق بالامامة

باب ۲۲ : اگر امام کے آنے میں تاخیر ہو جائے تو لوگ کسی دوسرے شخص کو امام بنا سکتے ہیں بشرطیکہ اس کے امام بنانے سے کسی فساد کا خطرہ نہ ہو

۲۴۳ــــــ حدیث سہل بن سعد الساعدی ؓ : حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ قبیلہ بنی عمر بن عوف کے درمیان صلح کرانے تشریف لے گئے تھے اسی اثنا میں نماز کا وقت ہو گیا اس لیے مؤذن نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے کہا: کیا آپ نماز پڑھا دیں گے؟ میں تکبیر کہوں؟ حضرت صدیقؓ نے کہا: ہاں۔ چنانچہ حضرت صدیقؓ نماز پڑھانے لگے۔ ابھی لوگ نماز پڑھ رہے تھے کہ رسول کریم ﷺ تشریف لے آئے اور لوگوں سے بچتے بچاتے (اگلی) صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ آپؐ کو دیکھ کر لوگ دستک دینے لگے لیکن حضرت صدیقؓ نماز پڑھتے وقت کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہوا کرتے تھے (اس لیے آپ نے توجہ نہ دی)، پھر جب لوگ زیادہ دستک دینے لگے تو آپ متوجہ ہوئے اور سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا تو آپؐ نے اشارے سے انھیں حکم دیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو، حضرت صدیقؓ نے آپؐ کے اس حکم (شرف امامت بخشنے) پر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد وثنا کی اور پیچھے ہٹ کر صف میں سب کے برابر کھڑے ہو گئے اور رسول کریم ﷺ نے آگے تشریف لا کر نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے دریافت فرمایا: اے ابوبکرؓ! جب میں نے حکم دیا تھا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو تو تم کیوں نہ کھڑے رہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: ابو قحافہؓ کے بیٹے میں اتنی سکت کہاں تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑا ہوتا۔ پھر آپؐ مقتدیوں کی جانب متوجہ ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: تم نے بہت زیادہ دستک دی! یہ ہاتھ سے آہٹ پیدا کرنا تو عورتوں کے لیے ہے! انھیں جب نماز میں کوئی خلاف توقع بات پیش آجائے تو سبحان اللہ کہا کرو، جب تم سبحان اللہ کہو گے تو امام تمھاری طرف متوجہ ہو جائے گا۔

اخرجه البخاری فی کتاب ۱۰ الأذان : باب ۴۸ من دخل لیؤم الناس فجاء الامام الاول فتاخر الأخر

باب ۲۳ : نماز میں اگر کوئی غیر معمولی بات پیش آجائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں ہاتھ سے آہٹ پیدا کریں

۲۴۴ــــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: (نماز میں اگر کوئی خلاف معمول بات ہو جائے تو) مرد سبحان اللہ! کہیں اور عورتیں ہاتھ سے آہٹ کریں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۱ العمل فی الصلوٰة : باب ۵ التصفیق للنساء

باب ۲۴ : نماز خشوع وخضوع سے ادا کرنے اور بہترین طریقے سے مکمل کرنے کا حکم

۲۴۵ــــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ خیال کرتے ہو کہ میں صرف قبلہ کی طرف دیکھتا ہوں؟ حالانکہ بخدا مجھے تمھارے خشوع اور رکوع کی بھی خبر ہوتی ہے اور جب میں کر

پیچھے کھڑے ہوتے ہو، میں تمھاری ہر حرکت کو دیکھتا ہوں!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۴۰ عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلوٰۃ و ذکر القبلۃ

۲۴۶ ــــ حدیث انس بن مالک ﷛: حضرت انس﷜ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رکوع اور سجدہ اچھی طرح کیا کرو! بخدا جب تم رکوع اور سجدہ کرتے ہو تو میں تم کو اپنے پیچھے یا آپ نے فرمایا: اپنی پیٹھ پیچھے بخوبی دیکھتا ہوں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۸۸ الخشوع فی الصلوٰۃ

باب ۲۵: امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جانے کی ممانعت

۲۴۷ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہ﷜ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص (نماز میں) اپنا سر امام سے پہلے (سجدے یا رکوع سے) اٹھا لیتا ہے کیا اسے اس بات کا خوف نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر کی مانند یا آپ نے فرمایا: اسکی صورت گدھے کی صورت کی مانند بنا دے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۵۳ اثم من رفع رأسہ قبل الامام ،

باب ۲۸: جماعت کی صفوں کو برابر اور سیدھا رکھنے کا حکم

۲۴۸ ــــ حدیث انس ﷛: حضرت انس﷜ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو برابر اور سیدھا رکھا کرو کیونکہ صفوں کو سیدھا اور برابر رکھنا نماز کو مکمل اور درست طریقہ پر ادا کرنے کے عمل کا حصہ ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۷۴ اقامۃ الصف من تمام الصلوٰۃ

۲۴۹ ــــ حدیث انس ﷛: حضرت انس﷜ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو بالکل درست (سیدھا اور برابر) رکھا کرو، یاد رکھو! جب تم میرے پس پشت کھڑے ہوتے ہو تب بھی میں تم کو دیکھتا ہوں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الاذان: باب ۷۱ تسویۃ الصفوف عند الاقامۃ و بعدھا

۲۵۰ ــــ حدیث نعمان بن بشیر ﷛: حضرت نعمان﷜ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم کو چاہیے کہ تم ہر حالت میں اپنی (جماعت کی) صفوں کو درست، برابر اور سیدھا رکھو ورنہ اللہ تمھارے چہروں کو ایک دوسرے کی طرف سے پھیر دے گا۔ (دلوں میں اختلاف ڈال دے گا)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۷۱ تسویۃ الصفوف عند الاقامۃ وبعدھا

۲۵۱ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اذان دینے اور صف اول میں شامل ہونے کا کس قدر ثواب ہے اور ان کو (ان دونوں کا) موقع صرف قرعہ اندازی سے مل سکتا تو ضرور آپس میں (ان دونوں یعنی اذان اور صفِ اول کے لیے) قرعہ اندازی کرتے اور اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اوّل وقت نماز ادا کرنے کا ثواب کس قدر ہے تو اس کام میں بھی ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے اور اگر

لوگوں کو معلوم ہوتا کہ نماز عشا اور نماز فجر (باجماعت) ادا کرنے کا ثواب کتنا زیادہ ہے تو وہ ان دونوں میں ضرور شامل ہوتے خواہ ان کو سرین کے بل گھسٹ کر آنا پڑتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۹ الاستہام فی الاذان

باب ۲۹: مردوں کی پچھلی صف میں نماز پڑھنے والی خواتین اس وقت تک سجدے سے اپنا سر نہ اٹھائیں جب تک مرد سر نہ اٹھالیں:

۲۵۲ ــــ حدیث سہل بن سعد ﷺ: حضرت سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ (کپڑوں کی کمی کی وجہ سے) بعض اپنے تہ بند بچوں کی مانند گلے میں باندھے رسول اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اس لیے خواتین سے کہا جاتا تھا کہ جب تک مرد سجدے سے سر اٹھا کر بالکل سیدھے نہ بیٹھ جائیں خواتین سجدے سے سر نہ اٹھائیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۶ اذا کان الثوب ضیّقاً

باب ۳۰: اگر فتنے کا خوف نہ ہو تو خواتین کو مسجد میں جانے کی اجازت ہے لیکن خوشبو لگا کر جانا منع ہے

۲۵۳ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمھاری بیویاں اگر مسجد میں جانے کی اجازت طلب کریں تو انھیں منع نہ کرو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۱۱۶ استیذان المرأۃ زوجہا فی الخروج الی المسجد وغیرہ

۲۵۴ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک زوجہ صبح اور عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں جایا کرتی تھیں۔ ان سے کہا گیا: آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ خواتین کا مسجد میں جانا، ناپسند کرتے ہیں اور غیرت کھاتے ہیں تو آپ کیوں باہر نکلتی ہیں؟ انھوں نے کہا: حضرت عمرؓ مجھے منع کیوں نہیں کرتے؟ مجھے روکنے سے انھیں کیا چیز مانع ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: اس لیے کہ رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے منع نہ کرو! بس یہی بات حضرت عمرؓ کے لیے آپ کو روکنے سے مانع ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ: باب ۱۳ حدثنا یوسف بن موسیٰ[1]

۲۵۵ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر رسول اکرم ﷺ دیکھتے کہ عورتوں نے (بناؤ سنگھار کر کے) خود کو کیا بنا لیا ہے (کیسے کیسے فیشن ایجاد کر لیے ہیں) تو آپ خواتین کو مساجد میں جانے سے منع فرما دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی خواتین کو منع کر دیا گیا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۶۳ انتظار الناس قیام الامام العالم

[1] مرتبِ کتاب نے اس حوالے میں "باب حدثنا عبداللہ بن محمد" لکھا ہے لیکن صحیح بخاری کے متداول نسخوں میں: "باب حدثنا یوسف بن موسیٰ" ہے۔ مترجم

باب ۳۱ : اگر بلند آواز سے تلاوت کرنے میں فساد کا اندیشہ ہو تو جن نمازوں میں باآواز بلند قرأت کی جاتی ہے ان میں بھی آہستہ آواز سے قرآن پڑھ لینا چاہیئے

۲۵۶ ــــــ حدیث ابن عباس ﷺ : آیۂ مبارکہ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا۔ ۱۱۰ بنی اسرائیل) "اور اپنی نماز میں قرآن) نہ بہت زیادہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ بہت پست آواز سے" کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت اس دور میں نازل ہوئی جب رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں (ایک گھر میں) چھپ کر نماز ادا کیا کرتے تھے اور صورت حال ایسی تھی کہ جب قرأت بلند آواز سے کی جاتی اور مشرک سن لیتے تو قرآن مجید، قرآن نازل فرمانے والے اور قرآن لانے والے سب کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ بنا بریں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا: "وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا" یعنی نماز میں قرآن مجید اتنی بلند آواز سے نہ پڑھو کہ مشرکین سنیں اور آواز اتنی پست بھی نہ ہو کہ آپؐ کے صحابہ کرامؓ بھی نہ سُن سکیں بلکہ (وَابْتَغِ بَيْنَ ذَالِكَ سَبِيلًا) "ان دونوں کے درمیان اوسط درجہ کا لہجہ اختیار کرو"۔ تاکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سُن کر آپ سے قرآن مجید سیکھ سکیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید : باب ۳۴ قوله تعالیٰ (انزله بعلمه والملائكة يشهدون)

باب ۳۲ : قرأت کو کان لگا کر سُننے کا حکم

۲۵۷ ــــــ حدیث ابن عباس ﷺ : حضرت ابن عباسؓ ارشاد باری تعالیٰ (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ⑯ القیامۃ) کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت جبریلؑ وحی لے کر آتے تو رسول اکرم ﷺ اپنی زبان اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے جس سے آپؐ کو تکلیف ہوا کرتی تھی اور یہ بات آپؐ کے چہرے سے صاف ظاہر ہوتی تھی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے سورۂ قیامۃ میں یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی: (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ⑯ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ⑰) "اے نبیؐ اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو، اس کو یاد کرا دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمّے ہے"۔ چنانچہ (فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ⑱) "جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں اس وقت تم اس کی قرأت کو غور سے سنتے رہو"۔ (ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ⑲) "پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی اور آپؐ کی زبان سے اس کو لوگوں کے سامنے بیان کرا دینا بھی ہماری ذمّہ داری ہے"۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہونے کے بعد) جب حضرت جبریلؑ آتے تو آپؐ سر جھکا کر سُنتے رہتے اور جب جبریلؑ چلے جاتے تو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آپؐ اسے پڑھ لیا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۷۵ سورة القيامة : باب ۲ قوله تعالیٰ فاذا قرأناه

۲۵۸ ــــــ حدیث ابن عباس ﷺ : حضرت ابن عباسؓ ارشاد باری تعالیٰ (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ) کا شانِ نزول یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نزول وحی کے وقت سخت دِقّت محسوس کیا کرتے تھے کیونکہ آپؐ اپنے دونوں ہونٹ ہلایا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: میں تم کو بعینہٖ اسی انداز سے ہونٹ ہلا کر دکھاتا ہوں جس طرح جناب رسول کریمؐ اپنے ہونٹ ہلایا کرتے تھے۔ اور سعید بن جبیرؒ جنھوں نے یہ حدیث حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ نے

کہا: میں تم کو دکھاتا ہوں کہ حضرت ابن عباسؓ نے کس طرح ہونٹ ہلائے تھے پھر آپؐ نے اپنے ہونٹ ہلا کر دکھائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: (لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ⑯ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ⑰ القیامۃ) "اے نبیؐ! اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو، اس کو یاد کرا دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمّے ہے۔" اس لیے (فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ⑱ القیامہ) "جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں اس وقت تم اس کی قرأت کو غور سے سنتے رہو۔" (ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ⑲ القیامہ) "پھر اس کو پڑھوا دینا اور اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمّے ہے۔" چنانچہ یہ آیت نازل ہونے کے بعد آپؐ کا طریق کار یہ رہا کہ جب حضرت جبریلؑ آتے آپؐ کان لگا کر سنتے رہتے اور جب وہ واپس چلے جاتے تو رسول کریم ﷺ نازل شدہ آیات کو بالکل اسی طرح پڑھ لیتے جس طرح حضرت جبریلؑ نے پڑھا ہوتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱ بدء الوحی: باب ۴: حدثنا موسیٰ بن اسماعیل

باب ۳۳ : نماز فجر میں قرآن بآواز بلند پڑھنے اور جنّات کے سامنے تلاوت قرآن کا بیان

۲۵۹ ـــــ حدیث ابن عباسؓ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں: (ایک مرتبہ) رسول کریم ﷺ اپنے چند اصحاب کے ہمراہ بازار عکاظ کا ارادہ کر کے روانہ ہوئے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب شیاطین کے لیے آسمانی خبروں کے دروازے بند کر دیے گئے تھے اور ان پر آگ کے شعلے برسائے جاتے تھے چنانچہ (خبروں کے تجسّس میں جانے والے) شیاطین لوٹ کر جب اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آئے تو انھوں نے دریافت کیا: تم پر کیا اُفتاد پڑی (جو خالی ہاتھ واپس آ گئے ہو)؟ انھوں نے جواب دیا: آسمانی خبروں تک ہماری رسائی روک دی گئی ہے اور ہم پر آگ کے شعلے برسائے گئے ہیں۔ ان کی قوم (کے بزرجمہروں) نے کہا: خبروں تک رسائی میں جو یہ رکاوٹ پیدا ہوئی ہے ضرور اس کا باعث کوئی نئی صورت حال ہے چنانچہ تمھیں چاہیے کہ زمین کے مشرق و مغرب میں ہر طرف پھیل جاؤ اور پتہ چلاؤ کہ آسمانی خبروں تک ہماری رسائی کی راہ میں کیا چیز حائل ہو گئی ہے (چنانچہ جنات تلاش میں ہر طرف پھیل گئے) جو گروہ تہامہ کی طرف آیا تھا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا آپؐ اس وقت بازار عکاظ کی طرف جانے کے لیے مقام نخلہ تک پہنچے تھے اور (جس وقت جنوں کا یہ گروہ وہاں پہنچا) آپؐ نماز فجر ادا کر رہے تھے۔ ان جنّات نے جب قرآن مجید سُنا تو پوری طرح اس طرف متوجّہ ہو گئے اور کہنے لگے: خدا کی قسم! یہی وہ چیز ہے جو آسمان کی خبروں اور ہمارے درمیان حائل ہو گئی ہے۔ چنانچہ وہاں سے جب یہ گروہ اپنی قوم کے پاس پہنچا تو اپنی قوم سے مخاطب ہو کر (فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ① يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ② ۔الجن) کہنے لگا: "ہم نے ایک بڑا ہی عجیب قرآن سُنا ہے جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔" اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر سورہ جن "نازل فرمائی جو (قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ ۔ الجن) سے شروع ہوتی ہے اور جس میں جنوں کی باتیں وحی کی گئی ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۰۵ الجهر بقرأة صلوة الفجر

باب ۳۴ : ظہر اور عصر کی نماز میں قرأتِ قرآن کا بیان

۲۶۰ ــــ حدیثِ ابو قتادہ ﷛ : حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں (ہر رکعت میں ایک سورت) پڑھا کرتے تھے، پہلی رکعت میں لمبی قرأت کرتے تھے اور دُوسری رکعت میں مختصر اور کبھی کبھار کوئی ایک آدھ آیت ہمیں بھی سنائی دے جاتی تھی اور عصر کی نماز میں بھی (پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں) سُورۂ فاتحہ اور ایک ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے، پہلی رکعت میں قرأت لمبی ہوتی تھی اور فجر کی نماز میں بھی پہلی رکعت میں لمبی قرأت فرماتے تھے اور دُوسری میں مختصر۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۱ الأذان : باب ۹۶ القرأة فی الظهر

۲۶۱ ــــ (حدیث سعد بن ابی وقاص ﷛) : حضرت جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہیں کہ اہلِ کُوفہ نے حضرت عمر ﷛ سے حضرت سعدؓ کی شکایت کی تو حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو معزول کر دیا اور کوفہ کا حاکم حضرت عمارؓ کو بنا دیا، اہل کوفہ نے حضرت سعدؓ کی جو شکایات کی تھیں ان میں یہ شکایت بھی تھی کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو بلوایا اور ان سے کہا: اے ابو اسحاقؓ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا: میں تو ان کو بخدا ویسی ہی نماز پڑھاتا رہا ہوں جیسی نماز رسول کریم ﷺ کی ہوتی تھی میں نے اس میں سرِ مُو کمی بیشی نہیں کی جب میں عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا ہوں اور دوسری دونوں رکعتوں کو مختصر رکھتا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے ابو اسحٰقؓ! آپ سے یہی اُمید تھی۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کے ہمراہ ایک یا چند اشخاص کو کوفے بھیجا اور ان کے ذریعہ سے حضرت سعدؓ کے خلاف شکایات کے متعلق تحقیق کروائی۔ ان اشخاص نے کوفہ کی ہر مسجد میں جا کر لوگوں سے دریافت کیا، سب نے حضرت سعدؓ کے اچھے طرزِ عمل کو سراہا لیکن جب بنی عبس کی مسجد میں پہنچے (اور وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا) تو ایک شخص، جس کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابو سعدہ تھی، اٹھا اور کہنے لگا کہ اب جبکہ آپ لوگوں نے ہمیں قسم دلا کر پوچھا ہے تو پھر واقعہ یہ ہے کہ حضرت سعدؓ نہ تو فوجی دستے کے ہمراہ خود جہاد پر جایا کرتے تھے، اور نہ مال غنیمت کی تقسیم مساویانہ طریقے پر کرتے تھے اور نہ مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت انصاف کرتے تھے (اس کے یہ الزامات سن کر) حضرت سعدؓ نے فرمایا: بخدا اب سچ اور جھوٹ کے فیصلے کی صرف یہی صورت ہے کہ میں تین دُعائیں مانگتا ہوں (اگر یہ شخص سچا ہو گا تو ان کے وبال سے محفوظ رہے گا): اے مولا! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور ریا کاری سے حصولِ شہرت کی خاطر یہ باتیں بنا رہا ہے تو اس کو لمبی عمر عطا فرما۔ اسے طویل فقر میں مُبتلا کر اور اسے فتنوں کی آماج گاہ بنا! ۔ راوی کہتے ہیں: بعد ازاں اس شخص کی حالت یہ تھی کہ جب اس سے حال احوال پوچھا جاتا تھا تو کہا کرتا تھا: کیا پوچھتے ہو ایک بدبخت اور مصیبت زدہ بُوڑھا ہوں مجھے حضرت سعدؓ کی بد دُعا لگ گئی ہے! حدیث کے راویوں میں سے عبد الملکؒ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے بعد کے دَور میں اس شخص کو دیکھا ہے۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بھنوئیں لٹک کر اس کی آنکھوں پر آپڑی تھیں اور راستوں میں پڑا آتی جاتی لڑکیوں کا راستہ روک کر انھیں چھیڑا کرتا تھا اور ان کے چٹکیاں بھرا کرتا تھا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۱ الأذان: باب ۹۵ وجوب القرأة للامام والمأموم فی الصلوات كلها

باب ۳۵: فجر اور مغرب کی نمازوں میں تلاوتِ قرآن کا بیان

۲۶۲ ـــــ حدیثِ ابوبرزہ ﷺ : حضرت ابوبرزہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نمازِ فجر ایسے وقت پڑھتے تھے جب اتنی روشنی پھیل جائے کہ ہر شخص اپنے ہم نشین کو پہچان لے۔ اور (نمازِ فجر میں) ساٹھ سے سو تک قرآنی آیات پڑھا کرتے تھے اور نمازِ ظہر زوالِ شمس کے بعد پڑھتے تھے اور نمازِ عصر ایسے وقت میں پڑھا کرتے تھے کہ (نماز کے بعد) ایک شخص مدینہ کے آخری کنارے تک جاکر واپس آجائے اور سورج چمک رہا ہو۔ اور نمازِ عشاء کو ایک تہائی رات تک مؤخر کر دینے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ : باب ۱۱ وقت الظہر عند الزوال

۲۶۳ ـــــ حدیثِ اُمِّ فضل ﷺ : حضرت ابنِ عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اُمّ الفضلؓ نے مجھے سورۂ (وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا) پڑھتے سنا تو کہا: بیٹے! بخدا تمھارے اس سورت کی تلاوت کرنے سے مجھے یاد آگیا کہ سب سے آخری سورۂ جو میں نے نبی کریم ﷺ کو پڑھتے سنا یہی تھی آپؐ نے اس سورت کو مغرب کی نماز میں پڑھا تھا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۱۰ الأذان : باب ۹۸ القرأۃ فی المغرب

۲۶۴ ـــــ حدیث جبیر بن مطعم ﷺ : حضرت جبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو نمازِ مغرب میں سورۂ "الطور" پڑھتے سنا ہے۔ اخرجہ البخاری فی : کتاب ۱۰ الأذان : باب ۹۹ الجهر فی المغرب

باب ۳۶: عشاء کی نماز میں قرأت کا بیان

۲۶۵ ـــــ حدیث براء ﷺ : حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (ایک مرتبہ) سفر میں تھے اور آپؐ نے نمازِ عشاء کی دو رکعتوں میں سے ایک میں سورۂ "وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ" تلاوت فرمائی تھی۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۱۰ الأذان : باب ۱۰۱ الجهر فی العشاء

۲۶۶ حدیثِ جابر بن عبداللہ ﷺ : حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل ﷺ نماز (عشاء) حضرت رسول اکرم ﷺ کے پیچھے پڑھ کر جاتے تھے اور جاکر اپنے قبیلہ کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے نماز (عشاء) میں سورہ بقرہ پڑھی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جماعت سے نکل کر (علیحدہ) ہلکی نماز پڑھی (اور چلا گیا) جب حضرت معاذؓ کو اس حرکت کی اطلاع ملی تو آپؓ نے فرمایا: وہ شخص یقیناً منافق ہے! آپؓ کے منافق کہنے کی خبر جب اس شخص کو ہوتی تو وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم محنت کش مزدور ہیں (دن بھر) اونٹوں کی مدد سے پانی نکالتے، لادتے اور پہنچاتے ہیں، اور حضرت معاذؓ کی یہ کیفیت ہے کہ انھوں نے گزشتہ رات ہمیں (عشا کی) نماز پڑھائی تو اس میں (پوری) سورۂ بقرہ پڑھی، تو میں نے جماعت سے الگ ہو کر نماز پڑھ لی، اب حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ میں منافق ہوں یہ سب سن کر نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرنا اور دین سے نفرت دلانا چاہتے ہو؟ (جو یہ طرزِ عمل اختیار کیا ہے) یہ کلمات آپؐ نے تین بار ارشاد فرمائے: سورۂ "وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا"

اور "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى" اور اسی طرح کی دُوسری (مختصر) سُورتیں پڑھا کرو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الأداب: باب ۷۳ مَن لم یر اکفار من قال ذالك متاولاً او جاهلاً

باب ۳۷: امام کے لیے حکم ہے کہ ایسی نماز پڑھائے جو ہر لحاظ سے مکمل، لیکن ہلکی ہو، کسی پر بوجھ نہ بنے۔

۲۶۷۔۔۔۔ حدیث ابو مسعود انصاری ﷺ: حضرت ابو مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میں فلاں شخص کی وجہ سے نماز فجر کی جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ قرأت کو بہت لمبا کر دیتے ہیں۔ حضرت ابو مسعودؓ کہتے ہیں: میں نے رسولؐ اللہ کو بوقت نصیحت کبھی اس قدر غضبناک نہیں دیکھا جتنا اس دن تھے۔ پھر آپؐ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے لوگو! تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو دُوسروں کو دین سے متنفّر کرتے ہیں۔ یاد رکھو! تم میں سے جو شخص جب بھی امامت کے فرائض سرانجام دے اس پر لازم ہے کہ نماز مختصر پڑھائے۔ کیونکہ مقتدیوں میں بوڑھے کمزور اور کام کاج والے (جنھیں جلدی جانا ہوتا ہے) سبھی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۳ الاحکام: باب ۱۳ هل یقضی الحاکم او یفتی وهو غضبان

۲۶۸۔۔۔۔ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص دوسروں کو نماز پڑھا رہا ہو تو اسے چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھائے (جو کسی پر بوجھ نہ بنے) کیونکہ نمازیوں میں کمزور، بیمار، بوڑھے ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں اور جب اپنی انفرادی نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبا کرے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۶۲ اذا صلی لنفسه فلیطول ما شاء

۲۶۹۔۔۔۔ حدیثِ انس ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسُولِ اکرم ﷺ نماز مختصر پڑھاتے تھے لیکن ہر لحاظ سے مکمل ہوتی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۶۴ الایجاز فی الصلوٰة و اکمالها

۲۷۰۔۔۔۔ حدیثِ انس بن مالک ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی امام کے پیچھے نبی کریم ﷺ کی نماز سے زیادہ ہلکی اور مکمل نماز نہیں پڑھی اور آپؐ اگر کسی بچّے کے رونے کی آواز سُن لیتے تو نماز کو مزید ہلکا کر دیتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں اس کی ماں نہ پریشان ہو (اور نماز میں توجہ قائم نہ رکھ سکے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۶۵ من اخفّ الصّلوٰة عند بکاء الصّبی

۲۷۱۔۔۔۔ حدیثِ انس بن مالک ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسُول کریم ﷺ نے فرمایا: میں جب نماز شروع کرتا ہوں تو میرا ارادہ ہوتا ہے کہ اسے لمبا کروں لیکن پھر جب میں کسی بچّے کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچّے کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں سخت پریشان ہو رہی ہو گی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۶۵ من اخفّ الصلوٰة عند بکاء الصّبی

باب ۳۸ : نماز کے تمام ارکان اعتدال سے ادا کرنے اور نماز کو ہلکا پڑھنے کا حکم

۲۷۲ ـــــ حدیث براء رضی اللہ عنہ :حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی نماز میں قیام اور قعدہ کے سوا باقی سب ارکان یعنی رکوع و سجود، دونوں سجدوں کے درمیان کا وقفہ (جلسہ) اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کھڑے ہونے کا وقفہ (قومہ) سب کی مقدار تقریباً برابر ہُوا کرتی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۲۱ حد اتمام الرکوع والاعتدال فیه والطمانینة

۲۷۳ ـــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ :حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس امر میں کوتاہی نہیں کرتا کہ تمھیں اسی طرح کی نماز پڑھاؤں جیسی نماز رسولِ اکرم ﷺ ہم کو پڑھایا کرتے تھے اور جو آپ کو پڑھاتے میں نے دیکھا ہے۔

راوی حدیث ثابتؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت انسؓ کو (نماز میں) ایک ایسی چیز کرتے دیکھا ہے جو تم لوگ نہیں کرتے! حضرت انسؓ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنا طویل قیام کیا کرتے تھے گویا آپ سجدے میں جانا بھول گئے ہیں اور (اسی طرح) دونوں سجدوں کے درمیان بھی (اتنا طویل وقفہ کرتے تھے) کہ دیکھنے والا خیال کرتا، شاید آپ دُوسرا سجدہ کرنا بھول ہی گئے ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۴۰ المکث بین السجدتین

باب ۳۹ : امام کی پیروی کرنے اور ہر کام امام کے بعد کرنے کا بیان

۲۷۴ ـــــ حدیثِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ :حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تو جس وقت آپؐ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" فرماتے (یعنی رکوع سے سر اٹھاتے) تو کوئی شخص اُس وقت تک اپنی کمر نہ جھکاتا (سجدے میں جانے کی کوشش نہ کرتا) جب تک آپ اپنی پیشانی مُبارک زمین پر نہ رکھ دیتے۔

اخرجه البخاری: فی کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۳۳ السجود علی سبعة اعظم

باب ۴۲ : رکوع اور سجدے میں کیا پڑھنا چاہیے

۲۷۵ ـــــ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ اپنے رکُوع اور سجدے میں اکثر یہ کلمات پڑھا کرتے تھے " سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ"۔ گویا اس طرح آپؐ قرآن حکیم کے حکم پر عمل کرتے تھے[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۳۹ التسبیح والدُّعا فی السجود

---

[1] قرآن مجید میں ارشاد ہے: (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ـ (۳) النصر) "تو اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اور اس سے مغفرت کی دُعا مانگو۔" مترجم

باب ۴۴ : سجدے میں کس کس عضو کو زمین پر ٹکانا ضروری ہے اور سجدہ کرتے وقت بالوں اور کپڑوں کو سمیٹنے اور بالوں کو باندھنے (جوڑا بنانے) کی ممانعت

۲۷۶ــــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما : حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا کہ سجدے کے وقت سات اعضاء زمین پر ٹکائیں اور بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹیں (وہ سات اعضاء یہ ہیں) پیشانی، دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۱۰ الأذان : باب ۱۳۳ السجود علی سبعۃ اعظم

باب ۴۶ : سجدے میں اعتدال پیدا کرنے، ہتھیلیوں کو زمین پر رکھنے، کہنیوں کو پہلوؤں سے علحدہ اور پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنے کا بیان

۲۷۷ــــــ حدیث عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ : حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں اور پہلوؤں کے درمیان اتنا فاصلہ رکھتے کہ آپؐ کی دونوں بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸ الصلوٰۃ : باب ۲۷ یبدی ضبعیہ ویجافی فی السجود

باب ۴۷ : نمازی کے لیے "سترہ" اختیار کرنے کا بیان

۲۷۸ــــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن جب (نماز کے لیے) باہر (کھلے میدان میں) تشریف لے جاتے تو آپؐ کے حکم سے آپؐ کے سامنے برچھا گاڑ دیا جاتا تھا اور اس کی اوٹ میں نماز ادا فرمایا کرتے اور باقی سب لوگ آپؐ کے پیچھے ہوا کرتے تھے۔ اور آپؐ دورانِ سفر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ حکام نے اسی طریقہ کو اختیار کر رکھا ہے۔ (جب نماز ادا کرتے ہیں تو برچھا سامنے گاڑ دیتے ہیں)۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸ الصلوٰۃ : باب ۹۰ سترۃ الامام سترۃ من خلفہ

۲۷۹ــــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو سامنے کی طرف بٹھا کر اس کی آڑ میں نماز ادا فرما لیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸ الصلوٰۃ : باب ۹۸ الصلوٰۃ الی الراحلۃ والبعیر والشجر والرحل

۲۸۰ــــــ حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابو جحیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے

۱؎ مرتب علیہ الرحمۃ نے اس باب کا عنوان رکھا ہے "ما یجمع صفۃ الصلوٰۃ وما یفتتح بہ وما یختتم بہ" لیکن اس عنوان کے تحت جو حدیث درج کی ہے صحیح مسلم میں یہ حدیث اس عنوان کے تحت دی گئی ہے۔ باب الاعتدال فی السجود ووضع الکفین علی الارض ورفع المرفقین علی الجنبین و رفع البطن عن الفخذین فی السجود۔ چنانچہ ترجمہ میں باب کا عنوان یہی رکھا گیا ہے۔ کیونکہ حدیث اسی عنوان سے مطابقت رکھتی ہے۔ مترجم

دیکھا ہے اور جس وقت وہ اذان دیتے تھے اور اپنا منہ ادھر اور اُدھر موڑتے تھے تو میں ان کے ساتھ ساتھ اسی طرف دیکھتا تھا جدھر وہ اپنا منہ پھیرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب الأذان: باب ۱۹ ھل یتتبع المؤذن فاہ ھٰہنا وھٰہنا

۲۸۱ حدیث ابو جحیفہ ﷛: حضرت ابو جحیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو (مکہ میں) دیکھا کہ آپ سُرخ چمڑے کے شامیانے میں تشریف فرما تھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت بلال ﷛ آپ کے وضو سے (بچا ہُوا) پانی لائے اور میں نے دیکھا کہ لوگ وضو کے اس پانی کی طرف لپک رہے تھے اور جس کے ہاتھ تھوڑا بہت پانی آجاتا وہ اسے (اپنے منہ پر) مل لیتا اور جسے نہ ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھوں کی تری سے خود کو سیراب کر لیتا۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت بلالؓ نے ایک برچھا زمین پر گاڑ دیا اور نبی کریم ﷺ سُرخ جوڑا پہنے اور اسے پنڈلیوں تک اُونچا اٹھائے باہر تشریف لائے اور برچھے کی سیدھ میں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھائی۔ اور میں نے دیکھا کہ اس برچھے کے آگے سے لوگ اور جانور گزر رہے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب الصلاۃ: باب ۱۷ الصلاۃ فی الثوب الاحمر

۲۸۲ حدیث عبداللہ بن عباس ﷛: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مقام منیٰ میں بغیر کسی اوٹ کے (کھلے میدان میں) نماز پڑھا رہے تھے: میں ایک گدھی پر سوار سامنے کی طرف سے آیا اور اُتر کر گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور خود صف کے آگے سے گزر کر نماز کی جماعت میں شامل ہو گیا، میں اس وقت (بچہ نہیں تھا بلکہ) جوان ہونے کے قریب تھا (اس کے باوجود) آپ نے میرے اس اقدام کو ناپسند نہیں فرمایا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۱۸ متی یصح سماع الصغیر

باب ۴۸: نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو روکنے کا بیان

۲۸۳ (حدیث ابوسعید خدری ﷛): ابو صالح سمانؒ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ جمعہ کے دن ایک چیز کی آڑ میں لوگوں سے علحدہ نماز پڑھ رہے تھے کہ آل ابو معیط کے ایک نوجوان نے آپ کے آگے سے گزرنا چاہا حضرت ابوسعیدؓ نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر اسے دھکّا دیا اس نوجوان نے (ادھر اُدھر) دیکھا لیکن اسے آپ کے آگے سے گزرنے کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہ آیا چنانچہ اس نے دوبارہ آپ کے آگے سے گزرنے کی کوشش کی، اس دفعہ حضرت ابوسعیدؓ نے اسے پہلے سے بھی زیادہ زور کا دھکّا دیا، نتیجتاً وہ شخص حضرت ابوسعیدؓ سے اُلجھ پڑا اور اس نے آپ کو سخت سست کہا، اس کے بعد مروان (حاکم مدینہ) کے پاس جا کر حضرت ابوسعیدؓ کے طرز عمل کی شکایت کی، اس کے پیچھے پیچھے حضرت ابوسعیدؓ بھی مروان کے پاس تشریف لے گئے۔ مروان نے حضرت ابوسعیدؓ سے دریافت کیا: یہ آپ کے اور آپ کے بھتیجے کے درمیان کیا جھگڑا ہے؟ حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے: جب کوئی شخص کسی چیز کی آڑ لے کر نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی دوسرا شخص اس کے سامنے سے (نمازی اور آڑ کے درمیان سے) گزرنا چاہے تو نمازی کو چاہیے کہ اسے دھکّا دیدے اور اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو اس سے لڑے کیونکہ پھر وہ شیطان ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ: باب ۱۰۰ یرد المصلی من مر بین یدیہ۔

۲۸۴ ـــــ (حدیث ابو جہیم ﷺ) : بُسر بن سعید بیان کرتے ہیں کہ زیدؓ بن خالدؓ نے مجھے حضرت ابو جہیمؓ (عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاریؓ) کے پاس یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ انھوں نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے بارے میں حضرت رسولِ اکرم ﷺ سے کیا سُنا ہے؟ حضرت ابو جہیمؓ نے جواب دیا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنے والے کو معلوم ہوتا کہ اسے کتنا گناہ ہوگا تو وہ نمازی کے آگے سے گزرنے کے مقابلے میں چالیس (سال، ماہ دن راوی کو مغالطہ ہے کہ آپؐ نے کیا فرمایا تھا) تک کھڑا رہنا بہتر خیال کرتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ باب ۱۰۱ اثم المارّ بین یدی المُصلّی

باب ۴۹ : سترہ یعنی اوٹ اور نمازی کے درمیان کس قدر فاصلہ ہونا چاہیے؟

۲۸۵ ـــــ حدیث سہل بن سعد ﷺ : حضرت سہلؓ بن سعد بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ جس جگہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے اس میں اور سامنے کی دیوار میں ایک بکری گزرنے کی گنجائش کے برابر فاصلہ ہوتا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ : باب ۹۱ : قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترۃ

۲۸۶ ـــــ حدیث سلمہ ﷺ : حضرت سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کی (قبلہ کے رُخ والی) دیوار منبر کے قریب تھی اور (اس دیوار اور منبر کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ) بمشکل ایک بکری گزر سکتی تھی

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ : باب ۹۱ : قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلّی والسترۃ

۲۸۷ ـــــ (حدیث سلمۃ بن الاکوع ﷺ) : یزید بن ابو عبیدؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سلمۃ بن اکوعؓ کے ہمراہ مسجدِ نبوی میں آیا کرتا تھا تو آپؓ اس ستون کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے جو مصحف کے پاس ہے۔ مَیں نے آپؓ سے ایک مرتبہ پوچھا: اے ابو مسلمؓ (حضرت سلمۃ بن اکوعؓ کی کُنیت) میں دیکھتا ہوں کہ آپ اس ستون کے قریب نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا: اس لیے کہ میں نے دیکھا ہے رسول اکرم ﷺ بھی اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ : باب ۹۵ الصلاۃ الی الاسطوانۃ

باب ۵۱ : نماز پڑھنے والے کے آگے لیٹنا

۲۸۸ ـــــ حدیث عائشہ ﷺ : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے جبکہ میں گھر کے فرش پر آپؐ کے آگے قبلہ کی جانب جنازہ کی مانند (آڑی) لیٹی ہُوا کرتی تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ : باب ۲۲ الصلاۃ علی الفرش

۲۸۹ ـــــ حدیث عائشہ ﷺ : اُم المومنین حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ رسُولِ کریم ﷺ نماز پڑھا کرتے اور میں آپؐ کے بستر پر آڑی لیٹی سو رہی ہوتی تھی پھر جب آپؐ وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے بھی جگا لیتے تھے اور میں

بھی (آپ کے ہمراہ) وتر پڑھا کرتی تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ: باب ۱۰۳ الصلاۃ خلف النائم

۲۹۰ ــــــ **حدیث عائشہ** رضی اللہ عنہا: مسروق رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر کیا گیا کہ کُتّا، گدھا اور عورت اگر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزر جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے ہمیں (خواتین کو) کُتّے اور گدھے کے مشابہ کر دیا حالانکہ بخدا میں نے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ میں آپ کے آگے قبلہ کی جانب تخت پر لیٹی ہُوا کرتی پھر اسی حالت میں اگر مجھے کوئی حاجت لاحق ہو جاتی تو میں اس خیال سے کہ آپ کو تکلیف ہو گی، بیٹھنا مناسب نہ سمجھتی تھی اور آپ کے قدموں کی جانب سے کھسک جایا کرتی تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۱۰۵ من قال لا یقطع الصلاۃ شیٔ

۲۹۱ ــــــ **حدیث عائشہ** رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم لوگوں نے ہمیں (خواتین کو) کتّوں اور گدھوں سے ملا دیا حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ میں تخت پر لیٹی ہوتی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور اسی تخت کے وسط میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ایسی حالت میں مجھے معیوب لگتا کہ میں آپ کے سامنے لیٹی رہوں چنانچہ میں تخت کے پاوں کی جانب سے اپنے لحاف میں سے باہر کھسک جایا کرتی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۹۹ الصلاۃ الی السریر

۲۹۲ ــــــ **حدیث عائشہ** رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مَیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (جب آپ نماز پڑھا کرتے تھے) لیٹ کر سو رہی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ کی طرف اور آپ کے سجدہ کرنے کی جگہ پر ہوتے تھے چنانچہ جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو میرے پاؤں کو چھُوتے اور میں اپنے پاؤں سکیڑ لیتی اور جب آپ قیام فرماتے میں پھر اپنے پاؤں پھیلا لیتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں جلائے جاتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۱۰۴ التطوع خلف المرأۃ

۲۹۳ ــــــ **حدیث میمونہ** رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (بسا اوقات) اس طرح نماز پڑھ لیا کرتے تھے کہ میں آپ کے سامنے (بیٹھی یا لیٹی) ہوتی، اور میں حیض کی حالت میں ہوتی اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ سجدہ کرتے وقت آپ کا کپڑا مجھ سے چھُو جاتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۱۹ اذا اصاب المصلی امرأتہ اذا سجد

باب ۵۲: ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان اور اس کے پہننے کی صُورت

۲۹۴ ــــــ **حدیث ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھنے سے نماز درست ہو جاتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے ہر شخص کو دو کپڑے میسر ہیں؟[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ: باب ۴ الصلوٰۃ فی الثوب الواحد ملتحفاً

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں

۲۹۵ ـــــ حدیث ابوہریرہ ﷛ : حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا : کوئی شخص صرف ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر کچھ نہ ہو۔[1]

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸ الصلاۃ : باب ۵ اذا صلی فی الثوب الواحد فلیجعل علی عاتقیہ

۲۹۶ ـــــ حدیث عمر بن ابی سلمہ ﷛ : حضرت عمر بن ابی سلمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ کے گھر میں رسول کریم ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک کپڑا لپیٹ رکھا تھا اور اس کے دونوں کنارے آپ ﷺ کے کندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸ الصلوٰۃ : باب ۴ الصلاۃ فی الثوب الواحد ملتحفاً بہ

۲۹۷ ـــــ حدیث جابر بن عبداللہ ﷛ : محمد بن منکدر ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے ! اور حضرت جابر ؓ نے کہا : میں نے رسول کریم ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸ الصلاۃ : باب ۳ عقد الازار علی القفا فی الصلاۃ

حاشیہ صفحہ گزشتہ : یعنی ایسے بہت سے لوگ ہیں جن کے پاس صرف ایک کپڑا ہے جبکہ نماز تو ہر شخص پر فرض ہے اس لیے ایک کپڑے میں نماز ضرور درست ہوگی۔ اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے ایک اختلافی قول منسوب ہے جس کی سند مجہول ہے۔ مزید برآں اس پر سب کا اجماع ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھنا افضل ہے لیکن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ؓ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی ہے۔ مترجم

[1] کیونکہ کندھے پر اگر کپڑا نہ ہوگا تو ستر کھلنے کا احتمال ہے۔ یہ ممانعت امام ابو حنیفہ ؒ امام شافعی ؒ اور امام مالک ؒ کے نزدیک تنزیہی ہے یعنی اگر کوئی شخص اس طرح نماز پڑھے گا کہ اس کے کندھے پر کچھ نہ ہو تو نماز مکروہ ہوگی باطل نہ ہوگی اور امام احمد ؒ اور بعض اسلاف کے نزدیک اگر کندھوں پر کپڑا رکھنے کی گنجائش ہو اور نہ رکھے گا تو نماز صحیح نہ ہوگی اور امام احمد ؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ نماز ہو جائے گی البتہ گنہ گار ہوگا۔ مترجم

کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ

مسجدوں کا اور ان مقامات کا بیان جہاں نماز پڑھی جا سکتی ہے

۲۹۸۔۔۔ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ: حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! زمین پر کون سی مسجد سب سے پہلے تعمیر کی گئی تھی؟ آپؐ نے فرمایا: مسجد الحرام (خانہ کعبہ) میں نے دریافت کیا اس کے بعد کون سی؟ آپؐ نے فرمایا: بیت المقدس: میں نے دریافت کیا: ان دونوں کی تعمیر کے مابین کتنا وقفہ ہے؟ آپ نے فرمایا: چالیس سال کا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: تمھیں جس جگہ وقت آلے اسی جگہ نماز ادا کرلو۔ یہی افضل ہے۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۱ حدثنا موسٰی بن اسماعیل

۲۹۹۔۔۔ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی خصوصیات عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ① مجھے اللہ کی یہ مدد حاصل ہے کہ میرا (میری اور مسلمانوں کی افواج کا) رعب ایک ماہ کی مسافت سے دشمن پر پڑ جاتا ہے ② میرے لیے پوری زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے چنانچہ میری اُمت کے ہر فرد کو اجازت ہے کہ جہاں بھی نماز کا وقت آجائے اسی جگہ نماز ادا کرلے ③ میرے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ہے ④ باقی تمام انبیا کی نبوّت صرف ان کی اپنی قوم کے لیے مخصوص و محدود ہوتی تھی جبکہ میں پوری دُنیا اور ساری انسانیت کے لیے نبی و رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں ⑤ اور مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے[2]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ باب ۵۶ قول النبی ﷺ جعلت لی الارض کلها مسجدًا و طهورًا

۳۰۰۔۔۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے "جوامع الکلم" (ایسا کلام جس میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں) دے کر بھیجا گیا ہے اور میری مدد اس طرح کی گئی ہے کہ (دشمن کے دل میں) میرا رُعب بیٹھ جاتا ہے۔ اور ایک دن جب کہ میں سو رہا تھا زمین کے خزانوں کی کُنجیاں لا کر میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں (یہ حدیث بیان کرنے کے بعد) حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: رسول اکرم ﷺ تو دنیا سے تشریف لے گئے اور تم زمین کے وہ خزانے نکال

---

[1] یعنی اول وقت میں نماز ادا کرنا افضل ہے علاوہ ازیں سب مقامات پر نماز ادا کرنا درست ہے سوائے ان مقامات کے جہاں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے مثلاً قبرستان، رُوڑی اور نجس مقامات مثلاً اونٹوں یا بکریوں کا باڑہ وغیرہ یا سڑک اور حمام اور اسی طرح کے دیگر مقامات۔ مترجم

[2] شفاعت سے مراد وہ شفاعت عام ہے جو میدانِ حشر میں لوگوں کی پریشانی کے وقت ہوگی جب سب پیغمبر لوگوں کو مایوس کر دیں گے ورنہ شفاعت خاص تو دیگر انبیا اور صلحا بھی کریں گے یا اس شفاعت سے مراد ایسی شفاعت جو رد نہ ہوگی یا وہ شفاعت مراد ہے جو رتی بھر ایمان والے کے لیے بھی فائدہ بخش ہوگی۔ مترجم

رہے ہو۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۵۶ الجہاد : باب ۱۲۲ قول النبی ﷺ نصرت بالرعب مسیرۃ شہر

باب ۱ : مسجد نبوی کی تعمیر کا بیان

۳۰۱ ـــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو شہر کے بالائی حصے میں بنی عمرو بن عوف کے محلے میں اُترے اور وہاں آپؐ نے چودہ[۱۴] شب قیام فرمایا۔ پھر آپؐ نے بنی نجار کے لوگوں کو بُلا بھیجا اور وہ اپنی تلواریں لٹکائے آپہنچے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ (میں بچشم تصور) اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ اپنی اُونٹنی پر سوار ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہیں اور بنونجار کے رؤسا آپؐ کے اِرد گرد کھڑے ہیں، بالآخر ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے احاطہ میں آپؐ نے اپنا سامان اتارا۔ رسول کریم ﷺ یہ بات پسند فرماتے تھے کہ جہاں نماز کا وقت ہو جائے اسی جگہ نماز پڑھ لیں چنانچہ اس اثنا میں آپ بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ پھر جب آپؐ نے تعمیر مسجد کا فیصلہ کیا تو بنی نجار کے لوگوں کو بلوایا اور ان سے آپؐ نے ارشاد فرمایا: اے بنی نجار! تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ انھوں نے کہا: نہیں! خدا کی قسم ہم اس کی کوئی قیمت آپؐ سے ہرگز نہ لیں گے ہم تو اللہ تعالیٰ سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں: میں تم کو بتاتا ہوں اس باغ میں کیا کچھ تھا اس میں کچھ تو مُشرکوں کی قبریں تھیں، کچھ ٹوٹے پھوٹے مکانات تھے اور کچھ کھجور کے درخت تھے۔ چنانچہ آپؐ کے حکم سے قبریں اکھاڑ دی گئیں، کھنڈروں کو ہموار کر دیا گیا اور کھجور کے درختوں کو کاٹ دیا گیا اور درختوں کے تنوں کو قبلہ کی جانب برابر، برابر کھڑا کر کے پردہ کر دیا گیا اور دروازہ اس طرح بنایا گیا کہ دونوں جانب پتھر لگا دیے گئے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جس وقت پتھر ڈھو رہے تھے تو رسول کریم ﷺ بھی ان کے ساتھ (اس کام میں) شریک تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَاخَيْرَ اِلَّاخَيْرُ الْاٰخِرَةْ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

"اے ہمارے مالک! بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے اس لیے تو انصار اور مہاجرین دونوں کی مغفرت فرما دے"!

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸ الصلاۃ : باب ۴۸ ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ ویتخذ مکانہا مساجد

باب ۲ : تحویل قبلہ یعنی بیت المقدس کی بجائے کعبہ کا قبلہ مقرر کیا جانا

۳۰۲ حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ : حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے (مدینہ تشریف لانے کے بعد) سولہ سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کی لیکن آپؐ دل سے چاہتے تھے کہ نماز میں اپنا رُخ خانہ کعبہ کی طرف رکھیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی: (قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ (البقرہ ۱۴۴)

"یہ تمھارے مُنھ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں"۔

اس کے بعد آپؐ نے کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیا۔

اور بیوقوف لوگوں نے یعنی یہودیوں نے کہا: (مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ

الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٤٢﴾ البقرہ) "انھیں کیا ہوا کہ پہلے یہ جس قبلے کی طرف کر کے نماز پڑھتے تھے اس سے یکایک پھر گئے؟ اے نبی! ان سے کہو: مشرق اور مغرب سب اللہ کے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔" چنانچہ جب یہ حکم نازل ہوا تو (صورت حال یہ تھی کہ) ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ (ظہر کی) نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہیں جا رہا تھا کہ نماز عصر کے وقت اس کا گزر انصار کے ایک قبیلہ کے پاس سے ہوا جو بیت المقدس کے رُخ نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے (با آواز بلند) کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور یہ واقعہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنا رُخ خانہ کعبہ کی جانب موڑ لیا ہے! یہ سن کر سب لوگوں نے اپنا رُخ کعبہ کی سمت کر لیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ: باب ۳۱ التوجه نحو القبلة حيث كان

۳۰۳ —— حدیث براء ؓ: حضرت براء ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کی پھر موجودہ قبلہ (کعبہ) کی طرف رُخ کرنے کا حکم آگیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسير: ۲ سورۃ البقرہ باب ۱۸ (وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا)

۳۰۴ —— حدیث عبداللہ بن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگ مسجد قبا میں نماز فجر ادا کر رہے تھے کہ ایک شخص نے آ کر انھیں بتایا: شب گزشتہ رسول اکرم ﷺ پر قرآن کی آیات نازل ہوئی ہیں جن میں آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنا رُخ کعبہ کی طرف کریں۔ چنانچہ سب نے اپنا رُخ کعبہ کی طرف کر لیا ہے اس وقت ان لوگوں کے چہرے شام (بیت المقدس) کی طرف تھے یہ خبر ملتے ہی سب کعبہ کی طرف مُڑ گئے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ: باب ۳۲ ما جاء فی القبلة

باب ۳: قبروں پر مسجد بنانے کی ممانعت

۳۰۵ —— حدیث عائشہ ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ اور ام المومنین حضرت اُم سلمہ ؓ نے حبشہ میں ایک گرجا گھر دیکھا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ ان دونوں نے اس گرجے کا ذکر رسول کریم ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں (یہود و نصاریٰ) کا یہ دستور تھا کہ ان میں اگر کوئی نیک شخص ہوتا، پھر وہ مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیا کرتے تھے اور اس مسجد میں اس قسم کی تصاویر بنایا کرتے تھے یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین خلائق ہوں گے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ: باب ۴۸ هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجدا

۳۰۶ —— حدیث عائشہ ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی اس بیماری کے دوران جس میں آپ ﷺ نے رحلت فرمائی یہ ارشاد فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجے کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا لیا ہے (یہ حدیث بیان کر کے) اُم المومنین ؓ نے فرمایا: اگر آپ ﷺ کا یہ ارشاد نہ ہوتا تو آپ کی قبر مُبارک کھلی رکھی جاتی لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ اسے بھی مسجد بنا لیا جائے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۶۲ ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور

۳۰۷ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ یہود و نصاریٰ کو تباہ وبرباد کرے انھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مساجد بنالیا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاة: باب ۵۵ حدثنا ابوالیمان

۳۰۸ــــ حدیث عائشه وعبداللہ بن عباس ﷺ: اُم المومنین حضرت عائشہ رض اور حضرت ابن عباس رض دونوں بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ کا وقتِ وصال قریب تھا اور آپؐ کی کیفیت یہ تھی کہ کبھی اپنی چادر چہرۂ مبارک پر ڈال لیتے اور جب دم گھٹتا تو چادر چہرے سے ہٹا دیتے، ایسی حالت میں بھی آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا تھا: اللہ تعالےٰ یہود ونصارےٰ پر لعنت بھیجے، ان لوگوں نے اپنے انبیاء (کے ساتھ یہ زیادتی کی ہے کہ ان) کی قبروں کو مساجد بنا لیا ہے۔ یہ ارشاد فرما کر آپؐ نے گویا مسلمانوں کو ان کی اس حرکت سے ڈرایا ہے اور ایسے کام سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاة: باب ۵۵ حدثنا ابوالیمان

باب ۴: تعمیر مساجد کی فضیلت اور اس سلسلے میں جو ترغیب دلائی گئی ہے

۳۰۹ــــ حدیث عثمان بن عفان ﷺ: عبیداللہ خولانی رح بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رض نے مسجد نبوی کی تعمیر نو کی اور لوگوں نے اس پر لے دے کی اور باتیں بنائیں تو حضرت عثمان رض نے اس موقعہ پر کہا تھا کہ تم لوگوں نے بہت باتیں بنالیں جبکہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے: جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مسجد تعمیر کرے گا (یعنی اس کام سے اس کی کوئی اور غرض نہ ہو گی)، تو اللہ تعالےٰ اس کے لیے جنّت میں اسی طرح کا گھر بنا دے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰة: باب ۶۵ من بنیٰ مسجدًا

باب ۵: رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا مستحب ہے اور تطبیق[1] کا حکم منسوخ ہو گیا ہے

۳۱۰ــــ حدیث سعد بن ابی وقاص ﷺ: حضرت سعد بن ابی وقاص رض کے بیٹے مصعب رح روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت سعد رض کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر رانوں کے درمیان رکھ لیا، ایسا کرتے دیکھ کر میرے والد رض نے مجھے منع کیا اور کہا: پہلے ہم ایسا ہی کیا کرتے تھے پھر ہمیں اس طرح کرنے سے منع کر دیا گیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا حکم دیا گیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۱۸ وضع الاكف على الركب فی الرکوع

---

[1] تطبیق کے معنی ہیں دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر رانوں کے درمیان رکھ لینا۔ پہلے رکوع میں تطبیق کا حکم تھا بعد میں منسوخ ہو گیا اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا حکم ہوا۔ اب تطبیق کرنا اکثر علما کے نزدیک مکروہ ہے۔ مترجم۔

باب۷ : نماز میں باتیں کرنا حرام ہے ۔ پہلے اجازت تھی جو منسوخ ہو گئی

۳۱۱ ـــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ : حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ شروع شروع میں جب رسول اکرم ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے ہم آپؐ کو سلام کر لیا کرتے تھے اور آپؐ نماز پڑھتے ہوئے سلام کا جواب دے دیا کرتے تھے، لیکن جب ہم نجاشی کے پاس سے (ہجرتِ حبشہ سے) واپس آئے اور ہم نے آپؐ کو (نماز پڑھتے ہوئے) سلام کیا تو آپؐ نے جواب دیا اور فرمایا : نماز میں یکسوئی (خشوع وخضوع) ضروری ہے ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲۱ العمل فی الصلوٰۃ : باب ۲ ماینھیٰ من الکلام فی الصلوٰۃ

۳۱۲ ـــــ حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ : حضرت زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ پہلے ہم نماز میں باتیں کر لیا کرتے تھے اور جو شخص چاہتا اپنے ساتھ والے سے اپنے کام کے بارے میں بات کر لیتا تھا یہاں تک کہ یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی : (حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ۝۲۳۸ البقرہ) "اپنی نمازوں کی نگہداشت رکھو، خصوصًا ایسی نماز کی جو محاسن صلوٰۃ کی جامع ہو۔ اللہ کے آگے اس طرح کھڑے ہو جیسے فرماں بردار غلام کھڑے ہوتے ہیں"۔ چنانچہ (اس کے بعد) ہمیں (نماز میں) خاموش رہنے کا حکم دیدیا گیا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر ۲ ۔ سورۃ البقرہ : باب ۴۳ ۔ وقوموا للّٰہ قانتین

۳۱۳ ـــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما : حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول کریم ﷺ نے مجھے اپنے کسی کام سے بھیجا چنانچہ میں گیا اور وہ کام کر کے واپس لوٹا تو میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا لیکن آپؐ نے سلام کا جواب نہ دیا جس کا مجھے اس قدر رنج ہوا جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کوئی دوسرا اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ اور میں نے دل میں خیال کیا کہ شاید رسول اکرم ﷺ اس وجہ سے ناراض ہیں کہ مجھے دیر ہو گئی ۔ پھر میں نے دوبارہ سلام کیا، لیکن آپؐ نے پھر جواب نہ دیا۔ اس دفعہ مجھے پہلے سے بھی زیادہ دکھ ہوا اور میں نے پھر آپؐ کو سلام کیا تو (اس مرتبہ) آپؐ نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا : تمہارے سلام کا جواب دینے میں صرف یہ بات مانع تھی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس وقت آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپؐ کا رخ قبلہ کی طرف نہ تھا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲۱ العمل فی الصلوٰۃ : باب ۱۵ لایرد السلام فی الصلوٰۃ

باب۸ : نماز ادا کرنے کے دوران شیطان پر لعنت بھیجنا جائز ہے

۳۱۴ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمایا : ایک خبیث اور سرکش جن نے کل رات اچانک مجھ پر حملہ کر دیا تاکہ میری توجہ نماز سے ہٹا سکے اور مجھ کو نماز توڑنا پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غلبہ عطا فرمایا اور میں نے اسے پکڑ لیا میں نے ارادہ کیا تھا کہ اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح کے وقت تم سب اسے دیکھو پھر مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آ گئی : (رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ ۳۸ ۔ ص ۳۵) "اے میرے رب! مجھے معاف کر دے اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد

کسی کے لیے سزاوار نہ ہو"۔

چنانچہ میں نے اسے ذلیل اور ناکام واپس جانے کی اجازت دے دی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۷۵ الاسیر او الغریم یربط فی المسجد

باب ۹: نماز پڑھتے وقت بچے کو اٹھا لینا جائز ہے

۳۱۵ ـــــ حدیث ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اکرم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے امامہ کو (جو کہ آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ اور ابوالعاص بن ربیعہ بن عبدشمس کی بیٹی تھیں یعنی آپؐ کی نواسی) اٹھا رکھا تھا، جب آپؐ سجدے میں جاتے اسے نیچے اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے پھر اٹھا لیتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۱۰۶ اذا حمل جاریة صغیرة علی عنقه فی الصلوٰۃ

باب ۱۰: نماز پڑھتے ہوئے ایک دو قدم چل لینا جائز ہے

۳۱۶ ـــــ (حدیث سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ): ابوحازمؒ بن دینار روایت کرتے ہیں کہ حضرت سہلؓ بن سعد ساعدیؓ کے پاس کچھ لوگ آئے جو آپس میں اس بات پر الجھ رہے تھے کہ (مسجد نبویؐ کا) منبر کس لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اگر یہ بات حضرت سہل بنؓ سعد سے دریافت کی۔ حضرت سہلؓ نے کہا: خدا کی قسم! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ کس لکڑی سے بنا اور کس نے اسے بنایا۔ میں نے اسے اسی دن دیکھا تھا جس دن وہ پہلی مرتبہ رکھا گیا تھا اور جب پہلی بار رسول اکرم ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے تھے (اس کے بننے کا واقعہ یوں ہے کہ) رسول اکرمؐ نے فلاں عورت (حضرت سہلؓ نے اس عورت کا نام لیا تھا لیکن راوی کو یاد نہیں رہا) کو کہلوا بھیجا کہ تمہارا جو غلام بڑھئی ہے اسے کہو کہ چند لکڑیاں جوڑ کر میرے لیے ایک ایسی چیز (منبر) بنا دے جس پر میں لوگوں سے خطاب کرتے وقت بیٹھ جایا کروں۔ چنانچہ اس عورت نے اپنے غلام کو حکم دیا اور وہ غابہ (مقام کا نام) کے جھاؤ کی لکڑی کا منبر بنا کر لے آیا اور اس عورت نے یہ منبر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بھجوا دیا اور آپؐ کے حکم سے اس جگہ (جہاں اس وقت رکھا ہے) رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی (اس طرح) کہ آپؐ نے اس پر کھڑے ہو کر تکبیر (تحریمہ) کہی اور اسی پر رکوع کیا پھر الٹے پاؤں نیچے اتر کر جہاں منبر رکھا جاتا ہے اس جگہ پر سجدہ کیا پھر دوبارہ آپؐ منبر پر تشریف لے گئے بعد ازاں نماز سے فارغ ہو کر آپؐ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگو! میں نے یہ سب کچھ اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری پیروی کرو۔ اور میری نماز سیکھ سکو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعه: باب ۲۶ الخطبه علی المنبر

باب ۱۱: نماز پڑھتے وقت کمر پر ہاتھ رکھنا منع ہے

۳۱۷ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ: کمر یعنی کولھوں پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے

سے منع کیا گیا ہے۔ اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۱ العمل فی الصلوٰۃ: باب ۱۷ الخصر فی الصلوٰۃ

باب ۱۲: نماز پڑھتے ہوئے کنکریاں ہٹانے اور مٹی صاف کرنے کا بیان

۳۱۸ ــــ حدیث معیقیب رضی اللہ عنہ: حضرت معیقیبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں جو اپنے سجدے کی جگہ سے مٹی صاف کرنا چاہتا ہو ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا ضرور کرنا چاہتا ہے تو صرف ایک مرتبہ کرلے (بار بار نہ کرے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۱ العمل فی الصلوٰۃ: باب ۸ مسح الحصا فی الصلوٰۃ

باب ۱۳: مسجد میں تھوکنا منع ہے نماز پڑھتے ہوئے بھی اور نماز کے علاوہ بھی

۳۱۹ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی قبلہ رُخ دیوار پر تھوک لگا ہُوا دیکھا تو آپؐ نے اسے کھرچ دیا۔ پھر فرمایا: نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص کو اپنے سامنے کی جانب تھوکنا نہیں چاہیے اس لیے کہ نماز میں اللہ تعالیٰ نمازی کے چہرہ کے سامنے کی جانب ہوتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۳۳ حک البزاق بالید من المسجد

۳۲۰ ــــ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قبلہ کی سمت بلغم پڑا ہُوا دیکھا تو آپؐ نے اسے ایک کنکری سے کھرچ دیا پھر آپؐ نے منع فرمادیا کہ کوئی شخص اپنے سامنے کی جانب یا داہنی طرف نہ تھوکے بلکہ (اگر ضروری ہو تو) بائیں جانب، یا پھر اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۳۶ لیبزق عن یسارہ او تحت قدمہ الیسریٰ

۳۲۱ ــــ حدیثِ ابوہریرہ و ابوسعید رضی اللہ عنہما: حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعیدؓ (دونوں حضرات) بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار پر بلغم لگا ہُوا دیکھا تو آپؐ نے ایک کنکری اٹھائی اور اس سے کھرچ دیا اس کے بعد فرمایا: اگر کوئی شخص تھوکنا چاہے تو اپنے سامنے کی جانب اور داہیں طرف نہ تھوکے بلکہ اسے چاہیے کہ اپنی بائیں جانب یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۳۴ حک المخاط بالحصیٰ من المسجد

۳۲۲ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسجد کی) دیوار پر قبلہ رُخ کچھ بلغم، تھوک یا رینٹ (ناک کا فضلہ) لگا ہوا دیکھا تو آپؐ نے اسے کھرچ دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۳۳ حک البزاق بالید من المسجد

۳۲۳ ــــ حدیثِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن جب نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو وہ گویا اپنے رب سے مناجات (رازونیاز) کر رہا ہوتا ہے اس لیے اسے چاہیے کہ اپنے سامنے کی جانب اور

دائیں طرف ہرگز نہ تھوکے بلکہ (اگر تھوکنا چاہے تو) اپنی بائیں جانب یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۸ الصلوۃ : باب ۳۶ لیبزق عن یسارہ او تحت قدمہ

۳۲۴ ــــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ : حضرت انس رض روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور (اگر ایسا کر بیٹھے تو) اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے مٹی میں دبا دے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوۃ : باب ۳۷ کفارۃ البزاق فی المسجد

باب ۱۴ : جوتیاں پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

۳۲۵ ــــــ (حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ) : سعید بن یزید ازدی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رض سے دریافت کیا: کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جوتیاں پہنے ہوئے نماز پڑھ لیا کرتے تھے؟ حضرت انس رض نے جواب دیا: "ہاں"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلوۃ : باب ۲۴ الصلوۃ فی النعال

باب ۱۵ : پھول دار کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

۳۲۶ ــــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہ رض بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پھول دار چادر اوڑھ کر نماز پڑھی بعد ازاں فرمایا: اس چادر کے پھول بوٹوں کی وجہ سے میری توجہ بٹ گئی اور نماز میں خلل واقع ہوا اسے ابوجہم[1] رض کے پاس لے جاؤ اور مجھے ان سے سادہ موٹی چادر لا دو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان : باب ۹۳ الالتفات فی الصلوۃ

باب ۱۶ : کھانا سامنے آجانے کی صورت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

۳۲۷ ــــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ : حضرت انس رض روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر شام کا کھانا سامنے آجائے اور (دوسری طرف) جماعت کی تکبیر اقامت ہو رہی ہو تو پہلے کھانا کھاؤ۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۰ الاطعمۃ : باب ۵۸ اذا حضر العشاء فلا یعجل عن عشائہ

۳۲۸ ــــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ : حضرت انس رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کھانا لگا دیا جائے تو نماز مغرب پڑھنے سے پہلے کھانا کھاؤ اور کھانا چھوڑ کر نماز کے لیے جانے میں جلدی نہ کرو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان : باب ۴۲ اذا حضر الطعام واقیمت الصلوۃ

۳۲۹ ــــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہ رض روایت کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر شام کا

---

[1] نقش ونگار والی یہ چادر ابوجہم رض نے ہی بطور تحفہ آپ کو پیش کی تھی: مترجم

کھانا چُن دیا جائے اور (دوسری طرف) نماز کی تکبیرِ اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۴۲ اذا حضر الطعام واقیمت الصلوٰۃ

۳۳۰۔۔۔۔ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کسی شخص کے سامنے شام کا کھانا آجائے اور اسی وقت نماز کی جماعت کھڑی ہو رہی ہو تو پہلے کھانا کھائے اور کھانے سے فارغ ہوئے بغیر نماز کے لیے جانے میں جلدی نہ کرے[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۴۲ اذا حضر الطعام واقیمت الصلوٰۃ

باب ۱۷: لہسن، پیاز، گندنا اور اسی طرح کی دُوسری بدبُودار چیزیں کھا کر مسجد میں آنا منع ہے

۳۳۱۔۔۔۔ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر فرمایا تھا: جو شخص یہ پودا یعنی لہسن کھائے اسے چاہیے کہ ہماری مسجد کے پاس بھی نہ پھٹکے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۶۰ ماجاء فی الثوم والکراث والبصل النّیّ

۳۳۲۔۔۔۔ (حدیث انس ؓ): عبدالعزیزؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا کہ آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے لہسن کے بارے میں کیا سنا ہے؟ حضرت انسؓ نے جواب دیا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص یہ پودا کھائے اسے چاہیے کہ ہمارے قریب نہ آئے یا آپؐ نے فرمایا: ہمارے ساتھ (کھڑے ہو کر) نماز نہ پڑھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۶۰ ماجاء فی الثوم النّیّ والبصل والکرّاث

۳۳۳۔۔۔۔ حدیث جابر بن عبداللہ ؓ: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے اسے چاہیے کہ ہم سے دُور رہے یا آپؐ نے فرمایا: ہماری مسجد سے دُور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھے۔ نیز حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں کچھ سبز ترکاریاں تھیں آپؐ نے ان میں بُو محسوس کی توان کے بارے میں دریافت فرمایا (کہ یہ کیا ہیں) چنانچہ آپؐ کو بتایا گیا کہ اس میں کون کون سی سبزی ہے آپؐ نے فرمایا اسے فلاں صحابی کو (جو پاس ہی بیٹھے تھے) دے دو جب آپؐ نے دیکھا کہ اس نے بھی اس کو کھانا پسند نہیں کیا تو آپؐ نے اس سے فرمایا: تم کھالو۔ (میں نے اس وجہ سے نہیں کھایا کہ) میں ان سے باتیں کرتا ہوں جن سے تم نہیں کرتے۔ (یعنی ملائکہ سے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۶۰ ماجاء فی الثوم النّیّ والبصل والکرّاث

---

[1] ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کھانے کا ارادہ ہو اور کھانا سامنے آجائے تو پہلے کھانا کھالینا چاہیے ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے نماز میں بھی کھانے کی طرف دھیان رہے اور نماز میں یکسوئی نہ ہو۔ اسی طرح جب پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو تو پہلے حاجات سے فارغ ہو۔ البتہ اگر نماز کا وقت تنگ ہو اور کھانے اور فراغتِ حاجات میں مصروف ہونے سے نماز قضا ہونے کا ڈر ہو تو نماز ادا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ از نوویؒ مترجم

باب ۱۹ : نماز میں بھولنا اور سجدۂ سہو کرنا

۳۳۴ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کر بھاگ اٹھتا ہے اور (خوف ودہشت سے) اس کی ہوا خارج ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ اتنی دور چلا جاتا ہے جہاں اذان کی آواز نہ سن سکے، جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر آجاتا ہے پھر جب تکبیر اقامۃ کہی جاتی ہے تو پھر بھاگ جاتا ہے اور جب اقامۃ ہو چکتی ہے، پھر آجاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، کہتا ہے: یہ یاد کرو، وہ یاد کرو۔ تمام ایسی باتیں یاد دلاتا ہے جو پہلے سے بالکل یاد نہ ہوں۔ حتیٰ کہ اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ چنانچہ جب کسی کو (یہ حادثہ پیش آئے اور اسے) یاد نہ رہے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں یعنی تین یا چار تو اُسے چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرلے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۲ السهو: باب ۶ اذا لم یدر کم صلی ثلاثا او اربعًا سجد سجدتین وهو جالس۔

۳۳۵ ــــ حدیث عبداللہ بن بحینہ ؓ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کسی نماز میں دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور قعدہ اولیٰ میں بیٹھنا بھول گئے، لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، جب آپ نماز ختم کر چکے اور ہم سلام پھیرنے کے منتظر تھے آپ نے "اللہ اکبر" کہا اور بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے اس کے بعد سلام پھیرا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۲ السهو: باب ۱ ما جاء فی السهو اذا قام من رکعتی الفریضه

۳۳۶ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے نماز پڑھائی۔ ابراہیمؒ جو کہ حدیث کے راویوں میں سے ہیں کہتے ہیں: مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ نے (نماز میں) کچھ زیادہ کر دیا تھا، یا کوئی کمی ہو گئی تھی۔ بہر حال! جب آپ نے سلام پھیرا تو عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا نماز کے سلسلہ میں کوئی نیا حکم آگیا ہے؟ آپ نے دریافت کیا: کیوں، کیا بات ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ نے نماز اس طرح ادا فرمائی ہے! چنانچہ آپ نے اپنے دونوں پاؤں سمیٹے اور قبلہ رُو ہو کر دو سجدے کیے اور سلام پھیر دیا۔ پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا: نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آیا ہوتا تو میں تم لوگوں کو پہلے ہی اطلاع دے چکا ہوتا ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں بھی تمہاری مانند بشر ہوں۔ اور مجھ سے بھی تمہاری ہی طرح بھول چوک ہو جاتی ہے اس لیے اگر میں کبھی کچھ بھول جایا کروں تو مجھے یاد دلا دیا کرو! اور جب کسی کو نماز پڑھتے ہوئے کسی بات میں شک ہو جائے تو کوشش کرے کہ کوئی صحیح رائے قائم کر سکے اور اسی کے مطابق نماز کو پورا کر کے سلام پھیرے اور اس کے بعد دو سجدے کرلے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۳۱ التوجه نحو القبله حیث کان!

۳۳۷ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے (ایک مرتبہ) ظہر کی نماز پڑھائی اور دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا اور اس لکڑی کے پاس تشریف لائے جو مسجد میں قبلہ کی جانب لگی ہوئی تھی اور اس پر اپنے ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ جماعت میں اس دن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ بھی تھے لیکن یہ دونوں بات کرتے ہوئے ڈرے، جو لوگ جلد باز تھے وہ یہ کہتے ہوئے کہ نماز کم کر دی گئی ہے جماعت میں سے اُٹھ کھڑے ہوئے، جماعت میں

ایک شخص تھا جسے نبی کریم ﷺ "ذوالیدین"[1] کہہ کر یاد فرمایا کرتے تھے وہ آگے بڑھا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! نماز کم کر دی گئی ہے، یا آپؐ کچھ بھول گئے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: نہ میں بھولا ہوں نہ نماز کم کی گئی ہے۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: نہیں، یارسولُ اللہ! آپؐ سے چوک ہوگئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کہ ذوالیدین نے سچ کہا ہے پھر آپؐ نے کھڑے ہوکر مزید دو رکعت نماز ادا کی اور سلام پھیرا پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا یہ سجدہ تقریباً ویسا ہی تھا جیسا آپؐ کیا کرتے تھے یا ہوسکتا ہے کچھ طویل ہو پھر سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے "اللہ اکبر" کہا اور پھر اسی طرح کا، یا اس سے کچھ طویل سجدہ کیا اور پھر سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے "اللہ اکبر" کہا[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۴۵ ما یجوز من ذکر الناس۔

باب ۲۰ : سجدہ ہائے تلاوت کا بیان

۳۳۸ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب ہمارے سامنے کوئی ایسی سورۃ تلاوت فرمایا کرتے تھے جس میں سجدہ ہوتا تو آپ بھی سجدہ کیا کرتے تھے اور ہم سب (سننے والے) بھی سجدہ کیا کرتے تھے اور (اس وقت اتنا ہجوم ہوجاتا تھا کہ) کسی لوگوں کو سجدہ کرنے کے لیے پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۷ سجود القرآن: باب ۸ من سجد لسجود القاری

۳۳۹ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں سورۃ "النجم" تلاوت فرمائی اور اس کے سجدۂ تلاوت پر سجدہ کیا تو آپؐ کے ساتھ باقی سب لوگ (یعنی مشرک) بھی سجدے میں گر گئے سوائے ایک بوڑھے کے جس نے (سجدہ کرنے کی بجائے) کنکریوں یا مٹی کی ایک مٹھی بھری اور اسے اپنی پیشانی کے قریب لے جاکر کہنے لگا: "بس میرے لیے یہی کافی ہے"! میں نے دیکھا، بعدازاں یہ بوڑھا (اُمیّہ بن خلف) کفر کی حالت میں ہی قتل ہوا۔ (مسلمان ہونے کی توفیق نہ ہوئی)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۷ سجود القرآن: باب ۱ ما جاء فی سجود القرآن وسنّتہا

۳۴۰ ــــ حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: عطا بن یسارؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے (قرأۃ کے بارے میں) دریافت کیا تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اکرم ﷺ کی موجودگی میں سُورۃ النجم تلاوت کی تو آپ نے سجدہ نہیں کیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۷ سجود القرآن: باب ۶ من قرأ السجدۃ ولم یسجد

۳۴۱ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: ابو رافعؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی اور آپؓ نے اس نماز میں سورۃ "اذا السماء انشقت" تلاوت کی اور سجدۂ تلاوت کیا۔ میں نے بعدازاں آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیسا سجدہ

---

[1] ذوالیدین کے معنی ہیں دو ہاتھوں والا۔ اگرچہ سب کے دو ہاتھ ہوتے ہیں لیکن ان صاحب کے ہاتھ کچھ لمبے تھے اس لیے ان کا یہ نام پڑ گیا تھا۔ مترجم

[2] سجدہ سہو کے سلسلے میں علماء میں کچھ اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ نمازی کو اختیار ہے سجدۂ سہو سلام سے پہلے کرے یا بعد میں۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سجدہ سہو ہمیشہ سلام کے بعد کرنا چاہیے۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہمیشہ سلام سے پہلے سجدہ کرنا چاہیے۔ امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ اگر سہواً نماز میں کچھ زیادہ ہوگیا ہو تو سجدہ سلام کے بعد کرے اور اگر سہو کمی کا ہے تو سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے اور اگر دو سہو ہوئے ہیں ایک سے زیادتی ہوئی ہے اور ایک سے کمی تو سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے۔ اور یہ اختلاف افضلیت میں ہے نہ کہ جواز میں۔ اس بات پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ ایک سے زیادہ مرتبہ سہو ہونے پر ایک مرتبہ سجدہ سہو کافی ہے۔ مترجم

تھا تو آپ نے فرمایا: میں نے اس سُورت میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے سجدہ کیا ہے اور اب (اس سُورت کی تلاوت پر) میں اُس وقت تک سجدہ کرتا رہوں گا جب تک کہ آپؐ سے نہ جا ملوں!

اخرجه البخاری: فی کتاب ۱۰ الأذان : باب ۱۰۱ القراءۃ فی العشاء بالسجدہ

باب ۲۳ : نماز کے بعد ذکر کا بیان

۳۴۲ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ تکبیر کی آواز سُن کر مجھے پتہ چل جاتا تھا کہ نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان : باب ۱۵۵ الذکر بعد الصلوٰۃ

باب ۲۴ : نماز میں عذاب قبر سے پناہ کی دُعا مانگنا مستحب ہے

۳۴۳ــــ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ مدینہ کے یہودیوں میں سے دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اور انھوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ مُردوں کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے ان کی یہ بات سن کر میں نے انھیں جھٹلایا، ان کی بات کو صحیح ماننا مجھے اچھا نہ لگا، جب وہ چلی گئیں اور نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دو بوڑھی یہودنیں آئی تھیں اور یہ بات کہتی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: انھوں نے سچ کہا ہے اہل قبر کو ایسا عذاب دیا جاتا ہے جسے جانور تک سُنتے ہیں (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں) اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپؐ جو نماز پڑھتے اس میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات : باب ۳۷ التعوذ من عذاب القبر

باب ۲۵ : نماز میں کس کس چیز سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہیئے

۳۴۴ــــ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو میں نے نماز میں فتنۂ دجّال سے (اللہ کی) پناہ مانگتے سُنا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان : باب ۱۴۹ الدعاء قبل السّلام

۳۴۵ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نماز میں یہ دُعا مانگا کرتے تھے۔ (اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَاءِ وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ)

"اے میرے آقا و مولا میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں مسیح دجّال کے فتنہ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے اور میرے آقا و مولا میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ گار کرنے والی باتوں سے، اور مقروض ہونے سے۔" آپؐ سے کسی نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپؐ قرض داری سے اتنی زیادہ پناہ کیوں مانگتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: اس لیے کہ کوئی شخص جب مقروض ہو جاتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۴۹ الدعاء قبل السلام

۳۴۶ــــ حدیث ابوہریرہؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ یہ دُعا مانگا کرتے تھے۔

(اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ)۔

"اے میرے معبود! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں قبر کے عذاب سے اور آگ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنوں سے اور مسیح دجّال کے فتنے سے۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۸۸ التعوذ من عذاب القبر

باب ۲۶: نماز کے بعد کون سا ذکر مستحب ہے اور کس طرح کرنا چاہیئے

۳۴۷ــــ حدیث مغیرہ بن شعبہؓ: ورّادؒ جو حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کے منشی تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہؓ نے مجھ سے امیر معاویہؓ کے نام ایک خط تحریر کرایا جس میں لکھوایا کہ رسول اکرم ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)

"نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، حکومت اسی کی ہے اور ہر طرح کی حمد و ستائش محض اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے میرے معبود! جو تو عطا فرمائے اسے روکنے والا کوئی نہیں اور جو چیز تو روک دے اس کا دینے والا کوئی نہیں اور کسی کوشش کرنے والے کی کوشش تیرے آگے کام نہیں دے سکتی۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان، باب ۱۵۵ الذکر بعد الصلوۃ

۳۴۸ــــ حدیث ابوہریرہؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ غریب لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! دولت مند لوگوں نے اپنے مال کے بل بوتے پر بڑے بڑے درجے اور ابدی نعمتیں حاصل کر لی ہیں۔ یہ لوگ ہماری طرح نماز بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں اور انھیں مال و دولت کی وجہ سے یہ

---

[1] "زندگی کا فتنہ"۔ مراد وہ تمام فتنے ہیں جو انسانی زندگی میں درپیش آسکتے ہیں مثلاً دنیاوی خرافات میں مبتلا ہونا یعنی شہوتوں اور نادانیوں میں الجھنا اور پھنسنا وغیرہ اور موت کے فتنہ سے مراد وہ امور ہیں جن سے انسان بوقت موت مصیبت میں مبتلا ہو سکتا ہے مثلاً موت کے وقت حسن خاتمہ کی توفیق میسر نہ آنا وغیرہ قرض سے مراد ایسا قرض ہے جو ناجائز یا غیر ضروری امور کے لیے لیا جائے۔ یا لیا جائے اور اس کے ادا کرنے کی توفیق نہ ہو۔ ایسا قرض جو حقیقی ضرورت کے موقع پر لیا جائے اور جو اس حد کے اندر ہو جس کے ادا کرنے کی قدرت قرض لینے والے کو حاصل ہو تو وہ معیوب نہیں ہے۔ دعا کا ابتدائی حصہ حق اللہ سے متعلق ہے اور دوسرا حق العباد سے۔ مرتب۔

فضیلت حاصل ہے کہ حج وعمرہ بھی کرتے ہیں، جہاد بھی کرتے ہیں اور صدقہ بھی دیتے ہیں۔
آپؐ نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتادوں کہ اگر تم اس کو اپنا معمول بنالو تو جو لوگ تم پر سبقت لے گئے ہیں، ان کے برابر ہو جاؤ اور بعد ازاں کوئی دوسرا تمھاری برابری نہ کر سکے اور تم سب لوگوں سے بہتر ہو جاؤ سوائے اس شخص کے جو (ان میں سے) اس طریقہ پر عمل کرنا شروع کر دے؟ تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ سُبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر کہا کرو! حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں: پھر ہم میں (کلمات کی تعداد کے بارے میں) کچھ اختلاف ہو گیا بعض نے کہا کہ سُبحان اللہ اور الحمدللہ تینتیس تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار کہنا چاہیے۔ چنانچہ میں نے اس سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ سے پھر دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: تم سبحان اللہ والحمدللہ واللہ اکبر اس طرح پڑھا کرو کہ ہر کلمہ تینتیس بار ادا ہو جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۵۵ الذکر بعد الصلوٰۃ

باب ۲۷: تکبیر تحریمہ اور قرأۃ کے درمیان کیا پڑھنا چاہیے

۳۴۹ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان تھوڑی دیر سکوت فرمایا کرتے تھے چنانچہ میں نے (ایک دن) عرض کیا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! یا رسول اللہ! آپؐ تکبیر تحریمہ اور قرأۃ کے درمیان خاموشی کے وقفہ میں کیا پڑھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میں کہتا ہوں (اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ)" اے میرے معبود! مجھے گناہوں سے اس طرح دُور کر دے جیسے تو نے مشرق و مغرب میں دُوری پیدا کی ہے۔ اے میرے معبود! مجھے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اے میرے معبود! میرے گناہوں کو پانی برف اور اولوں سے دھو دے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۸۹ ما یقول بعد التکبیر

باب ۲۸: نماز کے لیے سکون ووقار سے آنا چاہیے دوڑتے ہوئے آنا منع ہے

۳۵۰ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے: کہ جب نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ سکون و اطمینان سے چلتے ہوئے آؤ اور نماز کا جتنا حصہ جماعت کے ساتھ ملے پڑھ لو اور باقی ماندہ اپنے طور پر پُورا کرلو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعة: باب ۱۸ المشی الی الجمعة وقول اللہ عزوجل: فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

۳۵۱ــــ حدیث ابوقتادہ ؓ: حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم سب رسول کریم ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھ

رہے تھے کہ آپ نے لوگوں کے قدموں کی چاپ سُنی، نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے فرمایا: کیا بات تھی؟ تم لوگوں کو کیا ہو گیا تھا؟ انھوں نے عرض کیا: ہم جماعت میں جلد شریک ہونے کے لیے دوڑے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: آئندہ ایسا نہ کرنا! نماز کے لیے جب بھی آؤ بڑے وقار اور سکون سے آؤ، جتنی نماز جماعت کے ساتھ مل جائے پڑھ لو اور جو باقی رہ جائے وہ اپنے طور پر مکمل کر لو!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۲۰ قول الرجل فاتتنا الصّلوٰۃ

باب ۲۹ : نمازی نماز کے لیے کب کھڑے ہوں

۳۵۲ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جماعت کے لیے تکبیر اقامت کہی گئی، اور لوگوں نے کھڑے ہو کر صفیں بنا لیں اور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، لیکن جب آپؐ نماز پڑھانے کے لیے مصلّے پر کھڑے ہوئے تو آپؐ کو یاد آیا کہ آپؐ بحالت جنابت ہیں چنانچہ آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں۔ پھر واپس جا کر غسل فرمایا اور جب دوبارہ تشریف لائے تو آپؐ کے سرِ مُبارک سے پانی ٹپک رہا تھا آکر آپؐ نے تکبیر کہی اور ہم نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۱۷ اذا ذکر فی المسجد انہٗ جنبٌ یخرج کما ھو ولا یتیمم

باب ۳۰ : جسے باجماعت نماز کی ایک رکعت بھی مل گئی اس کی وہ نماز باجماعت ہو گئی

۳۵۳ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جسے (باجماعت) نماز میں سے ایک رکعت بھی مل گئی اس کی وہ نماز باجماعت شمار ہو گی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ المواقیت الصّلوٰۃ: باب ۲۹ من ادرک من الصّلوٰۃ رکعۃً

باب ۳۱ : پنجگانہ نمازوں کے اوقات

۳۵۴ — حدیث ابومسعود ؓ: حضرت ابومسعودؓ انصاری روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ حضرت جبریل ؑ آئے اور انھوں نے امامت کی اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر (دوسری) نماز پڑھی، پھر (تیسری) نماز پڑھی، پھر (چوتھی) نماز پڑھی، پھر (پانچویں) نماز پڑھی۔ یہ بیان کرتے وقت آپ انگلیوں پر پانچ نمازیں شمار کرتے جاتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۶ ذکر الملائکہ

۳۵۵ — (حدیث ابومسعود انصاری ؓ): ابن شہابؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک دن نماز میں کچھ تاخیر کر دی (اس وقت) ان کے پاس حضرت عروۃ بن الزبیرؒ تشریف لائے اور آپؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو بتایا کہ ایک دن حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے جب آپ عراق میں تھے نماز میں تاخیر کر دی تھی تو آپ کے پاس حضرت

ابومسعود انصاری ؓ تشریف لائے اور کہا: اے مغیرہؓ یہ آپ نے کیا کیا؟ کیا آپ کو یہ نہیں معلوم کہ حضرت جبریلؑ آئے اور انھوں نے نماز پڑھائی اور نبی کریم ﷺ نے (ان کے ساتھ) نماز پڑھی، پھر حضرت جبریلؑ نے نماز پڑھائی اور آپؐ نے (ان کے ساتھ) نماز پڑھی۔ اسی طرح پانچوں نمازیں آپؐ نے حضرت جبریلؑ کے ساتھ پڑھیں پھر حضرت جبریلؑ نے کہا کہ اس طرح نماز پڑھنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت عروہؒ سے کہا: اے عروہؒ! سوچ سمجھ کر کہو جو کچھ تم کہہ رہے ہو گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت جبریلؑ نے نبی اکرم ﷺ کو نماز کے اوقات متعین کر کے بتائے۔

حضرت عروہؒ نے کہا: اسی طرح بشیرؒ بن ابومسعودؓ انصاری بھی اپنے باپ (ابومسعودؓ) سے روایت کیا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ: باب ۱ مواقیت الصلوٰۃ وفضلها

۳۵۶ ــــ حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نماز عصر ایسے وقت پڑھ لیا کرتے تھے جبکہ ابھی سورج یعنی دھوپ میرے حجرے (کے صحن) میں ہوتی تھی اور اوپر نہ چڑھی ہوتی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ: باب ۱ مواقیت الصلوٰۃ وفضلها

باب ۳۲ : سخت گرمی کے دنوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت پڑھنا مستحب ہے

۳۵۷ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب گرمی میں شدت آجائے تو نماز (ظہر) ٹھنڈے وقت پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی تپش کے پھیلاؤ سے ہوتی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ: باب ۹ الابراد بالظهر فی شدۃ الحر

۳۵۸ ــــ حدیث ابوذر ؓ: حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے موذن نے ظہر کی اذان دی، تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ٹھنڈا ہونے دو! ٹھنڈا ہونے دو! یا آپؐ نے فرمایا: انتظار کرو! انتظار کرو! نیز فرمایا: گرمی کی شدت جہنم کی تپش کے پھیلاؤ سے ہوتی ہے، اس لیے جب گرمی زیادہ ہو تو نماز ٹھنڈے وقت ادا کرو (راوی بیان کرتے ہیں کہ) ظہر کی نماز موسم گرما میں آپؐ نے اتنی تاخیر سے پڑھی کہ ٹیلوں کا سایہ نظر آنے لگا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ: باب ۹ الابراد بالظهر فی شدۃ الحر

۳۵۹ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دوزخ کی آگ نے اپنے رب سے شکایت کی کہ اے میرے رب! (میں اندر ہی اندر اس طرح گھٹ کر رہ گئی ہوں کہ) میرے ایک حصے نے دوسرے حصے کو کھا لیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت عطا فرما دی ایک مرتبہ موسم سرما میں اور ایک مرتبہ موسم گرما میں۔ اور یہ سانس لینے کا وقت وہی ہوتا ہے جب تم (ان دونوں موسموں میں) گرمی اور سردی کی شدت دیکھتے ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ: باب ۹ الابراد بالظهر فی شدۃ الحر۔

باب ۳۳ : گرمی شدید نہ ہو تو ظہر اول وقت پڑھنا مستحب ہے

۳۶۰ ــــ حدیثِ انس بن مالک ﷺ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز (ظہر) سخت گرمی میں پڑھا کرتے تھے اور (تپش کی وجہ سے) اگر کوئی شخص اپنی پیشانی زمین پر نہ ٹکا سکتا تو کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرلیا کرتا تھا۔

اخرجه البخاری فی : كتاب ۲۱ العمل فی الصلوة : باب ۹ بسط الثوب فی الصلوٰة للسجود

باب ۳۴ : نماز عصر اوّل وقت پڑھنا مستحب ہے

۳۶۱ ــــ حدیث انس بن مالک ﷺ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نماز عصر ایسے وقت پڑھا کرتے تھے جبکہ ابھی آفتاب بلند اور تیز ہوتا تھا اور (نماز سے فارغ ہو کر) اگر کوئی شخص مدینے کے بالائی حصّوں کی طرف جانا چاہتا تو وہاں ایسے وقت پہنچ جاتا جبکہ سورج بلند اور روشن ہوتا تھا۔ مدینہ کے بعض بالائی حصّے چار میل کے فاصلے پر یا اس کے لگ بھگ ہیں۔

اخرجه البخاری فی : كتاب ۹ مواقيت الصلوٰة : باب ۱۳ وقت العصر

۳۶۲ ــــ (حدیث انس بن مالک ﷺ) : ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ہم نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر ہم لوگ جب حضرت انس بن مالکؓ کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا : چچا جان! یہ کون سی نماز تھی جو آپ پڑھ رہے تھے؟ حضرت انسؓ نے جواب دیا : نماز عصر! اور ایسی ہی نماز (یعنی ایسے ہی وقت میں نماز) ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی : كتاب ۹ مواقيت الصلوٰة : باب ۱۳ وقت العصر

۳۶۳ ــــ حدیث رافع بن خدیج ﷺ : حضرت رافعؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم عصر ایسے وقت پڑھا کرتے تھے کہ نماز سے فارغ ہو کر اونٹ ذبح کرتے اور اسے دس حصوں میں تقسیم کیا جاتا اور سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ہم اس کا پکا ہوا گوشت کھالیا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی : كتاب ۴۷ الشركة : باب ۱ الشركة فی الطعام

باب ۳۵ : نماز عصر کے فوت ہو جانے کا گناہ اور نقصان کتنا زیادہ ہے؟

۳۶۴ ــــ حدیث ابن عمر ﷺ : حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا : جس شخص کی نماز عصر فوت ہو گئی اس کا گویا گھر بار، مال و متاع سب کچھ تباہ ہو گیا۔

اخرجه البخاری فی : كتاب ۹ مواقيت الصلوٰة : باب ۱۴ اثم من فاتته صلوٰة العصر

باب ۳۶ : "صلوٰة الوسطیٰ" سے نماز عصر مراد لینے والوں کی دلیل

۳۶۵ ــــ حدیث علی ﷺ : حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے غزوہ احزاب (خندق) کے دن

فرمایا: اللہ تعالیٰ ان (مشرکوں) کے گھروں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے! انھوں نے ہمیں اتنا الجھائے رکھا کہ ہم صلوٰۃ وسطیٰ (نمازِ عصر) نہ پڑھ سکے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجھاد: باب ۹۸ الدعا علی المشرکین بالھزیمۃ و الزلزلۃ

۳۶۶ــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کفار قریش کو گالیاں دیتے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ابھی تک نمازِ عصر نہیں پڑھ سکا حالانکہ سورج غروب ہونے والا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا میں بھی نہیں پڑھ سکا۔ پھر ہم سب مقام بطحان کی طرف گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم سب نے نماز کے لیے وضو کیا اور آپؐ نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز (با جماعت) پڑھائی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ: باب ۳۶ من صلی بالناس جماعۃ بعد ذھاب الوقت

باب ۳۷: فجر اور عصر کی نمازوں کی فضیلت کا بیان اور ان کی حفاظت کرنے کا حکم

۳۶۷ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارے پاس رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں اور فرشتوں کے یہ دونوں گروہ نمازِ فجر اور نمازِ عصر میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے جو رات بھر تمھارے ساتھ رہے تھے جب واپس آسمان پر جاتے ہیں تو ان سے تمھارا پروردگار دریافت فرماتا ہے: تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا تھا؟ (حالانکہ وہ خود اپنے بندوں کے حالات کو فرشتے سے زیادہ جانتا ہے) تو وہ جواب دیتے ہیں: ہم جب ان کے پاس سے آئے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ: باب ۱۶ فضل صلوٰۃ العصر

۳۶۸ــــ حدیث جریر رضی اللہ عنہ: حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپؐ نے ایک رات چاند (یعنی چودھویں کے چاند) کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: یقیناً تم اپنے پروردگار کو عنقریب (روزِ قیامت) بالکل اسی طرح دیکھو گے جیسے اس وقت تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور اس کے دیکھنے میں تمھارے آگے کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو گی۔ چنانچہ جہاں تک تم سے ہو سکے کوشش کرو کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے کی اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی کسی نماز میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو (تم سے کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو) پھر آپ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی: (وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿۳۹﴾ ق)

"اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہو طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب سے پہلے۔"

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ: باب ۱۶ فضل صلوٰۃ العصر

۳۶۹ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دو ٹھنڈے

وقتوں کی نمازیں (عصر و فجر) پڑھے گا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ : باب ۲۶ فضل صلوٰۃ الفجر

باب ۳۸ : مغرب کا اوّل وقت سُورج کے غروب ہوتے ہی ہو جاتا ہے

۳۷۰ ـــــ حدیث سلمہ رضی اللہ عنہ : حضرت سلمہ رضؓ بن الاکوع بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز ایسے وقت پڑھا کرتے تھے جب سُورج پردے کے پیچھے چُھپ جاتا تھا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ : باب ۱۸ وقت المغرب

۳۷۱ ـــــ حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ : حضرت رافع رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز ایسے وقت پڑھا کرتے تھے کہ نماز پڑھ کر واپس جاتے تھے تو ابھی اتنی روشنی باقی ہوتی تھی جس میں انسان اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا[1]

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹ مواقیت الصّلوٰۃ : باب ۱۸ وقت المغرب

باب ۳۹ : عشا کی نماز کا وقت ــــ اور اس نماز کو تاخیر سے پڑھنے کا بیان

۳۷۲ ـــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں تاخیر کر دی (یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب ابھی اسلام پھیلا نہیں تھا) اور آپؐ باہر تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا: یارسولؐ اللہ! بچے اور عورتیں سو گئے ہیں۔ یہ سن کر آپؐ باہر تشریف لائے اور حاضرینِ مسجد سے فرمایا: زمین پر بسنے والوں میں سے تمہارے سوا کوئی شخص اس وقت اس نماز کا منتظر نہیں ہے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ : باب ۲۲ فضل العشاء

۳۷۳ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز عشاء کے وقت کوئی مصروفیت درپیش آگئی اور آپؐ کو آنے میں اتنی دیر ہو گئی کہ ہم سب کو مسجد میں (انتظار کرتے کرتے) نیند آگئی اس کے بعد بیدار ہوئے پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے اس کے بعد آپؐ تشریف لائے (اور نماز پڑھائی) پھر فرمایا: اس وقت زمین پر بسنے والوں میں سے تمہارے سوا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو نماز کا انتظار کر رہا ہو۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ : باب ۲۴ النوم قبل العشاء لمن غلب

۳۷۴ ـــــ (حدیث انس رضی اللہ عنہ) : حُمیدؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضؓ سے دریافت کیا گیا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی استعمال کی تھی؟ حضرت انس رضؓ نے جواب دیا: ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں نصف شب تک

---

[1] اس حدیث کی وضاحت اس روایت سے ہوتی ہے جو مسند امام احمدؒ میں سند حسن سے درج کی گئی ہے اور جس کے راوی علیؒ بن بلال چند انصاریوں کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد واپس آکر باہم تیراندازی کا مقابلہ کیا کرتے تھے اور اس سے فارغ ہو کر جب اپنے گھروں کو لوٹا کرتے تھے تو اتنی روشنی باقی ہوتی تھی جس میں ہم اپنے تیر لگنے کی جگہ دیکھ سکتے تھے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز نہ صرف یہ کہ اوّل وقت پڑھنا چاہیے بلکہ اس نماز کو لمبا بھی نہیں کرنا چاہیے۔ (مرتب)

تاخیر کر دی پھر آپؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے (میں اس وقت بھی بچشم تصور آپؐ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں) اور فرمایا:
سب لوگ نماز پڑھ کر سو چکے ہیں اور تم نے جتنی دیر نماز کا انتظار کیا ہے تم گویا نماز ہی پڑھ رہے تھے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۷۷ اللباس : باب ۴۸ فص الخاتم

۳۷۵ ـــ حدیث ابوموسیٰ ؓ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھی جو میرے ہمراہ کشتی میں آئے تھے ہم سب مدینہ میں مقام بقیع کی کنکریلی زمین پر قیام پذیر تھے اور رسول اکرم ﷺ مدینہ میں تھے اس لیے ہم میں سے ایک ایک ٹولی روزانہ باری باری بوقت عشاء آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھی چنانچہ اتفاق ایسا ہوا کہ جس دن میں اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ کسی اہم کام میں مصروف تھے جس کی وجہ سے نماز عشاء میں اس قدر تاخیر ہوگئی کہ رات نصف کے قریب گزر گئی اس کے بعد آپ تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر حاضرین سے ارشاد فرمایا: ٹھہرو! تمھارے لیے خوشخبری ہو! تم پر یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس وقت تمھارے سوا کوئی اور نماز نہیں پڑھ رہا۔ یا آپؐ نے فرمایا تھا: اس وقت تمھارے سوا کسی اور نے نماز نہیں پڑھی۔ ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ہم واپس لوٹ آئے اور جو بات ہم نے آپؐ سے سُنی تھی اس کی وجہ سے ہم سب مسرور تھے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۹ مواقيت الصلوٰة : باب ۲۲ فضل العشاء

۳۷۶ ـــ حدیث ابن عباس ؓ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز میں اتنی دیر کر دی کہ لوگ سو کر جاگے، پھر سو گئے اور پھر جاگے، یہ کیفیت دیکھ کر حضرت عمر بن الخطاب ؓ اٹھے اور آپ نے نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی کہ نماز تیار ہے۔ چنانچہ آپؐ باہر تشریف لائے۔ میں اس وقت بھی بچشم تصور دیکھ رہا ہوں جیسے آپؐ سر مبارک پر ہاتھ رکھے تشریف لا رہے ہیں اور آپؐ کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اور آپؐ نے فرمایا: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری اُمت تکلیف میں مبتلا ہو جائے گی تو میں حکم دیتا کہ اسی طرح (یعنی اتنی ہی تاخیر سے) نماز (عشاء) پڑھا کریں۔ (ابن جریجؒ جنھوں نے عطاءؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہتے ہیں): میں نے عطاءؒ سے درخواست کی کہ نبی کریم ﷺ کا سر پر ہاتھ رکھنے کا انداز جس طرح انھیں حضرت ابن عباسؓ نے کر کے دکھایا تھا وہ بھی عملاً مجھے کر کے دکھائیں؛ چنانچہ انھوں نے مجھے دکھانے کے لیے اپنی انگلیوں کو کسی قدر کھول کر ان کے سِروں کو اپنے سَر کے اطراف پر رکھ لیا اور پھر ان کو سر سے ملا کر سر پر اس طرح پھیرا کہ انگوٹھا کان کے اس حصہ سے مس کرنے لگا جو کنپٹی اور داڑھی کے کنارے سے ملا ہوا ہے۔ ایسا کرتے وقت نہ تو بہت دیر لگائی اور نہ بہت جلدی کی بلکہ اس طرح کہ بہت ہی اطمینان سے یہ عمل کیا اور پھر آپؐ کا یہ ارشاد سُنایا: "اگر مجھے یہ احساس نہ ہوتا کہ میری اُمت تکلیف میں مبتلا ہو جائے گی تو میں انھیں حکم دیتا کہ اسی طرح (یعنی اتنی ہی تاخیر سے) نماز عشاء پڑھا کریں۔"

اخرجه البخاري في: كتاب ۹ مواقيت الصلوٰة : باب ۲۴ النوم قبل العشاء لمن غُلب

باب ۴۰ : نمازِ فجر اوّل وقت یعنی ایسے وقت پڑھنا کہ ابھی آخرِ شب کی سیاہی باقی ہو مستحب ہے اور نمازِ فجر میں قرآن کس مقدار میں پڑھنا چاہیے

۳۷۷ — حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھنے کے لیے مُسلمان عورتیں اپنی چادریں لپیٹ کر جایا کرتی تھیں اور نماز سے فارغ ہو کر جب گھروں کو لوٹتی تھیں تو ابھی اتنا اندھیرا باقی ہوتا تھا کہ اندھیرے کی وجہ سے کوئی انھیں پہچان نہ سکتا تھا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ : باب ۲۷ وقت الفجر

۳۷۸ — حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ : حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کے وقت (زوالِ شمس کے فوراً بعد) پڑھا کرتے تھے اور نماز عصر ایسے وقت پڑھتے کہ آفتاب پُوری طرح صاف اور روشن ہوتا تھا اور مغرب ایسے وقت پڑھتے جب سُورج غروب ہو جاتا تھا اور عشاء میں کبھی تاخیر فرماتے تھے اور کبھی جلدی یعنی اگر دیکھتے کہ لوگ جلدی جمع ہو گئے ہیں تو جلدی ادا فرما لیتے اور اگر دیر سے جمع ہوتے تو دیر سے ادا فرماتے، اور فجر کی نماز (راوی کو یاد نہیں رہا) — حضرت جابرؓ نے "مسلمان" کہا تھا یا "نبی کریمؐ" کہا تھا — ایسے وقت پڑھا کرتے تھے جب ابھی آخرِ شب کا اندھیرا باقی ہوتا تھا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ : باب ۱۸ وقت المغرب

۳۷۹ — حدیث ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ : حضرت ابو برزہ رضؓ سے نمازوں کے اوقات کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؓ نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز سورج ڈھلے پڑھتے تھے اور عصر ایسے وقت پڑھتے تھے کہ آدمی (نماز کے بعد) اگر مدینہ کے آخری کنارے تک جا کر واپس آتا تو سورج اپنے جوبن پر ہوتا تھا، (راوی کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا حضرت ابو برزہ نے مغرب کے بارے میں کیا بتایا تھا) اور رسول کریم ﷺ عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک موخر کر دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے لیکن عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد باتیں کرنا آپؐ ناپسند فرماتے تھے۔ اور صبح کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ نماز سے فارغ ہو کر آدمی اپنے ہمنشین کو دیکھتا تو پہچان لیتا تھا۔ اور (صبح کی نماز میں) دونوں رکعتوں میں یا ہر ایک رکعت میں ساٹھ سے سو آیتوں تک تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۱۰ الاذان : باب ۱۰۴ القراۃ فی الفجر

باب ۴۲ : نماز باجماعت کی فضیلت اور جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کے لیے سخت وعید

۳۸۰ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز انفرادی نماز سے پچیس گُنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور فجر کی نماز میں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابوہریرہ رضؓ کہا کرتے تھے کہ (اگر تم کو یقین نہ آئے تو)

یہ آیۂ کریمہ پڑھ کر دیکھ لو: (اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ بنی اسرائیل) "بے شک صبح کی نماز (فرشتوں) کے حاضر ہونے کا وقت ہے۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۳۱ فضل صلوٰۃ الفجر فی جماعۃ

۳۸۱ ــــ حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب اور فضیلت انفرادی نماز کے مقابلہ میں ستائیس گنا زیادہ ہے

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۳۰ فضل صلوٰۃ الجماعۃ

۳۸۲ ــــ حدیث ابوہریرہؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے (کئی بار) ارادہ کیا کہ جلانے کی لکڑیاں جمع کیے جانے کا حکم دوں، پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کر کے خود ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو شریک جماعت نہیں ہوتے) اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے (ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ) اگر ان کو معلوم ہو کہ نماز عشاء پڑھنے پر انھیں گوشت کا ایک موٹا ٹکڑا یا بکری کے دو عمدہ پائے ملیں گے تو یہ عشاء کی نماز میں ضرور آئیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۲۹ وجوب صلوٰۃ الجماعۃ

۳۸۳ ــــ حدیث ابوہریرہؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: منافقوں کے لیے صبح اور عشاء کی نماز سے زیادہ بھاری کوئی اور نماز نہیں ہے کاش انھیں معلوم ہو جاتا کہ ان دو نمازوں کا ثواب کتنا زیادہ ہے تو یہ ان نمازوں میں شرکت کے لیے ضرور آتے خواہ گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑتا۔ یہ واقعہ ہے کہ میں نے (کئی بار) ارادہ کیا کہ مؤذن سے کہوں کہ وہ تکبیر اقامت کہے اور کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور خود آگ کے دہکتے ہوئے شعلے لے کر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو ابھی تک نماز کے لیے نہ آئے ہوں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۳۴ فضل العشاء فی الجماعۃ

باب ۴۷: عُذر کی بنا پر جماعت سے غیر حاضر ہونا جائز ہے

۳۸۴ ــــ حدیث عتبان بن مالکؓ: حضرت عتبانؓ جو کہ بدری صحابی اور انصاری تھے: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میری نظر کمزور ہو گئی ہے اور میں اپنے قبیلے کی امامت کرتا ہوں لیکن جب بارشیں ہوتی ہیں اور اس نشیبی علاقہ میں جو میرے اور میرے قبیلے کے درمیان ہے سیلاب آجاتا ہے تو میں انھیں نماز پڑھانے کے لیے ان کی مسجد تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے یا رسول اللہ! میری دلی آرزو ہے کہ آپؐ میرے ہاں تشریف لائیں اور میرے گھر میں (کسی مقام پر) نماز پڑھیں تاکہ میں اس مبارک مقام کو اپنے لیے نماز پڑھنے کی جگہ بنالوں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: میں ان شاء اللہ تمھاری یہ آرزو عنقریب ضرور پوری کروں گا۔ حضرت عتبانؓ بیان کرتے ہیں کہ (دوسرے دن) صبح کے وقت دن چڑھے نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ تشریف لائے اور گھر میں آنے کی اجازت طلب فرمائی میں آپؐ کو گھر کے اندر لے آیا۔ گھر میں تشریف لا کر آپؐ نے بیٹھنے سے پہلے ہی دریافت فرمایا: تم گھر کے کس مقام پر چاہتے

ہو کہ میں نماز پڑھوں؟ میں نے ایک گوشے کی طرف اشارہ کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی ہم بھی صف باندھ کر (آپؐ کے پیچھے) کھڑے ہو گئے، آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ عتبانؓ کہتے ہیں کہ (اس کے بعد) ہم نے آپؐ کو خزیرہ[1] کھانے کے لیے روک لیا جو ہم نے آپؐ ہی کے لیے تیار کیا تھا۔ عتبانؓ کہتے ہیں کہ گھر میں محلّے کے اور لوگ بھی آ گئے یہاں تک کہ جب کافی آدمی جمع ہو گئے تو ایک شخص نے کہا کہ مالک بن دخیشن (یا جو بھی نام تھا) کہاں ہے؟ اس پر وہاں موجود اشخاص میں سے کسی نے کہا کہ وہ تو منافق ہے اللہ اور رسول اللہ کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ سن کر رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کہو! تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایسا کرتا ہے۔ کسی نے کہا: اللہ اور رسولؐ بہتر جانتے ہیں! اس شخص نے کہا: ہم تو اس کی توجہ اور خیر خواہی منافقوں کے لیے دیکھتے ہیں۔ اس پر جناب رسول اللہ نے پھر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر جو محض رضائے الٰہی کی خاطر "لا الٰہ الا اللہ" کہتا ہے، دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۴۶ المساجد فی البیوت

۳۸۵ ــــ حدیثِ محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ: حضرت محمودؓ بن ربیع کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ اچھی طرح یاد ہیں، اور مجھے آپؐ کا کلّی کرنا بھی یاد ہے جو آپؐ نے ہمارے محلّے کے ڈول سے کی تھی۔ یہ بات کہہ کر حضرت محمودؓ نے حضرت عتبانؓ کی روایت سے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۵۴ من لم یرد السلام علی الامام ویکیفی بتسلیم الصلوٰۃ

باب ۴۸: نفلی نماز باجماعت پڑھنا اور پاک چٹائی، بوریے اور کپڑے پر نماز پڑھنا جائز ہے

۳۸۶ ــــ حدیث میمونہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت میمونہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپؐ کے برابر بیٹھی ہوتی تھی اور مجھے حیض آ رہا ہوتا تھا اور کئی بار سجدہ کرتے وقت آپؐ کا کپڑا مجھ سے چھُو جاتا تھا۔ حضرت میمونہ کہتی ہیں کہ آپؐ کھجور کے بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۱۹ اذا اصاب ثوب المصلی امرأته اذا سجد

باب ۴۹: نماز باجماعت کی فضیلت اور نماز کے انتظار کا ثواب

۳۸۷ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز کا ثواب اور فضیلت کسی شخص کی انفرادی نماز کے مقابلے میں خواہ وہ گھر میں پڑھی جائے یا بازار میں، پچیس گُنا زیادہ ہے کیونکہ ایک شخص جب بہترین طریقے سے وضو کر کے مسجد کی طرف جاتا ہے اور اس کا مقصد محض نماز ادا کرنا ہوتا ہے تو مسجد میں داخل ہونے تک جو قدم وہ اٹھاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور اس پر اس کا ایک گناہ جھڑتا ہے پھر

---

[1] خزیرہ۔ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پانی میں اُبالے جاتے ہیں اور جب گل جائیں تو اس میں آٹا شامل کر کے مزید پکا کر اور گھوٹ کر کھیر کی طرح تیار کیا جاتا ہے۔ (مترجم)

جب مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو جتنی دیر اسے جماعت کے انتظار میں رُکنا پڑتا ہے اسے نماز کا ثواب ملتا ہے اور جب تک یہ شخص اپنی نماز کی جگہ پر رہتا ہے فرشتے اس کے لیے رحمت کی دُعا کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے اور اس پر رحم فرما تا آنکہ اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰۃ: باب ۸۷ الصلوٰۃ فی مسجد السوق

باب ۵۰ : نماز کے لیے مسجد کی طرف جاتے ہوئے جتنے زیادہ قدم اُٹھانے پڑیں اتنی ہی زیادہ فضیلت ہے

۳۸۸ــــ حدیث ابو موسیٰ ﷛: حضرت ابو موسیٰ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: نماز کا اجر سب سے زیادہ اس شخص کو ملتا ہے جو مسجد سے زیادہ دُور رہتا ہے اور جسے سب سے زیادہ چل کر مسجد تک آنا پڑتا ہے اور وہ شخص جو انتظار کرتا ہے کہ امام کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے اس کا اجر اس شخص سے بہت زیادہ ہے جو جلدی سے نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۳۱ صلوٰۃ الفجر فی جماعۃ

باب ۵۱ : نماز کے لیے مسجد کی طرف جانے سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں

۳۸۹ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: تم لوگوں کا کیا خیال ہے کہ اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو کیا ایسے شخص کے بدن پر میل کچیل باقی رہے گا؟ سب نے عرض کیا کہ اس پر کسی قسم کا میل باقی نہ رہے گا! آپ نے فرمایا: بس یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کے گناہ معاف فرماتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ: باب ۶ الصلوات الخمس کفارۃ

۳۹۰ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت مسجد کی طرف نماز کے لیے جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر صبح و شام کے آنے جانے پر اس کے لیے جنت میں ضیافت کا اہتمام فرماتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۳۷ فضل من غدا الی المسجد و راح

باب ۵۳ : امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

۳۹۱ــــ حدیث مالک بن حویرث ﷛: حضرت مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے قبیلہ کے چند افراد کے ہمراہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور ہم آپ کے پاس بیس راتیں ٹھہرے۔ آپ انتہائی مہربان اور نرم مزاج تھے۔

چنانچہ جب آپؐ نے دیکھا کہ ہم لوگ اپنے اہل وعیال کی طرف واپس جانے کے مشتاق ہیں تو آپؐ نے فرمایا: تم لوگ اب واپس چلے جاؤ اور اپنے قبیلے میں ٹھہر کر انھیں دین کی تعلیم دو اور نماز پڑھاؤ، جب نماز کا وقت ہو تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۸ من قال لیؤذن فی السفر مؤذن واحد

باب ۵۴: جب مسلمانوں پر کوئی بلا نازل ہو تو سب نمازوں میں قنوتِ نازلہ پڑھنا مستحب ہے

۳۹۲ —— حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب (رکوع سے) اپنا سر اٹھاتے تو کہا کرتے تھے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔" سن لی اللہ نے ہر حمد کرنے والے کی حمد۔ اے ہمارے رب حمد صرف تیرے ہی لیے ہے (اس کے بعد) کچھ لوگوں کا نام لے کر ان کے حق میں دُعا مانگتے اور فرماتے: اے اللہ! ولید بن ولیدؓ سلمۃ بن ہشامؓ اور عیاش بن ابی ربیعہؓ اور تمام کمزور مسلمانوں کو (جن پر اہلِ مکہ ظلم کر رہے ہیں) اس مصیبت سے نجات دلا۔ اے اللہ! قبیلہ مُضر پر اپنی گرفت سخت کر دے، تیری پکڑ اہلِ مضر پر ویسی ہی قحط سالی کی صورت اختیار کر لے جیسا کہ حضرت یُوسف کے زمانے میں مسلسل کئی سال تک قحط آیا تھا (یہ قنوت نازلہ آپؐ اس زمانے میں پڑھا کرتے تھے جب) قبیلہ مضر کے مشرق لوگ آپؐ کے مخالف تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۲۸ یهوی بالتکبیر حین یسجد

۳۹۳ —— حدیثِ انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رعل اور ذکوان کو بددعا دینے کے لیے[1] ایک ماہ تک قنوتِ نازلہ پڑھی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۴ الوتر: باب ۷ القنوت قبل الرکوع وبعده

۳۹۴ —— (حدیث انس رضی اللہ عنہ): عاصمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے دعائے قنوت کے بارے میں دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا: دعائے قنوت رکوع میں جانے سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ میں نے کہا: فلاں شخص دعوٰی کرتا ہے، کہ آپؓ نے کہا ہے کہ دعاء قنوت رکوع سے سر اٹھانے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ آپؓ نے فرمایا: اُس شخص نے جھوٹ کہا! پھر حضرت انس نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قنوت نازلہ پڑھی تھی جس میں آپؐ بنی سلیم کے بعض قبیلوں کے لیے بددعا کرتے رہے تھے۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا: کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکوں کی طرف چالیس یا ستّر قاری روانہ کیے تھے (تعداد میں راوی کو شک ہے) مشرکوں نے ان قاریوں پر حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا تھا، حالانکہ ان قبائل اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ امن ومسالمت تھا۔ چنانچہ (اس ظلم وعہد شکنی کی وجہ سے) آپؐ کو ان قبائل

[1] رعل اور ذکوان بنی سلیم کے دو قبیلے تھے جنھوں نے بیر معونہ کے مقام پر ستّر قراء کرام رضی اللہ عنہم کو دھوکے سے بُلوا کر شہید کر دیا تھا۔ (مرتب)

کے خلاف اس قدر شدید ناراضگی تھی کہ میں نے آپؐ کو کسی پر اس قدر ناراض اور غضبناک نہیں دیکھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۸ الجزیه: باب ۸ دعاء الامام علی من نکث عهداً

۳۹۵ ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاریوں کا ایک دستہ روانہ کیا اور ان کو قتل کر دیا گیا، چنانچہ (اس حادثہ سے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر صدمہ پہنچا کہ کسی اور واقعہ پر میں نے آپؐ کو اس قدر رنجیدہ اور غضبناک ہوتے نہیں دیکھا اور اس حادثہ کے بعد آپؐ نے ایک ماہ تک نماز فجر میں قنوتِ نازلہ پڑھی جس میں آپؐ فرمایا کرتے تھے: عُصَیَّہ نے اللہ اور رسول اللہ کی نافرمانی کی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۵۸ الدعاء علی المشرکین

باب ۵۵ : قضا نماز ادا کرنے کا بیان اور یہ کہ قضا نماز کو جلد ادا کرنا مستحب ہے

۳۹۶ ــــ حدیث عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ: حضرت عمرانؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم سب ایک سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ہم رات بھر چلتے رہے اور جب صبح قریب ہوئی تو پڑاؤ کر لیا نتیجتاً نیند کے غلبہ کی وجہ سے سب کی آنکھ لگ گئی، یہاں تک کہ سورج خوب روشن ہو گیا، اس موقع پر سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے، اور یہ طے شدہ دستور تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تک آپؐ خود بیدار نہ ہوں جگایا نہیں جاتا تھا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے، اور حضرت صدیقؓ نبی کریمؐ کے سرہانے بیٹھ کر بلند آواز سے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنے لگے یہاں تک کہ آپؐ بھی بیدار ہو گئے اور آپؐ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی، ایک شخص جماعت سے الگ رہا اور اس نے ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھی چنانچہ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے اس شخص سے دریافت فرمایا: تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں ادا نہیں کی؟ اس نے عرض کیا: مجھے جنابت (حاجتِ غسل) لاحق ہو گئی تھی۔ آپؐ نے اسے حکم دیا کہ مٹی سے تیمم کر لو، اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ مجھے رسولِ اکرم نے چند سواروں کے ہمراہ آگے روانہ کر دیا کیونکہ ہم سب لوگ سخت پیاسے تھے جب ہم آگے آگے جا رہے تھے ہمیں اچانک ایک عورت نظر آئی جو اپنی دونوں ٹانگیں دو بڑے مشکیزوں کے درمیان لٹکائے چلی جا رہی تھی۔ ہم نے اس سے دریافت کیا پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا: پانی نہیں ہے۔ پھر ہم نے اس سے پوچھا: تیرے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ کہنے لگی، ایک دن اور ایک رات کا۔ پھر ہم نے اس سے کہا کہ آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو! کہنے لگی: رسول اللہ کیا ہیں میں نہیں جانتی! پھر ہم اسے مجبور کر کے آپؐ کی خدمت میں لے آئے۔ آپؐ سے بھی اس نے وہی کچھ کہا جو ہم سے کہہ چکی تھی، البتہ مزید یہ بتایا کہ وہ یتیموں کو پال رہی ہے۔ آپؐ نے اس کے مشکیزے کھولنے کا حکم دیا اور ان دونوں مشکوں کے دہانوں پر اپنا دست مبارک پھیرا، اس کے بعد ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے ان مشکیزوں سے سیر ہو کر پانی پیا اور جتنے برتن اور مشکیں ہمارے پاس موجود تھے سب بھر لیے صرف اونٹوں کو پانی نہ پلایا۔ ادھر اس عورت کے مشکیزوں کا یہ حال تھا کہ پانی زیادہ بھر جانے کی وجہ سے وہ پھٹے جا رہے تھے۔ پھر آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ جو تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ چنانچہ روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جو کچھ موجود تھا سب جمع کر کے اسے دے دیا گیا اور وہ یہ سب لے کر اپنے گھر والوں کے پاس پہنچی

اور جاکر اس نے بتایا: آج میں سب سے بڑے جادوگر سے ملی ہوں یا پھر وہ واقعی نبی ہیں جیسا کہ وہ سب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پورے گاؤں کو اس عورت کی وجہ سے ہدایت عطا فرمائی، وہ عورت بھی مسلمان ہوگئی اور گاؤں والے بھی مسلمان ہو گئے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوۃ فی الاسلام

۳۹۷ ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کوئی نماز وقت پر ادا کرنا بھول جائے اس کو چاہیے کہ جب اسے یاد آئے فوراً پڑھ لے، فراموش شدہ نماز کا کفارہ بس یہی ہے "وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (۱۴ طٰہٰ)" اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰۃ: باب ۳۷ من نسی صلوٰۃً فلیصلھا اذا ذکرھا

کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا

باب ۱ : مُسافر کی نماز اور سفر میں نماز کو مختصر کرنے کا بیان

۳۹۸ ــــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (ابتدا میں) جب اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی تو سفر اور حضر دونوں میں صرف دو دو رکعتیں فرض کی تھیں بعد ازاں سفر کی نماز کو تو اسی حالت میں برقرار رکھا گیا اور حضر کی نماز میں رکعتوں میں اضافہ کر دیا گیا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸ الصلوٰة : باب ۱ کیف فرضت الصلوٰة فی الاسراء

۳۹۹ ــــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما : حفص بن عاصم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہم سے بیان کیا : میں (سفر میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں اور میں نے آپؐ کو سفر کے دوران میں سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ الاحزاب ـ ۲۱) "درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ تھا۔"

اخرجه البخاری فی کتاب ۱۸ تقصیر الصلوٰة : باب ۱۱ من لم یتطوع فی السفر دبر الصلوٰة وقبلها

۴۰۰ ــــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ظہر کی نماز میں مدینہ میں چار رکعت پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھیں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۱۸ تقصیر الصلوٰة : باب ۵ یقصر اذا خرج من موضعه

۴۰۱ ــــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ سے مکہ جانے کے لیے نکلے تو آپؐ (پورے راستے میں) دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ ہم مدینہ لوٹ کر آئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے دریافت کیا : کیا آپ لوگوں نے مکہ میں کچھ دن قیام بھی کیا تھا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم مکہ میں دس دن ٹھہرے تھے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۱۸ تقصیر الصلوٰة : باب ۱ ماجاء فی التقصیر وکم یقیم حتی یقصر

باب ۲ : منیٰ میں نماز کو قصر کرنے کا بیان

۴۰۲ ــــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور حضرات

ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ بھی مقام منیٰ میں دو رکعت نماز (یعنی قصر) ادا کی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ان کی خلافت کے ابتدائی دور میں (منیٰ میں) دو رکعت ہی پڑھی ہیں البتہ بعدازاں وہ (سفر میں) پوری نماز پڑھنے لگے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۸ تقصیر الصلاۃ : باب ۲ الصلاۃ بمنیٰ

۴۰۳ ـــــ حدیث حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ: حضرت حارثہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعت نماز (قصر نماز) پڑھائی حالانکہ اس وقت ہماری تعداد پہلے سے بہت زیادہ تھی اور ہم اس وقت پہلے سے بہت زیادہ امن کی حالت میں تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۸۴ الصلوۃ بمنیٰ

باب ۳ : بارش میں گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت

۴۰۴ ـــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک سرد رات میں جبکہ آندھی چل رہی تھی اذان دی اور (حی علی الصلوٰۃ کی بجائے) کہا: لوگو! اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو! اذان سے فارغ ہو کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: کہ جب رات کو سردی ہوتی اور بارش ہو رہی ہوتی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ وہ اذان میں (حی علی الصلوٰۃ کی بجائے) الا صلوا فی الرّحال! (اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو!) کہے[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان : باب ۴۰ الرخصۃ فی المطر والعلّۃ ان یّصلی فی رحلہ

۴۰۵ ـــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ نے ایک مرتبہ (جمعہ کے دن) جبکہ بارش ہو رہی تھی مؤذّن کو حکم دیا کہ اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ کے بعد حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ نہ کہنا بلکہ یہ کہنا: صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِكُمْ (اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو) لوگوں کو اس بات پر تعجّب ہُوا تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا: (تم کو اس پر تعجّب ہے حالانکہ) ایسا ہی طرزِ عمل اس ہستیؐ نے بھی اختیار کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے، نماز جمعہ یقیناً فرض ہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم کو تکلیف میں مبتلا کروں اور تم کیچڑ اور پھسلن میں چلتے ہوئے آؤ۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ : باب ۱۴ الرخصۃ لمن لم یحضر الجمعۃ فی المطر

باب ۴ : سفر میں نفلی نماز سواری پر (چلتے چلتے) پڑھنا جائز ہے خواہ سواری کا رُخ کسی سمت ہو

۴۰۶ ـــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنی سواری پر

---

[1] اس روایت میں سردی اور ہوا کا جو ذکر ہے اس سے علما نے شدید سردی اور آندھی مُراد لی ہے اور شدید گرمی کا حکم بھی یہی ہے کیونکہ اس میں بھی مشقت کا عذر موجود ہے علاوہ ازیں بارش رات کے وقت ہو یا دن کو دونوں صورتوں میں رخصت ہے البتہ آندھی کی صورت میں رات کی شرط ہے کیونکہ یہ رات کو ہی زیادہ تکلیف کا باعث بنتی ہے دن کو نہیں۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے آندھی کو بارش پر قیاس کیا ہے کیونکہ مشقت دونوں میں موجود ہے۔ گھروں میں نماز خواہ جماعت کے ساتھ پڑھی جائے یا منفرداً حدیث کے انداز سے تو گمان یہی ہوتا ہے کہ انفرادی نماز مراد ہے کیونکہ جماعت کا اصل مقام مسجد ہی ہے۔ مرتّب

ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے خواہ اس کا رُخ کسی طرف ہو اور (رکوع اور سجدہ) اشارے سے ادا کرتے تھے یہ رات کی نماز ہوتی تھی فرض کے علاوہ (فرض اُتر کر پڑھتے تھے اور) وتر سواری پر پڑھ لیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۴ الوتر: باب ۶ الوتر فی السفر

۴۰۷ — حدیث عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ: حضرت عامرؓ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر میں رات کے وقت اپنی سواری پر نفل پڑھا کرتے تھے خواہ سواری کا رُخ کسی طرف ہوتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۸ تقصیر الصلاۃ: باب ۱۲ من تطوع فی السفر فی غیر دبر الصلاۃ وقبلہا

۴۰۸ — (حدیث انس رضی اللہ عنہ): انس بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت انسؓ شام تشریف لائے تو ہم ان کے استقبال کے لیے گئے اور آپ ہمیں مقام عین التمر پر ملے، میں نے اس وقت دیکھا کہ آپؓ اپنے گدھے پر بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کا رُخ اس طرف یعنی قبلہ سے بائیں جانب تھا چنانچہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ میں نے دیکھا تھا کہ آپؓ (اپنی سواری پر) نماز پڑھ رہے تھے اور آپؓ کا رُخ قبلہ سے مختلف سمت میں تھا اس پر حضرت انسؓ نے فرمایا: اگر میں نے رسول کریم ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں ہرگز یہ کام نہ کرتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۸ تقصیر الصلاۃ: باب ۱۰ صلاۃ التطوع علی الحمار

باب ۵: سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے

۴۰۹ — حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ کو سفر کی وجہ سے عجلت ہوتی تو آپؐ مغرب کی نماز میں تاخیر کر دیتے تھے (کہ عشاء کا وقت آجاتا) پھر مغرب اور عشاء دونوں کو جمع کر کے ایک ہی وقت میں پڑھتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۸ تقصیر الصلاۃ: باب ۶ یصلی المغرب ثلاثا فی السفر

۴۱۰ — حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ اگر سورج ڈھلنے سے پہلے سفر پر روانہ ہوتے تو ظہر کی نماز میں عصر کے وقت تک تاخیر کر دیا کرتے تھے پھر (جب عصر کا وقت ہو جاتا تو) قیام فرماتے اور دونوں نمازیں اکٹھی پڑھا کرتے تھے اور اگر آپؐ کی روانگی سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سفر پر روانہ ہوتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۸ تقصیر الصلاۃ: باب ۱۶ اذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس صلی الظہر ثم رکب۔

باب ۶: حضر (جب سفر نہ ہو) میں نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

۴۱۱ — حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعت

نماز (ظہر اور عصر) اور سات رکعت نماز (مغرب وعشاء) اکٹھی ملا کر پڑھی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۹ لتہجد: باب ۳۰ من لم یتطوع بعد المکتوبۃ

باب ۸: نماز سے فارغ ہو کر امام دائیں جانب یا بائیں جانب جس رُخ چاہے مُنہ کر کے بیٹھ سکتا ہے

۴۱۲ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ: حضرت عبداللہ ؓ بن مسعود کہتے ہیں کہ کسی شخص کو اپنی نماز میں سے شیطان کو حصہ نہیں دینا چاہیے، نماز میں شیطان کا حصّہ اس طرح بھی ہو جاتا ہے کہ آدمی یہ سمجھنے لگے کہ اس پر صرف دائیں جانب منہ کر کے بیٹھنا ضروری ہے اس لیے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے آپؐ بہت دفعہ بائیں جانب منہ کر کے بیٹھا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۵۹ الانفتال والانصراف عن الیمین والشمال

باب ۹: تکبیر اقامہ شروع ہو جانے کے بعد نفل نماز شروع کرنا مکروہ ہے

۴۱۳ ــــ حدیث عبداللہ بن مالک بن بُحینہ ؓ: حضرت عبداللہ ؓ بن مالک بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ تکبیر اقامۃ ہو جانے کے بعد صبح کی دو سنتیں پڑھ رہا ہے چنانچہ جب نبی کریمؐ نے سلام پھیرا تو سب لوگ آپؐ کے گرد جمع ہو گئے اور رسول اکرمؐ نے اس سے کہا: کیا صبح کی نماز چار رکعت ہوتی ہیں؟ کیا صبح کی نماز چار رکعت ہوتی ہیں۔؟

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۳۸ اذا اقیمت الصلاۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ

باب ۱۱: دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے اور یہ دو رکعت پڑھے بغیر مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے اور تحیۃ المسجد تمام اوقات میں پڑھی جا سکتی ہیں

۴۱۴ ــــ حدیث ابو قتادہ سُلمیؓ: حضرت ابو قتادہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسجد میں آئے اُسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیۃ المسجد) پڑھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ: باب ۶۰ اذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین

باب ۱۲: سفر سے واپس آتے ہی پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت پڑھنا مستحب ہے

۴۱۵ ــــ حدیث جابر بن عبداللہ ؓ: حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھا لیکن اونٹ کے تھک جانے کی وجہ سے پیچھے رہ گیا تو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: جابر ہیں۔؟ میں نے عرض کیا: ہاں میں جابر ہوں! فرمایا: کیا بات ہے؟ تمہیں کیا ہُوا ہے؟ میں نے عرض کیا: میرا اونٹ تھک گیا ہے اور میں پیچھے رہ گیا ہوں۔

چنانچہ میں دوسرے دن صبح کے وقت پہنچا اور جب مسجد کی طرف آیا تو آپؐ مسجد کے دروازے پر ہی مل گئے اور دریافت فرمایا: تم اب پہنچے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا اپنے اُونٹ کو یہیں چھوڑ دو اور پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز (نفل) پڑھ لو۔ چنانچہ میں نے مسجد میں جاکر دو رکعت پڑھیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۳۴ شراء الدواب والحمیر

باب ۱۳: چاشت کی نماز مستحب ہے اور اس کی کم سے کم مقدار دو رکعتیں ہیں

۴۱۶ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ بعض کاموں کا کرنا پسند فرمانے کے باوجود اس خیال سے ان کو ترک کر دیتے تھے (نہ کرتے تھے) کہ کہیں لوگ انھیں مسلسل کرنے لگ جائیں اور وہ فرض کر دیے جائیں (اور اُمت پر مشقت بڑھ جائے) یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے کبھی چاشت کے نوافل نہیں پڑھے لیکن میں پڑھتی ہوں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۹ التہجد: باب ۵ تحریض النبی ﷺ علی صلاۃ اللیل والنوافل من غیر ایجاب

۴۱۷ ــــ (حدیث اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا): ابن ابی لیلیٰ رح کہتے ہیں کہ حضرت اُم ہانی رض کے سوا ہمیں کسی نے یہ اطلاع بہم نہیں پہنچائی کہ اس نے رسول کریم ﷺ کو چاشت کے نوافل پڑھتے دیکھا ہے: حضرت اُم ہانی رض بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن اپنے گھر میں غسل فرمایا اور اس کے بعد آٹھ رکعت نماز ادا کی اور یہ نماز آپؐ نے اتنی ہلکی پڑھی کہ میں نے اتنی ہلکی نماز پڑھتے آپؐ کو کبھی نہیں دیکھا البتہ اس میں بھی آپؐ نے رکوع اور سجدے پورے اہتمام سے کیے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۸ تقصیر الصلاۃ: باب ۱۲ من تطوع فی السفر فی غیر دبر الصلوات وقبلها

۴۱۸ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے محبوبؐ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی میں ان باتوں کو مرتے دم تک نہ چھوڑوں گا:

(۱) ہر مہینے تین روزے رکھنا (۲) چاشت کی نماز ادا کرنا (۳) اور وتر پڑھ کر سونا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۹ التہجد: باب ۳۳ صلاۃ الضحیٰ فی الحضر

باب ۱۴: فجر کی سنتوں کی فضیلت اور ان کی ترغیب دلانے کا بیان

۴۱۹ ــــ حدیث حفصہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ مؤذن (اذان دے کر) بیٹھ جاتا تھا اور صبح شروع ہو جاتی تھی تو نبی کریم ﷺ نمازِ جماعت سے پہلے دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۲ الاذان بعد الفجر

۴۲۰ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہ رض بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز کے وقت اذان اور

اقامت کے درمیان دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

اخرجه البخاري في : كتاب ١٠ الأذان : باب ١٢ الاذان بعد الفجر

۴۲۱ــــ حديث عائشة رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ صبح کی نماز سے پہلے کی دو سُنتیں اتنی ہلکی پڑھا کرتے تھے کہ مجھے خیال ہوتا کہ آپؐ نے "الحمد" بھی پڑھی ہے کہ نہیں!

اخرجه البخاري في : كتاب ١٩ التهجد : باب ٢٨ ما يقرأ في ركعتي الفجر

۴۲۲ــــ حديث عائشة رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح کی دو سُنتوں کا جتنا خیال و التزام فرماتے تھے اتنا کسی اور نفلی نماز کا نہیں فرماتے تھے۔

اخرجه البخاري في : كتاب ١٩ التهجد : باب ٢٧ تعاهد ركعتي الفجر ومن سماها تطوعًا

باب ۱۵ : فرض نمازوں سے پہلے اور بعد جو سُنتیں باقاعدہ پڑھی جاتی ہیں ان کی فضیلت اور تعداد کا بیان

۴۲۳ــــ حديث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ مندرجہ ذیل سنتیں پڑھی ہیں۔ دو رکعتیں ظہر سے پہلے، دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشا کے بعد اور دو جمعہ کے بعد۔ نیز مغرب اور عشار کی سنتیں آپؐ گھر میں پڑھا کرتے تھے۔

اخرجه البخاري في : كتاب ١٩ التهجد : باب ٢٩ التطوع بعد المكتوبة

باب ۱۶ : نفلی نماز پُوری کھڑے ہو کر یا پُوری بیٹھ کر پڑھنا یا ایک رکعت کا کچھ حصّہ کھڑے ہو کر اور کچھ حصّہ بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے!

۴۲۴ــــ حديث عائشة رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مَیں نے رسول کریم ﷺ کو رات کی کسی نماز میں بیٹھ کر قرأت کرتے نہیں دیکھا، حتیٰ کہ جب آپؐ بوڑھے ہو گئے تب بھی پہلے بیٹھ کر پڑھتے پھر جب سُورت میں سے تیس یا چالیس آیتیں باقی رہ جاتیں تو آپؐ کھڑے ہو جاتے تھے اور ان باقی ماندہ آیتوں کو کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اور اس کے بعد رکوع فرماتے تھے۔

اخرجه البخاري في : كتاب ١٩ التهجد : باب ١٦ قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره

۴۲۵ــــ حديث عائشة رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب بیٹھ کر (نفلی) نماز پڑھتے تو بیٹھے بیٹھے ہی قرأت کیا کرتے تھے پھر جب آپؐ کی قرأت میں سے تقریباً تیس یا چالیس آیتیں باقی رہ جاتیں تو آپؐ کھڑے ہو جاتے اور ان باقی ماندہ آیتوں کو کھڑے ہو کر پڑھتے، پھر رکوع فرماتے اس کے بعد سجدہ کرتے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے، بعد ازاں جب آپؐ نماز پڑھ چکتے تو دیکھتے (آیا میں جاگ رہی ہوں) اگر میں جاگ رہی ہوتی تو مجھ سے گفتگو فرماتے اور اگر مجھے سوتا ہُوا پاتے تو آپؐ بھی لیٹ جایا کرتے تھے۔

اخرجه البخاري في : كتاب ١٨ تقصير الصلاة : باب ٢٠ اذا صلى قاعدًا ثم صح او وجد خفة تمم ما بقي

باب ۱۷: نمازِ شب کا بیان، رات کی نماز میں آپؐ کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے نیز یہ کہ وتر کی ایک رکعت ہوتی ہے اور ایک رکعت بھی صحیح نماز ہے

۴۲۶ ـــ حدیث عائشہ ﷺ: ابوسلمہؒ بن عبدالرحمنؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ ماہ رمضان میں نبی کریم ﷺ کی نماز کی کیفیت کیا ہوتی تھی؟ آپؓ نے فرمایا: رسولِ اکرم ﷺ خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان کبھی گیارہ رکعت سے زیادہ (نوافل) نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعت پڑھتے تھے وہ اتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں کہ بس کچھ نہ پوچھو، پھر چار اور پڑھتے وہ بھی ایسی خوبصورت اور طویل ہوتی تھیں کہ بیان سے باہر ہے پھر مزید تین رکعت اور پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں، میں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا آپؐ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں تو یقیناً سوتی ہیں؛ لیکن میرا دل کبھی نہیں سوتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۹ التھجد: باب ۱۶ قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ

۴۲۷ ـــ حدیث عائشہ ﷺ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ رات کے وقت تیرہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے ان تیرہ رکعتوں میں وتر (کی ایک رکعت) بھی شامل ہے اور فجر کی دو سنتیں بھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۹ التھجد: باب ۱۰ کیف کان صلاۃ النبی ﷺ وکم کان النبی ﷺ یصلی من اللیل

۴۲۸ ـــ حدیث عائشہ ﷺ: اسودؒ بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز (تہجد) کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: آپؐ اوّل شب سو جاتے تھے اور رات کے آخری حصّہ میں بیدار ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے اور بعد ازاں اپنے بستر پر آکر آرام فرماتے پھر جب مؤذن اذان دیتا تو آپؐ تیزی سے کود کر بستر سے اترتے، پھر اگر آپؐ کو غسل فرمانے کی ضرورت ہوتی تو غسل فرما لیتے ورنہ وضو کر کے باہر (مسجد کی طرف) تشریف لے جاتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۹ التھجد: باب ۱۵ من نام اول اللیل واحیا اخرہ

۴۲۹ ـــ حدیث عائشہ ﷺ: مسروقؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رسول کریم ﷺ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند تھا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: آپؐ ایسے عمل کو پسند فرماتے تھے جو باقاعدہ اور ہمیشہ کیا جائے۔ میں نے سوال کیا: آپؐ رات کو کس وقت اٹھا کرتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا: جب مُرغ کی آواز سنتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۹ التھجد: باب ۷ من نام عند السحر

۴۳۰ ـــ حدیث عائشہ ﷺ: ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب بھی میرے پاس (شب باش) ہوتے سحر کے وقت ضرور سوتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۹ التھجد: باب ۷ من نام عند السحر

۴۳۱۔۔۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے وتر رات کے تمام حصوں میں پڑھے ہیں یہاں تک کہ آخر میں آپؐ وتر بوقت سحر پڑھا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۴ الوتر: باب ۲ ساعات الوتر

باب ۲۰ : رات کی نماز دو، دو رکعتیں ہیں اور وتر رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت ہے

۴۳۲۔۔۔ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے رات کی نماز (نوافل) کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: رات کے نوافل دو، دو رکعتیں کر کے پڑھے جائیں پھر جب خیال ہو کہ اب طلوعِ فجر قریب ہے تو ایک رکعت اکیلی پڑھ لے جس سے ساری پڑھی ہوئی نماز وتر (طاق) ہو جائے گی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۴ الوتر: باب ۱ ماجاء فی الوتر

۴۳۳۔۔۔ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی رات کی نماز کے آخر میں وتر پڑھو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۴ الوتر: باب ۴ لیجعل آخر صلاته وترًا

باب ۲۴ : رات کے آخری حصہ میں ذکر اور دعا کی ترغیب دلائی گئی ہے اس وقت دعا قبول ہوتی ہے

۴۳۴۔۔۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارا پروردگار جو برکتوں والا اور بلند و بالا ہے ہر رات جب رات کی آخری تہائی باقی رہ جاتی ہے، پہلے آسمان پر اترتا اور فرماتا ہے: کوئی ہے جو (اس وقت) مجھے پکارے کہ میں اس کی پکار کا جواب دوں؟ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے کہ میں اسے دوں؟ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش کا طلبگار ہو کہ میں اس کو بخش دوں؟

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۹ التهجد: باب ۱۴ الدعاء والصلوة فی آخر اللیل

باب ۲۵ : رمضان میں قیام اللیل یعنی تراویح کی ترغیب دلائی گئی ہے

۴۳۵۔۔۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے مہینہ میں ایمان کے ساتھ حصولِ ثواب کے لیے رات کو قیام کیا (تراویح پڑھی) اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیے گئے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲ الایمان: باب ۲۷ تطوع قیام رمضان من الایمان

۴۳۶۔۔۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات وسطِ شب میں نبی کریم ﷺ نے مسجد میں جا کر نماز پڑھی تو کچھ لوگوں نے آپؐ کے ساتھ (اقتدا میں) نماز ادا کی۔ صبح کے وقت اس موضوع پر لوگوں

نے ایک دوسرے سے بات کی تو (دوسری شب) پہلے سے زیادہ لوگ جمع ہوگئے اور سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس سے اگلے دن اس بات کا مزید چرچا ہُوا تو تیسری رات مسجد میں لوگ اور زیادہ جمع ہوگئے اور رسول کریم ﷺ نے بھی باہر جاکر نماز پڑھائی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، پھر جب چوتھی رات ہوئی تو لوگ اتنے زیادہ جمع ہوگئے کہ مسجد میں ان کے لیے گنجائش کم ہوگئی (اس رات آپ نماز کے لیے باہر تشریف نہ لے گئے) یہاں تک کہ جب صبح کی نماز کے لیے باہر مسجد میں تشریف لے گئے تو نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حمد وثناء کے بعد فرمایا: لوگو! آج رات مسجد میں تمھاری موجودگی مجھ سے مخفی نہیں ہے (لیکن میں اس وجہ سے نماز کے لیے باہر نہیں آیا تھا کہ) مجھے ڈر ہُوا کہ کہیں اس طرح تم پر (یہ نماز) فرض نہ کردی جائے اور پھر تم اس کی ادائیگی سے عاجز آجاؤ۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعة: باب ۲۹ من قال فی الخطبة بعد الثناء امّا بعد

باب ۲۶ : نماز شب میں دُعا مانگنے اور قیام کرنے کا بیان

۴۳۷ — حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام کیا (میں نے دیکھا کہ) نبی کریم ﷺ اٹھے، حاجاتِ ضروریہ سے فارغ ہوئے، اپنے چہرۂ مبارک اور ہاتھوں کو دھویا اور سوگئے اس کے بعد پھر اُٹھے اور مشک کے پاس تشریف لے گئے اور اس کا بند کھولا اور اوسط درجہ کا وضو کیا یعنی پانی تو زیادہ نہ بہایا لیکن وضو پُورا کرلیا اس کے بعد آپ نماز پڑھنے لگے تو میں بھی اٹھا اور انگڑائی لی اس خیال سے کہ کہیں آپ اس بات کو ناپسند نہ فرمائیں کہ میں جاگ رہا تھا اور آپ کے معمولات کی ٹوہ لے رہا تھا پھر میں نے بھی وضو کیا۔ آپ کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے میں جاکر آپکے بائیں جانب کھڑا ہوگیا، آپنے مجھے کان سے پکڑا اور گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کرلیا چنانچہ آپ کی یہ نماز تیرہ رکعتوں میں پوری ہُوئی اس کے بعد آپ لیٹ کر سوگئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے — آپ سوتے میں خراٹے لیا کرتے تھے — پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز صبح کی اطلاع دی چنانچہ آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اور آپ اپنی دُعا میں یہ کلمات ادا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَ عَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَ عَنْ يَّسَارِيْ نُوْرًا وَ فَوْقِيْ نُوْرًا وَ تَحْتِيْ نُوْرًا وَ اَمَامِيْ نُوْرًا وَ خَلْفِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا۔

"اے میرے معبود! میرے دل میں نور بھر دے اور میری آنکھوں میں بھی نور، میرے کانوں میں بھی نور، میری دائیں جانب بھی نور، میری بائیں جانب بھی نور، میرے اوپر بھی نور، میرے نیچے بھی نور، میرے آگے بھی نور اور میرے پیچھے بھی نور ہی نور کردے اور مجھے نور عطا فرما۔" کریبؒ جنھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ سات لفظ اور ہیں جو میرے پاس لکھے ہوئے ہیں اس وقت زبانی یاد نہیں (راوی کہتے ہیں کہ) پھر میں آل عباس میں سے ایک شخص سے ملا (اور اس سے دریافت کیا کہ وہ سات کلمات کیا تھے) تو اس نے عصبی ولحمی ودمی وشعری وبشری کا ذکر کیا اور مزید دو چیزوں کا ذکر کیا[1] یعنی آپ نے دعا میں اپنے اعصاب، گوشت، خون، بال اور کھال سب

[1] یہ دو چیزیں ہڈیاں اور مغز ہیں اور بعض کا خیال ہے اس سے مُراد چربی اور ہڈیاں ہیں۔ واللہ اعلم۔ مرتبؒ

کے لیے نور طلب کیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۱۰ الدعاء اذا انتبه من اللیل

۴۳۸ ــــ حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ٹھہرا ــــ میں بستر پر آڑا لیٹ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی زوجہ محترمہ لمبائی میں لیٹ گئے پھر آپؐ سو گئے، حتیٰ کہ جب تقریباً آدھی رات ہوگئی یعنی آدھی رات سے قدرے پہلے یا آدھی رات سے کچھ بعد کا وقت ہوگیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو کر بیٹھ گئے اور اپنے چہرۂ مبارک پر ہاتھ پھیر کر نیند کے اثرات دور کرنے لگے پھر آپؐ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرمائی اس کے بعد اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک لٹکی ہوئی مشک کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے پانی سے وضو کیا اور بہت عمدہ وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اُٹھ کھڑا ہُوا اور میں نے بھی وہی کچھ کیا جو آپؐ نے کیا تھا (یعنی آیتیں پڑھیں، مُنہ پر ہاتھ پھیر کر نیند کا اثر زائل کیا اور وضو کیا) اور آکر آپؐ کے بائیں جانب کھڑا ہوگیا، آپؐ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھ کر میرا دایاں کان پکڑا اور اسے مروڑنا شروع کر دیا پھر آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو اور پھر دو اور پھر دو اور پھر دو اور پھر دو اور پھر ایک رکعت وتر کی پڑھی اور اس کے بعد لیٹ گئے (اور لیٹے رہے) حتیٰ کہ مؤذن نے آکر آپؐ کو بیدار کیا اور آپ نے اٹھ کر دو ہلکی رکعتیں پڑھیں پھر باہر (مسجد میں) تشریف لے گئے اور نماز فجر پڑھائی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۳۶ قرأة القران بعد الحدث وغیرہ

۴۳۹ ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یعنی رات کی (نفلی) نماز میں تیرہ رکعتیں ہُوا کرتی تھیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۹ التهجد: باب ۱۰ کیف کانت صلاۃ النبی

وکم کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل

۴۴۰ ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد پڑھنے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الْحَمْدُ، اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ، اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ وَلِقَآؤُکَ حَقٌّ وَّالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَّالسَّاعَۃُ حَقٌّ، اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰھِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ" اے میرے معبود! حمد صرف تیرے ہی لیے ہے آسمانوں اور زمین کا نور تو ہے اور حمد تجھ ہی کو سزاوار ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے اور ہر قسم کی حمد و ثنا تیرے ہی لیے ہے تو آسمانوں زمین اور جو ان میں بستے ہیں سب کا پروردگار ہے، تو حق ہے اور تیرا وعدہ سچّا ہے تیرا قول بھی سچا ہے، تیرے حضور حاضر ہونا برحق ہے، جنّت و دوزخ دونوں حقیقت ہیں، تمام انبیاء

سچے ہیں اور روز قیامت برحق ہے۔ اے میرے معبود! میں تیرا مطیع فرمان ہوں تجھ پر میرا ایمان ہے اور تجھ ہی پر بھروسہ ہے اور میں تجھ ہی سے لو لگائے ہوئے ہوں، تیرے ہی لیے جھگڑتا ہوں اور تجھ ہی سے فیصلے کا طلب گار ہوں پس تو میرے اگلے پچھلے پوشیدہ اور ظاہر سب گناہ بخش دے، تو ہی صرف میرا رب و معبود ہے تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید: باب ۳۵ قول الله تعالیٰ (یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللّٰهِ)

باب ۲۷: نمازِ شب (تہجد) میں قرات کو طویل کرنا مستحب ہے

۴۴۱ــــ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نمازِ تہجد پڑھی تو آپؐ اتنی دیر کھڑے رہے کہ میرے دل میں ایک برا کام کرنے کا ارادہ پیدا ہوا۔
آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپؓ نے کیا ارادہ کیا تھا؟ کہنے لگے: میں نے ارادہ کیا تھا کہ بیٹھ جاؤں اور آپؐ کو چھوڑ دوں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۹ التہجد: باب ۹ طول القیام فی صلاۃ اللیل

باب ۲۸: ایسے شخص کے بارے میں (جو ساری رات سوتا رہا حتیٰ کہ صبح ہو گئی) احادیث میں کیا وعید آئی ہے

۴۴۲ــــ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو ساری رات سوتا رہا حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا: ایسے شخص کے کانوں میں، یا آپؐ نے فرمایا: کان میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱۱ صفة ابلیس وجنودہ

۴۴۳ــــ حدیث علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول کریم ﷺ رات کے وقت میرے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے قبضے میں ہیں وہ جب ہمیں اٹھانا چاہے گا اٹھا دے گا! ہم نے جب یہ بات کہی تو آپؐ واپس جانے کے لیے مڑ گئے اور اس بات کا کوئی جواب نہ دیا ــــ اور جب آپؐ واپس تشریف لے جا رہے تھے تو میں نے آپؐ کو اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے یہ فرماتے سنا: (وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ الکھف) "انسان بڑا ہی جھگڑالو واقع ہوا ہے"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۹ التہجد: باب ۵ تحریض النبی ﷺ علیٰ صلاۃ اللیل والنوافل

۴۴۴ــــ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ ہر گرہ کے ساتھ یہ بات پھونکتا ہے: بہت طویل رات پڑی ہے مزے سے سوئے رہو! اب اگر یہ شخص بیدار ہو کر اللہ کو یاد کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وضو بھی کرتا ہے تو

دُوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز بھی پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور یہ شخص صبح کے وقت ہشاش بشاش اور خوش مزاج اٹھتا ہے ورنہ بدمزاج اور کاہل اٹھتا ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ١٩ التهجد: باب ١٢ عقد الشيطان على قافية الراس اذا لم يصل بالليل

باب ۲۹ : نوافل گھر میں پڑھنا مستحب ہے اگرچہ مسجد میں بھی پڑھنا جائز ہے

۴۴۵ ـــ حدیث ابن عمرؓ : حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی کچھ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھا کرو، اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ!

اخرجه البخاري في: كتاب ٨ الصلاة: باب ٥٢ كراهية الصلاة في المقابر

۴۴۶ ـــ حدیث ابوموسیٰؓ : حضرت ابوموسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے وہ زندہ انسان ہے اور اس کے مقابلہ میں وہ شخص جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا اس کی مثال مُردے کی سی[1] ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٨٠ الدعوات: باب ٦٦ فضل ذكر الله عزّ وجل

۴۴۷ ـــ حدیث زید بن ثابتؓ : حضرت زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ماہ رمضان میں چٹائیوں کا ایک حجرہ بنا کر اس میں چند راتیں نماز پڑھی (آپؐ کو نماز پڑھتا دیکھ کر) صحابہ کرام میں سے کچھ حضرات آپؐ کے پیچھے نماز پڑھنے لگے جب آپؐ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ نماز میں شریک ہوتے ہیں تو آپؐ (نماز کے لیے) باہر تشریف نہ لائے، اس کے بعد (بوقت صبح) ان لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمھیں جو کچھ کرتے میں نے دیکھا ہے اس کا مقصد مجھے بخوبی معلوم ہے (یعنی تم حصول ثواب کی غرض سے میرے ساتھ نماز میں شریک ہوتے رہے ہو) اس لیے اے لوگو! تم اپنے گھروں میں (یہ) نماز پڑھا کرو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ کسی شخص کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو اپنے گھر میں پڑھی جائے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ١٠ الأذان: باب ٨١ صلاة الليل

باب ۳۱ : جو شخص نماز پڑھتے ہوئے اُونگھ جائے اور تلاوت قرآن یا ذکر اللہ میں زبان اٹکنے لگے تو اسے چاہیے اس وقت تک کے لیے لیٹ یا بیٹھ جائے جب تک کہ اس کی یہ کیفیّت دُور نہ ہو جائے

۴۴۸ ـــ حدیث انس بن مالکؓ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ (مسجد) میں تشریف لائے تو دیکھا کہ دوستونوں کے درمیان ایک رسّی تنی ہوئی ہے، آپؐ نے دریافت فرمایا: یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے

---

[1] حضرت ابوموسیٰ رضؓ سے جو روایت صحیح مسلم میں ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اس گھر کی مثال زندہ انسان کی سی ہے اور جس گھر میں اللہ کا نام نہیں لیا جاتا اس کی مثال مُردہ انسان کی سی ہے۔ مترجم

عرض کیا: یہ رسّی زینب رضی اللہ عنہا نے باندھ رکھی ہے وہ (نماز پڑھتے پڑھتے) جب تھکن محسوس کرتی ہیں تو اس کے سہارے لٹک جاتی ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں! ایسا نہیں کرنا چاہیے، اس رسی کو کھول دو، درست طریقہ یہ ہے کہ جب تک جی لگے بقائمی حواس نماز پڑھے اور جب تھک جائے تو بیٹھ کر آرام کرے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۹ التہجد: باب ۱۸ مایکرہ من التشدید فی العبادۃ

۴۴۹ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک عورت بیٹھی تھی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ عورت کون ہے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا فلاں عورت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس عورت کی تعریف کرنے لگیں (کہ سوتی نہیں نماز پڑھتی رہتی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: رُک جاؤ! یہ کوئی خوبی نہیں ہے، صرف ایسے عملوں کی ذمہ داری اپنے اُوپر ڈالو جن کو پُورا کرنے کی طاقت رکھتے ہو، اس لیے کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا تا آنکہ تم عبادت سے تھک نہ جاؤ۔

نبی کریم ﷺ کو دین کا وہ کام سب سے زیادہ پسند تھا جس کا کرنے والا اسے باقاعدہ اور ہمیشہ کرتا رہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲ الایمان: باب ۳۲ احب الدین عند اللہ ادومہ

۴۵۰ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسُول کریم ﷺ نے فرمایا: جب کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے اُونگھ آجائے تو اُسے چاہیے کہ سو جائے تا آنکہ اس پر سے نیند کا اثر زائل ہو جائے اس لیے کہ جب کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے اُونگھنے لگتا ہے تو اسے کیا پتہ کہ وہ طلبِ مغفرت کرتے کرتے خود کو کوسنے لگے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضو: باب ۵۳ الوضو من النوم

باب ۳۳: قرآن مجید کو باقاعدہ پڑھتے رہنے کا حکم نیز یہ کہنا نامناسب ہے "میں فلاں آیت بھُول گیا!" بلکہ کہنا چاہیے "فلاں آیت مجھے بھلا دی گئی"

۴۵۱ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے رات کے وقت مسجد میں ایک شخص کو قرآن مجید پڑھتے سُنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے اس نے مجھے فلاں آیت یاد دلا دی جو میں فلاں سُورۃ تلاوت کرتے وقت چھوڑ گیا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۲۷ من لم یر بأسا ان یقول سورۃ البقرۃ وسورۃ کذا وکذا۔

۴۵۲ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسُول کریم ﷺ نے فرمایا: حافظ قرآن کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اپنے اُونٹ کو ٹانگ سے باندھ کر چھوڑ رکھا ہو، اگر اس کی نگرانی کرتا رہے گا تو وہ رکا رہے گا، اگر اسے آزاد چھوڑ دے گا تو کہیں چلا جائے گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۲۳ استذکار القرآن وتعاھدہ

۴۵۳ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں قرآن مجید کی فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں مناسب نہیں ہے بلکہ اس طرح کہنا چاہیے کہ مجھے بھلا دی گئی ہے۔ قرآن کو مسلسل یاد کرتے رہو کیونکہ قرآن (غفلت برتنے والے) لوگوں کے سینوں سے نکل جانے میں وحشی اونٹوں سے بھی زیادہ تیز ہے۔

اخرجه البخاري فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۲۳ استذکار القرآن وتعاهده

۴۵۴ ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قرآن کی حفاظت کرتے رہو (پابندی کے ساتھ مسلسل تلاوت اور یاد کرتے رہو) اس لیے کہ قسم اس ذات کی، جس کے قبضہ میں میری جان ہے! قرآن چھوٹ کر بھاگنے میں پاؤں بندھے اونٹوں سے بھی زیادہ تیز ہے۔

اخرجه البخاري فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۲۳ استذکار القرآن وتعاهده

باب ۳۴ : قرآن کو حُسنِ قرأت سے پڑھنا مستحب ہے

۴۵۵ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی توجہ سے نہیں سُنتا جتنی توجہ سے وہ اس نبی کی آواز کو سنتا ہے جو خوش گلوئی سے قرآن کی تلاوت کر رہا ہو۔ مُراد (حسن صوت کے ساتھ) باآواز بلند قرأت کرنا ہے۔

اخرجه البخاري فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۱۹ من لم یتغن بالقرآن

۴۵۶ ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے ابوموسیٰ! تم کو حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی میں سے حصّہ دیا گیا ہے۔

اخرجه البخاري فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۳۱ حسن الصوت بالقرأة

باب ۳۵ : فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ کا سورۂ فتح تلاوت فرمانا

۴۵۷ ــــ حدیث عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فتح مکہ کے دن اپنی اُونٹنی پر سوار "ترجیع"[1] کے ساتھ سورت فتح تلاوت کرتے سُنا ہے۔ عبداللہ بن مغفل نے یہ روایت بیان کرتے ہوئے کہا: اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ میرے گرد لوگ جمع ہو جائیں گے تو میں آپ کو اسی طرح ترجیع سے تلاوت کر کے سناتا جس طرح نبی کریم ﷺ نے اس دن تلاوت فرمائی تھی

اخرجه البخاري فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۴۸ این رکز النبی ﷺ الرایة یوم الفتح

---

[1] ترجیع۔ آواز کو حلق میں گھما کر پڑھنا۔ بعض کا خیال ہے ترجیع سے مراد یہ ہے کہ آواز میں حرکات (زبر۔ زیر۔ پیش وغیرہ) کا زیر و بم نمایاں کیا جائے۔ عبداللہ بن مغفلؓ نے آپ کی مانند ترجیع کر کے دکھایا تھا اور قرأت میں آواز کو اس طرح کھینچا تھا کہ آ۔ آ۔ آ کی آواز پیدا ہوتی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ اونٹنی پر سوار تھے اور اونٹنی کی حرکت سے آپ بھی متحرک تھے جس سے آواز میں یہ زیر و بم پیدا ہو گیا تھا۔ مرتب

باب ۳۶ : تلاوتِ قرآن کی برکت سے "سکینت" کا نازل ہونا

۴۵۸ ــــ حدیثِ براء بن عازب ؓ: حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سورۂ کہف کی تلاوت کی۔ اس کے گھر میں ایک جانور بندھا ہوا تھا جو بدکنے لگا۔ اس نے سلام پھیر کر دیکھا تو اسے ایک کہر یا بدلی نظر آئی جو اسے گھیرے ہوئے تھی۔ اس شخص نے اس واقعہ کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اے شخص تمھیں تلاوت کرتے رہنا چاہیے اس لیے کہ یہ "سکینت"[1] تھی جو تلاوتِ قرآن کی برکت سے اُتری تھی یا آپؐ نے فرمایا: اتر رہی تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوۃ فی الاسلام

۴۵۹ ــــ حدیثِ اُسید بن حضیر ؓ: حضرت اُسید بن حضیرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں سورۂ بقرہ تلاوت کر رہا تھا کہ میرا گھوڑا جو قریب ہی بندھا ہوا تھا بدکنے لگا پھر جب میں خاموش ہو گیا تو گھوڑے نے بھی بدکنا چھوڑ دیا، میں نے پھر تلاوت شروع کی تو پھر بدکنے لگا، اور میں جب پھر خاموش ہوا تو وہ بھی ٹھہر گیا، میں نے پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس کے بعد اُسید بن حضیرؓ نے پڑھنا چھوڑ دیا کیونکہ ان کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا انھیں ڈر ہُوا کہ کہیں گھوڑا اسے نقصان نہ پہنچا دے چنانچہ انھوں نے اسے وہاں سے ہٹا لیا لیکن جب انھوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو آسمان نظر نہ آیا (بلکہ ایک بدلی جس میں چراغ سے جل رہے تھے فضا میں اوپر اٹھتی نظر آئی) صبح کے وقت انھوں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: ابن حضیر! کاش تم پڑھتے رہتے! اے ابن حضیر تم پڑھتے رہتے! انھوں نے عرض کیا: یا رسُول اللہ! مجھے اپنے بیٹے یحییٰ کے بارے میں خطرہ محسوس ہوا تھا کہ کہیں گھوڑا اسے کچل ہی نہ دے، کیونکہ یحییٰ گھوڑے کے بالکل قریب تھا۔ چنانچہ میں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور مڑ کر اس کے قریب آ گیا اور اب جو سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو اچانک مجھے ایک چھتری سی نظر آئی جس میں گویا چراغ روشن تھے۔ پھر میں وہاں سے دُور ہٹ گیا تاکہ اسے نہ دیکھوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو وہ کیا تھا؟ اسید نے کہا: نہیں! آپؐ نے فرمایا: یہ فرشتے تھے جو تمھاری آواز سننے کے لیے قریب آئے تھے اور اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت لوگ انھیں دیکھتے اور وہ ان کی نظروں سے اوجھل نہ ہوتے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۱۵ نزول السکینۃ والملائکۃ عند قراۃ القرآن

باب ۳۷ : قرآن کی باقاعدہ تلاوت کرتے رہنے والے کی فضیلت

۴۶۰ ــــ حدیث ابوموسیٰ اشعری ؓ: حضرت ابوموسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا رہتا ہے نارنگی کی سی ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ ہے اور ذائقہ بھی عمدہ ہے اور اس مومن کی مثال

---

[1] سکینۃ۔ کثیر المعنی لفظ ہے لیکن اس کے معانی کے بارے میں قول مختار یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ایک چیز ہے جس میں اطمینان اور رحمت ہے اور اس کے ساتھ ملائکہ اترتے ہیں۔ مرتب

جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا، کھجور کی سی ہے جس میں خوشبو نہیں ہے البتہ اس کا ذائقہ ضرور میٹھا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے وہ اس خوشبودار پودے کی مانند ہے جس کی بُو تو اچھی ہے لیکن مزا کڑوا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والا منافق اندرائن کے پھل کی طرح ہے جس میں خوشبو بھی نہیں ہے اور مزا بھی کڑوا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۰ الاطعمه : باب ۳۰ - ذکر الطعام

باب ۳۸ : قرآن کے حافظ اور قاری کی اور ایسے شخص کی فضیلت جو حفظ و تلاوت پر محنت و مشقت برداشت کرتا ہے!

۴۶۱ —— حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن مجید کے حافظ کی مثال معزز فرشتوں کی سی ہے اور وہ ان ہی کے ساتھ ہو گا اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس کو حفظ کرتا ہے درآنحالیکہ حفظ کرنا اس کے لیے دشوار ہے، اس کے لیے دُہرا اجر ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : ۸۰ - سورۂ عبس

باب ۳۹ : عُلماء اور ماہرینِ فن کو قرآن سُنانا مستحب ہے اگرچہ سُنانے والا سُننے والے سے مقام و مرتبہ میں افضل و برتر ہو !

۴۶۲ —— حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا کہ تمھارے سامنے سورہ (لم یکن الذین کفروا) پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ نے نام لے کر ذکر کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رو پڑے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۳ مناقب الانصار : باب ۱۶ مناقب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

باب ۴۰ : قرآن سننے کی فضیلت، حافظ قرآن سے سُنانے کی فرمائش کرنے اور قرآت سنتے وقت رونے اور غور و تدبّر کرنے کا بیان

۴۶۳ —— حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ مَیں آپ کو قرآن سناؤں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کو قرآن سناؤں؟ حالانکہ قرآن نازل آپ پر ہوا ہے! آپ نے فرمایا: میرا جی چاہتا ہے کہ میں کسی اور سے سنوں۔ چنانچہ میں نے سورۂ نسا تلاوت کی جب میں آیۂ کریمہ (فکیف[1]

---

[1] "پھر سوچو کہ اس وقت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان لوگوں پر تمھیں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔" (ترجمہ)

اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۴۱ النساء پر پہنچا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: رُک جاؤ! یا فرمایا روک دو! جب میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں سے اشک رواں تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۳۵ البکاء عند قرأۃ القرآن

۴۶۴ —— حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ: علقمہؒ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم لوگ حمص میں تھے تو حضرت ابن مسعودؓ نے سورۂ یوسف تلاوت فرمائی، تو ایک شخص نے کہا: اس طرح تو نازل نہیں ہوئی تھی! حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ میں نے (یہی سورت اسی طرح) جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھی تھی تو آپؐ نے فرمایا تھا: تم نے بہت خوب پڑھا۔ اسی وقت اس شخص کے منہ سے حضرت ابن مسعود نے شراب کی بُو محسوس کی تو آپؓ نے اس سے فرمایا: تو نے دو جرم کیے ہیں (۱) کتاب اللہ کو جھٹلایا ہے اور (۲) شراب پی رکھی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس پر شراب پینے کے جرم میں حد (سزا) نافذ فرمائی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۸ القراء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب ۴۳ : سورۂ فاتحہ کی اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت

۴۶۵ —— حدیث ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابومسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں جس شخص نے رات کو پڑھیں وہ اس کے لیے (رات بھر کو) کافی ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ المغازی: باب ۱۲ حدثنی خلیفة

باب ۴۷ : اس شخص کی فضیلت کا بیان جو قرآن سیکھ کر دوسروں کو سکھاتا ہے یا حکمتِ قرآنی مثلاً علوم تفسیر و فقہ حاصل کر کے خود بھی ان پر عمل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے

۴۶۶ —— حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی سے حسد کرنا جائز نہیں مگر دو شخصوں سے، ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم عطا فرمایا ہو اور وہ دن رات اسی کے پڑھنے پڑھانے میں مصروف رہے دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ اسے دن رات (راہ حق میں) خرچ کرتا رہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید: باب ۴۵ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل آتاہ اللہ القرآن فھو یقوم به

۴۶۷ —— حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد کرنا جائز نہیں ہے مگر دو شخصوں سے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور ساتھ ہی اس مال کو راہِ حق میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی۔ دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت و دانش عطا فرمائی اور وہ اس کے مطابق فیصلے بھی کرتا ہے اور دوسروں کو بھی علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۱۵ الاغتباط فی العلم والحکمة

باب ۴۸: قرآن مجید سات مختلف لہجوں میں نازل ہُوا ہے اور سات لہجوں کا مفہوم

۴۶۸ ـــــ حدیث عمر بن الخطاب ﷛: حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہشامؓ بن حکیم بن حزام سُورۂ فرقان کی تلاوت کر رہے تھے مگر ان کا اندازِ تلاوت اس سے کچھ مختلف تھا جیسے میں پڑھا کرتا تھا اور جس طرح ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمایا تھا، قریب تھا کہ میں ان پر جھپٹ پڑتا مگر میں نے صبر کیا حتیٰ کہ جب وہ پڑھ کر فارغ ہو گئے تو میں نے ان کے گلے میں پڑی ہوئی چادر سے انھیں پکڑ لیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ اور عرض کیا: یا رسُول اللہ! انھیں میں نے (سورۂ فرقان) اس سے مختلف انداز میں پڑھتے ہُوئے سنا ہے جس طریقہ سے آپؐ نے ہمیں پڑھائی ہے۔ آپؐ نے پہلے مجھے حکم دیا کہ انھیں چھوڑ دو۔ پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم تلاوت کر کے سناؤ! چنانچہ انھوں نے تلاوت کی۔ آپؐ نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر مجھے حکم دیا، تم پڑھ کر سناؤ! میں نے بھی پڑھ کر سُنائی۔ آپؐ نے اس پر بھی فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی ہے! (پھر وضاحت فرمائی کہ) دراصل قرآن مجید سات مختلف لہجوں اور قرأتوں میں نازل ہوا ہے بنا بریں جس کو جس طرح سہولت ہو اسی طریقے سے پڑھ لے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۴۴ الخصومات: باب ۴ كلام الخصوم بعضهم في بعض

۴۶۹ ـــــ حدیث ابن عباس ﷛: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریلؑ نے مجھے ایک لہجے اور قرأت میں قرآن پڑھایا لیکن میں ان سے لہجوں اور قرأتوں میں اضافہ کا مسلسل مطالبہ کرتا رہا حتیٰ کہ قرأتوں کی تعداد سات[1] ہو گئی۔ اخرجه البخاري في كتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۶ ذكر الملائكه

---

[1] سبعۃ احرف ۔ اس سلسلہ میں علماء سے مختلف اقوال منقول ہیں مثلاً سات کے عدد کے سلسلہ میں ایک قول یہ ہے کہ یہ عدد بطور علامت استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ ایک سے زائد وجوہ و طرق کی سہولت دی گئی ہے جو سات میں محدود و منحصر نہیں ہے لیکن اکثریت کا خیال یہ ہے کہ سات کا عدد حصر کے لیے ہے اور یہ وجوہ و طرق سات سے آٹھ نہیں ہو سکتے۔ اب رہ گئی یہ بات کہ "سبعۃ احرف" سے مراد کیا ہے؟ اس سلسلے میں بھی متعدد اقوال ہیں۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد یہ ہے کہ سات مضامین پورے قرآن کا خلاصہ ہیں اور وہ یہ ہیں: وعد[1]۔ وعید[2]۔ محکم[3]۔ متشابہ[4]۔ حلال[5]۔ حرام[6] اور قصص و امثال۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ احرف سے مراد کیفیت قرأۃ اور الفاظ کے مخارج کی صورتیں ہیں یعنی ادغام[1]۔ اظہار[2]۔ تفخیم[3]۔ ترقیق[4]۔ امالہ[5]۔ مد[6]۔ قصر[7]۔ کیونکہ عرب قبائل میں زبان کے اعتبار سے انہی امور میں باہم اختلاف تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ سہولت عطا فرمائی کہ جسے ادغام کرنا آسان ہو وہ ادغام کرے ورنہ اظہار سے کام لے علیٰ ہذا القیاس باقی امور۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے مراد سات قسم کے الفاظ و حروف ہیں اب اس میں مزید اختلاف ہے کہ الفاظ و حروف سے کیا مراد ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے سات قرأتیں اور وجوہ اعراب مراد ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ یہ عرب کے سات لغات ہیں مثلاً یمن۔ معد۔ مضر وغیرہ کے لغات یعنی جو افصح لغات تھے۔ یہ لغات قرآن مجید میں متفرق مقامات پر استعمال ہوئے ہیں ایک ہی جگہ یا ایک کلمہ میں نہیں۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ بعض کلمات میں سب لغات جمع ہیں مثلاً "عبد الطاغوت"، "یرتع و یلعب" اور "باعد بین اسفارنا" وغیرہ قاضی ابوبکر باقلانیؒ نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتوں قسم کے لغات مروی ہو چکے ہیں اور امت نے ان کو جمع کر لیا ہے۔ مصحف عثمانیؓ کی جمع و تدوین کے وقت جو کچھ تواتر سے ثابت ہُوا جمع کر لیا گیا اور جس کی صحت ثابت نہیں ہو سکی ردّ و حذف کر دیا گیا بعض مقامات پر ان الفاظ کے معانی میں کسی قدر اختلاف ضرور ہے لیکن اس طرح متضاد یا متناقض نہیں ہیں کہ باہم متعارض ہوں یا ایک دوسرے کے منافی ہوں اور ایک دوسرے کے معنی کی تکذیب کریں۔ طحاویؒ نے کہا ہے کہ ان حرفوں میں قرأت کی ضرورت اسلام کے ابتدائی دور میں تھی، بعد میں ان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ داؤدیؒ نے کہا ہے کہ سات قرأتیں آج بھی مروّج ہیں لیکن یہ ہر حرف اور ہر لفظ میں نہیں ہیں بلکہ جا بجا متفرق ہیں۔ الغرض یہ ساتوں قرأتیں مشہور ہیں اور بشہرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور اُمّت نے ان کو ضبط کر لیا ہے۔ انتہیٰ۔ از نوویؒ۔ مترجم

باب ۴۹ : قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے، بیہودگی یعنی بہت تیز تیز پڑھنے سے اجتناب ضروری ہے البتہ ایک رکعت میں دو یا دو سے زیادہ سورتیں پڑھنا بھی جائز ہے

۴۷۰ ــــ حدیث ابن مسعود ؓ : ابووائلؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے شب گزشتہ تمام "مفصّل"[۱] سورتیں ایک رکعت میں پڑھی ہیں۔ حضرت عبداللہ نے کہا: کیا تم اس طرح تیز تیز پڑھتے ہو جیسے شعر پڑھتے وقت تیزی دکھائی جاتی ہے؟ مزید برآں حضرت ابن مسعود نے کہا: میں ان نظائر[۲] سے بخوبی واقف ہوں جن کو رسول کریم ﷺ ایک قرأت میں جمع کر کے پڑھا کرتے تھے چنانچہ انھوں نے مفصّل کی سورتوں میں سے بیس سورتوں کا ذکر کیا جن میں سے آپ ﷺ ہر رکعت میں دو دو سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۱۰ الاذان : باب ۱۰۶ الجمع بین السورتین فی الرکعۃ

باب ۵۰ : قرأت سے متعلق چند امور

۴۷۱ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ : حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ (فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ القمر) تلفظ فرمایا کرتے تھے (مُذَّکر نہیں)

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : ۵۴ - سورۃ اقتربت الساعۃ باب ۲ (تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا)

۴۷۲ ــــ حدیث ابوالدرداء ؓ : ابراہیمؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے (بعض) ساتھی حضرت ابوالدرداءؓ کے علاقہ (شام) میں آئے تو حضرت ابوالدرداءؓ انھیں تلاش کرتے ہوئے ان کے پاس پہنچے اور دریافت کیا: تم میں سے کون حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت کے مطابق قرآن پڑھ سکتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم سب ان کی قرأت کے مطابق ہی پڑھتے ہیں۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے پوچھا کہ تم میں سے کس شخص کو ان کی قرأت کا انداز سب سے زیادہ یاد ہے؟ لوگوں نے علقمہؒ کی طرف اشارہ کیا۔ آپؓ نے علقمہؒ سے مخاطب ہو کر پوچھا: تم نے حضرت ابن مسعودؓ کو (وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى) کس طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے؟ علقمہؒ نے جواب دیا (وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى) حضرت ابوالدرداءؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی رسول اکرم ﷺ کو اسی انداز سے پڑھتے سنا ہے۔ جبکہ یہ لوگ (شام والے) چاہتے ہیں کہ میں (وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى) پڑھوں۔ خدا کی قسم! میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : ۹۲ - سورۃ واللیل : باب وَمَا خلق الذکر والانثٰی

---

[۱] "مفصل"۔ ان سے مراد وہ سورتیں ہیں جو سورۂ فتح سے لیکر آخر قرآن تک ہیں۔ انھیں مفصل اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان میں بسم اللہ کے ذریعہ سے بھی باہم فصل موجود ہے اور آیات و اوقاف کی صورت میں بھی فصل زیادہ ہے۔

[۲] "نظائر"۔ وہ سورتیں جو معانی، مواعظ و حکم اور قصص وغیرہ میں یا آیات کی تعداد میں ایک دوسرے سے مماثل ہیں۔ بیس سورتوں کے دس جوڑے یہ ہیں (۱) الرحمٰن اور النجم (۲) اقتربت اور الحاقۃ (۳) الذاریات اور طور (۴) واقعہ اور نٓ (۵) سأل سائل اور نازعات (۶) ویل للمطففین اور عبس (۷) مدثر اور مزمل (۸) ھل اتٰی اور لا اُقسم (۹) عم یتساءلون اور مرسلات اور (۱۰) واذا الشمس کوّرت اور الدخان۔ مترجم

باب ۵۱ : وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا منع ہے

۴۷۳ــــ (حدیث عمر بن الخطّاب ﷛) : حضرت ابن عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میرے سامنے چند برگزیدہ افراد نے، جن میں میرے نزدیک سب سے زیادہ برگزیدہ اور پسندیدہ شخصیت حضرت عمرؓ ہیں، اس بات کی گواہی دی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے دو وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے (۱) نماز فجر کے بعد جب تک کہ سورج روشن نہ ہو جائے اور (۲) نماز عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو جائے

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصّلاة : باب ۳۰ الصلاة بعد الفجر حتی ترتفع الشمس

۴۷۴ــــ حدیث ابو سعید خدری ﷛ : حضرت ابو سعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ نماز فجر کے بعد سورج پوری طرح بلند ہو جانے سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ اسی طرح نماز عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوة : باب ۳۱ : لا یتحری الصلاة قبل غروب الشمس

۴۷۵ــــ حدیث ابن عمر ﷛ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : نماز ایسے اوقات میں نہ پڑھو جب سورج طلوع یا غروب ہو رہا ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصّلاة : باب ۳۰ الصلاة بعد الفجر حتی ترتفع الشمس

۴۷۶ــــ حدیث ابن عمر ﷛ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا : جب سورج کا ایک کنارہ نکل آئے تو اس وقت تک نماز سے رک جاؤ جب تک سورج پوری طرح نکل نہ آئے۔ اسی طرح جب سورج کا ایک کنارہ غروب ہو رہا ہو تو بھی اس وقت تک کیلیے نماز چھوڑ دو جب تک کہ پورا سورج غروب نہ ہو جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق : باب ۱۱ صفة ابلیس وجنوده

باب ۵۴ : ان دو رکعتوں کی تحقیق جو نبی کریم ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے

۴۷۷ــــ (حدیث اُم سلمہ ﷝) : کریبؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرات ابن عباس اور مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہم نے مجھے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ﷝ کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ ہم سب کی طرف سے آپؓ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے بعد دریافت کرنا کہ وہ دو رکعتیں کیسی تھیں جو رسول اللہ ﷺ نماز عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے؟ نیز یہ کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپؓ بھی یہ دو رکعتیں پڑھتی ہیں جبکہ یہ روایت بھی ہم تک پہنچی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے یہ بھی کہا : کہ میں حضرت عمر ﷛ کے ساتھ مل کر ان دو رکعتوں کے پڑھنے پر (لوگوں کو) مارا کرتا تھا! کریبؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اُم المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے وہ تمام گفتگو عرض کر دی جو کہلوا کر مجھے بھیجا گیا تھا۔ اُم المومنینؓ نے فرمایا : اس کے بارے میں اُم المومنین حضرت اُم سلمہ ﷝ سے دریافت کرو!

چنانچہ میں نے واپس آکر حضرت ابن عباس وغیرہ کو بتا دیا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ جواب دیا ہے۔ چنانچہ ان حضرات نے مجھے ——— ام المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اور جو بات ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کروائی تھی وہی آپ سے دریافت کروائی، اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو ان دو رکعتوں سے منع کرتے خود سُنا تھا لیکن پھر میں نے (ایک دن) دیکھا کہ آپ عصر کے بعد دو رکعت پڑھ رہے ہیں۔ ہُوا یہ کہ آپ نمازِ عصر پڑھنے کے بعد میرے گھر تشریف لائے (اور دو رکعت پڑھنے لگے) اس وقت میرے پاس انصار کے قبیلہ بنی حرام کی چند عورتیں بیٹھی تھیں (میں خود آپ کی خدمت میں نہ جا سکی) میں نے آپ کی خدمت میں ایک لڑکی کو بھیجا اور اسے ہدایت کی کہ تم آپ کے قریب جا کر ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو جانا اور آپ سے عرض کرنا: اُم سلمہ دریافت کرتی ہیں: "یا رسول اللہ! میں نے آپ کو ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے منع کرتے ہوئے خود سُنا تھا اور اب میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ وہ رکعتیں پڑھ رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ اگر آپ اپنے ہاتھ سے کوئی اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ کر کھڑی رہنا (ورنہ واپس آجانا) چنانچہ اس لڑکی نے آپ کی خدمت میں جا کر جو کچھ میں نے کہا تھا کہہ دیا۔ آپ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ٹھہرنے کے لیے کہا، وہ پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے ابو امیہ کی بیٹی۔ (امّ المومنین حضرت اُم سلمہ) تم نے مجھ سے ان دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا ہے جو میں نے عصر کے بعد پڑھی ہیں تو صورتِ حال یہ ہے کہ (یہ عصر کے بعد کی رکعتیں نہیں ہیں) بلکہ میرے پاس قبیلہ بنی عبد قیس کے کچھ لوگ آگئے تھے جن کی وجہ سے میں ظہر کے بعد کی دو رکعتیں نہ پڑھ سکا تھا تو یہ جو اب (عصر کے بعد) میں نے پڑھی ہیں یہ دراصل ظہر کے بعد والی دو رکعتیں ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۲ السهو: باب ۸ اذا کُلِّمَ وهو یصلی فاشار بیده واستمع

۴۷۸ ——— حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: دو نمازیں رسول کریم ﷺ نے کبھی ترک نہیں فرمائیں نہ علانیہ نہ پوشیدہ۔ (۱) دو رکعت نمازِ فجر سے پہلے اور (۲) دو رکعت نمازِ عصر کے بعد۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلوٰة: باب ۳۳ ما یصلی بعد العصر الفوائت ونحوها

باب ۵۵ : نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے

۴۷۹ ——— حدیثِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مؤذن اذان دے چکتا تھا تو کچھ صحابہ کرام تیزی سے ستونوں کی طرف جھپٹتے تھے حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ (نماز پڑھانے) تشریف لے آتے، لیکن وہ اسی طرح مغرب سے پہلے کی دو رکعتیں پڑھ رہے ہوتے تھے اور اذان اور اقامت کے درمیان کچھ زیادہ وقفہ نہیں ہوتا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۴ کم بین الاذان والاقامة

باب ۵۶ : ہر دو اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان ایک نماز ہے

۴۸۰ ——— حدیث عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر دو اذانوں

یعنی اذان اور اقامت کے درمیان ایک نماز ہے، آپؐ نے تین مرتبہ یہ فقرہ دہرایا لیکن تیسری مرتبہ یہ بھی فرمایا: اس کے لیے جو پڑھنا چاہے۔ اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۶ بین کل اذانین صلاۃ لمن شاء

باب ۵۷ : نمازِ خوف کا بیان

۴۸۱ ـــــ حدیث ابن عمرؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے (بوقت خوف) لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کے ساتھ نماز (کی ایک رکعت) پڑھی اس وقت دوسرا حصہ دشمن کے سامنے کھڑا تھا، پھر یہ لوگ (جو آپؐ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے تھے) پیچھے ہٹ کر اپنے ساتھیوں کی جگہ پر جا کر کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں نے آ کر آپؐ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور (دو رکعت پڑھا کر) آپؐ نے سلام پھیر دیا اور ان لوگوں نے کھڑے ہو کر ایک رکعت اور پڑھی اور اپنی نماز پوری کر لی (اور پیچھے چلے گئے) پھر (ان لوگوں نے بھی جو ایک رکعت آپؐ کے ساتھ پڑھ کر پیچھے چلے گئے تھے) کھڑے ہو کر ایک رکعت اور پڑھی اور اپنی نماز پوری کر لی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۱ غزوۃ ذات الرقاع

۴۸۲ ـــــ حدیث سہل بن ابی حثمہؓ: حضرت سہل بن ابی حثمہؓ بیان کرتے ہیں کہ (نماز خوف میں) امام قبلہ کی طرف مُنھ کر کے کھڑا ہوتا ہے اور لشکر کا ایک حصہ امام کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے اور دُوسرا حصہ دشمن کے رُوبرو رہتا ہے اور ان کے چہرے بھی دشمن کی طرف ہوتے ہیں۔ امام ان لوگوں کو جو اس کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں ایک رکعت پڑھاتا ہے پھر یہ لوگ اسی جگہ کھڑے ہو کر بطور خود (امام سے علحدہ) ایک رکعت اور پڑھتے ہیں یعنی ایک رکوع اور دو سجدے کرتے ہیں اور پیچھے ان لوگوں کی جگہ جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں جو دشمن کے رُوبرو تھے اور وہ امام کے پیچھے آ جاتے ہیں اور امام ان کے ساتھ ایک رکعت اور پڑھ کر سلام پھیر دیتا ہے کیوں کہ اس کی دو رکعت ہو گئیں اور یہ لوگ بطور خود اسی جگہ کھڑے ہو کر ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ ایک رکعت اور پڑھتے ہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۱ غزوۃ ذات الرقاع

۴۸۳ ـــــ (حدیث خوات بن جبیرؓ): صالح بن خوات اپنے والد خواتؓ سے، جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں شریک تھے اور انھوں نے آپؐ کے ساتھ نماز خوف پڑھی تھی، روایت کرتے ہیں کہ (ذات الرقاع کے دن نماز میں) لشکر کے ایک حصّہ نے آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر صف باندھ لی اور دوسرا حصہ دشمن کے سامنے رہا آپؐ نے ان لوگوں کو جو آپؐ کے پیچھے صف بستہ تھے ایک رکعت پڑھائی پھر آپؐ اتنی دیر کھڑے رہے کہ یہ لوگ اپنے طور پر ایک رکعت مزید پڑھ کر اور اپنی نماز پوری کر کے دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور دوسرا گروہ (جو دشمن کے سامنے تھا) آپؐ کے پیچھے آ گیا اور آپؐ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی جو آپؐ کی نماز میں سے ابھی باقی تھی۔ پھر اتنی دیر بیٹھے رہے کہ ان لوگوں نے اپنی نماز پوری کر لی پھر آپؐ نے ان کے ساتھ مل کر سلام پھیر دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۱ غزوۃ ذات الرقاع

۴۸۴ ــــ حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع میں ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے، جب ہم ایک سایہ دار درخت کے قریب پہنچے تو ہم نے اسے رسول کریم ﷺ کے لیے مخصوص کر دیا (تاکہ آپؐ اس کے نیچے آرام فرمائیں) پھر اسی دوران ایک مُشرک آیا، اس نے رسول کریم ﷺ کی تلوار جو درخت کے ساتھ لٹک رہی تھی، اپنے قبضہ میں کر کے اسے میان سے نکال لیا اور آپؐ سے مخاطب ہُوا: کیا آپؐ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: اب کون آپؐ کو مجھ سے بچا سکتا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اللہ"! (اسی اثناء میں صحابہ کرامؓ پہنچ گئے) اور صحابہ کرامؓ نے اسے دھمکایا، پھر نماز کی تکبیر ہوئی اور آپؐ نے لشکر کے ایک حصّہ کے ساتھ دو رکعت ادا کیں اور یہ لوگ پیچھے چلے گئے پھر دوسرے حصہ کے ساتھ بھی آپؐ نے دو رکعت پڑھیں گویا آپؐ کی چار رکعت ہوئیں اور لوگوں کی دو، دو[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۱ غزوۃ ذات الرقاع

[1] نماز خوف کے سلسلہ میں یہ اور ان کے علاوہ بھی متعدد روایتیں ہیں۔ اور سب صُورتیں روا ہیں۔ مختلف مسالکِ فکر کے علماء نے اولیّت اور افضلیّت کے لحاظ سے مختلف صورتوں کو پسند کیا ہے۔ ویسے جو بھی صورت حسبِ موقع اختیار کر لی جائے نماز درست ہو جائے گی۔ مترجم

کتاب الجمعة

۴۸۵ ــــ حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص نماز جمعہ کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کر کے آئے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ: باب ۲ فضل الغسل یوم الجمعۃ

۴۸۶ ــــ (حدیث عمر بن الخطابؓ): حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب ایک مرتبہ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اسی دوران رسول کریم ﷺ کے صحابیوں میں سے ایک ایسے صاحب تشریف لائے جو مہاجرین کے طبقہ سابقون الاولون[۱] میں سے تھے، حضرت عمرؓ نے (منبر پر سے ہی) آواز دے کر پوچھا: آپ کے آنے کا یہ کون سا وقت ہے؟ انھوں نے کہا: میں ایک ضروری کام میں اُلجھا رہا جس کی وجہ سے مجھے اتنی دیر ہو گئی کہ جس وقت گھر پہنچا اذان ہو رہی تھی پھر میں نے وضو کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا (اور نماز کے لیے آ گیا) حضرت عمرؓ نے فرمایا: اور صرف وضو کیا (یہ دوسری غلطی ہے)؟ جبکہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول کریم ﷺ (جمعہ کی نماز کے لیے) غسل کا حکم دیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ، باب ۲ فضل الغسل یوم الجمعۃ

باب ۱: جمعہ کے دن ہر بالغ مرد پر غسل واجب ہونے کے سلسلہ میں جو احکام آئے ہیں

۴۸۷ ــــ حدیث ابوسعید خدریؓ: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن ہر بالغ مرد پر غسل واجب[۲] ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۶۱ وضو الصبیان ومتی یجب علیہم الغسل

۴۸۸ ــــ حدیث عائشہؓ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جمعہ کے دن لوگ باری باری اپنے گھروں اور مدینہ کے بالائی دور دراز علاقوں سے گرد و غبار میں اٹے پسینہ میں شرابور آیا کرتے تھے، گرد پسینہ کے ساتھ ملتی تو

---

[۱] سابقون الاولون من المہاجرین سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے بدر میں شرکت کی، بیعت رضوان کی اور دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی وغیرہ یہاں ان صاحب سے مراد خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ واقعہ بھی اسلامی تاریخ میں بے لاگ اور چھوٹی بڑی شخصیت کا لحاظ کیے بغیر احتساب کے لاتعداد واقعات میں سے ایک ہے۔ مترجم

[۲] اس حدیث سے جمعہ کے دن غسل کا وجوب ثابت ہوتا ہے چنانچہ بعض صحابہ اور اہل ظاہر کا یہی مسلک ہے لیکن جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے غسل واجب نہیں مستحب ہے اور یہی مسلک جمہور سلف و خلف کا ہے ان کی سب سے واضح دلیل وہ مرفوع حدیث ہے جس میں وارد ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے (جمعہ کے دن) وضو کیا تو خیر (اس سے بھی گزارا ہو جاتا ہے) لیکن نہانا افضل ہے۔ مترجم

(بُودار) پسینہ بہتا، ان ہی میں سے ایک شخص (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس وقت آپؐ میرے پاس تشریف فرما تھے، تو آپؐ نے اس سے فرمایا، کتنا اچھا ہوتا اگر تم لوگ آج کے دن پاک صاف ہو لیا کرتے (یعنی غسل کر لیتے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعہ : باب ۱۵ من این توتی الجمعۃ

۴۸۹ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (اس زمانہ میں) لوگ اپنا کام کاج خود کیا کرتے تھے اور جب جمعہ کے لیے آتے تھے تو (کام کرتے کرتے) اسی لباس اور حُلیہ میں آجایا کرتے تھے، اس لیے انھیں کہا گیا تھا کہ تم لوگ اگر غسل کر کے آتے تو کتنا اچھا ہوتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ : باب ۱۶ وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس

باب ۲ : جمعہ کے دن خوشبو لگانے اور مسواک کرنے کا بیان

۴۹۰ــــ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ مسلمان پر واجب ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ مسواک کرے اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگائے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ : باب ۳ الطیب للجُمعۃ

۴۹۱ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: طاؤسؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے جمعہ کے غسل کے سلسلہ میں رسول کریم ﷺ کی حدیث بیان کی، تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا اس حدیث میں یہ بھی ہے "اگر اس کی بیوی کے پاس تیل اور خوشبو ہو تو وہ بھی لگائے"؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: یہ بات مجھے نہیں معلوم!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ : باب ۶ الدھن للجمعۃ

۴۹۲ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر اللہ کا حق ہے کہ ہر سات دنوں میں ایک دن غسل کرے جس میں اپنے سر اور جسم کو پوری طرح دھوئے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعہ : باب ۱۲ ھل علی من لم یشھد الجمعۃ غُسلٌ مِن النساء والصبیان وغیرھم

۴۹۳ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے جمعہ کے دن غسلِ جنابت کیا، پھر (اوّل وقت) جمعہ کی نماز پڑھنے چلا گیا اس نے گویا اونٹ کی قربانی دی۔ اور جو دوسری گھڑی میں گیا اسے گائے کی قربانی کا ثواب ہے اور جو تیسری گھڑی میں گیا اس نے گویا ایک مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی گھڑی میں گیا اسے مرغی کی قربانی کا ثواب ملے گا۔ اور جو پانچویں گھڑی میں گیا اس نے گویا ایک انڈا اللہ کی راہ میں دیا: پھر جب امام مسجد میں آجاتا ہے تو فرشتے بھی خطبہ سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں (اور بعد میں آنے والے کی حاضری نہیں لگاتے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ : باب ۴ فضل الجمعۃ

باب ۳ : جمعہ میں خطبہ کے وقت خاموش رہنا ضروری ہے

۴۹۴ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اگر تم نے اپنے ساتھی سے کہا "چُپ ہو جا" تو تم نے ایک لغو اور بے ہُودہ حرکت کی۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۱۱ الجمعۃ : باب ۳۶ الانصات یوم الجمعۃ والامام یخطب

باب ۴ : قبولیتِ دُعا کی اُس ساعت کا بیان جو صرف جمعہ کے دن آتی ہے

۴۹۵ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا : اس دن ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان بندہ اتفاق سے اس ساعت میں بحالت نماز اللہ سے کچھ طلب کرے تو جو کچھ طلب کرے وہ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے۔ یہ فرماتے وقت آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس گھڑی کا وقفہ بہت تھوڑا ہوتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۱۱ الجمعۃ : باب ۳۷ الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ

باب ۶ : جمعہ کے دن کی طرف رہنمائی اس اُمّت مُسلمہ کو ملی ہے

۴۹۶ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہم دنیا میں سب اُمتوں سے پیچھے آئے ہیں لیکن قیامت کے دن ہم سب سے سبقت لے جائیں گے۔ اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ سب امتوں کو کتاب ہم سے پہلے ملی ہے اور ہمیں ان کے بعد ملی ہے (تو گویا دنیا میں وہ ہم سے سابق ہو گئے اور ہم پیچھے ہو گئے) لیکن اس دن (جمعہ کے دن جو ان پر بھی فرض کیا گیا تھا) کے سلسلہ میں انھوں نے تعمیلِ حکم سے اختلاف کیا (تو یہ دن ہمیں مل گیا اور اسی کی وجہ سے ہم قیامت کے دن ان پر سبقت لے جائیں گے) پس کل کا دن (ہفتہ) یہود کو ملا اور پرسوں کا دن (اتوار) نصاریٰ کو ملا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۰ الانبیاء : باب ۵۴ حدثنا ابوالیمان

باب ۹ : جمعہ کی نماز کا وقت سُورج ڈھلنے کے بعد ہوتا ہے

۴۹۷ ــــ حدیث سہل رضی اللہ عنہ : حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ (عہدِ نبوی میں) جمعہ کے دن نماز سے پہلے نہ کھانا کھاتے تھے اور نہ قیلولہ کرتے تھے دونوں کام نماز سے فارغ ہو کر کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۱۱ الجمعۃ : باب ۴۰ قول اللہ تعالیٰ (فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض)

۴۹۸ ــــ حدیث سلمۃ بن الاکواع رضی اللہ عنہ : حضرت سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز سے

فارغ ہو کر جب واپس گھروں کو آیا کرتے تھے تو دیواروں کا سایہ ایسا نہیں ہوتا تھا کہ ہم اس میں پناہ لے سکیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۵ غزوۃ الحدیبیہ

باب ۱۰: نمازِ جمعہ سے قبل دو خطبوں اور ان کے درمیان بیٹھنے کا بیان

۴۹۹ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ (جمعہ کے دن) کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ درمیان میں کچھ دیر کے لیے بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے بالکل اسی طرح جیسے تم لوگ آج کل کرتے ہو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ: باب ۲۷ الخطبہ قائمًا

باب ۱۱: ارشاد باری تعالیٰ: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ۨانْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا کا شان نزول

۵۰۰ ــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز (جمعہ) پڑھ رہے تھے کہ اسی وقت ایک قافلہ کھانے کا کچھ سامان لے کر آیا تو اکثر لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور آپؐ کے ساتھ صرف بارہ افراد رہ گئے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی (وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ۨانْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا۔ الجمعہ (۱۱)) "اور جب انھوں نے تجارت اور کھیل تماشا ہوتے دیکھا تو اس کی طرف لپک گئے اور تمھیں کھڑا چھوڑ دیا"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ: باب ۳۸ اذا نفر الناس عن الامام فی صلاۃ الجمعۃ فصلاۃ الامام ومن بقی جائزۃ۔

باب ۱۳: جمعہ کی نماز اور خطبہ کو مختصر اور ہلکا رکھنا چاہیے

۵۰۱ ــــ حدیث یعلی بن اُمیہ رضی اللہ عنہ: حضرت یعلیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو (جمعہ کے دن) منبر پر یہ آیت پڑھتے سنا: وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط (الزخرف ۷۷)

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۷ اذا قال احدکم آمین والملائکۃ فی السماء

باب ۱۴: خطبہ کے وقت نفل تحیہ پڑھنے کی اجازت

۵۰۲ ــــ حدیث جابر رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن جس وقت نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے ایک شخص مسجد میں آیا تو آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تم نے نماز پڑھی؟ اس نے کہا "نہیں"!

آپؐ نے فرمایا: تو دو رکعت (نفل) پڑھ لو!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ: باب ۳۳ من جاء والامام یخطب صلی رکعتین خفیفتین

۵۰۳ — حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ دیتے ہوئے فرمایا "اگر کوئی شخص ایسے وقت (مسجد میں) آئے کہ امام خطبہ دے رہا ہو" یا آپؐ نے فرمایا "خطبہ دینے کے لیے چل پڑا ہو۔ تو دو رکعتیں پڑھ لے"۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۹ التہجد: باب ۲۵ ما جاء فی التطوع مثنیٰ مثنیٰ

باب ۱۷: جمعہ کے دن قرآن مجید کی کونسی سورتیں پڑھنا مستحب ہے

۵۰۴ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ سجدہ اور سورۃ دہر کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ: باب ۱۰ ما یقرأ فی صلاۃ الفجر یوم الجمعۃ

[1] اس سلسلہ میں علماء میں اختلاف ہے امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور فقہاء محدثین کا مسلک یہی ہے کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو دو رکعت ادا کر لینا مستحب ہے لیکن مختصر پڑھنی چاہئیں۔ اس کے بعد خطبہ سننے امام ابوحنیفہؒ اور بعض دوسرے فقہا کا مسلک یہ ہے کہ خطبہ کے وقت نفل یا کوئی اور نماز نہیں پڑھنا چاہیے کیونکہ دوسری احادیث میں بہ صراحت موجود ہے کہ خطبہ کے وقت کوئی اور کام نہیں کرنا چاہیے۔ مترجم

کتاب صلاۃ العیدین

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازیں

۵۰۵ ـــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی اور حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی عید الفطر کی نماز ادا کی ہے۔ نبی کریمؐ بھی اور تینوں خلفائے راشدینؓ بھی پہلے نماز پڑھا کرتے تھے اور بعد میں خطبہ دیا کرتے تھے ـــ وہ منظر اس وقت بھی میری آنکھوں میں پھر رہا ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے) نیچے اترے تھے اور لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا حکم دیتے ہوئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ کر خواتین کی صفوں تک پہنچے تھے اس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے اور آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تھی: (یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ الخ ۱۲ ـ الممتحنہ) ـــ

"اے نبیؐ! جب تمھارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی، اور کسی امر معروف میں تمھاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں اللہ سے دعائے مغفرت کرو، یقیناً اللہ درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔

آیۂ کریمہ کی تلاوت سے فارغ ہو کر آپؐ نے عورتوں سے دریافت فرمایا: کیا تم ان سب باتوں پر میری بیعت کرتی ہو؟ ان میں سے صرف ایک عورت نے "ہاں" کہا اس کے علاوہ کسی نے کوئی جواب نہ دیا! پھر آپ نے فرمایا: تم صدقہ دو۔ حضرت بلالؓ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا اور کہا کہ لاؤ! میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں! چنانچہ عورتیں اپنے چھلّے اور انگوٹھیاں اس کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۳ العیدین: باب ۱۹ موعظۃ الامام النساء یوم العید

۵۰۶ ـــ حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ عید الفطر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لائے تو پہلے آپؐ نے نماز پڑھائی اس کے بعد خطبہ دیا پھر خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے اترے اور عورتوں کی جانب تشریف لے گئے اور انھیں نصیحت فرمائی۔ اس وقت آپؐ حضرت بلالؓ کے ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور حضرت بلالؓ نے کپڑا پھیلا رکھا تھا جس میں عورتیں اپنے صدقات ڈال رہی تھیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۳ العیدین: باب ۱۹ موعظۃ الامام النساء یوم العید

۵۰۷ ـــ حدیث ابن عباسؓ و جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم: حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ دونوں بیان کرتے ہیں : کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں کی نماز کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی (یعنی نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۳ العیدین: باب ۷ المشی والرکوب الی العید والصلاۃ قبل الخطبۃ بغیر اذان ولا اقامۃ

۵۰۸ ـــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں انھیں پیغام بھیجا تھا کہ (نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں) عید الفطر کی نماز کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی نیز یہ کہ (عید کا) خطبہ صرف نماز کے بعد ہوتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۳ العیدین: باب ۷ المشی والرکوب الی العید والصلاۃ قبل الخطبۃ بغیر اذان ولا اقامۃ

۵۰۹ ـــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ بھی اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی دونوں عیدوں کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۳ العیدین: باب ۸ الخطبۃ بعد العید

۵۱۰ ـــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن جب عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے تو سب سے پہلے نماز پڑھاتے، پھر سلام پھیرتے ہی لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے، جبکہ سب لوگ صفوں میں اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے، اور آپؐ انھیں وعظ و نصیحت فرماتے اور مختلف احکام دیتے چنانچہ اگر آپؐ کو کوئی لشکر روانہ کرنا ہوتا تو اس کا انتظام فرماتے یا کوئی اور حکم دینا ہوتا تو وہ دیتے پھر واپس تشریف لے جاتے۔

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگ اسی طریقہ پر قائم رہے حتیٰ کہ جب مروان مدینہ کا حاکم بنا، عید الفطر کا موقع تھا یا عید الاضحیٰ کا میں اس کے ساتھ عید کی نماز کے لیے عیدگاہ پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کثیر بن الصلت نے وہاں ایک منبر بنا رکھا ہے تو مروان نے چاہا کہ نماز سے پہلے ہی اس منبر پر چڑھ جائے (اور خطبہ دے) مگر میں نے اسے کپڑوں سے پکڑ کر کھینچا لیکن اس نے مجھ سے اپنے کپڑے چھڑا لیے اور منبر پر چڑھ کر نماز سے پہلے خطبہ پڑھا، چنانچہ میں نے اس سے کہا بخدا! تم لوگوں نے مسنون طریقہ کو بدل ڈالا ہے اس پر مروان نے کہا: اے ابوسعیدؓ تمھارے علم کا دور لد گیا! میں نے اسے جواب دیا کہ بخدا جو کچھ میں جانتا ہوں وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو میں نہیں جانتا۔ اس پر مروان نے کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ لوگ نماز کے بعد ہماری باتیں سننے کے لیے نہیں ٹھہرتے اس لیے ہم نے خطبہ نماز سے پہلے شروع کر دیا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۳ العیدین: باب ۶ الخروج الی المصلیٰ بغیر منبر

باب ۱: عورتیں عیدگاہ جا کر خطبہ سن سکتی ہیں لیکن انھیں مردوں سے الگ بیٹھنا چاہیئے

۵۱۱ ـــ حدیث ام عطیہ رضی اللہ عنہا: حضرت ام عطیہؓ بیان کرتی ہیں: ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ دونوں عیدوں کے موقع پر

حائضہ عورتیں اور پردہ نشین خواتین بھی عیدگاہ میں جائیں اور مسلمان مردوں کے ساتھ دُعا میں شریک ہوں۔ البتہ حائضہ عورتیں نماز پڑھنے کی جگہ سے ذرا دُور رہیں۔

ایک عورت نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیسے عیدگاہ جائے؟ آپ نے فرمایا: اسے اس کی ساتھی اپنی چادروں میں سے ایک چادر دے دے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۸ الصلاة: باب ۲ وجوب الصلاة في الثياب

باب ۴: عید کے دن ایسے کھیلوں کی اجازت ہے جن میں کوئی گناہ کی بات نہ ہو

۵۱۲ ــــ حدیث عائشہ ﷺ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے گھر میں عید کے دن انصار کی دو لڑکیاں جو پیشہ ور گویّا نہ تھیں، وہ بول اور ٹپے گا رہی تھیں جو انصار نے جنگِ بعاث کے متعلق بنا رکھے تھے کہ اسی اثنا میں حضرت ابوبکر ﷺ تشریف لے آئے اور کہنے لگے، یہ شیطانی ساز اور رسول اللہ کے گھر میں؟ یہ سن کر رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! ہر قوم عید مناتی ہے اور آج ہماری عید ہے[1]۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۱۳ العيدين: باب ۳ سنت العيدين لاهل الاسلام

۵۱۳ ــــ حدیث عائشہ ﷺ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس دو لڑکیاں جنگِ بُعاث کے بارے میں لوک گیت بیٹھی گا رہی تھیں اسی حالت میں رسول اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور آکر بستر پر لیٹ گئے اور دان کی طرف سے) اپنا چہرۂ مبارک پھیر لیا پھر حضرت ابوبکرؓ بھی تشریف لائے (انھوں نے ان لڑکیوں کو گاتے دیکھ کر) مجھے سرزنش کی اور کہا کہ یہ شیطانی گانا بجانا اور رسول کریم ﷺ کے قریب؟ یہ سن کر جناب رسول اللہ ﷺ حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: انھیں کچھ نہ کہو! پھر جب آپؐ پر غنودگی طاری ہوگئی تو میں نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا اور وہ دونوں باہر چلی گئیں۔

یہ عید کا دن تھا اسی موقع پر چند حبشی ڈھال اور بھالے کا کرتب دکھا رہے تھے اب مجھے یاد نہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے خواہش ظاہر کی تھی یا آپؐ نے خود ہی دریافت فرمایا تھا: "کیا تم دیکھنا چاہتی ہو"؟ اور میں نے کہا تھا: "ہاں"! چنانچہ آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور اس طرح کہ میرا رُخسار آپؐ کے رخسار پر ٹکا ہوا تھا، اور آپؐ ان حبشیوں سے فرماتے جاتے تھے: اے ارفدہ کی اولاد! اپنا کھیل جاری رکھو یہاں تک کہ میں جب تھک گئی تو آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا بس؟ میں نے کہا: ہاں! چنانچہ آپؐ نے فرمایا: اچھا جاؤ!

اخرجه البخاري في: كتاب ۱۳ العيدين: باب ۲ الحراب والدرق يوم العيد

۵۱۴ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ حبشی نبی کریم ﷺ کے قریب اپنے بھالوں

---

[1] یعنی آج چونکہ عید کا دن ہے اس لیے اس قسم کا اظہارِ سرور و مسرت مستحسن ہے۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے جوان لڑکیوں کا گانا سننے کو خواہ وہ زر خرید لونڈی نہ ہو جائز قرار دیا ہے کیونکہ آپؐ نے اس گانے سے نہ صرف منع نہیں فرمایا بلکہ حضرت ابوبکرؓ کی ناپسندیدگی کو ناپسند فرمایا تھا لیکن یہ صرف اس صورت میں جائز ہے جب کسی قسم کے فتنے کا امکان نہ ہو۔ مرتب

کے کرتب دکھا رہے تھے کہ اسی اثنا میں حضرت عمرؓ آ گئے اور آتے ہی کنکریاں اٹھانے کے لیے جھکے تاکہ ان حبشیوں کو کنکریاں ماریں لیکن رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اے عُمرؓ! انھیں کچھ نہ کہو، کرنے دو جو کر رہے ہیں!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد والسیر: باب ۷۹ اللهو بالحراب ونحوها

کتاب صلاة الاستسقاء

نماز استسقاء کا بیان

۵۱۵ ــــ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی دُعا مانگی تو آپ نے اپنی چادر کو الٹا کر اوڑھا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۵ الاستسقاء: باب ۴ تحویل الرداء فی الاستسقاء

باب ۱ : بارش کی دُعا مانگتے وقت ہاتھ اٹھانے کا بیان

۵۱۶ ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دُعا میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے تھے سوائے بارش کی دُعا کے۔ اس دُعا میں آپ اپنے ہاتھوں کو اتنا اُونچا اٹھاتے تھے کہ آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۵ الاستسقاء: باب ۲۲ رفع الامام یدہ فی الاستسقاء

باب ۲ : استسقاء کے لیے دُعا مانگنے کا بیان

۵۱۷ ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ قحط پڑا چنانچہ جمعہ کے دن جس وقت آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ایک اعرابی اٹھا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے مال مویشی ہلاک ہو گئے اور بال بچے بھوکے مر گئے۔ لہٰذا آپ ہمارے لیے اللہ سے دُعا کیجیے! چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک اٹھائے، اس وقت کیفیت یہ تھی کہ آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا تک نظر نہ آ رہا تھا لیکن قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! آپ نے اپنے دستِ مُبارک اس وقت تک نیچے نہیں کیے جب تک بادلوں کی گھٹائیں پہاڑوں کی مانند اُمڈ کر نہ چھا گئیں اور آپ ابھی منبر سے نہیں اترے تھے کہ میں نے آپ کی ریش مُبارک پر بارش کے قطروں کو ٹپکتے دیکھ لیا پھر جو بارش ہوئی ہے تو اس دن سارا دن بارش ہوتی رہی پھر دوسرے دن بھی اور تیسرے

دن بھی اور اس سے اگلے دن بھی (لگاتار مینہ برستا رہا) حتیٰ کہ دوسرا جمعہ آگیا اور وہی اعرابی یا حضرت انسؓ نے کہا: کوئی دُوسرا اعرابی کھڑا ہُوا اور عرض کیا: یارسُول اللہ! مکانات منہدم ہو گئے اور مال مویشی ڈوب گئے! لہٰذا آپ ہمارے لیے دُعا کیجیے چنانچہ آپؐ نے پھر اپنے دستِ مبارک اٹھائے اور درخواست کی اے ہمارے آقا و مولا! ہمارے ارد گرد، ہم پر نہیں! غرض آپؐ جدھر اشارہ فرماتے تھے ادھر سے بادل چھٹ جاتے اور مدینہ درمیان میں آنگن کی طرح باقی رہ گیا اور قناۃ نالہ ایک ماہ تک بہتا رہا اور اطراف وجوانب سے جو شخص بھی آتا وہ لگاتار اور موسلا دھار بارشوں کی خبر دیتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعۃ: باب ۳۵ الاستسقاء فی الخطبۃ یوم الجمعۃ

باب ۳: آندھی یا بادل نظر آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرنا چاہیے اور بارش پر اظہارِ مسرت

۵۱۸ ـــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب آسمان پر کوئی چیز مثلاً بدلی یا بجلی وغیرہ دیکھتے تو آپؐ کے چہرۂ مُبارک کا رنگ بدل جاتا اور کبھی آگے جاتے، کبھی پیچھے ہٹتے، کبھی اندر تشریف لے جاتے اور کبھی باہر آتے پھر جب بارش ہو جاتی تو آپؐ کی پریشانی دُور ہو جاتی۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کی اس کیفیت کو محسوس کر کے آپؐ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: میں ڈر جاتا ہوں، کہیں ویسا ہی نہ ہو جیسا کہ قوم (عاد) کے بارے میں قرآن مجید میں وارد ہوا ہے کہ: فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ (الاحقاف)

"پھر جب انھوں نے اس کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے: یہ بادل ہے جو ہم کو سیراب کر دے گا۔ نہیں! بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے، یہ ہوا کا طوفان ہے جس میں دردناک عذاب چلا آرہا ہے۔"

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۵ ما جاء فی قولہ (وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ)

باب ۴: صبا اور دبور کے بارے میں جو کچھ ارشاد ہوا ہے

۵۱۹ ـــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پروا ہوا سے میری مدد کی گئی اور پچھوا ہوا سے قومِ عاد ہلاک کی گئی۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۵ الاستسقاء: باب ۲۶ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: نصرت بالصّباء

---

[1] صبا اس ہوا کو کہتے ہیں جو مشرق کی طرف سے آتی ہے یعنی پروا۔ اور دبور جو مغرب سے آتی ہے اسے پچھوا کہتے ہیں۔ "پروا سے میری مدد کی گئی" یہ غزوہ احزاب کی طرف اشارہ ہے جس میں تقریباً بارہ ہزار مشرکوں نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا تھا تو اللہ تعالےٰ نے سخت سردرات میں انتہائی ٹھنڈی پروا ہوا بھیجی جس کے تھپیڑے دشمنوں کے منہ پر لگتے تھے اور جس نے ان کی آگ سرد کر دی خیمے اکھاڑ دیے اور وہ لڑے بغیر ہی پسپا ہو گئے تھے۔

دبور۔ پچھوا ہوا سے قوم عاد یعنی حضرت ہُود کی قوم ہلاک کی گئی تھی، اس ہوا نے ان کا نام ونشان مٹا دیا تھا۔ (مرتبؔ)

کتاب صلاۃ الکسوف (سورج گہن)

باب ۱ : نمازِ کسوف کا بیان

۵۲۰ ــــ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سُورج گہن ہُوا تو آپؐ نے نماز (کسوف) پڑھائی جس میں قیام کیا تو بہت دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا تو وہ بھی بہت طویل کیا، پھر دوبارہ کافی طویل قیام کیا لیکن پہلی مرتبہ کے قیام سے کم، اسی طرح پھر کافی طویل رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم، پھر سجدہ کیا اور بہت طویل کیا۔ پھر آپؐ نے دوسری رکعت میں بھی یہی تمام عمل دُہرایا پھر سلام پھیر دیا اور اسی اثنا میں سُورج گہن سے پُوری طرح باہر نکل آیا، پھر آپؐ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالےٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں اور یہ دونوں کسی شخص کے مرنے یا پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں گہناتے۔ چنانچہ جب چاند یا سورج کا گہن ہو تو اللہ سے دُعا مانگو، اللہ کی عظمت و کبریائی کا ذکر کرو، نماز پڑھو اور صدقہ خیرات دو! پھر آپؐ نے فرمایا: اے اُمتِ محمدؐ! جب اللہ کا کوئی بندہ یا اللہ کی کوئی باندی زنا کا ارتکاب کرتے ہیں تو ان کی اس حرکت پر سب سے زیادہ غیرت اللہ تعالیٰ کو آتی ہے۔ اے اُمتِ محمدؐ! خدا کی قسم اگر تم وہ کچھ جانتے جو میں جانتا ہوں تو یقیناً تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۶ الکسوف : باب ۲ الصدقۃ فی الکسوف

۵۲۱ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے حین حیات ایک مرتبہ سورج گہن ہوا تو آپؐ مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگ آپؐ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہو گئے پھر آپؐ نے اللہ اکبر کہا اور قرآت شروع کی اور کافی طویل قرآت فرمائی اس کے بعد اللہ اکبر کہا اور رکوع میں چلے گئے اور کافی لمبا رکوع کیا پھر آپؐ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور پھر قیام فرمایا اور سجدے میں نہ گئے اور دوبارہ طویل قرآت فرمائی لیکن پہلی مرتبہ کی قرآت سے کم طویل، پھر اللہ اکبر کہا اور رکوع میں چلے گئے اور پھر طویل رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم طویل پھر آپؐ نے سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا ولک الحمد کہا، اس کے بعد سجدہ کیا بعد ازاں دوسری رکعت میں بھی اسی طرح سب کچھ کیا اور اس طرح کل چار رکوع اور چار سجدے کیے اور آپؐ کے سلام پھیرنے سے پہلے ہی سُورج پوری طرح روشن ہو چکا تھا پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور حمد وثنا کے بعد فرمایا؛ کہ چاند اور سُورج دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں ان میں کسی شخص کی موت یا زندگی کی بنا پر گہن نہیں لگتا چنانچہ جب تم ان دونوں میں سے کسی میں گہن دیکھو تو تیزی سے نماز کی طرف دوڑو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۶ الکسوف : باب ۴ خطبۃ الامام فی الکسوف

۵۲۲ — حدیث عائشہ ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ سُورج گہن ہُوا تو نبی کریم ﷺ (نماز کے لیے) کھڑے ہُوئے اور آپؐ نے ایک طویل سُورت تلاوت فرمائی پھر رکوع کیا اور کافی لمبا کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر دوبارہ ایک دوسری سُورت کی تلاوت شروع کر دی اس کے بعد رکوع کیا اور رکوع پورا کر کے سجدہ کیا پھر یہی سب کچھ دُوسری رکعت میں کیا پھر (نماز سے فارغ ہو کر) آپؐ نے فرمایا: سُورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اس لیے اگر تم ان کو گہنایا ہوا دیکھو تو نماز (کسوف) پڑھو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری مشکل حل فرمادے۔ میں نے آج اپنے اس قیام کے دوران میں ہر وہ چیز دیکھ لی جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا حتیٰ کہ ایک موقع پر جب تم نے دیکھا ہوگا کہ میں آگے کی طرف بڑھ رہا ہوں، میں نے خود محسوس کیا تھا کہ میں ارادہ کر رہا ہوں کہ جنّت میں سے ایک خوشہ لے لوں اسی طرح میں نے دیکھا کہ جہنم کا ایک حصّہ جہنم ہی کے دوسرے حصّوں کو ڈھا رہا ہے، یہ وہ موقع تھا جب تم نے مجھے دیکھا ہوگا کہ میں پیچھے ہٹ رہا ہوں اور میں نے جہنم میں عَمرو بن لُحیّ کو بھی دیکھا ہے یہ وہ شخص تھا جس نے سانڈ کھلا چھوڑنے کی رسم شروع کی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۱ العمل فی الصلاۃ: باب ۱۱ اذا انفلتت الدابة فی الصلاۃ

باب ۲ — نمازِ خسوف میں عذابِ قبر کی یاددہانی

۵۲۳ — حدیث عائشہ ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی عورت میرے پاس مانگنے آئی اور اثنائِ گفتگو میں اس نے کہا کہ اللہ آپ کو عذابِ قبر سے بچائے! حضرت عائشہ ؓ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: کیا لوگوں کو قبر میں بھی عذاب دیا جاتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ اس عذاب سے سب کو بچائے!

پھر ایک دن نبی کریم ﷺ صبح کے وقت کہیں جانے کے لیے اپنی اُونٹنی پر سوار ہوئے اور سُورج گہن ہو گیا تو آپؐ چاشت کے وقت واپس تشریف لے آئے اور حجروں کے پیچھے سے گزرتے ہوئے (مسجد میں تشریف لے گئے) اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور لوگ بھی آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو گئے، آپؐ نے نماز میں قیام کو بہت لمبا کیا پھر رکوع کیا وہ بھی بہت طویل تھا پھر رکوع سے سر اٹھا کر دوبارہ طویل قیام کیا لیکن پہلے قیام سے کم طویل۔ پھر رکوع کیا، یہ رکوع بھی پہلے رکوع سے مختصر تھا، پھر سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے، پھر اٹھ کر قیام کیا کافی لمبا قیام لیکن پہلے قیام سے مختصر۔ پھر طویل رکوع کیا لیکن رکوع بھی پہلے رکوع کے مقابلہ میں مختصر تھا پھر طویل قیام کیا یہ قیام بھی پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا یہ رکوع بھی پہلے رکوع کے مقابلہ میں کم طویل تھا پھر سر اٹھا کر سجدے میں گئے اور اس کے بعد سلام پھیر دیا، نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے (خطبہ دیا اور) جو کچھ ارشاد فرمانا تھا فرمایا، اس کے بعد آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگا کریں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۶ الکسوف: باب ۷ التعوذ من عذاب القبر فی الکسوف

باب ۳ : نمازِ کسوف میں نبی کریم ﷺ پر جنّت و دوزخ کے بعض حالات کا منکشف کیا جانا

۵۲۴ — حدیث اسماء ؓ: حضرت اسماء ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ کے پاس گئی تو وہ نماز

پڑھ رہی تھیں۔ میں نے دریافت کیا کہ لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ (اس وقت کیوں جمع ہوئے ہیں؟) حضرت عائشہؓ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (کہ سورج گہن لگا ہوا ہے) پھر میں نے دیکھا کہ لوگ (نماز کے لیے) کھڑے ہوگئے اور حضرت عائشہؓ نے "سبحان اللہ" کہا۔ میں نے دریافت کیا: کیا کوئی نشانی ہے؟ حضرت عائشہؓ نے سر کے اشارے سے فرمایا: "ہاں"! پھر میں بھی نماز کے لیے کھڑی ہوگئی، یہ قیام اتنا طویل تھا کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی اور میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی، نماز سے فارغ ہوکر نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اس کے بعد فرمایا: ہر وہ چیز جو مجھے اب تک نہ دکھائی گئی تھی، آج میں نے اپنے اس مقام پر کھڑے کھڑے دیکھ لی ہے حتیٰ کہ جنّت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا ہے اور میری طرف وحی کی گئی ہے کہ قبر میں تمہاری آزمائش ہوگی فتنہ دجّال کی سی آزمائش یا اس کے قریب قریب (راوی کہتے ہیں کہ مجھے ٹھیک یاد نہیں حضرت اسماءؓ نے کیا الفاظ کہے تھے) چنانچہ دریافت کیا جائے گا کہ تمھیں اس شخص کے متعلق کیا معلوم ہے؟ تو جو شخص مومن ہوگا یا صاحب یقین ہوگا (راوی کو ٹھیک طرح سے یاد نہیں رہا کہ حضرت اسماءؓ نے کیا لفظ استعمال کیا تھا) وہ تو بتا دے گا کہ آپ حضرت محمد ﷺ ہیں اور اللہ کے رسول ہیں آپؐ ہمارے پاس اللہ کی ہدایت اور واضح نشانیاں لے کر آئے تھے چنانچہ ہم نے آپؐ کی دعوت کو قبول کر لیا اور آپؐ کی پیروی کی، وہ تین مرتبہ یہی جواب دے گا (کہ آپؐ حضرت محمد ﷺ ہیں الخ) پھر اس سے کہا جائے گا کہ آرام سے سو جا ہمیں معلوم ہوگیا کہ تو آپؐ پر ایمان رکھتا تھا، لیکن منافق یا جسے شک ہوگا (راوی کہتے ہیں کہ مجھے ٹھیک یاد نہیں حضرت اسماءؓ نے کیا لفظ بولا تھا) وہ کہے گا کہ میں آپؐ کو نہیں جانتا البتہ میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سُنا تھا سو میں نے بھی وہی کہہ دیا تھا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۳ العلم: باب ۲۴ من اجاب الفتيا باشارة اليد والرأس

۵۲۵ —— **حدیث** عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سُورج گہن ہوا تو آپؐ نے نماز (کسوف) پڑھائی جس میں آپؐ نے اتنا طویل قیام کیا جس میں سورۂ بقرہ تلاوت کی جا سکتی ہے پھر بہت طویل رکوع کیا پھر رکوع سے اٹھ کر دوبارہ طویل قیام کیا لیکن پہلے قیام کے مقابلہ میں کم طویل، پھر ایک طویل رکوع کیا لیکن یہ رکوع بھی پہلے رکوع سے کم لمبا تھا پھر سجدہ کیا اس کے بعد پھر کھڑے ہوگئے اور کافی طویل قیام کیا، لیکن پہلے قیام سے مختصر، پھر طویل رکوع کیا لیکن یہ بھی پہلے رکوع سے مختصر تھا پھر کھڑے ہوگئے اور طویل قیام لیکن یہ قیام بھی پہلے قیاموں سے مختصر تھا پھر کافی طویل رکوع کیا لیکن پہلے رکوعوں سے مختصر، پھر سجدہ کیا اور اس کے بعد سلام پھیر دیا اور اس وقت تک سُورج پوری طرح روشن ہوچکا تھا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: سُورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ کسی شخص کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں گہناتے، چنانچہ تم اگر کبھی ان کو گہنایا ہُوا دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو (نماز پڑھو) لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم نے دیکھا تھا کہ آپؐ نے اپنی جگہ کھڑے کھڑے کوئی چیز لی تھی پھر ہم نے دیکھا کہ آپؐ پیچھے کی طرف ہٹتے تھے آپؐ نے فرمایا: میں نے جنت دیکھی تھی اور اس میں سے ایک خوشہ لینا چاہا تھا جو اگر میں پالیتا تو اسے تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے (اور ختم نہ ہوتا) اور مجھے جہنم دکھایا گیا تھا اور آج کے اس نظارہ سے زیادہ ہولناک نظارہ میں نے کبھی نہیں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ جہنم میں عورتیں زیادہ ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا: یارسولؐ اللہ! اس کا سبب کیا ہے۔؟ آپؐ نے فرمایا: اپنے کفر کی وجہ سے۔ پوچھا: کیا یہ (عورتیں) اللہ سے کفر کرتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: شوہروں کی ناشکری کرتی

ہیں اور احسان فراموش ہوتی ہیں، آپ اس کے ساتھ زندگی بھر اچھا سلوک کرتے رہیں اگر کبھی آپ کی طرف سے کوئی اُونچ نیچ ہو جائے تو فوراً کہہ دے گی: مجھے تو تم سے کبھی کوئی بھلائی پہنچی ہی نہیں۔

اخرجه البخاری فی کتاب ۱۶ الکسوف : باب ۹ صلاۃ الکسوف فی جماعۃ

باب ۵ : نمازِ کسوف کے لیے "نماز تیار ہے" کہہ کر بلانے کا ذکر

۵۲۶ ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا تو "ان الصلوٰۃ جامعۃ" (نماز تیار ہے) کہہ کر لوگوں کو پکارا گیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا کی ہر رکعت میں دو دو رکوع کیے پھر آپؐ بیٹھے رہے یہاں تک کہ سورج گہن سے نکل آیا (راوی بیان کرتے ہیں کہ) اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے اس سے زیادہ طویل سجدہ کبھی نہیں کیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۶ الکسوف : باب ۹ طول السجود فی الکسوف

۵۲۷ ــــ حدیث ابومسعود رضی اللہ عنہ: حضرت ابومسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اور چاند کسی انسان کے مرنے یا جینے کی وجہ سے نہیں گہناتے بلکہ یہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں چنانچہ تم سورج یا چاند کو گہنایا ہوا دیکھو تو اٹھو اور نماز پڑھو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۶ الکسوف : باب ۱ الصلاۃ فی کسوف الشمس

۵۲۸ ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) سورج گہن ہوا تو آپؐ گھبرا کر اُٹھے کہ کہیں قیامت نہ آگئی ہو اور مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی جس میں قیام، رکوع اور سجود اتنے طویل تھے کہ اتنے طویل میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ اور آپؐ نے ارشاد فرمایا: یہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے یہ (سورج اور چاند کا گہن) کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ ان سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اس لیے جب تم اس قسم کی کوئی چیز دیکھو تو تیزی سے اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور اس سے دُعا مانگو اور استغفار کرو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۶ الکسوف : باب ۱۴ الذکر فی الکسوف

۵۲۹ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اور چاند کسی شخص کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں گہناتے بلکہ یہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اسلیے اگر تم سورج اور چاند میں گہن دیکھو تو نماز پڑھو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۶ الکسوف : باب ۱ الصلاۃ فی کسوف الشمس

۵۳۰ ــــ حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس دن (آپؐ کے بیٹے) ابراہیمؓ کا انتقال ہوا اسی دن سورج گہن ہوا تو لوگوں نے کہا کہ سورج ابراہیمؓ کی وفات کی وجہ سے گہنایا ہے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اور چاند کسی کی موت کی وجہ سے نہیں گہناتے۔ اس لیے جب سورج یا چاند گہن میں دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا مانگو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۶ الکسوف : باب ۱ الصلاۃ فی کسوف الشمس

کتاب الجنائز

جنازے کے مسائل و احکام

باب ۶ : مُردے پر رونے اور بَین کرنے سے متعلق احکام

۵۳۱ ــــ حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما : حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپؐ کو پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا قریب المرگ ہے اس لیے آپؐ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ آپؐ نے جواباً انھیں پیغام بھجوایا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے سلام کہلوایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کچھ اللہ نے لیا ہے وہ بھی اسی کا تھا اور جو اس نے دے رکھا ہے وہ بھی اسی کا ہے اور اس نے ہر چیز کی ایک مدت (عمر) مقرر فرمائی ہے اس لیے تم کو چاہیے کہ (اس صدمہ پر) صبر کرو اور ثواب کی اُمید رکھو، آپؐ کی صاحبزادی نے دوبارہ قاصد بھیجا اور آپؐ کو قسم دلائی کہ آپؐ ضرور تشریف لائیں چنانچہ آپؐ حضرات سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور دیگر چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ تشریف لے گئے، بچے کو آپؐ کے پاس لایا گیا، اس کا سانس اُکھڑا ہُوا تھا اور وہ خالی ہوتی ہوئی مشک کی مانند تھا اس کی حالت دیکھ کر آپؐ کی آنکھیں بھر آئیں تو سعد بن عبادہؓ نے کہا: یارسُول اللہ! یہ کیا؟ (آپؐ بھی روتے ہیں) آپؐ نے فرمایا: یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کھاتے ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۳۳ قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه

۵۳۲ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو نبی کریم ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپؐ کے ہمراہ حضرات عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی تھے، جب آپؐ ان کے پاس پہنچے تو ان کو اس حالت میں پایا کہ گھر والے انھیں اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا انتقال ہو گیا؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں یارسولؐ اللہ! پھر آپ رونے لگے اور جب لوگوں نے آپؐ کو روتے دیکھا تو سب رو پڑے۔ پھر آپ نے فرمایا: سنتے ہو! اللہ تعالےٰ آنکھوں کے آنسوؤں اور دل کے غمگین ہونے یا زبان سے کلماتِ رحم نکالنے پر عذاب نہیں دیتا۔ البتہ وہ (آپؐ نے زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) اس پر ضرور عذاب دیتا ہے اور گھر والوں کے رونے سے بھی مرنے والے کو عذاب ہوتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۴۴ البکاء عند المریض

باب ۸ : صبر وہ قابلِ اعتبار ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے

۵۳۳ ـــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے قریب سے گزرے جو ایک قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: اللہ سے ڈر اور صبر کر! اس عورت نے کہا: آپؐ چلے جائیں اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں! کیونکہ جو مصیبت مجھ پر آئی ہے وہ آپ پر نہیں آئی اور آپ اسے نہیں سمجھ سکتے۔ اس عورت کو بتایا گیا: کہ آپؐ اللہ کے نبی تھے۔ یہ سن کر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی تو یہاں اس نے دروازے پر دربان بھی نہ دیکھے۔ بہرحال اس نے عرض کیا: (مجھ سے غلطی ہوگئی!) میں آپ کو پہچان نہ سکی! آپؐ نے فرمایا: صبر تو وہی ہوتا ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۳۲ زیارۃ القبور

باب ۹ : گھر والوں کے رونے پیٹنے سے میّت کو عذاب دیا جاتا ہے

۵۳۴ ـــــ حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ : حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میّت کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے لوگوں کے اس پر رونے پیٹنے کی وجہ سے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۳۴ مایکرہ من النیاحۃ علی المیت

۵۳۵ ـــــ (حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ روتے ہوئے کہنے لگے: ہائے میرا بھائی! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمھیں معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "زندہ لوگوں کے رونے سے مرنے والے پر عذاب ہوتا ہے"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۳۳ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اھلہ علیہ

۵۳۶ ـــــ (حدیث عبداللہ بن عمر و عمر و عائشہ رضی اللہ عنہم) : عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی مُلیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کا مکّہ میں انتقال ہوگیا اور ہم اس کے جنازے میں شریک ہونے کے لیے گئے اور حضرت ابن عمرؓ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی آئے تھے اور میں ان دونوں حضرات کے درمیان بیٹھا تھا (یا انھوں نے کہا تھا کہ میں ان دونوں بزرگوں میں سے ایک کے پاس بیٹھا تھا اور دوسرے صاحب آکر میرے پہلو میں بیٹھ گئے۔ راوی کو اصل الفاظ میں اشتباہ ہے) تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ اس رونے سے منع نہیں کریں گے؟ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میّت کے گھر والوں کے رونے سے مرنے والے پر عذاب ہوتا ہے۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو

---

[1] یعنی آپؐ نے فرمایا کہ جو تم نے کہا اس پر کسی معذرت کی ضرورت نہیں ہے میں اپنی ذات کے لیے کسی سے ناراض نہیں ہوا کرتا۔ میری رضا یا ناراضگی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔ تمھاری غلطی یہ ہے کہ تم نے اس مصیبت پر رو پیٹ کر اپنا بہت بڑا اجر جو تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل سکتا تھا ضائع کر دیا۔ گویا جو کچھ آپ نے فرمایا اس کا مقصد یہ تھا کہ جو غلطی تم سے میرے معاملہ میں سرزد ہوئی ہے وہ معاف ہوگئی لیکن دین کے معاملہ میں جو غلطی تم نے کی ہے وہ یہ ہے کہ تم کو مصیبت کے شروع میں صبر کر کے ثواب حاصل کرنا چاہیے تھا جو نہ کر سکیں۔ مرتبؒ

کہا کرتے تھے "بعض قسم کے رونے سے" (میّت کو عذاب ہوتا ہے)۔

پھر حضرت ابن عباسؓ نے تفصیل سے ساری بات بیان کی، کہنے لگے کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مکہ سے واپس (مدینہ) آرہا تھا، جب ہم مقام بیداء میں پہنچے تو وہاں ایک بڑے درخت کے سایہ میں چند سوار نظر آئے حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا کہ جا کر دیکھو یہ سوار کون لوگ ہیں؟ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جا کر دیکھا تو ان میں حضرت صہیب بھی تھے، میں نے واپس آکر حضرت عمرؓ کو اطلاع دی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ انھیں میرے پاس بلا لاؤ۔ چنانچہ میں نے جا کر حضرت صہیبؓ سے کہا کہ چلو امیر المومنینؓ سے ملو پھر (کچھ عرصہ بعد) جب حضرت عمرؓ زخمی ہو گئے تو حضرت صہیبؓ آئے اور روتے ہوئے کہتے تھے ہائے میرے بھائی! ہائے میرے صاحب! اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے صہیبؓ تم مجھ پر نوحہ کر رہے ہو حالانکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مرنے والے کو اس کے گھر والوں کے بعض قسم کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد میں نے اس حدیث کا ذکر اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ پر رحم فرمائے! بخدا، رسُول کریم نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیتا ہے بلکہ آپؐ کا ارشاد یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ کافر پر اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب میں اضافہ کر دیتا ہے"۔ پھر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تمھارے لیے قرآن کافی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ۝ الانعام ۱۶۴) کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے اس موقع پر کہا: یہ اللہ ہی ہے جو ہنساتا بھی ہے اور رُلاتا بھی۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! یہ ساری گفتگو سننے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کچھ بھی نہیں کہا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۳۳ قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه

۵۳۷ —— (حدیث عائشہ و ابن عمرؓ) عروہؒ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے ذکر کیا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس حدیث کو مرفوع (نبی کریم ﷺ تک پہنچی ہوئی) بتاتے ہیں کہ "مُردے کو اس کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر قبر میں عذاب دیا جاتا ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کہ حضرت ابن عمرؓ پر اللہ رحم فرمائے انھیں اس سلسلہ میں مغالطہ ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا کہ مردے کو اس کے گناہوں اور خطاؤں کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہوتا ہے اور اس کے گھر والے اس پر اسی وقت نوحہ کر رہے ہوتے ہیں حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ مغالطہ بالکل اسی طرح کا ہے[1] جیسے وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اس اندھے کنوئیں پر کھڑے ہو کر جس میں بدر کے مقتولین ڈالے گئے تھے جو کچھ فرمانا تھا، فرمانے کے بعد کہا تھا کہ "یہ لوگ میری باتیں سن رہے ہیں" حالانکہ آپؐ نے فرمایا تھا: کہ "یہ لوگ اس وقت یقیناً جان چکے ہیں کہ جو کچھ میں کہا کرتا تھا وہ سچ ہے"۔ پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: (اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ النمل ۸۰) "تم مُردوں کو نہیں سُنا سکتے"۔ اور (وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ الفاطر ۲۲) "(اے نبیؐ) تم ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں"۔ عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی مراد ان آیات کو پیش کرنے سے یہ تھی کہ جب ان کافروں کو دوزخ میں ٹھکانا مل چکا ہوگا[1]۔ (تو اب ان کو

---

[1] اس روایت میں اور اس سے پہلی روایت میں بھی ام المومنین حضرت عائشہؓ کے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث سے (باقی اگلے صفحہ پر)

سنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور نہ وہ سن سکتے ہیں)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۸ قتل ابی جهل

۵۳۸ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت کے قریب سے گزرے جس پر اس کے گھر والے نوحہ کناں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لوگ اسے رو رہے ہیں اور اس کی حالت یہ ہے کہ اسے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۳۳ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه

۵۳۹ ــــ حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس پر نوحہ کیا جاتا ہے اسے اس نوحہ کے مطابق عذاب دیا جاتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۳۳ ما یکره من النیاحة علی المیّت

باب ۱۰ : مُردوں پر رونے پیٹنے کی شدید ممانعت

۵۴۰ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن حارثہ حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کی اطلاع پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر سننے کے بعد (مسجد میں) تشریف فرما ہو گئے اور رنج والم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر صاف نظر آرہا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اس وقت دروازے کی درز میں سے دیکھ رہی تھی کہ ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی عورتیں ان پر رو پیٹ رہی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو حکم دیا کہ جا کر انھیں (رونے پیٹنے) سے منع کرے۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور واپس آکر اس نے بتایا کہ وہ عورتیں اس کا کہنا نہیں مانتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ جاؤ انھیں منع کرو! وہ شخص تیسری مرتبہ پھر آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بخدا ان عورتوں نے ہمیں عاجز کر دیا ہے (کسی صورت مان کر نہیں دیتیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرا خیال ہے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کے مُنھ میں خاک بھر دو"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ کیفیت دیکھ کر میں نے اس شخص سے کہا: اللہ

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ: اختلاف فرمانے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے خاموش رہنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کی بیان کردہ حدیث واقعی غلط تھی اور یہ کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کا یقین کر لیا تھا۔ زین بن المنیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے حضرت عبداللہ اس لیے خاموش رہے ہوں کہ جھگڑا کرنا پسند نہ کیا ہو۔ قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خاموشی اس وجہ سے نہیں تھی کہ انھیں اپنی بات میں شک ہو گیا تھا کیونکہ حدیث تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مرفوع ہے بلکہ وہ اس لیے خاموش ہو گئے کہ حدیث میں تاویل کی گنجائش تھی اور بحث و مناظرہ کا موقع نہ تھا۔ خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو کچھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عبداللہ کی روایتیں غلط ہوں کیونکہ دونوں روایتوں میں نہ کوئی تضاد ہے اور نہ منافاۃ۔ کیونکہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ میت کو عذاب اس وقت ہوگا جب وہ خود رونے پیٹنے کی وصیت کر کے مرا ہو جیسا کہ عربوں میں اس کا رواج تھا اور یہ بات ان کے اشعار اور روایات سے ثابت ہے۔ مثلاً طرفہ بن المعبد کا شعر ہے: اذا مُتُّ فانعینی بما انا اهله - وشقی علی الجیب یا ابنة معبدِ۔ اے بنتِ معبد! جب میں مر جاؤں تو مجھے یاد کر کے اتنا رونا پیٹنا جس کا میں مستحق ہوں بلکہ اپنا گریبان بھی چاک کرنا وغیرہ۔ چنانچہ جمہور علماء نے حدیث کا مفہوم یہی لیا ہے کہ اگر مرنے والا خود رونے کی وصیت کرے گا تو اسے عذاب ہوگا۔ اور بعض نے حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ مُردہ ان لوگوں کے رونے پیٹنے کو سنتا ہے اور اس سے اسے تکلیف پہنچتی ہے اور اس کا دل دکھتا ہے۔ قاضی عیاض نے اسی قول کو پسند کیا ہے۔ (مرتب رحمہ اللہ و نووی رحمہ اللہ)

تیری ناک خاک آلود کرے! نہ تو تُو وہ کام کرتا ہے جس کا تجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے اور نہ تو آپ کا پیچھا چھوڑتا ہے کہ چین کا سانس لیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۴۱ من جلس عند المصیبة یعرف فیه الحزن

۵۴۱ ــــ حدیث اُم عطیہ رضی اللہ عنہا: حضرت اُم عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ اسلام قبول کرتے وقت رسول کریم ﷺ نے ہم سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ ہم نوحہ (میت پر بآوازِ بلند رونا پیٹنا) نہ کریں گی لیکن یہ عہد ان پانچ عورتوں کے سوا کسی نے پورا نہ کیا (۱) ام سلیمؓ (۲) اُم علاءؓ (۳) ابوسمرہؓ کی بیٹی اور حضرت مُعاذ کی بیوی اور (۴ و ۵) دو اَور عورتیں۔ راوی کہتے ہیں۔ یا اُم عطیہ نے اس طرح کہا تھا (۳) ابوسمرہؓ کی بیٹی (۴) حضرت معاذ کی بیوی اور (۵) ایک اور عورت۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۴۶ ما ینهی عن النوح والبکاء والزجر عن ذلك

۵۴۲ ــــ حدیث اُم عطیہ رضی اللہ عنہا: حضرت اُم عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی (مسلمان ہوئیں) تو آپ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی: (اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا الخ الممتحنه-۱۲) "اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی۔" اور ہمیں آپ نے میت پر رونے پیٹنے سے منع فرمایا تو ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے لگی کہ فلاں عورت نے (رونے پیٹنے میں) میرا ساتھ دیا تھا۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ چکا دوں چنانچہ اسے نبی کریم ﷺ نے کچھ نہ کہا اور وہ (اس وقت) چلی گئی اور پھر جب دوبارہ لوٹ کر آئی تو آپ نے اس سے بیعت لی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۶۰ سورہ ممتحنہ: باب ۳: (اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ)

باب ۱۱: عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا منع ہے

۵۴۳ ــــ حدیث اُم عطیہ رضی اللہ عنہا: حضرت اُم عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے روکا جاتا تھا لیکن اس سلسلہ میں زیادہ شدت اختیار نہ کی جاتی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۳۰ اتباع النساء الجنائز

باب ۱۲: میت کو غسل دینے کا بیان

۵۴۴ ــــ حدیث اُم عطیہ انصاری رضی اللہ عنہا: حضرت ام عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی ایک بیٹی کا انتقال ہوا تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: انھیں تین بار یا پانچ بار یا اگر ضرورت سمجھو۔ تو زیادہ دفعہ۔ پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ! اور آخری بار کافور ڈال لینا یا آپ نے فرمایا تھا: قدرے کافور ڈال لینا اور جب نہلا چکو تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ جب ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا کہ یہ کپڑا ان کو اس طرح پہناؤ کہ جسم سے متصل رہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۸ غسل المیت ووضوئه بالماء والسدر

۵۴۵ـــ حدیث اُم عطیہ انصاری ؓ: حضرت ام عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ جس وقت ہم نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی کو نہلا رہے تھے آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں سے تین بار یا پانچ بار یا (اگر ضرورت ہو تو) اس سے بھی زیادہ مرتبہ نہلاؤ اور سب سے آخر میں کافور استعمال کرنا اور جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا، چنانچہ جب ہم نہلا چکے تو آپؐ کو اطلاع دی اور آپؐ نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا کہ یہ انھیں اس طرح پہناؤ کہ ان کے جسم کے ساتھ لگا رہے۔

ایوبؒ (حدیث کے ایک راوی) کہتے ہیں کہ مجھ سے اُم المومنین حضرت حفصہ ؓ نے بھی بالکل یہی حدیث بیان کی جیسی محمدؒ نے اُم عطیہؓ کی روایت سے بیان کی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ حضرت حفصہؓ کی حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا انھیں طاق مرتبہ نہلاؤ۔ اور اس میں ہے کہ تین بار یا پانچ بار یا سات بار غسل دو۔ دوسرے اس حدیث میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ دائیں جانب سے شروع کرو اور پہلے وضو کے مقامات دھوؤ۔ نیز اس میں یہ بھی ہے کہ اُم عطیہ نے کہا کہ ہم نے کنگھی کر کے ان کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا دی تھیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۹ مایستحب ان یغسل وترًا

۵۴۶ـــ حدیث اُم عطیہ ؓ: حضرت اُم عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب ہم نے نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی کو غسل دیا تو آپؐ نے اس وقت جب ہم اسے نہلا رہے تھے فرمایا: غسل کی ابتدا داہنی جانب سے کرنا اور پہلے وضو کے اعضا کو دھونا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۱۱ مواضع الوضوء من المیت

باب ۱۳: میّت کے کفن کا بیان

۵۴۷ـــ حدیث خبّاب ؓ: حضرت خباب بن الارت بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تو ہمارا مقصد رضائے الٰہی کا حصول تھا چنانچہ ہمارا اجر اللہ کے ذمّے واجب ہو گیا۔ ہم میں سے کچھ لوگ تو وہ ہیں جن کا انتقال ہو گیا اور انھوں نے اپنے اجر کا کوئی حصہ اس دُنیا میں وصول نہیں کیا مثلاً مصعب بن عمیر ؓ اور ہم میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے پھل پک گئے ہیں اور وہ انھیں چُن چُن کر کھا رہے ہیں (حضرت مصعبؓ) معرکہ احد میں شہید ہوئے تو ہمیں ان کو کفنانے کے لیے ایک چادر کے سوا کچھ نہ مل سکا اور وہ بھی اتنی مختصر تھی کہ اگر ہم ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں باہر آ جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھکتے تھے تو سر کھل جاتا تھا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ سر ڈھک دیا جائے اور پیروں پر اذخر (خوشبودار گھاس) ڈال دی جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۲۸ اذا لم یجد کفناً الا مایواری راسه اوقدمیه غطّی راسه

۵۴۸ـــ حدیث عائشہ ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسُول اللہ ﷺ کو تین سفید سُوتی کپڑوں کا کفن دیا گیا تھا جو یمن کے علاقہ سحول کے بنے ہُوئے تھے اور آپؐ کے کفن میں نہ عمامہ تھا نہ قمیض۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۱۹ الثیاب البیض للکفن

باب ۱۴ : میّت کو چادر اوڑھا دینے کا بیان

۵۴۹ — حدیث عائشہ ؓ : اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب وفات پا گئے تو آپ ؐ کو ایک دھاری دار یمنی چادر اوڑھا دی گئی تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس : باب ۱۸ البرود والحبرة والشملة

باب ۱۶ : جنازے میں جلدی کرنے کا بیان

۵۵۰ — حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنازے کو لے جانے میں جلدی کرو اس لیے کہ اگر وہ نیک ہے تو اسے تم بھلائی اور بہتر انجام کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر یہ بد ہے تو وہ ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اُتارنے جا رہے ہو (اس لیے جتنی جلدی اتار دو بہتر ہے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز : باب ۵۲ السرعة بالجنازة

باب ۱۷ : نماز جنازہ پڑھنے اور جنازے کے ساتھ جانے کا ثواب

۵۵۱ — حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنازے میں حاضر ہوا اور اس وقت تک شریک رہا حتیٰ کہ نماز جنازہ پڑھی گئی اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے اور جو تدفین تک شریک رہا اس کے لیے ثواب کے دو قیراط ہیں، دریافت کیا گیا کہ دو قیراط سے کیا مُراد ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا: دو بڑے پہاڑ!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز : باب ۵۹ من انتظر حتی تدفن

۵۵۲ — (حدیث ابوہریرہ و عائشہ ؓ) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اسے ایک قیراط ثواب ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: حضرت ابوہریرہ ؓ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں! اور (جب ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا گیا تو) حضرت عائشہ ؓ نے حضرت ابوہریرہ ؓ کی تصدیق کی اور فرمایا کہ میں نے بھی نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے اس پر حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: تب تو ہم نے بے شمار قیراط ضائع کر دیے[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز : باب ۵۸ فضل اتباع الجنائز

---

[1] اس سے پہلے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر چلے جاتے تھے چنانچہ آپ کو جب اس حدیث کا علم ہوا تو آپ نے کہا: اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہم نے بے شمار قیراط کھو دیے۔ مترجم

باب ۲۰ : مرنے والے کا ذکر اگر اچھائی یا برائی سے کیا جائے تو؟

۵۵۳ — حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے مرنے والے کا ذکر بھلائی سے کیا اور تعریف کی، یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واجب ہوگئی"! پھر ایک اور جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی کی، آپؐ نے یہ سن کر بھی فرمایا: "واجب ہوگئی"! اس پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا واجب ہوگئی؟ آپؐ نے فرمایا: یہ شخص جس کی تم نے تعریف کی تھی اس کے لیے جنّت واجب ہوگئی، اور یہ دوسرا شخص جس کی تم نے برائی کی تھی اس کے لیے آگ واجب ہوگئی۔ کیونکہ تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۸۶ ثناء الناس علی المیّت

باب ۲۱ : حدیث کے الفاظ "مُستریحٌ" اور "مُستراحٌ منه" کا مفہوم

۵۵۴ — حدیث ابو قتادہ ربعی رضی اللہ عنہ الانصاری رضی اللہ عنہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک جنازہ گزرا تو آپؐ نے فرمایا: "راحت پا گیا یا لوگ اس سے نجات پا گئے"۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس بات کے کیا معنیٰ ہوئے! کہ وہ راحت پا گیا یا لوگ اس سے نجات پا گئے۔ آپؐ نے فرمایا: کہ مومن (مرنے کے بعد) دنیا کے مصائب و آلام سے نجات پاتا ہے اور اللہ کی رحمت کے سایہ میں پناہ لیتا ہے اور بدکار شخص کے مرنے سے لوگ باگ شہر و ملک اور درخت و جانور سب نجات پاتے ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۴۲ سکرات الموت

باب ۲۲ : نماز جنازہ کی تکبیروں کا بیان

۵۵۵ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشیؒ کے مرنے کی اطلاع اسی دن دے دی تھی جس دن ان کا انتقال ہوا اور نماز پڑھنے کی جگہ تشریف لے گئے اور صحابہ کرام کے ساتھ (نماز جنازہ کیلیے) صفیں بنا کر چار تکبیریں کہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۴ الرجل ینعی الی اهل المیت بنفسه

۵۵۶ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حضرت نجاشیؒ شاہ حبشہ کے وفات پا جانے کی اطلاع اسی دن دے دی تھی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا اور پھر آپؐ نے فرمایا تھا کہ

---

[1] حدیث میں آیا ہے " واجب ہوگئی"۔ یعنی ثابت ہوگئی کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی بات واجب نہیں ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ثواب اس کا فضل ہے اور عذاب عدل۔ اس کی شان ہے: لایسئل عما یفعل "وہ مختار و قادر مطلق جس سے اس کے کسی کام کے بارے میں کوئی "کیوں" نہیں کہہ سکتا۔ مرتبؒ

اپنے بھائی کے لیے طلب مغفرت کرو (نماز جنازہ پڑھو)۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۲۳ الجنائز: باب ۶۱ الصلاة على الجنائز بالمصلى والمسجد

۵۵۷ ـــ حدیث جابر ﷛: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت اصحمہ نجاشیؒ کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۲۳ الجنائز: باب ۶۵ التكبير على الجنازة اربعًا

۵۵۸ ـــ حدیث جابر بن عبد اللہ ﷟: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: آج حبش کے ایک نیک شخص کا انتقال ہوگیا ہے تو آؤ اس کی نماز جنازہ پڑھیں! حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے صفیں باندھیں اور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی ہم آپؐ کے پیچھے کئی صفیں بنائے کھڑے تھے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۲۳ الجنائز: باب ۵۵ الصفوف على الجنازة

باب ۲۳ : قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

۵۵۹ ـــ (حدیث ابن عباس ﷟) سلیمان شیبانیؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے شعبی رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے ایک ایسے شخص نے اطلاع دی ہے جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک الگ تھلگ بنی ہوئی قبر پر گئے تھے اور آپؐ نے امامت کرائی تھی اور سب لوگوں نے آپؐ کے پیچھے صفیں بنا کر نماز جنازہ پڑھی تھی۔ شیبانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے شعبیؒ سے دریافت کیا: اے ابو عمرو! یہ روایت آپ سے کس نے بیان کی ہے؟ انھوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ نے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۱۰ الأذان: باب ۱۶۱ وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور وحضورهم الجماعة

۵۶۰ ـــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ فام مرد تھا یا عورت ـ مسجد کی خدمت کیا کرتا تھا، اس کا انتقال ہوگیا اور نبی کریم ﷺ کو اس کی موت کا پتہ نہ چلا۔ چنانچہ ایک دن آپؐ نے اسے یاد کیا اور فرمایا: وہ شخص کہاں گیا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا انتقال ہوگیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم نے مجھے کیوں خبر نہ کی؟ صحابہ کرامؓ نے کہا اس کی موت کا واقعہ ایسا بڑا نہ تھا یعنی اسے کچھ زیادہ اہمیت نہ دی اور اس کے مرتبہ کو حقیر جانا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اچھا مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ چنانچہ آپؐ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۲۳ الجنائز: باب ۶۷ الصلاة على القبر بعد ما يدفن

باب ۲۴ : جنازہ کے احترام میں کھڑے ہونے کا حکم

۵۶۱ ـــ حدیث عامر بن ربیعہ ﷛: حضرت عامر بن ربیعہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم

جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے رہو یہاں تک کہ وہ آگے بڑھ جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۴۷ القیام للجنازة

۵۶۲ —— حدیث عامر بن ربیعہ ؓ: حضرت عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص جنازہ دیکھے تو اگر وہ اس کے ساتھ نہ جا رہا ہو تو اسے چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور اس وقت تک کھڑا رہے حتیٰ کہ یہ شخص جنازے سے پیچھے رہ جائے یا جنازہ اس سے آگے بڑھ جائے یا آپ نے فرمایا: (راوی کو شک ہے) اس سے آگے بڑھنے سے پہلے زمین پر رکھ دیا جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۴۸ متی یقعد اذا قام للجنازة

۵۶۳ —— حدیث ابوسعید خدری ؓ: حضرت ابوسعید روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازے کے ساتھ جا رہا ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۴۹ من تبع جنازة فلا یقعد حتی توضع عن مناکب الرجال فان قعد امر بالقیام،

۵۶۴ —— حدیث جابر بن عبداللہ ؓ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو جناب نبی کریم ﷺ اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے اور ہم سب بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، اس کے بعد ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ ایک یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۵۰ من قام لجنازة یهودی

۵۶۵ —— حدیث سہل بن حنیف وقیس بن سعد ؓ: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن حنیفؓ اور حضرت قیس بن سعدؓ دونوں قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں کے لوگ ایک جنازہ لے کر ان کے قریب سے گزرے تو یہ دونوں حضرات کھڑے ہو گئے۔ ان سے کہا گیا کہ یہ جنازہ مقامی شخص کا یعنی ذمی (ایرانی مجوسی) کا تھا تو دونوں حضرات نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے قریب سے بھی ایک جنازہ گزرا تھا اور آپ احتراماً کھڑے ہو گئے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ جنازہ یہودی کا ہے، تو آپ نے فرمایا تھا: کیا یہودی میں جان نہیں ہے؟

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۵۰ من قام لجنازة یهودی

باب ۲۷ : نماز جنازہ میں امام میت سے کس طرف کھڑا ہو

۵۶۶ —— حدیث سمرة بن جندب ؓ: حضرت سمرۃ بن جندب بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے ایک ایسی عورت کی نماز جنازہ پڑھی جو بحالتِ نفاس (زچگی) انتقال کر گئی تھی اور آپ نماز پڑھاتے وقت جنازے کے درمیان میں (یعنی وسط کے بالمقابل) کھڑے ہوئے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۶۳ الصلاة علی النفساء اذا ماتت فی نفاسها

کتابُ الزکاۃ

۵۶۷ــــ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ اوقیہ چاندی (دو سو درہم یا ساڑھے باون تولے چاندی) سے کم پر زکاۃ نہیں ہے اور نہ پانچ اونٹوں سے کم پر زکاۃ ہے اور نہ پانچ وسق[1] سے کم (کھجور اور غلّہ) پر زکاۃ ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۲۴ الزكاة: باب ۴ ما ادى زكاته فليس بكنز

باب ۲ : غلام اور گھوڑے پر زکاۃ نہیں ہے

۵۶۸ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام پر زکاۃ واجب نہیں ہے[2]۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۲۴ الزكاة: باب ۴۵ ليس على المسلم في فرسه صدقة

باب ۳ : زکاۃ ادا کرنے اور زکاۃ سے انکار کرنے کا بیان

۵۶۹ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے زکاۃ وصول کرنے کا حکم دیا تو آپؐ کو اطلاع دی گئی کہ یہ حضرات ابن جمیلؓ، خالدؓ بن ولید اور عباسؓ بن عبدالمطلب زکاۃ دینے سے انکار کرتے ہیں، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ ابن جمیل[3] تو اس چیز کا بدلہ لے رہا ہے کہ پہلے وہ محتاج تھا اور اب اسے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسولؐ نے مالدار کر دیا ہے اور حضرت خالدؓ بن ولید سے زکاۃ مانگ کر تم ان پر ظلم کر رہے ہو، انھوں نے تو اپنی زرہیں اور ہتھیار تک راہِ خدا میں وقف کر دیے ہیں باقی رہے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب تو وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور ان کی زکاۃ ان پر بہر حال

---

[1] وسق لغوی معنی ٹوکرا، وزن کے لحاظ سے وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع چار مُد کا اور مد دو رطل کا اور رطل آدھ سیر آدھ پاؤ کا اور سیر اسّی تولے کا ہوتا ہے گویا مُد سوا سیر کا اور صاع پانچ سیر کا اور وسق (۶۰ صاع) ساڑھے سات من کا اور پانچ وسق کے سینتیس من بیس سیر ہوئے۔ مترجم

[2] ایک گھوڑے اور غلام پر جو برائے خدمت ہو زکاۃ نہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے البتہ اگر زیادہ ہوں اور برائے تجارت ہوں تو ان پر بالاجماع زکاۃ واجب ہے البتہ گھوڑے اگر ایک سے زیادہ ہوں اور تجارت کے لیے نہ ہوں تو اس میں اختلاف ہے۔ مترجم

[3] ابن جمیل کے پاس انکارِ زکاۃ کا کوئی عذر موجود نہیں ہے اسے ضرور زکاۃ ادا کرنا چاہیے اور اللہ اور رسول اللہ کی ناشکری نہیں کرنی چاہیے۔ مترجم

واجب ہے بلکہ اسی قدر مزید ان کو ادا کرنا چاہیے۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۴۹ قول اللہ تعالیٰ (وفی الرقاب)

باب ۴: صدقہ فطر کا بیان

۵۷۰ — حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان مرد اور عورت بر خواہ آزاد ہو یا غلام، کھجور یا جو کا ایک صاع بطور صدقہ فطر ادا کرنا فرض کیا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۷۱ صدقۃ الفطر علی العبد وغیرہ من المسلمین

۵۷۱ — حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ صدقہ فطر کھجور یا جو کا ایک صاع دیا جائے۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ لوگوں نے (بعدازاں) گندم کے دو مُد (صاع کا **نصف**) کو ایک صاع جو یا کھجور کے مساوی قرار دے دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۷۴ صدقۃ الفطر صاعًا من تمر

۵۷۲ — حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم صدقہ فطر میں ایک صاع کھانا (گندم) یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع انگور دیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۷۳ صدقۃ الفطر صاعًا من طعام

۵۷۳ — حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقہ فطر میں گندم، کھجور، جو یا انگور میں سے کوئی ایک چیز ایک صاع دیا کرتے تھے پھر جب حضرت معاویہؓ کی خلافت کا زمانہ آیا اور شامی سرخ گندم آگئی تو حضرت معاویہؓ نے کہا کہ میرا خیال ہے اس گندم کا ایک مُد دیگر اشیاء کے دو مُد کے برابر ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۷۵ صاع من زبیب

باب ۶: زکاۃ نہ دینے کا عذاب

۵۷۴ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑے تین طرح کے ہیں، ایک اپنے مالک کے لیے باعث اجر ہے، ایک اپنے مالک کے عیب ڈھانپنے والا اور ایک اپنے مالک کے لیے باعثِ گناہ ہے، وہ شخص جس کے لیے گھوڑا باعث ثواب ہے وہ ایسا شخص ہے جس نے گھوڑے کو راہِ خدا میں جہاد کے لیے پالا اور لمبی رسّی باندھ کر اسے کسی چراگاہ یا باغ میں چھوڑ دیا تو اس رسّی کی لمبائی

---

[1] صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: واما العباس فھی علیّ ومثلھا معھا ثم قال یا عمرؓ اما شعرت ان عم الرجل صنو ابیہ۔ رہے عباسؓ سو ان کی زکاۃ میرے ذمے ہے بلکہ اسی قدر مزید میں ان کی طرف سے ادا کروں گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے عمرؓ کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ چچا تو باپ کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم

میں اس چراگاہ یا باغ کا جتنا حصہ آجائے گا اتنی ہی نیکیاں اس کے حساب میں لکھی جائیں گی اور اگر وہ گھوڑا رسی تڑا کر ایک یا دو ٹیلے پھاند جائے تو اس کی لید اور اس کے نشان ہائے قدم بھی اس کی نیکیوں میں شمار ہوں گے اور اگر وہ کسی نہر پر سے گزرتے ہوئے اس میں سے پانی پیئے گا اگرچہ مالک نے پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو تب بھی اس کے حساب میں نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو شخص گھوڑا دکھاوے اور فخر کی غرض سے باندھے اور اہلِ اسلام کی دشمنی کے لیے رکھے وہ گھوڑا اس کے لیے باعث گناہ ہے۔ اور آپ سے گدھوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اس سلسلہ میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا سوائے اس آیت کے جو اپنے معانی کے اعتبار سے بے مثال ہے اور انتہائی جامعیت کی حامل ہے (فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ الزلزال) پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرّہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد والسیر : باب ۴۸ الخیل لثلاثة

باب ۸ : زکاۃ نہ دینے والوں کو سخت ترین سزا دی جائے گی

۵۷۵ ـــ حدیث ابوذر ؓ : حضرت ابوذر غفاریؓ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا جب کہ آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے: قسم ہے ربّ کعبہ کی، وہی لوگ سب سے زیادہ گھاٹے میں ہیں! قسم ہے رب کعبہ کی وہی لوگ سب سے زیادہ گھاٹے میں ہیں! میں نے عرض کیا: میری کیا حالت ہے؟ کیا مجھ میں کوئی ایسی بات نظر آئی ہے؟ کیا بات ہے؟ پھر میں آپ کے پاس بیٹھ گیا اور آپ یہی کلمات دہراتے رہے، چنانچہ میں خاموش نہ رہ سکا اور میں شدید رنج و غم میں مبتلا ہو گیا اور میں نے پھر عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ جو زیادہ مال والے ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو اس طرح اور اس طرح اور اس طرح (یعنی آگے، پیچھے اور دائیں بائیں ہر طرف مستحق لوگوں پر) خرچ کرتے ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۳ الایمان والنذور: باب ۳ کیف کانت یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۵۷۶ ـــ حدیث ابوذرؓ : حضرت ابوذر غفاریؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت پہنچا کہ آپ فرما رہے تھے: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یا آپ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یا جس طرح بھی آپ نے قسم کھائی: جس شخص کے پاس اُونٹ گائیں یا بکریاں ہوں اور وہ ان کا حق (زکاۃ) نہ ادا کرے تو قیامت کے دن یہ جانور زیادہ سے زیادہ عظیم الجثہ اور زیادہ سے زیادہ فربہ حالت میں لائے جائیں گے اور اس شخص کو اپنے کھُروں سے روندیں اور کچلیں گے اور اپنے سینگوں سے ٹکریں ماریں گے جب ان میں سے آخری (جانور) گزر جائے گا تو پہلا پھر آجائے گا اور یہ عذاب اس شخص پر اسی طرح جاری رہے گا تا آنکہ لوگوں کے تمام معاملات فیصل نہ ہو جائیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ : باب ۴۳ زکاۃ البقر

باب ۹ : صدقہ دینے کی ترغیب دلانے کا بیان

۵۷۷ ـــ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مدینہ کی کنکریلی زمین پر بوقت شام چلا جا رہا تھا کہ ہمارے سامنے احد کی پہاڑی آ گئی تو آپ نے فرمایا: اے ابوذر! میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس اُحد کے برابر سونا ہو اور مجھ پر ایک رات یا تین راتیں ایسی گزریں کہ ان میں سے ایک دینار بھی میرے پاس بچے۔ سوائے اس دینار کے جو میں ادائے قرض کے لیے روک لوں۔ اِلا یہ کہ میں اس کو اللہ کے بندوں میں اس طرح اور اس طرح اور اس طرح خرچ کروں۔ یہ فرماتے وقت آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کر کے دکھایا، پھر فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا: لبیک وسعدیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: زیادہ مال والے لوگ ہی کم ثواب والے ہیں، سوائے اس شخص کے جس نے اس طرح اور اس طرح (یعنی دائیں اور بائیں ہر طرف) خرچ کیا، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! اسی جگہ ٹھہرے رہو، اور جب تک میں واپس نہ آؤں کہیں نہ جانا! پھر آپ تشریف لے گئے یہاں تک کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے، پھر میں نے ایک آواز سنی اور مجھے ڈر ہوا کہ کہیں آپ کو کوئی حادثہ نہ پیش آ گیا ہو، اس لیے میں نے آگے جانے کا ارادہ کیا لیکن پھر مجھے آپ کی ہدایت یاد آ گئی کہ یہاں سے کہیں نہ جانا چنانچہ میں اسی جگہ رُکا رہا (پھر جب آپ واپس تشریف لائے تو) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ایک آواز سنی تھی اور مجھے ڈر ہوا تھا کہ کہیں آپ کو کوئی حادثہ نہ پیش آ گیا ہو، پھر مجھے آپ کا ارشاد یاد آ گیا اور میں ٹھہرا رہا۔ آپ نے فرمایا: یہ آواز حضرت جبریلؑ کی تھی وہ میرے پاس آئے تھے اور انھوں نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ آپ کی اُمت میں سے جو شخص اس حال میں مرے گا کہ اس نے اللہ کے ساتھ عبادت و اطاعت میں کسی غیر کو ذرا بھی شریک نہ کیا ہو گا وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! خواہ وہ زنا یا چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: ہاں خواہ زنا کرے یا چوری کا مرتکب ہوا ہو۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۷۹ الاستيذان: باب ۳۰ من اجاب بلبيك وسعديك

۵۷۸ ـــ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات (گھر سے) نکلا تو دیکھا کہ جناب نبی کریم ﷺ تنہا چلے جا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی شخص نہیں ہے، مجھے خیال ہوا کہ شاید آپ (اس وقت) کسی کو ساتھ لے جانا پسند نہیں فرماتے۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ اس خیال سے میں چاندنی سے بچ کر چلنے لگا تا کہ آپ مجھے نہ دیکھ سکیں، لیکن آپ نے پلٹ کر دیکھا اور مجھے دیکھ کر دریافت فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: ابوذر، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ نے فرمایا: ابوذرؓ آؤ۔ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے ہمراہ تھوڑی دیر چلتا رہا، پھر آپ نے فرمایا: درحقیقت زیادہ مال والے لوگ ہی قیامت کے دن کم مایہ اور کم حیثیت ہوں گے سوائے اس شخص کے جسے اللہ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ اسے دائیں اور بائیں، آگے اور پیچھے ہر طرف بکھیرے اور اسے ہر طرح کے نیک کام میں صرف کرے۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں، اس کے بعد میں مزید کچھ دیر آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ پھر آپ نے فرمایا: یہاں بیٹھ جاؤ! حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے ایک صاف

زمین پر جس کے ارد گرد پتھر بکھرے ہوئے تھے بیٹھنے کا حکم دیا اور فرمایا: میرے واپس آنے تک یہیں بیٹھے رہنا! پھر آپؐ اس پتھریلی زمین پر تشریف لے گئے حتیٰ کہ آپؐ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے اور وہاں دیر تک ٹھہرے رہے اس کے کافی دیر بعد میں نے آپؐ کے واپس تشریف لانے کی آواز سنی اور آپ فرماتے جاتے تھے "اور اگرچہ چوری کرے یا زنا کرے" ابوذرؓ بیان کرتے ہیں جب آپؐ (میرے قریب) تشریف لے آئے تو پھر مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اللہ مجھے آپؐ پر قربان ہونے کی سعادت نصیب کرے! یہ پتھریلی زمین کے اس طرف آپؐ کس سے گفتگو کر رہے تھے؟ میں نے نہیں سنا کہ کسی نے آپ کو جواب دیا ہو۔ آپؐ نے فرمایا: یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو مجھے پتھریلی زمین کے اس طرف آکر ملے اور انھوں نے کہا: اپنی اُمت کو بشارت دیجیے کہ جو شخص اس حال میں مرے گا کہ اس نے کسی غیر اللہ کو عبادت و اطاعت میں اللہ کا شریک نہ بنایا ہو گا وہ جنّت میں جائے گا، میں نے کہا اے جبریلؑ! خواہ اس نے چوری کی ہو یا زنا کیا ہو تب بھی؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "ہاں"! آپؐ نے فرمایا: میں نے پھر کہا کہ خواہ اس نے چوری کی ہو یا زنا کیا ہو تو حضرت جبریلؑ نے کہا "ہاں اور اگرچہ اس نے شراب بھی پی ہو"

اخرجه البخاري في: كتاب ۸۱ الرقاق: باب ۱۳ المكثرون هم المقلون

باب ۱۰: مال و دولت کو جمع کرنے اور سینت سینت کر رکھنے والوں کا گناہ اور ان کے لیے عذاب کی شدّت

۵۷۹ ـــــ (حدیث ابوذرؓ): حضرت احنف بن قیسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں قریش کے سرداروں میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا جس کے بال اور کپڑے موٹے اور کھُردرے تھے اور حلیہ اور شکل و صُورت بھدّی اور پراگندہ۔ اس نے ان لوگوں کے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا: مال جمع کرنے والوں کو بشارت دے دو کہ ایک پتھر جہنّم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر وہ ان کی چھاتی پر رکھا جائے گا جو ان کے کندھے کی ہڈی کے پاس سے پار ہو کر دوسری طرف نکل جائے گا پھر وہ ان کے شانے کی ہڈی پر رکھا جائے گا تو چھاتی کی نوک سے باہر نکل جائے گا اور وہ پتھر اسی طرح مسلسل ہلتا ہُوا آر پار ہوتا رہے گا۔ یہ بات کہہ کر وہ مُڑا اور ایک ستون کے پاس جا کر بیٹھ گیا میں بھی اس کے پیچھے گیا اور اس شخص کے پاس بیٹھ گیا، مجھے بالکل معلوم نہ تھا کہ وہ کون ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ میرا خیال ہے ان لوگوں نے تمھاری بات کو پسند نہیں کیا۔ وہ کہنے لگا: یہ لوگ بے سمجھ ہیں، مجھ سے میرے خلیل نے کہا تھا۔ میں نے پوچھا: تمھارے خلیل کون تھے؟ کہنے لگا: رسول اللہ ﷺ! آپؐ نے فرمایا تھا: اے ابوذرؓ! کیا تم اس اُحد پہاڑ کو دیکھ رہے ہو؟ حضرت ابوذرؓ نے کہا چونکہ دن ختم ہو گیا تھا اس لیے میں نے دھوپ کو دیکھا پھر آپؐ سے عرض کیا: "ہاں"۔ دیکھ رہا ہوں! دراصل آپؐ کی بات سن کر مجھے خیال ہُوا تھا کہ آپؐ مجھے کسی کام سے بھیجنا چاہتے ہیں (لیکن نہیں بلکہ) آپؐ نے فرمایا "مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا موجود ہو اور میں اسے سارے کا سارا سوائے تین اشرفیوں کے خرچ نہ کر دوں"۔ (نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد سنانے کے بعد حضرت ابوذرؓ نے کہا): یہ لوگ بے عقل ہیں صرف دنیا جمع کرتے ہیں۔ بخدا! میں ان سے نہ دنیا کی کوئی چیز مانگوں گا

اور نہ دین کے متعلق کوئی بات ان سے دریافت کروں گا، حتیٰ کہ میں اللہ سے جا ملوں!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۴ ما ادی زکاتہ فلیس بکنز

باب ۱۱: خرچ کرنے کی ترغیب اور خرچ کرنے والے کے لیے یہ بشارت کہ جو وہ خرچ کرے گا اسے ملے گا

۵۸۰ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "خرچ کرو تاکہ میں بھی تم پر خرچ کروں"۔ نیز آپؐ نے فرمایا: اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے اور دن رات کا بے تحاشا خرچ کرنا اس میں کچھ کمی نہیں کرتا۔ نیز آپؐ نے فرمایا: کبھی تم نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے آسمان و زمین پیدا فرمائے ہیں کیا کچھ خرچ کیا ہوگا؟ اور یہ تمام خرچ کرنے کے باوجود اس ذخیرے میں جو اس کے ہاتھ میں ہے ذرا بھی کمی نہیں ہوئی اور اس کا عرش پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں میزان ہے جسے چاہتا ہے پست کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بلند کرتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۱۱- سورۃ ھُود: باب ۲ قولہ (وکان عرشہ علی الماء)

باب ۱۳: خرچ کرنے کی ترتیب یہ ہے: پہلے اپنی ذات پھر اہل و عیال پھر قرابت دار

۵۸۱ ــــ حدیث جابر ؓ: حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ ایک صحابی نے اپنے غلام کو اپنے بعد آزاد کر دیا ہے (یعنی وہ ان کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائے گا) جبکہ ان کے پاس اس کے سوا کوئی مال بھی نہیں ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں فروخت کر دیا اور اس کی قیمت ان صاحب کو بھجوا دی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۳ الاحکام: باب ۳۲ بیع الامام علی الناس اموالھم وضیاعھم

باب ۱۴: صدقہ رشتہ داروں کو دینے اور اپنے اہل و عیال اور والدین پر مال خرچ کرنے کی فضیلت، خواہ والدین مُشرک ہی کیوں نہ ہوں

۵۸۲ ــــ حدیث انس ؓ: حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ ؓ مدینہ کے انصار میں سب سے زیادہ مالدار شخص تھے ان کے کھجور کے باغات تھے، اور ان کو اپنا وہ باغ جس کا نام "بیرحاء" تھا سب سے زیادہ محبوب تھا۔ یہ باغ مسجدِ نبویؐ کے آگے کی جانب واقع تھا اور نبی کریم ﷺ اس باغ میں تشریف لے جاتے تھے، اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے، حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی (لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۵ اٰل عمران ۹۲ "تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنھیں تم عزیز رکھتے ہو"۔ تو حضرت ابوطلحہ ؓ اٹھے اور انھوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا ممّا تحبون"۔ اور میرا سب سے محبوب مال بیرحاء ہے لہٰذا وہ (آج سے) اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور میں اس کے ثواب کا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ

کے پاس اس کے ذخیرہ ہونے کا امیدوار ہوں، یارسولؐ اللہ! آپؐ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کو مصرف میں لے آئیں۔ راوی کہتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بہت خوب! یہ تو بہت نفع بخش مال ہے! یہ تو واقعی نفع بخش مال ہے! اور جو کچھ تم نے کہا، میں نے سن لیا، میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اسے اپنے رشتے داروں میں تقسیم کر دو۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا: یارسولؐ اللہ! میں آپؐ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ چنانچہ ابوطلحہؓ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔

اخرجه البخاري فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۴۴ الزکاۃ علی الاقارب

۵۸۳ —— حدیث میمونہ رضی اللہ عنہا: اُم المؤمنین حضرت میمونہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک لونڈی آزاد کی تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم یہ لونڈی اپنے کسی ماموں کو دے کر اس کے ساتھ صلۂ رحمی اور حسنِ سلوک کرتیں تو ثواب اور اجر زیادہ ہوتا۔

اخرجه البخاري فی: کتاب ۵۱ الھبة: باب ۱۶ بمن یبدأ بالھدیة

۵۸۴ —— حدیث زینب زوجہ عبداللہ رضی اللہ عنہما: حضرت زینبؓ بیان کرتی ہیں: میں مسجد میں تھی کہ میں نے دیکھا نبی کریم ﷺ عورتوں کو تلقین فرما رہے ہیں: "صدقہ دیا کرو خواہ اپنے زیورات میں سے ہی کیوں نہ ہو" —— حضرت زینبؓ اپنے خاوند عبدؓاللہ پر اور کچھ یتیموں پر جو ان کی زیرِ کفالت تھے خرچ کیا کرتی تھیں، چنانچہ انھوں نے حضرت عبداللہ سے کہا کہ آپ رسول کریم ﷺ سے دریافت کریں کہ آیا یہ جو میں آپ پر اور ان یتیموں پر جو میرے زیرِ پرورش ہیں خرچ کرتی ہوں، میری طرف سے صدقہ شمار ہوگا؟ حضرت عبدؓاللہ نے کہا کہ تم خود جاکر رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لو! چنانچہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلی تو مجھے دروازے پر ایک انصاری خاتون ملیں ان کو بھی یہی مسئلہ درپیش تھا اور آپؐ سے دریافت کرنا چاہتی تھیں، اسی وقت حضرت بلالؓ ہمارے قریب سے گزرے تو ہم نے ان سے کہا نبی کریم ﷺ سے دریافت کر کے ہمیں بتاؤ کہ وہ خرچ جو میں اپنے خاوند پر اور ان یتیم بچوں پر کرتی ہوں جو میرے پاس پل رہے ہیں میری طرف سے صدقہ شمار ہوگا؟ نیز ہم نے کہا کہ آپؐ سے ہمارا ذکر نہ کرنا! حضرت بلالؓ گئے اور انھوں نے آپؐ سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: یہ پوچھنے والی عورتیں کون ہیں؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا: زینبؓ۔ آپؐ نے پھر دریافت فرمایا: کون سی زینب؟ حضرت بلالؓ نے بتایا: عبدؓاللہ کی بیوی۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا! اس کے لیے تو دو اجر ہوں گے ایک رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی کا ثواب اور دوسرا صدقہ دینے کا اجر۔

اخرجه البخاري فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۴۸ الزکاۃ علی الزوج والایتام فی الحجر

۵۸۵ —— حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا: اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے دریافت کیا: یارسولؐ اللہ! کیا جو کچھ میں ابوسلمہ کے بیٹوں پر خرچ کر رہی ہوں مجھے اس کا ثواب ملے گا جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ میں ان کو چھوڑ بھی نہیں سکتی کہ وہ اِدھر اُدھر بھٹکتے پھریں کیونکہ آخر وہ میری اولاد ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! تمھیں اس خرچ کا جو ان پر کرو گی ثواب ملے گا۔

اخرجه البخاري فی: کتاب ۶۹ النَّفَقَاتِ: باب ۱۴ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ

۵۸۶ —— حدیث ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ: حضرت ابومسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان جب

اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اور خرچ کرتے وقت ثواب کی اُمید رکھتا ہے تو وہ خرچ اس کا صدقہ بن جاتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۹ النفقات: باب ۱ فضل الصدقة علی الاھل

۵۸۷ ــــ حدیث اسماء بنت ابی بکر ﷞: حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں میری والدہ آئیں جبکہ وہ مشرک تھیں تو میں نے آپؐ سے فتویٰ پوچھا، میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میری والدہ (میرے پاس آئی ہیں) اور انھوں نے اسلام قبول نہیں کیا ہے، کیا میں ان کی مالی مدد اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں ضرور! وہ تمھاری ماں ہیں اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرو!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۱ الھبة: باب ۲۹ الھدیة للمشرکین

باب ۱۵ : میّت کو اس صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے جو اس کی طرف سے دیا جائے

۵۸۸ ــــ حدیث عائشہ ﷞: ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا (اور انھیں وصیت کرنے کا موقع نہیں ملا) اور میرا خیال ہے کہ اگر انھیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ دیتیں، کیا اگر اب میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو اس کا ان کو ثواب پہنچے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۹۵ موت الفجأة البغتة

باب ۱۶ : ہر نیک کام صدقہ ہے

۵۸۹ ــــ حدیث ابوموسیٰ ﷞: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو تو (وہ کیسے صدقہ دے)؟ آپؐ نے فرمایا: اپنے ہاتھ سے محنت کر کے خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی دے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اگر کوئی شخص ایسا کرنے کی استطاعت بھی نہ رکھتا ہو یا ایسا بھی نہ کرے تو؟ آپؐ نے فرمایا: کسی ضرورت مند کی جو حسرت و یاس میں گرفتار ہو مدد کرے۔ پھر عرض کیا گیا: اگر یہ بھی نہ کرے تو؟ آپؐ نے فرمایا: دُوسرے کو بھلائی کرنے کا یا آپؐ نے فرمایا: نیکی کرنے کا مشورہ دے۔ پھر عرض کیا: اگر یہ بھی نہ کرے تو؟ آپؐ نے فرمایا: دوسروں کے ساتھ بُرائی کرنے سے اور بُرے کاموں سے باز رہے کہ یہ بھی اس شخص کی طرف سے صدقہ ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۳۳ کل معروف صدقة

۵۹۰ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انسانوں کے جسم میں جتنے جوڑ ہیں ان میں سے ہر ایک پر صدقہ واجب ہے، ہر روز جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو دو آدمیوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دینا بھی ایک صدقہ ہے اور کسی کی مدد اس طرح کرنا کہ اسے اپنی سواری پر بٹھا کر یا اس کا سامان

لاد کر منزل تک پہنچا دے یہ بھی صدقہ ہے اور کلمۂ خیر یا اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو نماز کے لیے مسجد کو جاتے ہوئے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور راستہ میں سے ایذارساں چیز کو ہٹانا بھی صدقہ ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد: باب ۱۲۸ من اخذ بالرکاب ونحوه

باب ۱۷: سخی اور بخیل کے بارے میں

۵۹۱ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر روز جب لوگ صبح کے وقت اٹھتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! دینے والے کو اور دے! اور دُوسرا کہتا ہے: اے اللہ! بخیل کو تباہی دے!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۲۷ قول اللہ تعالیٰ (فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى)

باب ۱۸: صدقہ دو اس سے پہلے کہ صدقہ قبول کرنے والا کوئی نہ ملے

۵۹۲ — حدیث حارثہ بن وہب ؓ: حضرت حارثہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: صدقہ دو! اس لیے کہ ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے جب ایک شخص صدقہ دینے کے لیے نکلے گا اور اسے لینے والا کوئی نہ ملے گا، جس کو بھی وہ دینا چاہے گا وہ کہے گا کہ اگر تم کل لاتے تو میں اسے قبول کر لیتا آج تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۹ الصدقة قبل الرد

۵۹۳ — حدیث ابوموسیٰ ؓ: حضرت ابوموسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا جب ایک شخص سونا لے کر صدقہ دینے کے لیے پھرے گا اور اسے کوئی ایسا شخص نہ ملے گا جو سونا بھی صدقہ میں قبول کرے، اور دیکھنے میں آئے گا کہ ایک ایک مرد کے پیچھے چالیس چالیس عورتیں پھریں گی کہ وہ انھیں اپنی پناہ میں لے لے، دراصل یہ اس بنا پر ہوگا کہ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی کثرت ہوگی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۹ الصدقة قبل الرد

۵۹۴ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک کہ تمھارے پاس مال کی اتنی فراوانی نہ ہو جائے کہ وہ بہنے لگے اور مال والوں کو یہ چیز پریشان کرے کہ کاش کوئی صدقہ قبول کرنے والا ہو، نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ ایک شخص دوسرے کو صدقہ قبول کرنے کی پیشکش کرے گا اور وہ کہے گا کہ مجھے ضرورت نہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۹ صدقة قبل الرّد

بابُ۱۹ : نیک کمائی کا صدقہ نہ صرف قبول ہوتا ہے بلکہ بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے

۵۹۵ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : جب کوئی شخص اپنی پاک کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ دیتا ہے ۔ اور اللہ تک صرف پاک چیز ہی پہنچتی ہے ۔ تو اللہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے پھر اس کی اس طرح پر داخت فرماتا اور اسے بڑھاتا ہے جس طرح تم اپنے گھوڑے کے بچے کو پالتے اور بڑھاتے ہو حتیٰ کہ وہ پہاڑ کی شکل ہو جاتا ہے ۔

اخرجه البخاری فی : کتابُ ۹۷ التوحید : بابُ ۲۳ قول الله تعالی (تعرج الملائکة والروح الیه

بابُ۲۰ : صدقہ دینے کی ترغیب خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا یا ایک اچھا کلمہ ہی کیوں نہ ہو صدقہ دوزخ کے آگے آڑ بن جاتا ہے

۵۹۶ــــ حدیث عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ : حضرت عدیؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا : آگ سے بچو خواہ اس کا ذریعہ کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ دینا ہو (کہ یہ بھی نارِ جہنّم سے بچنے کا باعث بنے گا) ۔

اخرجه البخاری فی : کتابُ ۲۴ الزکاۃ : بابُ ۱۰ اتقوا النار ولو بشق تمرۃ

۵۹۷ــــ حدیث عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ : حضرت عدیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : عنقریب قیامت کے دن تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ براہ راست بات کریگا اور اس وقت ذات باری تعالیٰ اور بندے کے مابین کوئی ترجمان نہ ہوگا پھر بندہ نظر اٹھا کر دیکھے گا تو اپنے سامنے کچھ نہ پائے گا، پھر جب دوبارہ دیکھے گا تو اسے اپنے سامنے آگ ہی آگ نظر آئے گی جو اس کا استقبال کر رہی ہوگی، چنانچہ تم میں سے جس کے امکان میں ہو خود کو اس آگ سے بچائے اور اس سے بچنے کا ذریعہ صدقہ ہے خواہ وہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

اور حضرت عدیؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : آگ سے بچو۔ یہ فرما کر آپؐ نے منہ پھیرا اور کراہت کا اظہار کیا (جیسے آپؐ آگ دیکھ رہے ہوں) پھر فرمایا : آگ سے بچو۔ پھر کراہت کا اظہار کرتے ہوئے مُنھ پھیر لیا۔ آپؐ نے تین بار ایسا ہی کیا حتیٰ کہ ہمیں گمان ہُوا کہ آپؐ آگ کو دیکھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا : آگ سے بچو! صدقہ دو! خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو اور اگر کسی کو یہ بھی میسر نہ آئے تو کلمہ خیر اور اچھی بات کہے (کہ یہ بھی صدقہ ہے)۔

اخرجه البخاری فی : کتابُ ۸۱ الرقاق : بابُ ۴۹ من نوقش الحساب عذب

بابُ۲۱ : بار برداری کر کے اُجرت بطور صدقہ دینے کا بیان اور قلیل صدقہ دینے والوں پر باتیں بنانے اور ان کو بنظرِ حقارت دیکھنے کی شدید ممانعت

۵۹۸ــــ حدیث ابومسعود رضی اللہ عنہ : حضرت ابومسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں صدقہ دینے کا حکم دیا گیا تو ہم بوجھ

ڈھویا کرتے تھے (اور اجرت بطور صدقہ دیتے تھے) ایک دن حضرت ابو عقیلؓ نصف صاع (کھجور جو انھیں اُجرت میں ملی تھیں بطور صدقہ) لائے اور ایک شخص ان سے زیادہ لایا۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ اللہ اس (ابو عقیلؓ) کے صدقہ سے بے نیاز ہے اور اس دوسرے شخص نے جو کچھ کیا ہے صرف نمود و نمائش (ریا) کے لیے کیا ہے، اس موقعہ پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی: (اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۚ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۹﴾ التوبہ)

”جو برضا و رغبت دینے والے اہلِ ایمان کی مالی قربانیوں پر باتیں چھانٹتے ہیں اور ان لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جن کے پاس (راہ خدا میں دینے کے لیے) اس کے سوا کچھ نہیں ہے جو وہ اپنے اوپر مشقت برداشت کرکے دیتے ہیں، اللہ ان مذاق اڑانے والوں کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لیے دردناک سزا ہے۔“

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۹۔ سورۂ توبہ باب ۱۱ قولہ (والذین یلمزون المطوعین)

باب ۲۲: دُودھ والا جانور کسی کو دُودھ پینے کے لیے بلا مُعاوضہ دینے کا ثواب

۵۹۹ ــــــ حدیث ابو ہریرہؓ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تازہ بیاہی ہُوئی اُونٹنی صاف ستھری اور اسی طرح صاف ستھری بکری جو صبح کو بھی ایک برتن بھر دودھ دے اور شام کو بھی ایک برتن بھر دودھ دے بہترین عطیہ ہے جو کسی کو دیا جائے اس غرض سے کہ وہ اس کا دودھ پیئے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۱ الھبہ: باب ۳۵ فضل المنیحۃ

باب ۲۳: سخی اور بخیل کی مثال

۶۰۰ ــــــ حدیث ابو ہریرہؓ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال اس طرح بیان کی جیسے دو شخص ہوں جنھوں نے لوہے کی دو زرہیں پہن رکھی ہوں اور ان کے ہاتھ ان کی چھاتی اور گلے سے بندھے ہوں پھر صدقہ دینے والا جب صدقہ دینا چاہے تو اس کی زرہ کھُل کر اتنی کشادہ ہو جائے کہ اس کے پوروں کو بھی ڈھانپ لے اور اس کے نشاناتِ قدم بھی مٹا دے اور بخیل جب صدقہ دینے کا ارادہ کرے تو اس کی زرہ تنگ ہو جائے اور اس کا ہر حلقہ اپنی جگہ پھنس جائے (کہ نہ اس کا ہاتھ باہر نکل سکے اور نہ اس کے دل کی تنگی دُور ہو)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (یہ مثال بیان کرتے وقت) اپنی انگلیوں کو اپنے گریبان میں اس طرح ڈالتے اور اسے کشادہ کرتے دیکھا کہ اگر تم دیکھتے تو صاف سمجھ جاتے کہ آپ کوشش کر رہے ہیں لیکن وہ کشادہ نہیں ہو رہا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۹ جیب القمیص من عند الصدر وغیرہ

باب ۲۴ : صدقہ خواہ غیر مستحق شخص کے ہاتھ لگ جائے دینے والے کو اجر ضرور ملے گا

۶۰۱ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : ایک شخص نے طے کیا کہ میں آج صدقہ دوں گا، پھر وہ صدقہ دینے گھر سے نکلا تو اس نے (انجانے میں) صدقہ ایک چور کو دے دیا۔ صبح کے وقت لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ رات ایک چور کو صدقہ دیا گیا ہے۔ اس شخص نے سن کر کہا : اے میرے معبود! تعریف صرف تیرے لیے ہے، اس نے پھر کہا کہ میں آج پھر صدقہ دوں گا اور جب وہ صدقہ دینے نکلا تو (لاعلمی میں) صدقہ ایک زانیہ عورت کے ہاتھ پر رکھ دیا صبح کے وقت لوگ پھر باتیں بنانے لگے کہ گزشتہ رات کسی نے ایک زانیہ کو صدقہ دیا ہے۔ یہ بات جب اس شخص کو معلوم ہوئی تو بولا : اے میرے معبود! سب تعریف صرف تیرے لیے ہے، میرا صدقہ زانیہ کے ہاتھ لگ گیا! اس نے پھر کہا کہ میں آج ضرور صدقہ دوں گا اور جب دینے نکلا تو صدقہ ایک امیر شخص کے ہاتھ پر رکھ دیا، صبح کے وقت لوگوں میں پھر چرچا ہوا کہ ایک امیر آدمی کو صدقہ دیا گیا ہے، جب اسے معلوم ہوا تو کہنے لگا : اے میرے معبودؐ! تعریف صرف تیرے لیے ہے میرا صدقہ ایک مرتبہ چور کو ملا پھر ایک زانی عورت کو اور پھر ایک مالدار شخص کو، آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ چنانچہ اسے (خواب میں) کوئی شخص ملا اور اس نے بتایا کہ (تمہارا صدقہ قبول ہو گیا ہے) جو صدقہ چور کو ملا تو ممکن ہے وہ چور (کم از کم اس دن) چوری سے باز رہا ہو، بعینہٖ زانیہ کو جو صدقہ ملا تو بہت ممکن ہے وہ زنا سے باز رہی ہو اور جو صدقہ مالدار شخص کو ملا تو ہو سکتا ہے اسے شرم آئے اور وہ بھی اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے کچھ راہ خدا میں خرچ کرے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۴ الزکاۃ : باب ۱۴ اذا تصدق علی غنی وھو لا یعلم

باب ۲۵ : خزانچی اگر دیانت داری سے ان تک پہنچا دے جن کو دینے کا حکم اسے دیا گیا ہو اور عورت اگر خاوند کے گھر سے صدقہ دے (خواہ خاوند کی اجازت سے یا دستوری اجازت کے ماتحت لیکن نقصان پہنچانے کے ارادہ سے نہیں) تو ان دونوں کو ثواب ملے گا

۶۰۲ ــــ حدیث ابوموسیٰ ؓ : حضرت ابوموسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : مسلمان دیانت دار خزانچی جو اپنے مالک کے احکام کو نافذ کرے یا بسا اوقات آپؐ نے فرمایا : جو اتنا ہی دے جس کا اسے حکم دیا گیا ہو، لیکن دے پورا اور مکمل (کوئی کمی نہ کرے یا بان نہ لگائے) اور خوش دلی کے ساتھ دے اور اسی کو دے جس کو دینے کا اسے حکم دیا گیا ہو، تو ایسا خزانچی خود بھی ایک صدقہ دینے والا ہے (یعنی اسے بھی صدقہ دینے کا ثواب ملے گا)

اخرجه البخاری فی کتاب ۲۴ الزکاۃ : باب ۲۵ اجر الخادم اذا تصدّق بامر صاحبه غیر مفسد

۶۰۳ ــــ حدیث عائشة ؓ : اُم المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : عورت جب اپنے گھر کے کھانے پینے کے سامان سے صدقہ دیتی ہے تو اسے بھی اجر ملتا ہے کیونکہ خرچ اس نے کیا ہے بشرطیکہ اس

کی نیت نیک ہو نقصان پہنچانے کی نہ ہو اور خاوند کو بھی ثواب ملتا ہے کیونکہ کمائی اس کی ہے۔ اسی طرح خزانچی بھی جب اپنے مالک کے مال میں سے (اس کی اجازت سے دیانت دارانہ طریقہ پر) خرچ کرتا ہے تو اسے بھی اس کا اجر ملتا ہے اور یہ سب ایک دوسرے کے اجر کو ذرا بھی کم نہیں کرتے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۲۵ من امر خادمہ بالصدقۃ ولم یناول بنفسہ

۶۰۴ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن دنوں خاوند گھر میں ہو، بیوی کو چاہیے کہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ (نفلی) نہ رکھے[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۸۴ صوم المرأۃ باذن زوجہا تطوعًا

۶۰۵ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عورت اپنے خاوند کی کمائی میں سے اس کی اجازت کے بغیر اس کی اولاد، اس کے رشتہ داروں اور مہمانوں پر خرچ کرتی ہے تو آدھا ثواب خاوند کو ملتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۹ النفقات: باب ۵ نفقۃ المرأۃ اذا غاب عنہا زوجہا

باب ۲۷ جو شخص صدقہ بھی دے اور دوسرے نیک کام بھی کرے

۶۰۶ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں دیتے وقت کوئی چیز (ایک کی بجائے) دو دیتا ہے اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا کہ اے بندۂ خدا! یہاں آ، یہ دروازہ اچھا ہے! جو نمازیوں میں سے ہوگا اسے باب الصلاۃ سے پکارا جائے گا جو اہلِ جہاد میں سے ہوگا اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا اور جو روزہ رکھنے والوں میں سے ہوگا اسے باب الریان (روزے دار کا مخصوص دروازہ) سے پکارا جائے گا۔ اور جو اہلِ صدقہ میں سے ہوگا اسے صدقہ کے دروازے سے پکارا جائے گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا کوئی شخص ایسا بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے پکارا جائے گا؟ اور ایسے شخص کیلیے جسے ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا کون سے اعمال کرنا ضروری ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں ایسے لوگ بھی ہوں گے اور مجھے توقع ہے کہ تم ان ہی لوگوں میں سے ہوگے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۴ الریان للصائمین

۶۰۷ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ

---

[1] بظاہر یہ حدیث اس باب سے متعلق نہیں ہے لیکن اس کے اس عنوان کے ذیل میں درج ہونے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ صحیح مسلمؒ میں (جس کے ابواب کا التزام مرتب اللؤلؤ والمرجان نے کیا ہے) اس باب میں جو حدیث درج ہے اس میں یہ حصہ بھی ہے وما انفقت من کسبہ من غیر امرہ فان نصف اجرہ لہ۔ لیکن صحیح بخاری میں حدیث کے دو حصے کرکے پہلا حصّہ کتاب النکاح میں اور دوسرا حصہ کتاب النفقات میں درج کیا گیا ہے اس لیے مرتب مرحوم کو دونوں حدیثوں کو علحدہ علحدہ لینا پڑا کیونکہ اس کے بغیر تطبیق و توفیق ثابت نہیں ہوتی تھی۔ مترجم

کی راہ میں دایک کی بجائے) دو چیزیں دیں اسے جنت کے دربان آوازیں دیں گے، جنّت کے ہر دروازے کا دربان کہے گا: اے شخص! ادھر آؤ۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر ایسے شخص کو تو کوئی پروا اور فکر نہ ہوگی (جس دروازے سے چاہے گا جنت میں چلا جائے گا) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میں توقع کرتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں میں سے ہو گے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۵۶ الجهاد والسير: باب ۳۷ فضل النفقة في سبيل الله

باب ۲۸ : خرچ کرنے کی ترغیب اور جمع کر کے رکھنے کی کراہت

۶۰۸ــــ حدیث اسماءؓ : حضرت اسماءؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: خرچ کر اور گن گن کر نہ رکھ، کیونکہ اگر تو گن گن کر رکھے گی تو اللہ بھی تجھے گن گن کر دے گا اور سینت سینت کر نہ رکھ اگر تو سینت کر رکھے گی تو اللہ بھی تجھ سے بچا کر رکھے گا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۵۱ الهبة: باب ۱۵ هبة المرأة لغير زوجها

باب ۲۹ : صدقہ دینے کا ثواب ہے خواہ تھوڑا ہو، تھوڑی چیز کو حقیر سمجھ کر اس کے دینے اور لینے سے باز نہ رہنا چاہیے

۶۰۹ــــ حدیث ابوہریرہؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے مسلمان عورتو! تم پر لازم ہے کہ کوئی ہمسائی اپنی ہمسائی کی تحقیر نہ کرے اگرچہ وہ بکری کا ایک کھر ہی بھیجے[1]۔

اخرجه البخاري في كتاب ۵۱ الهبة: باب ۱ الهبة وفضلها والتحريض عليها

باب ۳۰ : صدقہ چھپا کر دینے کی فضیلت

۶۱۰ــــ حدیث ابوہریرہؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سات شخص ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں پناہ دیگا جس دن اللہ کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا:

۱۔ عدل و انصاف کرنے والا الحاکم ۲۔ وہ جوان جس کی نشو و نما اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ ہو (جوانی اور شعور کی ابتدا ہی سے عبادت میں مشغول ہو گیا ہو اور پوری زندگی اسی انداز سے گزار دے) ۳۔ وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے (یعنی نماز پڑھ کر نکلے تو اگلی نماز کا خیال لگا رہے اور کاروبار اور مسجد سے باہر کی دُنیا کے مقابلے میں اسے مسجد میں جانے کا شوق زیادہ ہو) ۴۔ وہ دو شخص جو ایک دوسرے سے صرف اللہ کے واسطے محبت کریں، اللہ کے لیے ہی

---

[1] دراصل حدیث میں بکری کے کھر سے مُراد شئ حقیر ہے اور ہدایت یہ دی گئی ہے کہ نہ تو کوئی ہدیہ دیتے وقت یہ خیال دل میں لائے کہ یہ چیز بے حیثیت اور کم قیمت ہے اس کا بھیجنا کیا اور جس کو بھیجا جائے وہ ہدیہ کو کم قیمت ہونے کی بنا پر حقیر نہ سمجھے بلکہ ہدیہ خوش دلی اور شکریہ کے ساتھ قبول کرنا چاہیے۔ (مرتب)

آپس میں ملیں اور اللہ کے لیے ہی جُدا ہوں ۵۔ وہ شخص جسے کوئی بلند مرتبہ حسین عورت دعوتِ گناہ دے اور وہ اس کی دعوت یہ کہہ کر رد کر دے کہ "میں اللہ سے ڈرتا ہوں" ۶۔ وہ شخص جو صدقہ ایسے پوشیدہ طریقے سے دے کہ دایاں ہاتھ جو خرچ کرے اس کی خبر بائیں ہاتھ کو بھی نہ ہو ۷۔ وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۰ الاذان: باب ۳۶ من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ وفضل المساجد

باب ۳۱: بہترین صدقہ وہ ہے جو بحالتِ صحت اور ایسے وقت دیا جائے جب مال کی حرص غالب ہو

۶۱۱۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس صدقہ کا اجروثواب سب سے زیادہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس صدقہ کا جو تُو تندرستی کی حالت میں اور زندگی کے ایسے دور میں دے جب تجھ پر مال کی حرص غالب ہو، تجھے محتاجی کا خوف بھی لاحق ہو اور تُو امیری کی خواہش بھی رکھتا ہو گویا صدقہ دینے میں آخری وقت کا انتظار نہ کرے کہ جب جان حلق میں آ اٹکے تو اس وقت تُو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا، حالانکہ اب تو وہ از خود فلاں اور فلاں کا ہو چکا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۱۱ ای الصدقہ افضل

باب ۳۲: دینے والا ہاتھ اُوپر رہتا ہے اور افضل ہے لینے والے ہاتھ سے جو ہمیشہ نیچے ہوتا ہے

۶۱۲۔ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ کے وقت صدقہ دینے اور سوال کرنے اور نہ کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے کہیں بہتر ہے، اوپر والا دینے اور خرچ کرنے والا ہاتھ ہے اور نیچے والا دستِ سوال ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۱۸ لا صدقۃ الا عن ظھر غنی

۶۱۳۔ حدیث حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: حضرت حکیم بن حزامؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے اس کو دو جس کی کفالت تمہارے ذمہ ہے، اور بہترین صدقہ وہ ہے جس کے دینے کے بعد بھی دینے والا غنی رہے اور جو شخص مانگنے سے پرہیز کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عفاف عطا فرماتا ہے اور جو بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دیتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۱۸ لا صدقۃ الا عن ظھر غنی

۶۱۴۔ حدیث حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: حضرت حکیم بن حزامؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (مال) مانگا تو آپؐ نے مجھے عطا فرمایا، میں نے پھر مانگا، آپؐ نے مجھے پھر عطا فرمایا۔ میں نے مزید طلب کیا آپؐ نے مجھے مزید عطا فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: اے حکیمؓ! یہ مال دنیا یقیناً (دیکھنے میں خوش منظر) سرسبز اور (ذائقہ میں) میٹھا ہے لیکن جو شخص اسے بے نیازی

اور دینے والے کی سخاوت سے لیتا ہے اس کے لیے اس میں برکت ہوتی ہے اور جو اسے حرص و لالچ سے اور مانگ کر لیتا ہے اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی (ہمیشہ تھڑا رہتا ہے) جیسے کوئی شخص کھانا کھاتا ہے لیکن اس کی سیری نہیں ہوتی (اور یاد رکھو) دینے والا ہاتھ دستِ سوال سے افضل اور بہتر ہے۔

حضرت حکیمؓ بن حزام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قسم اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق و صداقت دے کر بھیجا ہے! میں آپؐ کے بعد کبھی کسی کے آگے کسی چیز کے لیے دستِ سوال دراز کرنے کی ذلت برداشت نہیں کرونگا حتیٰ کہ میں دُنیا چھوڑ جاؤں۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے دَورِ خلافت میں حضرت حکیمؓ بن حزام کو بلاتے رہے کہ کچھ لے لیں لیکن آپ انکار ہی کرتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حکیمؓ بن حزام کو بُلاتے رہے کہ ان کو کچھ دیں لیکن وہ ان سے بھی قبول کرنے سے انکار کرتے رہے، اس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے مسلمانو! میں تم کو حضرت حکیمؓ کے سلسلہ میں گواہ بناتا ہوں کہ میں مالِ غنیمت میں سے ان کا حق انھیں پیش کرتا ہوں کہ قبول کرلیں لیکن وہ لینے سے مسلسل انکار کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت حکیمؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی کسی سے کچھ لینا گوارا نہیں کیا حتیٰ کہ انتقال ہوگیا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۲۴ الزكاة: باب ۵۰ الاستعفاف عن المسئلة

باب ۳۳: دستِ سوال دَراز کرنے کی ممانعت

۶۱۵ —— حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ: حضرت معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا: اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، دیتا تو اللہ ہے (اور یاد رکھو) یہ امت (مسلمہ) دینِ حق پر ضرور قائم رہے گی (اور جب تک یہ دینِ حق پر قائم رہے گی) انھیں (مسلمانوں کو) ان کے مخالفین کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے حتیٰ کہ قیامت آجائے گی۔[1]

اخرجه البخاري في: كتاب ۳ العلم: باب ۱۳ من يرد الله به خيرًا يفقهه في الدين

باب ۳۴: مسکین وہ ہے جسے نہ تو با فراغت معاش میسّر ہو اور نہ لوگ غریب سمجھیں کہ صدقہ دیں

۶۱۶ —— حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین وہ شخص نہیں ہے جو دربدر

---

[1] بظاہر یہ حدیث باب کے عنوان سے مطابقت نہیں کھاتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عنوانِ باب صحیح مسلمؒ کا ہے اور متنِ حدیث بخاری سے لیا گیا ہے۔ بخاری میں یہ حدیث کتاب العلم میں درج کی گئی ہے اور اتنی ہی ہے جبکہ مسلم میں یہ اضافہ ہے انما انا خازن فمن اعطيته عن طيب نفسي فمبارك له فيه ومن اعطيته عن مسئلة و شرة كان كالذى يأكل ولا يشبع = میں تو فقط خزانچی ہوں تو جس کو میں اپنی خوشی اور رضا سے دوں (یعنی بغیر سوال و اصرار کے) اس کے لیے اس میں برکت ہوتی ہے اور جس کو مانگنے اور ستانے سے دوں اس کا حال اس شخص کا سا ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ مترجم

پھر کر سوال کرتا ہے اور ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں لے کر لوٹ جاتا ہے بلکہ حقیقتاً مسکین وہ شخص ہے جسے نہ تو ایسی بافراغت معاش میسر ہو جو اسے بے نیاز کر دے اور نہ اتنا بے دست و پا ہو کہ لوگ از خود اس کی غربت کا اندازہ کرلیں اور اسے صدقہ دیں اور نہ وہ لوگوں کے آگے دست سوال دراز کر سکے[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۳۵ قول اللہ تعالیٰ (لَا یَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا)

باب ۳۵ : لوگوں سے سوال کرنا کس قدر ناپسندیدہ ہے

۶۱۷ــــ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں سے ہمیشہ مانگتا رہتا ہے (تاکہ مال بڑھے) وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی (نہ صرف بے آبرو ہوگا بلکہ چہرے پر گوشت بھی نہ ہوگا)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۵۲ من سئل الناس تکثرًا

۶۱۸ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: انسان کا جنگل سے لکڑیوں کا گٹھا کمر پر اٹھا کر لانا اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ کسی کے آگے دست سوال دراز کرے جو اسے کچھ دے یا انکار کر دے

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۱۵ کسب الرجل وعملہ بیدہ

باب ۳۶ : لالچ کے بغیر اور بے مانگے اگر دیا جائے تو لینا جائز ہے

۶۱۹ــــ حدیث عمر ؓ: حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مجھے کچھ عطا فرماتے تو میں عرض کرتا کہ یہ اسے دیجیے جو مجھ سے زیادہ اس کا ضرورت مند اور محتاج ہو۔ اسی سلسلہ میں (ایک مرتبہ) آپؐ نے ارشاد فرمایا: جب تم کو کوئی مال بغیر لالچ کیے اور بلا مانگے ملے تو اسے لے لیا کرو اور جو اس طرح نہ آئے اس کے پیچھے مت پڑا کرو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۵۱ من اعطاہ اللہ شیئًا من غیر مسألۃ ولا اشراف نفسٍ

باب ۳۸ : حرصِ دُنیا کی مذمت

۶۲۰ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: دو باتیں ایسی ہیں جن کے لیے بوڑھے کا دل بھی جوان رہتا ہے' ۱۔ مال دنیا کی محبت اور ۲۔ لمبی آرزوؤں کا تانا بانا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۵ من بلغ ستین سنۃ فقد اعذر اللہ الیہ فی العمر

۶۲۱ــــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انسان بوڑھا ہوتا جاتا

[1] یہ حدیث لفظ مسکین کی تفسیر کرتی ہے جو آیۂ مبارکہ: انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ توبہ (۶۰) میں وارد ہوا ہے۔ (مترجم)

ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دو باتیں بڑھتی اور پلتی جاتی ہیں۔ (۱) مال کی محبت (۲) لمبی عمر کی خواہش۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۵ من بلغ ستین سنة فقد اعذر الله الیه فی العمر

باب ۳۹: ابن آدم کو اگر (سونے کی) دو وادیاں بھی مل جائیں تو تیسری کا لالچ کریگا

۶۲۲ــــ حدیث انس بن مالک ﷺ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس آدم کے بیٹے کو اگر سونے سے بھرا ہوا جنگل بھی مل جائے تو یہ خواہش کرے گا کہ کاش دو ہوں اس کا مُنھ تو صرف (قبر کی) مٹی ہی بھر سکتی ہے (یہ ابن آدم کی عام کیفیت ہے) لیکن جو اس سے باز آ جائے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے (اور اسے قناعت کا خزانہ عطا فرما دیتا ہے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۱۰ ما یتقی من فتنة المال

۶۲۳ــــ حدیث ابن عباس ﷺ: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: ابن آدم کو اگر دولت کا ایک بھرا ہوا جنگل بھی مل جائے تو یہ چاہے گا کہ اسے ایسا ہی ایک اور مل جائے اور آدمی کی چشم حرص و آز صرف (قبر کی) مٹی سے ہی بھرتی ہے اور جو اس سے باز آنا چاہے (توبہ کرلے) اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے[1] (اسے گنج قناعت عطا فرما دیتا ہے)

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۱۰ ما یتقی من فتنة المال

باب ۴۰: دولت مند وہ نہیں جسے ساز و سامان زیادہ میسّر ہو

۶۲۴ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: امیری ساز و سامان کی کثرت سے نہیں ہوتی بلکہ حقیقی امیری اور دولت مندی دل کی بے نیازی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۱۵ الغنیٰ غنا النفس

باب ۴۱: مال و متاعِ دُنیا کا حُسن و جمال پُرفریب ہے

۶۲۵ــــ حدیث ابوسعید ﷺ: حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمھارے بارے میں سب سے زیادہ خوف زمین کی برکتوں سے ہے۔ کسی نے دریافت کیا: زمین کی برکتوں سے کیا مُراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: دُنیا کی زیب و زینت! اس پر ایک شخص نے عرض کیا: کیا خیر سے شر پیدا ہو سکتا ہے؟ یہ سُن کر آپ خاموش ہو گئے اور اتنی دیر خاموش رہے کہ ہمیں گمان ہُوا کہ آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ پھر آپؐ نے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا اور فرمایا: وہ شخص کہاں ہے جس نے سوال کیا تھا؟ اس نے عرض کیا: میں نے دریافت کیا تھا

[1] غالباً شیخ سعدیؒ کا یہ شعر: گفت چشم تنگ دُنیا دار را ، یا قناعت پُر کند یا خاک گور۔ اسی حدیث شریف سے ماخوذ ہے۔ مترجم

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ (پہلے جب اس نے سوال کیا تھا تو نبی کریم ﷺ کی خاموشی دیکھ کر سب نے اس کے سوال کو گستاخی پر محمول کیا تھا اور دل میں اسے ملامت کی تھی لیکن) اب جو وہ سامنے آیا تو سب نے اس کی تعریف کی (کہ اس کا سوال کرنا برمحل تھا) آپؐ نے فرمایا: (اصل اصول یہی ہے کہ) خیر کا نتیجہ خیر ہی ہوتا ہے[1]! لیکن یہ مالِ دُنیا جو دیکھنے میں سرسبز اور ذائقہ میں میٹھا ہے بالکل سبزۂ نوبہار کی مانند ہے اسے اگر جانور زیادہ کھائے تو اپھارہ کر دیتا ہے اور پھر وہ یا ہلاک ہو جاتا ہے یا مرنے کے قریب پہنچ جاتا ہے مگر وہ ہری چگ جو کھائے اور جب خوب سیر ہو جائے تو دھوپ میں بیٹھ کر جگالی کرے اور لید اور پیشاب کرے (جب پیٹ خالی ہو جائے تو) پھر لوٹ کر آئے اور کھائے (محفوظ رہتا ہے) دراصل یہ مال دنیا بھی خوشنما اور خوش ذائقہ ہے لہذا اسے جس نے حق کے مطابق (بقدر ضرورت) لیا اور حق کے مطابق خرچ کیا تو یہ خوش گوار ہے اور جس نے اپنے حق سے زیادہ لیا اس کی مثال اس شخص کی ہے جو کھاتا جاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۷ مایحذر من زهرة الدنیا والتنافس فیها

۶۲۶ــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم سب آپؐ کے ارد گرد بیٹھ گئے پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنے بعد تمھارے بارے میں جس چیز کا خوف ہے وہ دُنیا کی سرسبزی اور زیب و زینت ہے جس کے دروازے تم پر کھول دیے جائیں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا یہ ہوسکتا ہے کہ خیر کے نتیجہ میں شر پیدا ہو؟ یہ بات سن کر آپؐ خاموش ہو گئے، تو اس شخص سے کہا گیا: تم نے ایسی بات کیوں کہی کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو جواب نہیں دیا؟ پھر ہم نے خیال کیا کہ آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے، پھر آپؐ نے پسینہ پونچھا اور دریافت فرمایا: وہ شخص کہاں ہے جس نے سوال کیا تھا؟ گویا آپؐ نے اس کے سوال کو بنظرِ استحسان دیکھا۔ پھر فرمایا: یہ حقیقت ہے کہ خیر کے نتیجہ میں شر نہیں پیدا ہوتا لیکن موسم بہار میں جو کچھ اُگتا ہے وہ (جانور کو) یا ہلاک کر دیتا ہے یا ہلاکت کے قریب پہنچا دیتا ہے سوائے اس سبزی خور کے جو کھا کر جب سیر ہو جائے تو دھوپ میں جا بیٹھے (جگالی کرے) اور بول و براز سے فارغ ہو کر پھر خوب چرے، اسی طرح یہ مال و دولت دُنیا بھی سرسبز و شاداب اور خوش ذائقہ ہے اور یہ (مال و دولت) اس مسلمان کا تو بہت اچھا رفیق ہے جو اس میں سے مسکین، یتیم اور مسافر کو دے۔ یا جو الفاظ آپؐ نے فرمائے۔ آخر میں فرمایا: جو شخص اس مال و دولتِ دنیا کو حق کے بغیر لیتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور قیامت کے دن خود مال اس کے خلاف گواہی دے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاة: باب ۴۷ الصدقة علی الیتامٰی

---

[1] امام نوویؒ نے شرح مسلمؒ میں اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا کی تروتازگی اور زیب زینت جو تم کو حاصل ہوگی یہ خیر نہیں بلکہ فتنہ ہے گویا حدیث میں دراصل یہ کہا گیا ہے کہ خیر سے محض خیر پیدا ہوتی ہے لیکن یہ زیب و زینتِ دنیا خیر نہیں ہے کیونکہ اس کا نتیجہ فتنہ و فساد اور لالچ ہے اور انسان جب اس میں پوری طرح مشغول ہوتا ہے تو آخرت کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ پھر اس کی مثال اس طرح پیش کی گئی ہے کہ موسم بہار کی سرسبزی اور چارہ کی فراوانی جانور کو بدہضمی میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیتی ہے اگر وہ اس کا بے تحاشا استعمال کرے لیکن اگر قدر ضروری پر قناعت کرے تو کوئی نقصان نہیں دیتی۔ اسی طرح مال دنیا بھی موسم بہار کی سرسبزی کی طرح خوش منظر اور خوش ذائقہ ہے۔ نفس انسانی اس کی طرف راغب ہوتا ہے چنانچہ جو زیادہ لے لیتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور جو بقدر کفاف و ضرورت لیتا ہے اسے نقصان نہیں ہوتا۔ (مرتبؒ)

باب ۴۲ : سوال نہ کرنے اور تنگیٔ معاش پر صبر کرنے کی فضیلت

۶۲۷ ـــ حدیث ابوسعید خدری ﷺ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے چند لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے کچھ طلب کیا، آپؐ نے انھیں دے دیا۔ انھوں نے پھر مانگا، آپؐ نے پھر عطا فرمایا حتیٰ کہ جو کچھ آپؐ کے پاس موجود تھا سب ختم ہوگیا۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جو مال ہوتا ہے میں اس کے دینے میں دریغ نہیں کرتا اور تم سے بچا کر نہیں رکھتا، لیکن جو شخص سوال کرنے سے باز رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عفت عطا فرماتا ہے اور جو بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دیتا ہے اور جو صبر کو اپنا شیوہ بنا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے صبر آسان کر دیتا ہے اور کسی کو کوئی عطائے الٰہی صبر سے زیادہ بہتر اور وسعت والی نہیں ملی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاة : باب ۵ الاستعفاف عن المسئلة

باب ۴۳ : قناعت کرنے اور بقدرِ ضرورت طلب کرنے کا بیان

۶۲۸ ـــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دُعا فرمائی: اے ہمارے معبود! آلِ محمدؐ کو حسب ضرورت اور بقدر کفاف رزق عطا فرما!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۱۷ کیف کان عیش النبی ﷺ و اصحابه و تخلیهم من الدنیا

باب ۴۴ : ایسے شخص کو دینے کا بیان جس نے بیہودگی اور سختی سے سوال کیا

۶۲۹ ـــ حدیث انس بن مالک ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا آپؐ نے نجرانی چادر اوڑھ رکھی تھی جس کے کنارے موٹے تھے۔ سرِراہ ایک اعرابی ملا اور اس نے آپؐ کو (چادر سے پکڑ کر) بڑے زور سے اپنی طرف کھینچا اور میں نے دیکھا کہ شدّت سے کھینچنے کی وجہ سے آپؐ کے کندھے میں چادر کا کنارہ گڑ گیا اور اس پر نشان پڑ گیا، اس بے ہُودہ حرکت کے بعد اس اعرابی نے کہا: آپؐ کے پاس جو اللہ کا مال موجود ہے اس میں سے کچھ مجھے دینے کا حکم دیجیے۔ چنانچہ آپؐ نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا اور آپؐ کو ہنسی آگئی۔ پھر آپؐ نے اسے کچھ دینے کا حکم دیا!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس : باب ۱۹ ما کان النبی ﷺ یعطی المؤلفة قلوبهم وغیرهم من الخمس ونحوه

۶۳۰ ـــ حدیث مِسوَر بن مخرمہ رضی اللہ عنہما: حضرت مِسوَرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قبائیں تقسیم فرمائیں اور حضرت مخرمہؓ کو کوئی قبا نہ ملی تو انھوں نے مجھ سے کہا: بیٹے، میرے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چلو! لہٰذا میں ان کے ساتھ گیا۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے کہا تم اندر جا کر آپؐ کو بلا لاؤ! مِسوَرؓ کہتے ہیں کہ میں نے جا کر آپؐ کو اطلاع دی کہ مخرمہؓ بلا رہے ہیں!

چنانچہ آپؐ باہر تشریف لائے اس وقت آپؐ نے ان قباؤں میں سے ایک قبا پہن رکھی تھی اور فرمایا: یہ ہم نے تمھارے لیے چھپا کر رکھی تھی! میسورؓ بیان کرتے ہیں (قبا عطا فرمانے کے بعد) آپؐ نے مخرمہؓ کو دیکھا اور فرمایا۔ مخرمہؓ خوش ہو گئے!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۱ الھبۃ: باب ۱۹ کیف یقبض العبد والمتاع

باب ۴۵: ضعیف الایمان لوگوں کو دینے کا بیان

۶۳۱ـــ حدیث سعد بن ابی وقاص ﷛: حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں: میں حاضر خدمت تھا کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کو (مال) عطا فرمایا اور ایک ایسے شخص کو نہ دیا جو میرے نزدیک ان میں سب سے زیادہ پسندیدہ شخص تھا، لہٰذا میں اٹھ کر آپؐ کے قریب گیا اور چپکے چپکے عرض کیا: فلاں شخص کے سلسلہ میں آپؐ نے یہ رویّہ کیوں اختیار کیا، بخدا! میرے خیال میں وہ شخص مومن ہے۔ آپؐ نے فرمایا: مومن ہے یا مسلمان ہے؟ حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ آپؐ کے اس ارشاد کے بعد کچھ دیر میں خاموش رہا، پھر اس شخص کے بارے میں جو کچھ میں جانتا تھا، ان باتوں نے مجھے مجبور کیا اور میں نے دوبارہ آپؐ سے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے فلاں شخص کو کیوں نہیں دیا؟ خدا کی قسم! میرے خیال میں وہ مومن ہے! آپؐ نے فرمایا: یا مسلمان ہے؟ حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں کچھ دیر پھر خاموش رہا، پھر مجھ پر ان سب باتوں نے غلبہ پا لیا جو میں اس کے بارے میں جانتا تھا اور میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے فلاں شخص کو کیوں نہیں دیا جبکہ بخدا میرے خیال میں وہ مومن ہے! آپ نے فرمایا: یا مسلمان ہے؟ پھر آپؐ نے فرمایا: میں بسا اوقات ایک شخص کو دیتا ہوں جبکہ دوسرا (جسے نہیں دیتا) مجھے اس سے کہیں زیادہ پسند ہوتا ہے اور یہ میں اس خوف سے کرتا ہوں (کہ اگر اس کو نہ دیا گیا تو کہیں یہ اسلام سے ہی منحرف نہ ہو جائے یا کوئی الٹی سیدھی بات منھ سے نکال دے اور نتیجتاً) اوندھے منھ جہنّم میں جا گرے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۵۳ قول اللہ تعالیٰ (لا یسألون الناس الحافًا)

باب ۴۶: جن کی دلجوئی ضروری ہو ان کو عطا فرمانا اور قوی الایمان لوگوں سے ہاتھ روک لینا

۶۳۲ـــ حدیث انس بن مالک ﷛: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ہوازن کے مال و دولت میں سے بے شمار مالِ غنیمت بغیر لڑے بھڑے رسول اللہ ﷺ کو دلوا دیا اور آپؐ قریش کے کچھ لوگوں کو سَو سَو اُونٹ دینے لگے تو انصار میں سے کچھ لوگوں نے کہا "اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف فرمائے آپؐ قریش کو تو (کھلے دل سے) دے رہے ہیں اور ہمیں ـــ جن کی تلواروں سے ابھی تک قریش کا خون ٹپک رہا ہے ـــ نظر انداز فرما رہے ہیں" حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی اس گفتگو کی اطلاع جب نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے انصار کو بُلوایا اور انھیں ادھوڑی کے ایک خیمہ میں جمع کیا اور اس موقع پر انصار کے علاوہ کسی اور کو مدعو نہ کیا، جب سب جمع ہو گئے تو آپؐ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: وہ گفتگو کیا تھی جس کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم لوگوں نے کی ہے؟ ان میں جو

ذی فہم لوگ تھے انھوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم میں سے جو لوگ باشعور ہیں انھوں نے تو کوئی بات نہیں کہی! البتہ چند نوجوانوں نے کہا ہے" اللہ تعالیٰ رسولؐ اللہ کو معاف فرمائے کہ آپؐ قریش کو تو دے رہے ہیں لیکن انصار کو نظر انداز فرما رہے ہیں جبکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کا (قریش کا) خون ٹپک رہا ہے"۔ یہ باتیں سُن کر آپؐ نے فرمایا: میں فی الواقع ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جو چند دن پہلے کافر تھے اور تازہ تازہ مسلمان ہوئے ہیں۔ کیا تم لوگ اس بات سے خوش نہیں ہو کہ لوگ تو مال و دولت لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے گھروں کو لوٹو۔ خدا کی قسم! تم جو دولت لے کر جا رہے ہو وہ کہیں زیادہ بہتر ہے اس مال سے جو وہ لے کر اپنے گھروں کو جائیں گے۔ یہ سن کر انصاری کہنے لگے: کیوں نہیں ضرور! ہم سب اس پر خوش ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے ان سے فرمایا: (اے اہل انصار!) عنقریب میرے بعد تم اس سے بھی شدید تر واقعات سے دوچار ہو گے جن میں تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی تو ایسے مواقع پر صبر کرنا، حتیٰ کہ تم اپنے اللہ سے مُلاقی ہو اور رسولؐ اللہ سے حوض کوثر پر ملاقات کرو حضرت انسؓ کہتے ہیں: لیکن ہم لوگ صبر کے اس معیار پر پُورے نہ اتر سکے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۱۹: ماکان النبی ﷺ یعطی المؤلفة قلوبهم وغیرهم من الخمس نحوه

۶۳۳ــــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلوایا (جب سب آگئے) تو فرمایا: کیا تم میں کوئی غیر انصاری بھی ہے؟ انھوں نے کہا نہیں، سوائے ہمارے ایک بھانجے کے! یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: کسی خاندان کا بھانجا بھی انہی کا فرد ہوتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۱۴ ابن اخت القوم و مولی القوم منهم

۶۳۴ــــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکّہ کے زمانہ میں جب قریش کو (مال غنیمت میں سے) دیا گیا تو انصار نے کہا: بخدا! یہ عجیب بات ہے کہ ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور جو مال غنیمت ہم نے حاصل کیا ہے وہ قریش کو دیا جا رہا ہے۔ اس بات کی اطلاع جب نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے انصار کو بلوایا۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا: مجھے تمھاری طرف سے یہ کس طرح کی باتیں پہنچ رہی ہیں؟ یہ لوگ جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے لہٰذا انھوں نے کہا کہ جو اطلاع آپؐ کو ملی وہ درست ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ اس بات سے خوش نہیں ہو کہ لوگ تو غنیمت کا مال لے کر اپنے گھروں کو جائیں اور تم رسولؐ اللہ کو لے کر اپنے گھروں کو لوٹو ـــــ! جان رکھو کہ انصار جس وادی یا گھاٹی پر چلیں گے میں بھی اسی وادی یا گھاٹی پر چلوں گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ المناقب الانصار: باب ۱ مناقب الانصار

۶۳۵ــــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب معرکہ حنین ہوا تو قبیلہ ہوازن مقابلہ پر آیا اور جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس دن دس ہزار غازی تھے اور ان کے علاوہ مکہ کے نومسلم بھی تھے، پھر یہ لوگ پیٹھ دکھا گئے تو آپؐ نے انصار کو آواز دی: اے گروہِ انصار! انھوں نے کہا: لبیک یارسول اللہ! وسعدیک! لبیک ونحن بین یدیک!

(یا رسول اللہ! ہم حاضر ہیں، آپ کی مدد کو موجود ہیں اور آپ کے سامنے ہیں) پھر نبی کریم ﷺ اپنی سواری سے نیچے اتر آئے اور فرمایا" میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں"۔ چنانچہ مشرکوں کو شکست ہوگئی اس کے بعد آپؐ نے مکہ کے نومسلموں اور مہاجرین کو تو مال غنیمت عطا فرمایا لیکن انصار کو کچھ نہ دیا اس پر انصار نے کچھ باتیں بنائیں، تو آپؐ نے انھیں بلوایا اور ایک خیمہ میں بٹھا کر ان سے کہا: کیا تم لوگ اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ تو اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم اللہ کے رسولؐ کو لے جاؤ؟ پھر آپؐ نے فرمایا: اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی پر چل رہے ہوں تو میں انصار کی گھاٹی کا انتخاب کروں گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۵۶ غزوۃ الطائف

۶۳۶ــــ حدیث عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب غزوۂ حنین میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مال غنیمت عطا فرمایا تو آپؐ نے مولفۃ القلوب میں تو مال غنیمت تقسیم فرمایا لیکن انصار کو کچھ نہ دیا پھر چونکہ جو کچھ اور لوگوں کو ملا وہ انصار کو نہیں ملا تھا تو انھیں اس بات کا رنج ہوا۔ اس موقع پر آپؐ نے انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے گروہ انصار! کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ تم گمراہ تھے، اللہ نے تم کو میری وجہ سے ہدایت دی ہے تم ٹولیوں میں بٹے ہوئے تھے پھر اللہ نے میری وجہ سے تم میں محبت و اتفاق پیدا فرمایا؟ نیز تم مفلس تھے اور اللہ تعالیٰ نے میری برکت سے تم کو غنی کر دیا؟ نبی کریم ﷺ ان باتوں میں سے جو بات فرماتے تھے۔ انصار اس کے جواب میں کہتے تھے کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ احسان کرنے والے ہیں! آپؐ نے فرمایا: تم اگر چاہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ آپؐ ہمارے پاس ایسے اور ایسے حالات میں آئے تھے (اور ہم نے آپؐ پر یہ یہ احسان کیا وغیرہ)۔ کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم رسول اللہ کو لے کر اپنے گھروں کو جاؤ؟ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا، اور اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی پر چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی پر چلوں گا۔ انصار اس کپڑے کی مانند ہیں جو جسم سے چمٹا ہوا ہوتا ہے اور باقی لوگ اس کپڑے سے مشابہ ہیں جو اوپر پہنا جاتا ہے۔ یاد رکھو! تم کو میرے بعد بہت سی ناہمواریوں سے دوچار ہونا پڑے گا تو ایسے حالات میں اس وقت تک صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض کوثر پر ملو!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۵۶ غزوۃ الطائف

۶۳۷ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب غزوۂ حنین ہوا تو تقسیم غنیمت کے وقت نبی کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کو دوسروں پر ترجیح دی چنانچہ اقرع بن حابسؓ کو آپؐ نے سو اونٹ عطا فرمائے اور عیینہؓ کو بھی اتنے ہی عطا فرمائے اور عرب کے کچھ اور سرداروں کو بھی کافی کچھ عطا فرمایا گویا آپؐ نے تقسیم غنائم میں انھیں ترجیح دی تو ایک شخص نے کہا: واللہ! اس تقسیم میں عدل نہیں کیا گیا اور نہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ میں نے اس سے کہا: بخدا! میں اس بات کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ضرور دوں گا چنانچہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپؐ کو بتا دیا، اس پر آپؐ نے فرمایا: اگر اللہ اور رسولؐ اللہ عدل و انصاف نہ کریں گے تو پھر اور کون کرے گا ـــــ؟ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے، انھیں تو اس سے بھی زیادہ تکلیفیں پہنچائی گئی تھیں لیکن

انھوں نے پھر بھی صبر کیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۱۹ ما کان النبی ﷺ یعطی المؤلفة قلوبهم وغیرهم من الخمس ونحوه

باب ۴۷: خارجیوں کا ذکر اور ان کے اطوار و عادات کا بیان

۶۳۸ — حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مقام جعرانہ میں غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے آپؐ سے مخاطب ہو کر کہا: انصاف کیجیے! یہ سن کر آپؐ نے ارشاد فرمایا: تو بڑا بدبخت ہے اگر میں عدل نہ کروں (تو کون کرے گا؟)[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۱۵ ومن الدلیل علی ان الخمس لنوائب المسلمین

۶۳۹ — حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سونے کے کچھ ٹکڑے بھیجے تو آپؐ نے انھیں چار اشخاص میں تقسیم کر دیا ① اقرع بن حابس الحنظلیؓ جو بعد میں مجاشعی کہلائے ② عیینہؓ بن بدر فزاری ③ زیدؓ طائی جو بعد میں بنی نبہان میں شامل ہو گئے اور ④ علقمہؓ بن علاثہ عامری جو بعد میں بنی کلاب کا ایک فرد بن گئے تو قریش و انصار اس بات پر ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپؐ نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں نظرانداز کرتے ہیں، اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ محض اس لیے کرتا ہوں تاکہ ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبّت پیدا ہو۔ پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہُوئی، رُخسار اُبھرے ہُوئے، پیشانی اونچی، ڈاڑھی گھنی اور سر مُنڈا ہوا تھا، آگے بڑھا اور کہنے لگا: اے محمّد! اللہ سے ڈرو! یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اللہ کی اطاعت کون کرے گا؟ اللہ نے تو مجھے اہلِ زمین پر امین بنا کر بھیجا ہے، تم مجھے امین نہیں مانتے؟ پھر ایک شخص نے — میرا خیال ہے وہ حضرت خالد بن ولیدؓ تھے — آپؐ سے اسے قتل کرنے کی اجازت طلب کی لیکن آپؐ نے انھیں منع فرما دیا۔ پھر جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا گیا تو آپؐ نے فرمایا: بے شک اس شخص کی نسل میں سے یا آپؐ نے فرمایا تھا: اس شخص کے پیچھے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے، اہلِ اسلام کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو کھلا چھوڑ دیں گے، اگر یہ لوگ میرے ہاتھ آ گئے تو میں ان کو اسی طرح قتل کروں گا جس طرح قوم عاد ہلاک کی گئی (کہ اس کا نام و نشان باقی نہ رہا)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۶ قول اللہ تعالیٰ (والی عادٍ اخاهم هودًا)

۶۴۰ — حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں یمن سے کچھ سونا بھیجا جو ببول کی چھال سے رنگے ہوئے چمڑے کے تھیلے میں بھرا ہُوا تھا اور ابھی مٹی سے جُدا

[1] دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اگر میں عدل نہ کروں تو تو بڑا بدبخت ہے اس لیے کہ تو مجھے نبی مان کر ایمان لایا ہے اب اگر میں ہی ظالم ہوں تو پھر تیرا ٹھکانہ کہاں ہے۔؟ مترجم

نہیں کیا گیا تھا آپؐ نے وہ سونا چار اشخاص میں تقسیم کر دیا ① عیینہؓ بن بدر ② اقرعؓ بن حابس ③ زیدؓ الخیل اور ④ چوتھے شخص یا تو علقمہؓ تھے یا عامرؓ بن طفیل تھے (اس تقسیم پر تنقید کرتے ہوئے) صحابہ کرامؓ میں سے ایک شخص نے کہا: ان لوگوں کے مقابلہ میں اس سونے کے ہم زیادہ حق دار تھے۔ حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ اس بات کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے حالانکہ میں اس کا امین ہوں جو آسمانوں پر ہے؟ میرے پاس صبح و شام آسمان سے وحی آتی ہے۔ ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ پھر ایک شخص کھڑا ہوا — جسکی دونوں آنکھیں اندر دھنسی ہوئی، گال پھولے ہوئے، پیشانی اُبھری ہوئی، ڈاڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا اور اپنے تہ بند کو اٹھائے ہوئے تھا — اور کہنے لگا: یا رسُولؐ اللہ! اللہ سے ڈریئے! آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہلاکت ہو تیرے لیے! کیا اہلِ زمین میں اللہ سے تقویٰ اختیار کرنے کا حق دار سب سے زیادہ میں ہی نہیں؟ راوی کہتے ہیں یہ سن کر وہ شخص چلا گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسُول اللہ! کیا میں اس شخص کو قتل نہ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! ہو سکتا ہے وہ کبھی نماز پڑھتا ہو۔ حضرت خالدؓ نے عرض کیا: بہت سے نماز پڑھنے والے زبان سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں! آپؐ نے فرمایا: مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں یا ان کا پیٹ چیر کر دیکھوں۔ پھر آپؐ نے اس شخص کی طرف دیکھا، وہ پیٹھ موڑے جا رہا تھا اور فرمایا: اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن مجید روانی سے پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، دین سے اس طرح خارج ہو چکے ہوں گے جیسے تیر شکار میں سے پار ہو جاتا ہے، حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا: اگر میں ان کو پاؤں گا تو اسی طرح ہلاک کروں گا جیسے قوم ثمود ہلاک کی گئی تھی (نام و نشان مٹا دوں گا)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۶۱ بعث علی بن ابی طالب علیه السلام و خالد بن ولید رضی الله عنه الی الیمن قبل حجة الوداع

۶۴۱ — حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: تم میں سے ایک ایسا فرقہ خارج ہو گا جن کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو، ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو، اور ان کے نیک عملوں کے مقابلہ میں اپنے نیک کاموں کو تم حقیر خیال کرو گے، وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا (نہ سمجھ کر پڑھیں گے نہ غور و تدبر کریں گے) دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار میں سے پار ہو جاتا ہے۔ شکاری کبھی تیر کے پھل کو دیکھتا ہے، اسے کچھ نظر نہیں آتا پھر تیر کی لکڑی کو دیکھتا ہے اس پر بھی اسے کوئی نشان نظر نہیں آتا پھر تیر کے پروں کو دیکھتا ہے وہاں بھی اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا البتہ اسے سوفار (تیر کا آخری سرا جو کمان کی تانت پر رکھا جاتا ہے) پر (خون کے نشان کا) ہلکا سا شبہ ہوتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۳۶ من رایا بقراۃ القرآن او تأکل به او فخر به

۶۴۲ — حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپؐ کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ آپؐ کے پاس ذوالخویصرہ جو کہ بنی تمیم میں سے تھا آیا اور کہنے لگا: یا رسُولؐ اللہ! انصاف کیجیے!

آپؐ نے ارشاد فرمایا: تیرے لیے خرابی ہو! اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون انصاف کرے گا؟ تو بھی ناکام و نامراد ہو گیا اگر میں انصاف کرنے والا نہ ہوا! اس موقع پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس شخص کا سر قلم کر دوں! آپؐ نے فرمایا: رہنے دو! کیونکہ اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے کہ تم ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں اپنے نماز روزوں کو حقیر خیال کرو گے وہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار میں سے باہر نکل جاتا ہے کہ شکاری تیر کے پھل کو دیکھتا ہے تو اسے کچھ نہیں ملتا۔ پھر وہ پیکان کی جڑ کو دیکھتا ہے تو وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا، پھر وہ تیر کی لکڑی کو دیکھتا ہے تو بھی اسے کوئی نشان نظر نہیں آتا پھر وہ تیر کے پر کو دیکھتا ہے تب بھی اسے کچھ نہیں ملتا حالانکہ وہ تیر شکار میں سے خون اور لید کے درمیان سے گزر کر آیا ہے ان لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام شخص ہو گا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی مانند یا گوشت کے تھل تھل کرتے لوتھڑے کی طرح ہو گا یہ لوگ اس وقت ظاہر ہوں گے جب لوگوں (مسلمانوں) میں اختلاف و افتراق پیدا ہو چکا ہو گا۔

حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے سُنی اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ جب حضرت علیؓ نے ان لوگوں سے جنگ کی اور میں آپ کے ساتھ تھا تو آپ نے اس شخص کی تلاش کا حکم دیا اور اسے لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اسے دیکھا اور بعینہٖ ویسا ہی پایا جیسا حلیہ اس کا آپؐ نے بیان فرمایا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوۃ فی الاسلام

باب ۴۸: خارجیوں کے قتل کا حکم اور ترغیب

۶۴۳ــــ حدیث علیؓ: حضرت علیؓ نے فرمایا: جب میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں تو مجھے یہ بات کہ آسمان سے زمین پر آگروں کہیں زیادہ محبوب ہوتی ہے بہ مقابل اس کے کہ میں آپؐ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کروں۔ لیکن جب میں کوئی ایسی بات بیان کرتا ہوں جس کا تعلق ہمارے آپس کے تعلقات سے ہو تو خیال رہے کہ جنگ میں چالیں چلی جاتی ہیں (اور مصلحتاً بعض باتیں نہیں بتائی جاتیں یا دوسرے رنگ میں بیان کی جاتی ہیں) میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے: کہ اخیر زمانے میں کچھ لوگ ظہور پذیر ہوں گے جو نوعمر اور کم عقل ہوں گے، باتیں ایسی کریں گے جو بظاہر سب سے زیادہ اچھی اور خوبصورت نظر آئیں گی لیکن یہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جیسے تیر شکار میں سے پار نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ چنانچہ ایسے لوگوں کو تم جہاں پاؤ انھیں قتل کرو کیونکہ ان کا قتل کرنا ان لوگوں کے لیے جو انھیں قتل کریں گے قیامت کے دن اجر و ثواب کا باعث ہو گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوۃ فی الاسلام

باب ۴۹: خارجی فرقہ ساری مخلوق میں سب سے بدتر ہے

۶۴۴ــــ (حدیث سہل بن حُنیفؓ) یُسیر بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن حُنیف سے دریافت

کیا: کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کو خارجیوں کے بارے میں کوئی بات ارشاد فرماتے سُنا ہے؟ کہنے لگے کہ میں نے آپؐ کو ارشاد فرماتے سُنا، ساتھ ہی آپؐ نے اپنے دستِ مبارک سے عراق کی طرف اشارہ کیا تھا کہ اس طرف سے ایک فرقہ نکلے گا جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور یہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار میں سے پار ہو جاتا ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۸۸ استتابة المرتدين: باب من ترك قتال الخوارج للتالف وان لاينفر الناس عنه:

باب ۵۰ : رسُول اللہ ﷺ پر اور آپؐ کی اولاد یعنی بنی ہاشم اور بنی عبد المطلبؓ پر زکوٰۃ لینا حرام ہے،

۶۴۵ ــــ حديث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ کھجور توڑنے کے موسم میں نبی کریم ﷺ کے پاس لوگ کھجوریں لے کر آتے تھے کچھ ایک لاتا اور کچھ دوسرا لاتا۔ اس طرح آپؐ کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگ جاتا۔ ایک مرتبہ حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما ان کھجوروں سے کھیلنے لگے۔ کھیلتے کھیلتے ان میں سے کسی ایک نے ایک کھجور اٹھا کر اپنے مُنھ میں ڈال لی جسے نبی کریم ﷺ نے دیکھ لیا اور فوراً ہی اس کے مُنھ سے نکال دی اور فرمایا: کیا تمھیں معلوم نہیں کہ آلِ محمد ﷺ صدقہ کی چیز نہیں کھاتے؟

اخرجه البخاري في: كتاب ۲۴ الزكاة: باب ۵۷ اخذ صدقة التمر عند صرام النخل

۶۴۶ ــــ حديث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (بعض مرتبہ) جب میں گھر جاتا ہوں اور اپنے بستر پر کوئی کھجور پڑی پاتا ہوں تو اسے کھانے کے لیے اٹھا لیتا ہوں لیکن پھر اس ڈر سے کہ کہیں صدقہ کی نہ ہو واپس ڈال دیتا ہوں۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۴۵ اللقطة: باب ۶ اذا وجد تمرة في الطريق

۶۴۷ ــــ حديث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو سرِ راہ ایک کھجور پڑی ہوئی نظر آئی تو آپؐ نے اسے دیکھ کر فرمایا: اگر یہ شبہ نہ ہوتا کہ صدقہ کی نہ ہو تو میں اسے کھا لیتا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۳۴ البيوع: باب ۴ ما يتنزه من الشبهات

باب ۵۲ : نبی کریم ﷺ اور آپؐ کی اولاد کیلیے ہدیہ حلال ہے خواہ ہدیہ دینے والے کو وہ چیز صدقہ میں ملی ہو کیونکہ صدقہ جب مستحق شخص کے قبضہ میں آ گیا تو وہ صدقہ نہیں رہا اور اب وہ اُن کے لیے بھی حلال ہو گیا جن کو صدقہ لینا حرام ہے!

۶۴۸ ــــ حديث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا جو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بطور صدقہ ملا تھا تو آپؐ نے فرمایا: یہ گوشت بریرہؓ کے لیے تو صدقہ تھا لیکن (اب جب بریرہؓ نے ہمیں پیش کیا ہے تو) ہمارے لیے یہ ہدیہ ہے۔ اخرجه البخاري في: كتاب ۲۴ الزكاة: باب ۶۲ اذا تحولت الصدقة

۶۴۹ــــ حدیث اُم عطیہ انصاریہ ؓ: حضرت ام عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ کے گھر تشریف لائے اور دریافت فرمایا: تم لوگوں کے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: نہیں! البتہ بکری کا تھوڑا سا گوشت ہے جو آپؐ نے ہی نسیبہؓ (حضرت اُم عطیہؓ) کو بطور صدقہ بھیجا تھا وہی انھوں نے ہمیں بھیجا ہے! آپؐ نے فرمایا: صدقہ تو اپنی جگہ پہنچ گیا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۶۲ اذا تحولت الصدقۃ

باب ۵۳: نبی کریم ﷺ ہدیہ قبول فرمالیتے مگر صدقہ قبول نہیں فرماتے تھے

۶۵۰ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کوئی کھانا پیش کیا جاتا تو آپؐ لانے والے سے اس کے متعلق دریافت فرماتے: صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ صحابہ کرام سے فرماتے کہ تم کھالو! اور خود تناول نہ فرماتے، اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو آپ اسے ہاتھ لگاتے اور دُوسروں کے ساتھ شامل ہو کر کھاتے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۱ الھبۃ: باب ۷ قبول الھدیۃ

باب ۵۴: صدقہ لانے والے کو دُعا دینے کا بیان

۶۵۱ــــ حدیث عبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب لوگ صدقہ لے کر آتے تو آپؐ انھیں دُعا دیتے اور فرماتے: اے اللہ! فلاں خاندان پر رحمت بھیج۔ چنانچہ ایک مرتبہ میرے والد ابو اوفیٰؓ صدقہ لے کر آئے تو آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! آلِ ابی اوفیٰؓ پر رحمت فرما!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۶۴ صلاۃ الامام ودعائہ لصاحب الصدقۃ

کتاب الصیام

روزہ کے احکام و مسائل

باب ۱ : ماہِ رمضان کی فضیلت

۶۵۲ ـــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : ماہِ رمضان کے آتے ہی آسمان[1] (جنت) کے دروازے کھُل جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیریں پہنادی جاتی ہیں۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۳۰ الصوم : باب ۵ ھل یقال رمضان او شھر رمضان

باب ۲ : چاند نظر آنے سے ہی روزہ فرض ہوتا ہے اور چاند نظر آنے سے ہی عید الفطر ہوتی ہے اور اگر مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آسکے تو مہینہ کے تیس دن پورے کیے جائیں

۶۵۳ ـــ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ : حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا اور فرمایا : جب تک چاند نظر نہ آجائے روزہ نہ رکھو اسی طرح جب تک چاند نہ دیکھ لو افطار (عید الفطر) نہ کرو اور اگر بادل ہوں تو مہینے کے تیس دن پورے کرو۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۱۱ قول النبی ﷺ اذا رأیتم الھلال فصوموا

۶۵۴ ـــ حدیث ابن عمر ؓ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : مہینہ اتنے، اتنے اور اتنے (۱۰، ۱۰، ۱۰ دنوں کا) یعنی تیس دن کا ہوتا ہے اور اتنے، اتنے اور اتنے (۱۰، ۱۰، ۹ دنوں کا) یعنی انتیس دن کا ـــ ایک مرتبہ آپؐ نے (ہاتھ کے اشارے سے) تیس کی گنتی بتائی اور ایک مرتبہ انتیس کی گنتی بتائی۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۸ الطلاق : باب ۲۵ اللعان وقول اللہ تعالیٰ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ)

۶۵۵ ـــ حدیث ابن عمر ؓ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : ہم اُمّی (ان پڑھ) لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں، مہینہ اتنے دنوں اور اتنے دنوں کا ہوتا ہے یعنی آپؐ نے اپنے دستِ مبارک سے

---

[1] صحیح مسلمؒ کی روایتوں میں سما (آسمان) کی بجائے ایک روایت میں لفظ جنّت آیا ہے اور دوسری میں لفظ رحمت آیا ہے بنابریں یہاں لفظ سماء سے مُراد بھی جنت ہے۔ مترجم

ایک مرتبہ اُنتیس کا اشارہ کیا اور ایک مرتبہ تیس کا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۱۳ قول النبی ﷺ لا نکتب ولا نحسب

۶۵۶ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (یا حضرت ابوہریرہؓ نے کہا) ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: اس کو (چاند کو) دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار (عید الفطر) کرو اور اگر بادل ہوں اور چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو[1]

اخرجه البخاری فی کتاب ۳۰ الصوم: باب ۱۱ قول النبی ﷺ: اذا رأیتم الهلال فصوموا

باب ۳ : رمضان سے ایک، دو دن پہلے روزہ نہ رکھا جائے

۶۵۷ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ماہ رمضان شروع ہونے سے ایک دن یا دو دن پہلے کسی کو روزہ نہ رکھنا چاہیے، البتہ اگر کوئی شخص ان تاریخوں میں ہمیشہ روزے رکھتا ہو تو اس کو (رمضان سے پہلے بھی) روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۱۴ لا یتقدمن رمضان بصوم یوم ولا یومین

باب ۴ : مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

۶۵۸ ــــ حدیث اُم سلمہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ اپنی بعض ازواج کے پاس ایک ماہ تک نہ جائیں گے پھر جب اُنتیس دن ہوئے تو صبح کے وقت یا شام کو آپؐ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ آپؐ سے عرض کیا گیا: یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے پاس تشریف نہ لے جائیں گے! آپؐ نے فرمایا: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۹۲ هجرة النبی ﷺ نساءه فی غیر بیوتهن

باب ۵ : دو مہینے جن میں عیدیں آتی ہیں کم نہیں ہوتے

۶۵۹ ــــ حدیث ابوبکرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوبکرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو مہینے ایسے ہیں جو کبھی ناقص[2] نہیں ہوتے یعنی عیدوں کے دو مہینے، ایک رمضان اور دوسرا ذوالحج۔

اخرجه البخاری فی کتاب ۳۰ الصوم: باب ۱۲ شهرا عید لا ینقصان

---

[1] یعنی اگر شعبان کی اُنتیس تاریخ کو ابر ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزے شروع کرو، اسی طرح رمضان کی انتیس تاریخ کو ابر ہو اور چاند نہ دیکھا جا سکے تو پورے تیس روزے رکھ کر عید کر لو۔ ان تمام احادیث کے جمہور نے یہی معنیٰ کیے ہیں اور دیگر احادیث سے بھی انہی معانی کی تائید ہوتی ہے۔ مترجم

[2] اس حدیث کی تشریح میں متعدد اقوال ہیں بعض کا خیال ہے کہ مراد یہ ہے کہ ایک سال (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۸ : روزہ طلوعِ فجر سے شروع ہوتا ہے طلوعِ فجر تک کھانا پینا وغیرہ جائز ہے نیز فجر کا بیان

۶۶۰ــــ حدیث عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ : حضرت عدیؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی (حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ - البقرہ ۱۸۷) "یہاں تک کہ تم کو سیاہیٔ شب کی دھاری سے سپیدۂ صبح کی دھاری نمایاں نظر آجائے"۔ تو میں نے ایک سیاہ رسّی لی اور ایک سفید رسی، اوران دونوں کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا، پھر رات کے وقت جب ان کو دیکھتا تو مجھے کچھ نظر نہ آتا، چنانچہ صبح کے وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا، تو آپؐ نے فرمایا : کہ اس سے مراد دراصل رات کی سیاہی اور دن کی سپیدی ہے (یہ رسیاں نہیں جو تم نے رکھ لی ہیں) ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۱۶ قول اللہ تعالیٰ (کلوا واشربوا حتی یتبین لکم)

۶۶۱ــــ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ : حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آیۂ (وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ) نازل ہوئی اور ابھی (من الفجر) نازل نہیں ہُوا تھا تو بعض لوگ روزہ رکھنے (اور وقت سحر معلوم کرنے) کے لیے اپنے پاؤں میں ایک سفید دھاگہ اور ایک سیاہ دھاگہ باندھ لیتے اور اس وقت تک کھاتے رہتے حتیٰ کہ انھیں دھاگے صاف نظر آنے لگتے پھر اللہ تعالےٰ نے "من الفجر" نازل فرمایا تو انھیں معلوم ہُوا کہ اس سے دن اور رات (کے سفید اور سیاہ ڈورے) مُراد ہیں۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۱۶ قول اللہ تعالیٰ (وکلوا واشربوا حتی یتبیّن لکم)

۶۶۲ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا : حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتے ہیں اس لیے (ان کی اذان کے باوجود) تم کھاتے پیتے رہو حتےٰ کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (دوسری) اذان دیں۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۱۰ الأذان : باب ۱۱ اذان الاعمی اذا کان لہ من یخبرہٗ

۶۶۳ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ (رمضان میں) ایسے وقت اذان دیتے تھے جب کہ ابھی رات ہوتی تھی اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اُس وقت تک کھاتے پیتے رہو جب تک حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان نہ دیں کیوں کہ وہ اس وقت تک اذان نہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ : ہیں یہ دونوں مہینے انتیس کے نہیں ہوتے اگر ایک انتیس کا ہو تو دوسرا ضرور تیس دن کا ہوگا۔ بعض کا خیال ہے کہ دونوں ثواب میں برابر ہیں کوئی ایک دوسرے سے کم نہیں۔ یعنی اگر رمضان میں روزے ہیں تو ذی الحج میں مناسک حج ہیں وغیرہ لیکن یہ سب اقوال ضعیف ہیں صحیح اور معتبر قول یہ ہے کہ دونوں مہینوں کا ثواب کسی صورت میں کم نہیں ہوتا خواہ تیس دن کے ہوں یا انتیس کے یعنی ایک دن کے کم ہونے سے ثواب کم نہیں ہوتا۔ از نوویؒ۔ مترجم

دیتے جب تک فجر نہ ہو جائے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۱۷ قول النبی ﷺ: لا یمنعکم من سحورکم اذان بلال

۶۶۴ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن کر سحری کھانا نہ چھوڑے کیونکہ وہ رات میں اذان دیتے ہیں تاکہ جو شخص تہجد پڑھ رہا ہو وہ (کھانے کے لیے) آجائے اور جو سو رہا ہو وہ جاگ جائے ان کی اذان پر کسی کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ طلوع فجر یا صبح کا وقت ہوگیا ہے اور آپؐ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا، پہلے ان کو اوپر اٹھایا پھر نیچے جھکایا یعنی یہاں تک کہ اس طرح (سفیدی) پھیل جائے۔ اخرجہ البخاری فی: کتاب الاذان: باب ۱۳ الاذان قبل الفجر

باب ۹: سحری کھانا افضل اور مستحب ہے نیز سحری تاخیر سے کھانا اور افطار جلدی کرنا بھی مستحب ہے

۶۶۵ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سحری کھاؤ، کیونکہ سحری کھانا باعثِ برکت ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۲۰ برکۃ السحور من غیر ایجاب

۶۶۶ــــ حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے مجھ سے ذکر کیا کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سحری کھائی اس کے بعد سب لوگ نماز کے لیے چلے گئے، میں نے دریافت کیا: کہ سحری اور نماز کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ حضرت زیدؓ نے کہا: تقریباً پچاس یا ساٹھ آیتوں (کی تلاوت) کے برابر۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلاۃ: باب ۲۷ وقت الفجر

۶۶۷ــــ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ: حضرت سہلؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ بھلائی پر قائم رہیں گے جب تک افطار جلدی کرتے رہیں گے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۴۵ تعجیل الافطار

باب ۱۰: روزہ پورا ہونے اور دن ختم ہونے کے وقت کا بیان

۶۶۸ــــ حدیث عمر رضی اللہ عنہ: حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اشارہ کرکے) فرمایا: جب رات آئی اس طرف (مشرق) سے اور دن گیا اس کی طرف (مغرب) اور سورج غروب ہوگیا تو روزہ افطار کرنے کا وقت ہوگیا۔ اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۴۳ متی یحل فطر الصائم

۶۶۹ــــ حدیث ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابن ابی اوفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے (رمضان کا مہینہ تھا جب سورج غروب ہوگیا تو) آپؐ نے ایک شخص سے کہا: اُترو اور میرے لیے ستو تیار کرو! اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ابھی سورج موجود ہے! آپؐ نے ارشاد فرمایا: اترو اور میرے لیے

ستّو بناؤ! اس نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! ابھی سورج موجود ہے۔ آپؐ نے سہ بارہ ارشاد فرمایا: اترو اور میرے لیے ستّو تیار کرو! چنانچہ وہ شخص سواری سے اترا اور اس نے آپؐ کے لیے ستّو تیار کیے اور آپؐ نے انھیں پی لیا۔ پھر اپنے دست مبارک سے ادھر (مشرق کی طرف) اشارہ کر کے فرمایا: جب تم دیکھو کہ رات اس طرف سے آرہی ہے تو روزے دار کو چاہیے کہ افطار کر لے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۳۳ الصوم فی السفر والافطار

باب ۱۱ : صومِ وصال کی ممانعت[1]

۶۷۰ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقفہ دیے بغیر مسلسل روزے رکھنے سے منع فرمایا تو صحابہ کرام نے عرض کیا: آپؐ تو مسلسل روزے رکھتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا (میری بات اور ہے)، میں تمھاری طرح نہیں ہوں! مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۴۸ الوصال ومن قال لیس فی اللیل صیام

۶۷۱ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صومِ وصال سے منع فرمایا تو صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ تو وقفہ کے بغیر مسلسل روزے رکھتے ہیں! آپؐ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی تو سوچو تم میں کون شخص میری طرح ہے؟ میں تو ساری رات اس لذت و سرور میں گزارتا ہوں کہ میرا ربّ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اس کے باوجود بھی جب لوگ صومِ وصال سے باز نہ آئے تو پھر آپؐ نے بھی ان کے ساتھ وقفہ دیے بغیر روزے رکھنا شروع کیے، ایک دو دن گزرے تھے کہ (رمضان) کا چاند نظر آگیا، تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ چاند نہ ہوجاتا تو میں مزید مسلسل روزے رکھتا۔ آپؐ کا یہ فرمانا ان لوگوں کے لیے بطور زجر و توبیخ تھا اس بات پر کہ آپؐ کے منع کرنے کے باوجود یہ لوگ باز نہ آئے تھے (یعنی صومِ وصال سے)۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۳۰ الصوم: باب ۴۹ التنکیل لمن اکثر الوصال

۶۷۲ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صومِ وصال ہرگز مت رکھو، آپؐ نے یہ بات دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔ عرض کیا گیا: آپؐ جو صومِ وصال رکھتے ہیں! آپؐ نے فرمایا: میں تو رات اس طرح گزارتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا رہتا ہے، تم لوگوں کو چاہیے کہ اپنے اوپر اسی قدر عمل کی ذمہ داری لو جس کی

---

[1] صومِ وصال: مسلسل اس طرح روزے رکھتے جانا کہ درمیان میں وقفہ نہ دیا جائے۔ "کھلانے اور پلانے" کے سلسلہ میں امام ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ اس سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنے معارف کا فیضان فرماتا ہے اور ان روزوں میں مجھ پر کیف و سرور طاری ہوتا ہے اور مناجات و قرب کی لذت حاصل ہوتی ہے امام ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے جس شخص کو جذب و شوق کا معمولی سا تجربہ حاصل ہے وہ اس کیف و لذت سے آشنا ہے اور اسے معلوم ہے کہ جب قلب و روح کی غذا میسر آجاتی ہے تو انسان حیوانی غذا سے بے نیاز ہوجاتا ہے خصوصاً جب حصول مطلوب اور وصال محبوب کی کامیابی کا سرور و کیف طاری ہو۔

مرتب

طاقت رکھتے ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۴۹ التنکیل لمن اکثر الوصال

۶۷۳ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ کے آخری ایام میں صومِ وصال رکھے تو آپ کے ساتھ کچھ اور لوگوں نے بھی صومِ وصال رکھنا شروع کر دیے۔ اس بات کی اطلاع جب آپ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا: اگر یہ مہینہ اور لمبا ہوتا تو میں اس قدر صومِ وصال رکھتا کہ یہ حد سے بڑھنے والے اپنی زیادتی سے باز آجاتے، (روزے رکھنے سے عاجز آجاتے) میں تم جیسا نہیں ہوں مجھے تو میرا رب مسلسل کھلاتا اور پلاتا رہتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۴ التمنی: باب ۹ ما یجوز من اللو

۶۷۴ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صومِ وصال سے منع فرمایا تو صحابہ کرام نے عرض کیا: آپ تو صومِ وصال رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں تمھاری مانند نہیں ہوں، مجھے تو میرا رب کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۴۸ الوصال ومن قال لیس فی اللیل صیام

باب ۱۲: روزہ کی حالت میں بوسہ لینا جائز ہے بشرطیکہ شہوت نہ ہو

۶۷۵ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں اپنی بعض ازواج کا بوسہ لے لیا کرتے تھے، یہ بیان کرنے کے بعد وہ ہنس پڑیں (گویا وہ زوجہ محترمہ آپ خود ہیں)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۲۴ القُبلة للصائم

۶۷۶ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوس و کنار فرما لیا کرتے تھے اور آپ سب انسانوں سے زیادہ اپنی شہوت پر قابو رکھتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۲۳ المباشرة للصائم

باب ۱۳: روزہ دار اگر صبح تک بحالتِ جنابت رہے تو روزہ صحیح ہے

۶۷۷ــــ حدیث عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما: ابوبکر رضی اللہ عنہ بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ میرے والد عبد الرحمن نے مروان سے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں نے مجھے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (بسا اوقات) اس حالت میں صبح ہو جاتی تھی کہ آپ اپنی کسی حرم محترم سے جماع کے باعث جنبی ہوتے تھے، پھر آپ (سحر کے وقت) غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے تھے۔

مروان نے یہ بات سن کر عبد الرحمن بن حارث سے کہا: میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں تم یہ بات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ضرور گوش گزار کرو! مروان ان دنوں حاکم مدینہ تھا۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے مروان کی اس بات کو ناپسند

کیا، پھر اتفاق ایسا ہوا کہ ہم سب مقام ذوالحلیفہ میں جمع ہوئے اس جگہ حضرت ابوہریرہؓ کی کچھ زمین تھی، عبدالرحمٰنؓ نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا: میں ایک بات کا آپ سے ذکر کرنا چاہتا ہوں حالانکہ اگر مروان نے مجھے قسم نہ دلائی ہوتی تو میں اس کا ذکر آپ سے نہ کرتا! پھر عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کی بات کا ان سے ذکر کیا تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: مجھ سے حضرت فضل بن عباس ﷺ نے اسی طرح یہ بات بیان کی تھی اور وہ زیادہ جانتے ہیں۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۳۰ الصوم : باب ۲۲ الصائم يصبح جنباً

باب ۱۴ : رمضان میں روزہ دار کے لیے دن کے وقت جماع حرام ہے، اور اگر کر گزرے تو بڑا کفارہ لازم آتا ہے خواہ خوش حال ہو یا تنگ دست۔

۶۷۸ ــــ حديث ابوہريرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ایک ذلیل شخص (خود) رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کا مرتکب ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ ایک غلام یا لونڈی آزاد کرو؟ کہنے لگا: نہیں! آپؐ نے فرمایا: تو کیا تم مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ سکتے ہو؟ کہنے لگا: یہ بھی نہیں! آپؐ نے فرمایا: اچھا کیا تم اتنے ذرائع رکھتے ہو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکو؟ کہنے لگا: نہیں! پھر نبی کریم ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا کہیں سے آیا اور آپؐ نے اس شخص سے فرمایا: لو یہ اپنی طرف سے (مسکینوں کو) کھلاؤ! کہنے لگا: کسے کھلاؤں؟ کیا اپنے سے زیادہ محتاج کو؟ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ مدینہ کے دونوں جانب کے پتھریلے علاقوں کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج کوئی گھر نہیں ہے! آپؐ نے فرمایا: لو پھر اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۳۰ الصوم : باب ۳۱ المجامع في رمضان هل يطعم اهله من الكفارة اذا كانوا محاويج

۶۷۹ ــــ حديث عائشہ ﷺ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص مسجد میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میں جل گیا! آپؐ نے فرمایا: کیسے جل گئے؟ کہنے لگا: میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: صدقہ (کفارہ) دو! کہنے لگا میرے پاس تو صدقہ دینے کے لیے) کچھ نہیں ہے!

پھر وہ بیٹھا رہا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص گدھے پر کھانے کا سامان لے کر حاضر ہوا (عبدالرحمٰن راویِ حدیث کہتے ہیں مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کیا تھا) آپؐ نے دریافت فرمایا: وہ جلا ہوا شخص کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: میں یہ حاضر ہوں! آپؐ نے فرمایا: لو اس سے صدقہ (کفارہ) دو! کہنے لگا: کسے؟ اپنے سے زیادہ محتاج کو؟ (سب سے زیادہ ضرورت مند تو میں خود ہوں) میرے گھر والوں کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: لو پھر خود کھاؤ!

اخرجه البخاري في: كتاب ۸۶ الحدود : باب ۲۶ من اصاب ذنباً دون الحد فاخبر الامام

باب ۱۵ : اگر سفر دو پڑاؤ یا اس سے زیادہ ہو تو مسافر کو رمضان میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی رخصت ہے

۶۸۰ — حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں مکہ جانے کے لیے روانہ ہوئے بوقت روانگی آپؐ روزے سے تھے لیکن جب مقام کدید[1] پر پہنچے تو آپؐ نے روزہ افطار کر لیا اور آپؐ کے ساتھ لوگوں نے بھی افطار کر لیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۳۴ اذا صام ایامًا من رمضان ثم سافر

۶۸۱ — حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سفر میں تھے ایک جگہ لوگوں کا ہجوم دیکھا کہ ایک شخص پر سایہ کر رکھا تھا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ایک روزہ دار ہے! آپؐ نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۳۶ قول النبی ﷺ لمن ظلل علیہ واشتد الحر: لیس من البر الصوم فی السفر

۶۸۲ — حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے، سفر کے دوران میں نہ تو روزہ دار روزہ نہ رکھنے والے پر کوئی اعتراض کرتا اور نہ روزہ نہ رکھنے والا روزہ دار پر کوئی اعتراض کرتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۳۷ لم یعب اصحاب النبی ﷺ بعضھم بعضًا فی الصوم والافطار

باب ۱۶ : سفر میں روزہ نہ رکھنے اور کام کرنے کا ثواب زیادہ ہے

۶۸۳ — حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ ہم (ایک سفر میں) نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور حالت یہ تھی کہ ہم میں سے سب سے زیادہ سایہ اسے میسر تھا جس نے اپنی چادر سے سایہ کر رکھا تھا لہٰذا جو روزہ دار تھے انھوں نے تو کام بالکل نہیں کیا البتہ جن کا روزہ نہیں تھا انھوں نے اونٹوں کو پانی پلایا اور ان سے کام لیا اور ہر طرح کی خدمت انجام دی اور کام کیے، یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج وہ لوگ ثواب کما گئے جن کا روزہ نہیں تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد والسیر: باب ۷۱ فضل الخدمۃ فی الغزو۔

---

[1] کدید ایک مقام کا نام ہے یہاں ایک نہر بھی ہے یہ جگہ مدینہ سے سات منزل تقریباً بیالیس میل ہے (بقول قاضی عیاض رحمہ اللہ) اور مکہ یہاں سے دو منزل رہ جاتا ہے۔ (مرتبؒ و از نوویؒ)

باب ۱۷ : سفر میں روزہ رکھنے اور روزہ نہ رکھنے کا اختیار ہے

۶۸۴ــــ حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ ـ یہ صاحب بہت روزے رکھا کرتے تھے ـ آپؐ نے فرمایا: اگر چاہو تو روزہ رکھو اور چاہو تو نہ رکھو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۳۳ الصوم فی السفر والافطار

۶۸۵ــــ حدیث ابو درداء ؓ: حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوئے گرمی اس قدر شدید پڑ رہی تھی کہ لوگ گرمی سے بچنے کے لیے سروں پر اپنے ہاتھ رکھتے تھے۔ ہم میں نبی کریم ﷺ اور ابن رواحہ ؓ کے سوا کسی کا روزہ نہ تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۳۵ حدثنا عبد اللہ بن یوسف

باب ۱۸ : وقوفِ عرفات کے دن حاجیوں کے لیے روزہ نہ رکھنا مستحب ہے

۶۸۶ــــ حدیث ام الفضل بنت الحارث ؓ: حضرت اُم الفضلؓ بیان کرتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے میری موجودگی میں وقوف عرفہ کے دن اس بات پر باہم اختلاف رائے کیا کہ آج رسول اللہ ﷺ کا روزہ ہے یا نہیں! بعض نے کہا کہ آج آپؐ روزہ سے ہیں اور بعض نے کہا کہ آج آپؐ کا روزہ نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے آپؐ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا۔ آپؐ اس وقت (مقام عرفات میں) اپنی اونٹنی پر وقوف کیے ہوئے تھے۔ آپؐ نے وہ دُودھ پی لیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۸۸ الوقوف علی الدابۃ بعرفۃ

۶۸۷ــــ حدیث میمونہ ؓ: ام المومنین حضرت میمونہؓ بیان کرتی ہیں کہ یوم عرفہ نبی کریم ﷺ کے روزہ سے ہونے میں لوگوں کو شک ہوا، میں نے آپؐ کی خدمت میں جب کہ آپ مقامِ عرفات میں وقوف فرما تھے دودھ کا ایک برتن بھیجا تو آپؐ نے اس میں سے لوگوں کے سامنے دُودھ پیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۶۵ صوم عرفہ

باب ۱۹ : یومِ عاشورہ کا روزہ

۶۸۸ــــ حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں قریش یوم عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی اس دن کے روزے کا حکم دیا تھا لیکن پھر جب رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا؛ جو شخص چاہے یوم عاشورہ کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۱ وجوب صوم رمضان

۶۸۹ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ یوم عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے، پھر جب رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو چاہے عاشورہ کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۶۵ التفسير: ۲- سورة البقرة: باب ۲۴ (يٰايها الذين اٰمنوا كتب عليكم الصيام)

۶۹۰ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس اشعثؓ بن قیس آئے، اس وقت حضرت عبداللہؓ کھانا کھا رہے تھے۔ اشعثؓ نے کہا کہ آج تو یوم عاشورہ ہے! حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورہ کا روزہ رکھا جاتا تھا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو یہ روزہ متروک ہو گیا۔ آئیے آپ بھی کھائیے!

اخرجه البخاري في: كتاب ۶۵ التفسير: ۲- سورة البقرة: باب ۲۴ (يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام)

۶۹۱ ــــ (حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما): حمید بن عبدالرحمٰنؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو اس سال جب انھوں نے حج کیا تھا منبر پر عاشورہ کے بارے میں کہتے ہوئے سنا ہے: اے اہل مدینہ! تمھارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ آج عاشورہ کا دن ہے اس دن کا روزہ فرض نہیں ہے جبکہ میں آج روزے سے ہوں جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۳۰ الصوم: باب ۶۹ صيام يوم عاشوراء

۶۹۲ ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں، چنانچہ آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ یہ روزہ کیسا ہے؟ کہنے لگے: یہ دن بہت اچھا ہے اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دلائی تھی، لہٰذا اس دن موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام سے ہمارا تعلق تم سے زیادہ ہے! چنانچہ آپؐ نے اس دن خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۳۰ الصوم: باب ۶۹ صيام يوم عاشوراء

۶۹۳ ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ عاشورہ کا دن یہودیوں کی عید کا دن تھا لہٰذا نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ اس دن مسلمان روزہ رکھیں!

اخرجه البخاري في: كتاب ۳۰ الصوم: باب ۶۹ صيام يوم عاشوراء

۶۹۴ ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی دن (اور کسی مہینہ) کو دوسرے دنوں اور مہینوں پر ترجیح دے کر روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے عاشورہ کے دن کے اور رمضان کے مہینہ کے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۳۰ الصوم: باب ۶۹ صيام يوم عاشوراء

باب ۲۱ : جس نے عاشورہ کے دن کچھ کھا لیا وہ دن کے باقی حصّہ میں کچھ نہ کھائے

۶۹۵ —— حدیث سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ : حضرت سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ ایک شخص کو یہ منادی کرنے کے لیے بھیجا تھا کہ آج جو شخص کچھ کھا چکا ہے وہ باقی دن (بغیر کھائے پیئے) پورا کرے۔ یا یہ الفاظ تھے کہ باقی دن روزے سے رہے اور جس نے ابھی کچھ نہیں کھایا وہ اب کچھ نہ کھائے (اور روزہ رکھ لے)۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۲۱ اذا نوی بالنهار صومًا

۶۹۶ —— حدیث ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا : حضرت ربیعؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن صبح کے وقت انصار کی بستیوں میں یہ حکم بھیجا تھا کہ جس شخص نے آج روزہ نہیں رکھا وہ بھی اپنا باقی دن (بغیر کھائے پیئے) پورا کرے اور جس نے روزے کی نیت کر لی ہے وہ روزہ رکھے۔ حضرت ربیعؓ کہتی ہیں کہ اس حکم کے بعد سے ہم سب اس دن روزہ رکھتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھاتے تھے اور بچوں کے کھیلنے کے لیے اون کی گڑیاں بنا دیا کرتے تھے جب کوئی بچہ کھانا مانگنے کے لیے رونے لگتا تو ہم اسے گڑیا کھیلنے کے لیے دے دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۴۷ صوم الصبیان

باب ۲۲ : عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے

۶۹۷ —— حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ : حضرت عمرؓ نے بیان کیا : یہ دو دن ایسے ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ایک یوم الفطر جب تم رمضان کے روزے پورے کر کے فارغ ہوتے ہو اور دوسرا دن وہ ہے جب تم قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۶۶ صوم یوم الفطر

۶۹۸ —— حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ : حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اور دو دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا منع ہے : ایک یوم الفطر اور دوسرا یوم الاضحیٰ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۶۶ صوم یوم الفطر

۶۹۹ —— (حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما) : زیاد بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک خاص دن کا روزہ رکھنے کی نذر مانی۔ زیادؒ کہتے ہیں —— میرا خیال ہے اس نے پیر کا دن کہا تھا —— اب اتفاق ایسا ہوا کہ وہ دن عید کا آپڑا ؟ حضرت ابن عمر نے کہا : اللہ تعالیٰ نے اپنی نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن (عید کے دن) روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے[1]۔

اخرجه البخاری فی کتاب ۳۰ الصوم : باب ۶۷ الصوم یوم النحر

[1] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ کے دونوں پہلو بیان کر کے فیصلہ کی ذمہ داری سائل پر چھوڑ دی۔ یہ دراصل ان بزرگوں (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۲۴ : صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے

۷۰۰ ـــ حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ : محمد بن عبّاد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے دریافت کیا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ کہنے لگے: ہاں!

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۶۳ صوم یوم الجمعه

۷۰۱ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کوئی شخص جمعہ کے دن روزہ ہرگز نہ رکھے اور اگر رکھے تو اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۶۳ صوم یوم الجمعه

باب ۲۵ : آیۂ کریمہ (وعلی الّذین یطیقونه فدیة) منسوخ ہوگئی ہے

۷۰۲ ـــ حدیث سلمة بن الاکوع رضی اللہ عنہ : حضرت سلمہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیۂ کریمہ (وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ـ البقرہ ۱۸۴) "اور جو لوگ روزہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں۔ ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے"۔ تو جو شخص چاہتا تھا کہ روزہ نہ رکھے وہ فدیہ دے دیا کرتا تھا حتیٰ کہ اگلی آیت (فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ) "لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اس پر لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے"۔ نازل ہوئی اور اس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : ۲ ـ سورة البقرة : باب ۲۶ (فمن شهد منکم الشهر فلیصمه)

باب ۲۶ : رمضان کے روزوں کی قضا شعبان میں کرنے کا بیان

۷۰۳ ـــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایسا ہوتا تھا کہ مجھ پر روزوں کی قضا واجب ہوتی، لیکن میں ان کو صرف (آئندہ) شعبان میں ہی رکھ سکتی تھی۔[1]

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۴۰ متی یقضی قضاء رمضان

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کا کمال تقویٰ تھا کہ باآنکہ ایسے معاملات میں قیاس و تحری اور اجتہاد کی اجازت ہے اس کے باوجود کتاب وسنت سے سرِمُو کم و بیش کرنا گوارا نہ کرتے تھے۔ عیدین کے دن کا روزہ بالاجماع حرام ہے خواہ نذر کا ہو یا قضا رکا، نفلی ہو یا کفارہ کا اور اگر خاص انہی ایام کا تعین کر کے نذر مانے گا تو امام شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک اس کی نذر منعقد ہی نہ ہوگی اور نہ کفارہ لازم آئے گا نہ قضا۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نذر لازم ہو جاتی ہے اور قضا واجب اور اگر اس دن روزہ رکھے گا تو نذر پوری ہو جائیگی البتہ مرتکب حرام ہوگا۔ نوویؒ۔ مترجم

[1] یعنی یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تھا۔ گویا ایسا کرنا جائز ہے کہ تاخیر سے قضا کرے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ قضا فوراً کرے پورے سال میں جب چاہے رکھ سکتا ہے۔ مترجم

بابـ۲۷ : میّت کی طرف سے روزوں کی قضا

۷۰۴ــــ حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ روزے واجب الادا ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔

اخرجه البخاری فی: کتابـ۳۰ الصوم : بابـ۴۲ من مات وعليه صوم

۷۰۵ــــ حدیث ابن عباس ؓ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے اور ان کے ذمّے کچھ روزے واجب الادا تھے، کیا میں یہ روزے ان کی طرف سے قضا کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! نیز فرمایا[1]: کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرض اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتابـ۳۰ الصوم : بابـ۴۲ من مات وعليه صوم

بابـ۲۹ : روزے دار کو اپنی زبان کی حفاظت کرنی چاہیے

۷۰۶ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے اور روزے دار کو چاہیے کہ نہ فحش کلامی کرے اور نہ جاہلوں جیسا کام کرے اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اسے چاہیے کہ اس سے کہہ دے "میں روزے سے ہوں"۔ دو مرتبہ!

(نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا): قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، روزے دار کے مُنھ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا" روزے دار میری خاطر کھانا پینا اور شہوتِ نفس کے تقاضے پورے کرنا چھوڑتا ہے، بنابریں روزہ ایک ایسا عمل ہے جو خالصتاً میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دیتا ہوں اور نیکی کا بدلہ دس گنا دیا جاتا ہے"۔

اخرجه البخاری فی: کتابـ۳۰ الصوم : بابـ۲ فضل الصوم

بابـ۳۰ : روزے کی فضیلت

۷۰۷ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" ابنِ آدم کے تمام اعمال اس کی اپنی ذات کے لیے ہیں سوائے روزے کے، کہ روزہ میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا اجر اور بدلہ دیتا ہوں" اور روزہ ڈھال ہے، اور جس دن کوئی شخص روزے سے ہو تو اسے چاہیے کہ نہ تو فحش کلامی

---

[1] مسلمؒ میں یہ روایت اس طرح ہے: آپ نے دریافت فرمایا: اگر تمھاری ماں کے ذمہ کوئی قرض واجب الادا ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟ اس نے عرض کیا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: تو اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے۔ مترجم

کرے، نہ چیخے چلائے اور نہ جھگڑے، اور اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا لڑے تو روزے دار کو چاہیے کہ کہہ دے "میں روزے سے ہوں"! اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے! روزے دار کے مُنھ کی بُو اللہ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے! روزے دار کو دو مسرتیں حاصل ہوتی ہیں جب افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملے گا تو وہ بھی اس کے روزے کے سبب اس سے خوش ہوگا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۹ هل یقول انی صائم اذا شتم؟

۷۰۸ــــ حدیث سهل ﷺ: حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام "ریان" (سیراب کرنے والا) ہے اس دروازے سے روز قیامت صرف روزے دار داخل ہوں گے ان کے سوا کوئی اور اس دروازے سے داخل نہیں ہوگا، پکارا جائے گا: روزے دار کہاں ہیں! تو سب روزے دار اُٹھ کھڑے ہوں گے (اور اس دروازے سے داخل ہو جائیں گے) اور ان کے سوا اس دروازے سے کوئی اور داخل نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ جب یہ سب داخل ہو جائیں گے تو یہ دروازہ پھر بند کر دیا جائے گا اور کوئی دوسرا داخل نہ ہوا ہوگا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۴ الریان للصائمین

باب ۳۱: مجاہد فی سبیل اللہ کے روزے کی فضیلت بشرطیکہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اور کسی نقصان کے بغیر اور کسی حق کی ادائیگی چھوڑے بنا روزہ رکھے۔

۷۰۹ــــ حدیث ابوسعید خدری ﷺ: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سُنا ہے: جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے منھ کو جہنم سے ستر برس کے فاصلہ تک دور کر دے گا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۶ الجهاد والسیر : باب ۳۶ فضل الصوم فی سبیل الله

باب ۳۲: بھول کر کھانے، پینے اور جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۷۱۰ــــ حدیث ابوهریره ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اسے چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ یہ تو اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا ہے[1]۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۲۶ الصائم اذا اکل او شرب ناسیا

---

[1] اکثر علماء کا مسلک یہی ہے کہ اگر روزہ دار بھول کر کھا پی لے یا جماع کرے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ داؤد ظاہریؒ اور ربیعہؒ کا قول یہی ہے۔ امام مالک کا قول یہ ہے کہ روزہ نہیں رہتا اور اس پر صرف قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں، عطاءؒ، اوزاعیؒ اور لیثؒ نے کہا ہے کہ جماع میں تو قضا لازم آتی ہے کھانے پینے کی صورت میں قضا نہیں ہے اور امام احمدؒ کا قول ہے کہ جماع کی صورت میں قضا اور کفارہ دونوں ہیں اور کھانے پینے کی صورت میں نہ قضا ہے نہ کفارہ۔ لیکن اس حدیث کی روشنی میں اکثریت کا مسلک ہی قوی معلوم ہوتا ہے۔ از نوویؒ ۔ مترجم

باب ۳۴ : نبی کریم ﷺ کے نفلی روزوں کا بیان، مستحب یہ ہے کہ کوئی مہینہ روزے کے بغیر نہ ہو

۷۱۱ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب روزے رکھتے تھے تو مسلسل رکھتے چلے جاتے حتیٰ کہ ہمیں خیال ہوتا کہ اب آپ روزہ چھوڑیں گے ہی نہیں، اور پھر جب آپ روزے رکھنا چھوڑ دیتے تو (اتنا وقفہ گزر جاتا کہ) ہم خیال کرتے اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ علاوہ بریں میں نے آپ کو رمضان کے علاوہ کسی پورے مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ اسی طرح میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۵۲ صوم شعبان

۷۱۲ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے، شعبان میں آپ پورا مہینہ روزے رکھتے تھے اور آپ کا ارشاد ہے: وہی نیک عمل شروع کرو جس کو کرتے رہنے کی تم میں طاقت ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ثواب عطا فرمانے سے کبھی نہیں تھکے گا البتہ تم عبادت اور نیک کام کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔ نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب نماز وہ تھی جو مسلسل اور باقاعدہ پڑھی جائے خواہ مقدار اور تعداد میں کم ہو، خود آپ نے جو بھی نماز پڑھی اسے ہمیشہ اور مسلسل پڑھتے رہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۵۲ صوم شعبان

۷۱۳ ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کے سوا کسی پورے مہینہ کے روزے نہیں رکھے اور آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب روزے رکھتے تو رکھتے ہی چلے جاتے، حتےٰ کہ آدمی خیال کرتا کہ بخدا! اب آپ روزے رکھنا کبھی نہ چھوڑیں گے اور پھر جب روزے رکھنا چھوڑ دیتے تھے تو کہنے والا کہتا بخدا! اب آپ روزہ نہ رکھیں گے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۵۳ مایذکر فی صوم النبی ﷺ وافطاره

باب ۳۵ صوم الدہر (مسلسل روزے رکھنا) منع ہے اگر روزے سے نقصان پہنچتا ہو یا کسی کی حق تلفی ہوتی ہو، نیز اگر عیدین اور ایّامِ تشریق میں بھی نہ چھوڑا جائے۔ اور ایک دن کے وقفے سے روزہ رکھنا افضل ہے۔

۷۱۴ ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ زندگی بھر میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھوں گا اور ساری رات قیام کیا کروں گا۔ (آپ نے مجھ دریافت فرمایا کہ کیا تم نے ایسا کہا ہے ؟) میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں نے ایسی بات کہی تو تھی!

آپؐ نے فرمایا: تم ایسا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لیے روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو! اور رات کو قیام بھی کرو اور سوؤ بھی! ہر مہینہ میں تین روزے رکھو نیکی کا بدلہ دس گنا ہے (گویا تین روزوں کا ثواب تیس دن کے روزوں کے برابر ہوگا) اور یہ گویا ہمیشہ روزہ رکھنے کی مانند ہوگا۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تو ایسا کرو کہ ایک دن روزہ رکھو اور دو دن نہ رکھو۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں! آپؐ نے فرمایا: تو پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن نہ رکھو کیونکہ یہی حضرت داوٗد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ تھا اور یہی روزے کی سب سے بہتر صورت ہے۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں! آپؐ نے ارشاد فرمایا: اس سے بہتر کوئی صورت نہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۵۶ صوم الدھر

۷۱۵ ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے مجھے جو اطلاع ملی ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات بھر جاگ کر عبادت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ صحیح ہے، ایسا ہی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تو پھر تم آیندہ ایسا نہ کرو! بلکہ روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو! اور رات کو جاگ کر عبادت بھی کرو اور نیند بھی لو! اسلیے کہ تم پر تمھارے جسم کا بھی حق ہے، تم پر تمھاری آنکھوں کا بھی حق ہے تم پر تمھاری بیوی کا بھی حق ہے اور تم پر تمھارے مہمان کا بھی حق ہے (سب کا حق ادا کرو) اور تمھارے لیے یہ کافی ہے کہ تم ہر ماہ تین دن کے روزے رکھ لو، کیونکہ ہر نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے گویا (تین روزے پورے مہینہ کے روزے ہوگئے اور) یہ ہمیشہ روزے رکھنے کے مترادف ہوگیا۔ لیکن میں نے شدت کی اور مجھ پر شدت ہوگئی، میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں خود میں قوت محسوس کرتا ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تو پھر اللہ کے نبی حضرت داوٗد علیہ السلام کے روزے رکھو اور اس سے زیادہ ہرگز نہ کرو۔ میں نے عرض کیا: نبی اللہ حضرت داوٗد علیہ السلام کس طرح روزے رکھتے تھے؟ آپؐ نے فرمایا: نصفِ دہر یعنی آپؑ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

بعد ازاں جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے تو کہا کرتے تھے: کاش میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ رخصت قبول کر لی ہوتی!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۵۵ حق الجسم فی الصوم

۷۱۶ ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) ارشاد فرمایا: قرآن ایک مہینہ میں (پورا) پڑھا کرو! میں نے عرض کیا: میں (اس سے زیادہ کی) قوت اپنے اندر پاتا ہوں۔ حتیٰ کہ آپؐ نے فرمایا: اچھا بس سات دن میں ایک قرآن ختم کرو! اور اس حد سے نہ بڑھنا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۳۴ فی کم یقرأ القرآن

۷۱۷ ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عبدؓاللہ! فلاں شخص کی طرح مت کرنا کہ وہ پہلے رات کو جاگ کر عبادت کیا کرتا

تھا، بعد ازاں اس نے قیام اللیل ترک کر دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۹ التہجد: باب ۱۹ مایکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقومہ

۷۱۸ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ میں متواتر روزے رکھتا ہوں اور رات بھر نماز پڑھتا ہوں تو یا تو آپؐ نے مجھے بلوا بھیجا یا میں خود آپؐ سے ملا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے جو مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم متواتر روزے رکھتے ہو اور کوئی روزہ نہیں چھوڑتے اور (رات بھر) نماز پڑھتے ہو؟ اس لیے ایسا کرو کہ روزے بھی رکھو اور ناغہ بھی کرو اور رات کو جاگ کر نماز بھی پڑھو اور نیند بھی لو کیونکہ تمھاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمھاری اپنی جان کا بھی اور تمھارے اہل وعیال کا بھی تم پر حق اور حصہ واجب ہے۔ میں نے عرض کیا: میں ان سب کاموں کے لیے کافی قوت رکھتا ہوں! آپؐ نے فرمایا: اچھا تو پھر داؤد علیہ السلام کے سے روزے رکھو! میں نے عرض کیا: وہ کیسے تھے؟ آپؐ نے فرمایا: حضرت داؤد ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار (ناغہ) کرتے تھے اور جب دشمن سے مقابلہ درپیش ہوتا تو گریز وفرار اختیار نہیں کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے یہ جرأت و شجاعت کہاں نصیب ہو سکتی ہے!

عطاءؒ (راوئ حدیث) کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں حضرت عبداللہؓ نے صیام الابدؒ (ہمیشہ روزے رکھنا) کا ذکر کس طرح چھیڑا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے گویا روزہ ہی نہ رکھا۔ یہ فقرہ آپؐ نے دوبار دہرایا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۵۷ حق الاھل فی الصوم

۷۱۹ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیا تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور رات بھر نوافل پڑھتے رہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: ایسا نہ کرو! ایسا کرنے سے تمھاری آنکھوں میں گڑھے پڑ جائیں گے اور بدن کمزور ہو جائے گا، جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے گویا روزہ ہی نہیں رکھا، تین دن کے روزے ہی صوم الدھر ہیں۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر حضرت داؤد علیہ السلام کی مانند روزے رکھو، جو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے اور دشمن سے مقابلہ ہو تو گریز وفرار اختیار نہیں کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۵۹ صوم داؤد علیہ السلام

۷۲۰ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ روزہ بھی حضرت داؤدؑ کا روزہ ہے۔ حضرت داؤدؑ نصف شب سوتے تھے پھر اٹھ کر ایک تہائی رات عبادت کرتے تھے پھر رات کا چھٹا حصہ سو کر گزارتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۹ التہجد: باب ۷ من نام عند السحر

۷۲۱ ـــ حدیث عبداللہ بن عمرو ﷛: حضرت عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے میرے روزوں کا ذکر کیا گیا تو آپؐ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپؐ کو چمڑے کا ایک تکیہ پیش کیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی لیکن آپؐ زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپؐ کے درمیان تھا پھر آپؐ نے فرمایا: کیا تمھارے لیے ہر ماہ تین دن کے روزے کافی نہیں؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (میں اس سے زیادہ رکھ سکتا ہوں) آپؐ نے فرمایا: ہر ماہ پانچ رکھ لو! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (یہ بھی کم ہیں) آپؐ نے فرمایا: سات رکھ لو! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (یہ بھی کم ہیں) آپؐ نے فرمایا: نو رکھ لو! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (یہ بھی کم ہیں میں زیادہ رکھ سکتا ہوں) فرمایا: اچھا گیارہ رکھ لو! پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: داوٗد ؑ کے روزوں سے بڑھ کر روزے کوئی نہیں! اور وہ ہیں نصف ماہ کے روزے، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن ناغہ کرو!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۵۹ صوم داوٗد علیہ السلام

باب ۳۷: شعبان کے آخری دنوں میں روزہ رکھنے کا بیان

۷۲۲ ـــ حدیث عمران بن حصین ﷛: حضرت عمران ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ یا کسی اور شخص سے دریافت فرمایا اور عمران ؓ سن رہے تھے (راوی کو شک ہے) آپؐ نے فرمایا: اے ابو فلاں! کیا تم نے اس ماہ کے آخر میں کچھ روزے نہیں رکھے؟ ـ راوی کہتا ہے ـ میرا گمان ہے کہ حضرت عمران ؓ نے کہا تھا کہ آپؐ نے "اس مہینہ" فرما کر رمضان[1] کا مہینہ مراد لیا تھا۔ اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! "نہیں"! تو آپؐ نے فرمایا: جب تم افطار کر لو (رمضان ختم ہو جائے) تو دو دن کے روزے رکھ لینا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۰ الصوم: باب ۶۲ الصوم آخر الشہر

باب ۴۰: لیلۃ القدر کی فضیلت اور اس کے تلاش کی ترغیب اور ان دنوں کا بیان جن میں لیلۃ القدر کی توقع کی جا سکتی ہے

۷۲۳ ـــ حدیث ابن عمر ﷛: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کئی افراد کو خواب میں دکھایا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان کی آخری سات تاریخوں میں ہے بنابریں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تم سب کے خواب آخری سات دنوں کے بارہ میں ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہیں اس لیے جو شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہتا ہو وہ اسے رمضان کے آخری سات دنوں میں تلاش کرے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۲ فضل لیلۃ القدر: باب ۲ التماس لیلۃ القدر فی السبع الاواخر

---

[1] اس روایت میں لفظ "رمضان" یا راوی کا مغالطہ ہے یا تصحیف ہے خود امام بخاریؒ نے دوسری سند سے یہی حدیث بیان کی ہے اس میں "رمضان" کی بجائے "شعبان" ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ جب یہ گفتگو ہو رہی ہو رمضان کے آخری ایام ہوں اور اس سے مراد یہ ہو کہ جب رمضان کے روزے ختم ہو جائیں تو شوال کے دو روزے رکھ لینا۔ مترجم

۷۲۴ ــــ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف میں بیٹھے پھر آپؐ بیس تاریخ کو صبح کے وقت باہر تشریف لائے اور آپؐ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی تھی لیکن پھر وہ مجھے بھلا دی گئی لہٰذا تم اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو! نیز میں نے (خواب میں) یہ بھی دیکھا ہے کہ میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں اس لیے تمام وہ اشخاص جنھوں نے میرے ساتھ اعتکاف کیا تھا واپس آجائیں (ابھی اعتکاف ختم نہ کریں)۔ چنانچہ ہم واپس آگئے اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ہلکا سا ٹکڑا ابھی موجود نہ تھا، پھر بادل آگئے اور برسے حتیٰ کہ مسجد کی چھت جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی ٹپکی (اور مسجد میں کیچڑ ہو گئی) پھر میں نے آپؐ کو پانی اور کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا، یہاں تک کہ آپ کی پیشانی پر مجھے کیچڑ کا نشان نظر آیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۲ فضل لیلة القدر: باب ۲ التماس لیلة القدر فی السبع الاواخر

۷۲۵ ــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے پھر جب بیسویں تاریخ کی شام گزر جاتی اور اکیسویں آ رہی ہوتی تو اپنے گھر تشریف لے جاتے اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ اعتکاف کر رہے ہوتے وہ بھی گھروں کو لوٹ جاتے۔ پھر ایک رمضان میں آپؐ اس رات کو بھی اعتکاف میں رہے جس میں گھر تشریف لے جایا کرتے تھے اور خطبہ ارشاد فرمایا اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا' بیان کرنے کے بعد آپؐ نے فرمایا: میں اس عشرے میں اعتکاف کیا کرتا تھا پھر اب مجھ پر انکشاف ہوا ہے کہ اس آخری عشرے میں اعتکاف کروں لہٰذا جو شخص بھی اس مرتبہ میرے ساتھ اعتکاف میں تھا اسے چاہیے کہ اپنی اعتکاف کی جگہ پر ہی ٹھہرے! اور مجھے خواب میں لیلۃ القدر دکھائی گئی تھی پھر وہ مجھے بھلا دی گئی۔ اب تم اسے اس آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو! نیز میں نے دیکھا ہے کہ میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پھر اسی رات بارش ہوئی اور آپؐ کے نماز پڑھنے کی جگہ سے مسجد ٹپکی۔ یہ اکیسویں رات تھی پھر میری آنکھوں نے وہ منظر دیکھ لیا ــــ آپؐ نے فجر کی نماز کا سلام پھیرا' اور میں نے آپؐ کی طرف نظر اٹھائی تو آپؐ کا چہرۂ مبارک کیچڑ اور پانی سے آلودہ تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۲ فضل لیلة القدر: باب ۳ تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر

۷۲۶ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۲ فضل لیلة القدر: باب ۳ تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر

کتاب الاعتکاف

باب ۱ : رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنے کا بیان

۷۲۷ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۳ الاعتکاف : باب ۱ الاعتکاف فی العشر الاواخر

۷۲۸ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے (آپؐ کا یہی معمول رہا) حتیٰ کہ آپ نے وفات پائی پھر آپ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف فرمایا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۳ الاعتکاف : باب ۱ الاعتکاف فی العشر الاواخر

باب ۲ : معتکف کب اپنی اعتکاف گاہ میں داخل ہو؟

۷۲۹ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ میں آپؐ کے لیے ایک خیمہ بنا دیا کرتی تھی اور آپؐ نماز فجر پڑھ کر اس میں داخل ہو جایا کرتے تھے۔ پھر (ایک مرتبہ) ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہؓ سے اپنا خیمہ لگانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انھیں اجازت دے دی اور حضرت حفصہؓ نے خیمہ لگا لیا، پھر جب ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہؓ کا خیمہ دیکھا تو انھوں نے بھی ایک اور خیمہ لگا لیا۔ صبح کے وقت جب نبی کریم ﷺ نے کئی خیمے لگے ہوئے دیکھے تو فرمایا: یہ کیا ہے ؟ آپؐ سے واقعہ بیان کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: کیا تمھارا خیال ہے نیکی ان خیموں سے وابستہ ہے ؟ چنانچہ آپؐ نے اس ماہ اعتکاف نہ کیا اور بعد ازاں شوال میں دس دن اعتکاف فرمایا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۳ الاعتکاف : باب ۶ اعتکاف النساء

باب ۳ : رمضان کا آخری عشرہ عبادت کی زیادہ کوشش میں گزارنا چاہیئے

۷۳۰ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ (رمضان کے) آخری عشرے میں نبی کریم ﷺ عبادت و ریاضت میں بشدت منہمک ہو جاتے تھے، خود بھی راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۲ فضل لیلۃ القدر : باب ۵ العمل فی العشر الاواخر من رمضان

كتاب الحج

باب ۱ : احرام باندھنے کے بعد محرم کے لیے کیا کچھ روا ہے اور کیا ناروا؟

۷۳۱ ـــ حدیث عبداللہ بن عمرؓ : حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: یارسولُ اللہ! احرام باندھنے والا کون سا لباس پہنے؟ آپؐ نے فرمایا: قمیص، پاجامہ اور باران کوٹ نہ پہنو! اور نہ عمامہ باندھو اور موزے بھی نہ پہنو، اِلّا یہ کہ کسی شخص کو جُوتا میسر نہ ہو تو موزے پہن لے لیکن انھیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ ڈالے اور نہ ایسا کپڑا پہنے جو زعفران یا ورسؔ[1] میں رنگا ہُوا ہو۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۲۱ مالا یلبس المحرم من الثیاب

۷۳۲ ـــ حدیث ابن عباسؓ : حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو مقامِ عرفات میں خطبہ کے دوران فرماتے سنا ہے: جس شخص کو جُوتے میسر نہ آئیں وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ پاجامہ پہن لے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۸ جزاء الصید : باب ۱۵ لبس الخفین اذا لم یجد النعلین

۷۳۳ ـــ حدیث یعلیٰؓ : حضرت یعلیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا کہ جس وقت نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو مجھے اطلاع دینا تاکہ میں دیکھ سکوں، یعلیٰؓ کہتے ہیں کہ بعد ازاں جب نبی کریم ﷺ مقام جعرانہ میں تھے اور آپؐ کے ہمراہ چند صحابہ کرامؓ بھی تھے، ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یارسولُ اللہ! اس شخص کے لیے کیا حکم ہے جس نے عُمرہ کا احرام باندھ رکھا ہو اور اس کے کپڑے اور جسم خوشبو میں بسے ہوں؟ یہ استفسار سن کر نبی کریم ﷺ کچھ دیر خاموش رہے، پھر آپؐ پر وحی نازل ہُوئی، چنانچہ حضرت عمرؓ نے مجھے (یعلیٰؓ کو) اشارہ کیا اور میں قریب آگیا۔ اس وقت ایک کپڑا تنا ہُوا تھا جس سے آپؐ کے اوپر سایہ کیا گیا تھا۔ میں نے اپنا سر اس کپڑے کے اندر کی طرف کر کے دیکھا تو نبی کریم ﷺ کا چہرۂ مُبارک سُرخ ہو رہا تھا اور خراٹوں کی آواز آ رہی تھی پھر کچھ دیر کے بعد آپؐ کی یہ کیفیت دُور ہو گئی اور آپؐ نے دریافت فرمایا: وہ شخص کہاں ہے جس نے عمرہ کے بارے میں سوال کیا تھا؟ چنانچہ اس شخص کو بُلایا گیا اور آپؐ نے فرمایا: جو خوشبو تمہارے جسم پر لگی ہُوئی ہو اُسے تین بار دھو ڈالو! اور جبہّ (جس میں خوشبو لگی ہوئی ہے) اتار دو! باقی عمرہ میں بھی وہی

---

[1] ورس یمن کے علاقہ کا ایک خوشبودار پودا ہے جس کا رنگ زعفران سے ملتا جلتا زرد ہوتا ہے اور اسے رنگ اور بُو دونوں مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مرتبؒ

کچھ کرو جو حج میں کیا جاتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۷ غسل الخلوق ثلاث مرات من الثیاب

باب ۲: حج اور عمرہ کے میقات

۷۳۴ — حدیث ابن عباس ﷺ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مندرجہ ذیل میقات مقرر فرماتے تھے: اہلِ مدینہ کے لیے: "ذوالحلیفہ"، اہلِ شام کے لیے: "جحفہ"، اہلِ نجد کے لیے "قرن المنازل" اور اہل یمن کے لیے "یلملم"، "یہ میقات ان لوگوں کے لیے بھی ہیں جو ان علاقوں میں رہتے ہیں اور ان کے لیے بھی جو دوسرے علاقوں سے آئیں اور حج یا عمرہ کے ارادے سے ادھر سے گزریں اور جو لوگ ایسے علاقوں کے رہنے والے ہیں جو ان میقاتوں کے اندر بجانب مکہ واقع ہیں وہ اپنے گھر سے احرام باندھیں۔ اسی طرح اہلِ مکہ، مکّہ سے ہی احرام باندھیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۹ مهل اهل الشام

۷۳۵ — حدیث عبداللہ بن عمر ﷺ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہلِ مدینہ "ذوالحلیفہ" سے احرام باندھیں اور اہل شام "جحفہ" سے اور اہلِ نجد "قرن" سے احرام باندھیں، حضرت عبداللہ کہتے ہیں: مجھے یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور اہلِ یمن "یلملم" سے احرام باندھیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۸ میقات اهل المدینه۔ ولا یهلوا قبل ذی الحلیفة

باب ۳: "لبیک" کہنے کا وقت اور طریقہ

۷۳۶ — حدیث عبداللہ بن عمر ﷺ: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ "لبیک" اس طرح فرمایا کرتے تھے: لبیك اللّٰهم لبیك، لبیك لا شریك لك لبیك، ان الحمد والنعمة لك والمُلك لا شریك لك۔ (میں حاضر ہوں اے میرے معبود! میں تیرے حضور حاضر ہوں! میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں! میں تیرے حضور حاضر ہوں! بے شک سب حمد و ثنا تیرے لیے ہی ہے اور تمام نعمتیں تیری ہیں اور مُلک بھی تیرا ہے کوئی تیرا شریک نہیں!)

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۲۶ التلبیه

باب ۴: اہلِ مدینہ ذوالحلیفہ کی مسجد سے احرام باندھیں

۷۳۷ — حدیث ابن عمر ﷺ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب بھی احرام باندھا مسجد کے قریب سے باندھا مسجد سے آپ کی مُراد مسجد ذوالحلیفہ ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۲ الاهلال عند مسجد ذی الحلیفه

باب ۵ : "لبیک" اس وقت پکارا جائے جب اُونٹنی اُٹھے۔

۷۳۸ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمرؓ : عبید بن جریج ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے دریافت کیا: اے ابو عبدالرحمٰنؓ! میں نے آپ کو چار ایسی باتیں کرتے دیکھا ہے جو آپ کے کسی اور ساتھی کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ نے دریافت کیا: اے ابن جریجؒ وہ کون سی باتیں ہیں؟ ابن جریجؒ نے کہا: ایک تو میں نے دیکھا ہے کہ کعبہ کے ارکان میں سے آپ صرف ان دو رکنوں کو ہاتھ سے چھوتے ہیں جنھیں (جانب یمن ہونے کی بنا پر) یمانی کہا جاتا ہے۔ دوسرے میں نے دیکھا ہے کہ آپ "سبتی" (جوتے کی ایک قسم) پہنتے ہیں۔ تیسرے آپ (اپنی ڈاڑھی یا لباس) زرد رنگتے ہیں۔ چوتھے جب آپ مکّہ میں تھے تو میں نے دیکھا کہ لوگوں نے چاند دیکھ کر احرام باندھ لیا اور "لبیک" کہنا شروع کر دیا تھا لیکن آپ نے یوم ترویہ (ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ) سے پہلے نہ احرام باندھا اور نہ لبیک کہا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا کہ ارکان کعبہ کا معاملہ تو یہ ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو صرف یہی دونوں یمانی رُکن چھوتے دیکھا ہے، نعال سبتی کے متعلق یہ ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایسی جُوتیاں پہنتے دیکھا ہے جن میں بال نہ ہوں اور ان میں ہی وضو کر لیا کرتے تھے (یعنی وضو کے بعد گیلے پاؤں میں یہ جوتی پہن لیتے تھے) لہٰذا میں بھی یہ جوتی پہننا محبوب رکھتا ہوں، باقی زرد رنگ! تو میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ رنگ استعمال کرتے دیکھا ہے لہٰذا میں بھی یہ رنگ استعمال کرنا پسند کرتا ہوں۔ اور احرام اور لبیک کہنے کے متعلق یہ ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو لبیک کہتے اس وقت تک نہیں دیکھا جب تک کہ آپکی اونٹنی کھڑی نہ ہو جاتی۔ (اس لیے میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں)۔ [۱]

اخرجه البخاري في: كتاب ۴ الوضوء : باب ۳۰ غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح على النعلين

باب ۶ : احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا جائز ہے

۷۳۹ ـــــ حدیث عائشہؓ : ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے احرام باندھتے وقت میں آپؐ کے جسم یا لباس میں) خوشبو لگایا کرتی تھی اسی طرح جب آپؐ احرام کھولنا چاہتے تو خانہ کعبہ کے طواف (افاضہ یا وداع) سے پہلے آپؐ کے خوشبو لگا دیا کرتی تھی۔ [۲]

اخرجه البخاري في : كتاب ۲۵ الحج : باب ۱۸ الطيب عند الاحرام

---

[۱] دراصل بات یہ ہے کہ ان بزرگوں کا ایمان راسخ یہ تھا کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ؛ اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست — اقبالؒ

اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ — مترجم

[۲] جمہور علماء کا مسلک یہی ہے کہ احرام سے پہلے خوشبو کا استعمال مستحب ہے لیکن اس خوشبو کا اثر احرام کے بعد باقی نہ رہنا چاہیے کیوں کہ بحالت احرام اگر خوشبو جسم یا لباس پر موجود ہو تو اس کو دھونا ضروری ہے جیسا کہ حضرت یعلیٰؓ کی حدیث سے ثابت ہے۔ احرام کھولنے سے پہلے رمی جمرہ عقبہ کے بعد اور طواف افاضہ سے پہلے خوشبو کا استعمال اور حلق جائز ہے۔ جمہور کا مسلک یہی ہے۔ — مترجم

۷۴۰ ـــ حدیث عائشہؓ : اُم المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری آنکھیں اس وقت بھی وہ چمک دیکھ رہی ہیں جو بوقت احرام رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو لگانے سے پیدا ہو گئی تھی اور بحالت احرام بھی نظر آ رہی تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۱۴ من تطیب ثم اغتسل وبقی اثر الطیب

۷۴۱ ـــ حدیث عائشہؓ : محمد بن منتشرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ قول کہ: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اس حالت میں صبح کے وقت احرام باندھوں کہ مجھ سے خوشبو کے بھبکے اٹھ رہے ہوں" بیان کیا اور دریافت کیا: (آپ اس کے متعلق کیا فرماتی ہیں)؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں نے خود نبی کریم ﷺ کو (احرام سے پہلے) خوشبو لگائی، پھر آپؐ اپنی ازواجِ مطہراتؓ کے پاس تشریف لے گئے (صحبت فرمائی) پھر بوقت صبح آپؐ نے احرام باندھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵ الغسل: باب ۱۴ من تطیب ثم اغتسل وبقی اثر الطیب

باب ۸ : احرام باندھنے کے بعد شکار کرنا حرام ہے

۷۴۲ ـــ حدیث صعب بن جثامہ لیثیؓ : حضرت صعبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جس وقت آپؐ مقام ابواء میں یا مقام ودان میں تھے ایک جنگلی گدھا (زندہ) بطور ہدیہ پیش کیا تو آپؐ نے وہ مجھے واپس لوٹا دیا پھر جب آپؐ نے میرے چہرے پر ملال کے اثرات ملاحظہ فرمائے تو ارشاد فرمایا: یہ محض اس بنا پر واپس لوٹایا ہے کہ اس وقت ہم بحالتِ احرام ہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۸ جزاء الصید: باب ۶ اذا اھدی للمحرم حمارًا وحشیا حیًا لم یقبل

۷۴۳ ـــ حدیث ابو قتادہؓ : حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مقام قاحہ تک پہنچے تھے۔ ہم میں کچھ لوگ احرام باندھے ہوئے تھے اور کچھ بغیر احرام کے تھے۔ کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ کوئی چیز ایک دوسرے کو دکھا رہے ہیں چنانچہ میں نے بھی نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ ایک گورخر تھا ..... اُس کی مُراد یہ[1] ہے کہ اس کا کوڑا گر گیا، تو دوسروں نے کہا کہ اس شکار میں ہم تمہاری کچھ مدد نہیں کریں گے کیونکہ ہم احرام میں ہیں! وہ (چابک) میں نے خود اتر کر اٹھا لیا پھر میں ٹیلے کے پیچھے سے ہو کر گورخر تک پہنچا اور میں نے (نیزہ مار کر) اس کی کونچیں کاٹ دیں اور اٹھا کر ساتھیوں کے پاس لے آیا (یہاں اختلاف رائے ہو گیا) بعض نے کہا کہ کھا لینا چاہیے اور بعض نے کہا کہ نہ کھاؤ! چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا ـــ کیونکہ آپؐ ہمارے آگے تشریف لے جا رہے تھے ـــ اور میں نے آپؐ سے (اس شکار کے

---

[1] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کے ضبط و ثبت یا نقل کے کسی مرحلہ میں کچھ عبارت درمیان سے ساقط ہو گئی ہے کیونکہ صحیح مسلم میں اسی روایت میں اس مقام پر یہ عبارت ہے: فاسرجت فرسی واخذت رمحی ثم رکبت فسقط منی سوطی فقلت لاصحابی وکانوا محرمین، ناولونی السوط۔ فقالوا۔ تو میں نے گھوڑے پر زین کسی اور اپنا نیزہ اٹھایا اور سوار ہو گیا لیکن میرا چابک گر گیا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے جو احرام میں تھے کہا کہ مجھے چابک اٹھا دو! تو انھوں نے کہا کہ۔ ہم تمہاری کچھ مدد نہ کریں گے۔ گویا آگے تسلسلِ عبارت قائم ہو جاتا ہے

مترجم

بارے میں، دریافت کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: اُسے کھاؤ! وہ حلال ہے!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۸ جزاء الصید: باب ۴ لا یعین المحرم الحلال فی قتل الصید

۷۴۴ — حدیث ابو قتادہ ؓ حضرت ابو قتادہؓ کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ جس سال صلح حدیبیہ ہوئی تھی میرے والد بھی ساتھ گئے تھے، ان کے ساتھیوں نے احرام باندھ رکھا تھا لیکن وہ خود بغیر احرام کے تھے اور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ دشمن آپؐ سے جنگ کرنا چاہتا ہے، چنانچہ آپؐ روانہ ہوئے (ابو قتادہؓ نے بیان کیا): اور میں بھی صحابہ کرامؓ کے ساتھ تھا۔ اچانک وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے، میں نے بھی نظر اٹھا کر دیکھا تو وہاں ایک گورخر نظر آیا۔ میں نے اس پر حملہ کیا اور نیزہ مار کر اسے روک لیا اور اپنے ساتھیوں سے مدد مانگی تو انھوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا پھر ہم نے اس کا گوشت کھایا اور (چونکہ اس کارروائی کے باعث ہم پیچھے رہ گئے تھے) ہمیں خوف ہُوا کہ کہیں ہم نبی کریم ﷺ سے جُدا نہ ہو جائیں لہٰذا میں آپؐ کی تلاش میں چلا کبھی اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا کبھی آہستہ چلاتا۔ پھر آدھی رات کے وقت مجھے بنی غفار کا ایک شخص ملا اور میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے نبی کریم ﷺ کو کس مقام پر چھوڑا ہے اس نے بتایا کہ میں نے آپؐ کو مقام تعہن میں چھوڑا تھا اور آپؐ سقیا میں دوپہر کو قیلولہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے (جب میں آپؐ کی خدمت میں پہنچا) تو میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے اصحاب آپ پر سلام و رحمت بھیجتے ہیں، انھیں ڈر تھا کہ کہیں دشمن درمیان میں حائل ہو کر انھیں آپؐ سے جُدا نہ کر دے اس لیے آپؐ ان کا انتظار فرمایئے! نیز میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں نے ایک گورخر شکار کیا تھا اور میرے پاس اس کا کچھ گوشت بچا ہوا ہے آپؐ نے لوگوں سے فرمایا "کھاؤ" حالانکہ وہ سب احرام باندھے ہُوئے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۸ جزاء الصید: باب ۲ اذا صاد الحلال فاھدیٰ للمحرم الصید اکلہ

۷۴۵ — حدیث ابو قتادہ ؓ: حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے روانہ ہوئے اور آپؐ کے ساتھ صحابہ کرام بھی چلے، پھر آپؐ نے ایک جماعت کو جس میں حضرت ابو قتادہؓ بھی شامل تھے دوسری طرف موڑ دیا اور انھیں حکم دیا کہ تم ساحل سمندر کے راستہ سے چلو آگے چل کر ہم پھر باہم مل جائیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ سمندر کے کنارے کنارے چل پڑے پھر جب لوٹے تو سب نے احرام باندھ لیا مگر ابو قتادہؓ نے احرام نہ باندھا۔ پھر چلتے چلتے راستہ میں انھیں گورخر نظر آئے اور ابو قتادہؓ نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک مادہ گورخر کو شکار کر لیا، پھر سب ساتھی اتر پڑے اور انھوں نے اس میں سے کچھ گوشت کھایا، پھر کہنے لگے کہ کیا اس صورت میں کہ ہم احرام میں ہیں ہم شکار کا گوشت کھا سکتے ہیں؟ لہٰذا ہم نے اس کا باقی ماندہ گوشت اٹھا لیا اور جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم سب نے احرام باندھ لیا تھا اور ابو قتادہؓ نے احرام نہیں باندھا تھا، پھر ہمیں گورخر نظر آئے اور ابو قتادہؓ نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک مادہ کو گرا لیا پھر ہم سب اتر پڑے اور ہم نے اس کے گوشت میں سے تھوڑا سا کھایا بعد ازاں ہمیں خیال آیا کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں اور شکار کا گوشت کھا رہے ہیں چنانچہ باقی گوشت ہم اپنے ساتھ اٹھا لائے ہیں! آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے انھیں حملہ کرنے کو کہا تھا یا شکار کی طرف اشارہ کیا تھا؟ کہنے لگے نہیں! آپؐ

نے فرمایا: پھر تم باقی ماندہ گوشت بھی کھالو!

اخرجہ البخاری فی: ۲۸ کتاب جزاء الصید: ۵ باب لا یشیر المحرم الی الصید لکی یصطادہ الحلال

باب ۹: محرم اور غیر محرم کو حرم اور حرم سے باہر کون کون سے جاندار مارنے کی اجازت ہے

۷۴۶ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ پانچ جاندار بدمعاش ہیں جنھیں حرم میں بھی ہلاک کر دینا چاہیے: کوّا۔ چیل۔ بچھو۔ چوہا اور کٹکھنا کتا۔

اخرجہ البخاری فی: ۲۸ کتاب جزاء الصید: ۷ باب ما یقتل المحرم من الدواب

۷۴۷ ــــ حدیث حفصہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت حفصہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ جاندار ایسے ہیں جن کو ہلاک کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ کوّا، چیل، چوہا، بچھو اور کٹکھنا کتا۔

اخرجہ البخاری فی: ۲۸ کتاب جزاء الصید: ۷ باب ما یقتل المحرم من الدواب

۷۴۸ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ جاندار ایسے ہیں کہ احرام باندھے ہوئے بھی ان کو ہلاک کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

اخرجہ البخاری فی: ۲۸ کتاب جزاء الصید: ۷ باب ما یقتل المحرم من الدواب

باب ۱۰: سر میں کوئی تکلیف ہو تو محرم سر منڈا سکتا ہے البتہ اس پر فدیہ واجب ہوگا

۷۴۹ ــــ حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ: حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: غالباً تم کو تمھارے سر کی جوئیں تکلیف دے رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا: "ہاں" یارسول اللہ! اس پر آپؐ نے فرمایا: کہ اپنا سر منڈا دو! اور تین دن کے روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو یا ایک بکری کی قربانی دے دو۔

اخرجہ البخاری فی: ۲۷ کتاب المحصر: ۵ باب قول اللہ تعالیٰ (فمن کان منکم مریضاً او بہ اذیً من رأسہ)

۷۵۰ ــــ حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ: عبداللہ بن معقلؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اس مسجد میں یعنی مسجد کوفہ میں حضرت کعبؓ بن عجرہ کے پاس بیٹھا اور میں نے ان سے آیۂ کریمہ (فِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ) کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ مجھے لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اس وقت جوئیں میرے سر سے چہرے تک بکھر رہی تھیں۔ آپؐ نے یہ دیکھ کر فرمایا: مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ تم اس قدر تکلیف میں ہو! کیا تم ایک بکری ذبح نہیں کر سکتے؟ میں نے عرض کیا: نہیں! آپؐ نے ارشاد فرمایا: پھر تین روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو یعنی ہر مسکین کو بقدر نصف صاع گندم دو اور اپنا سر منڈا دو، تو یہ آیت بطور خاص میرے سلسلہ میں نازل ہوئی تھی اور تم سب کے لیے اس کا حکم عام ہے۔

اخرجہ البخاری فی: ۶۵ کتاب التفسیر: ۲۔ سورۃ البقرۃ: ۳۲ باب قولہ (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ)

باب ۱۱ : بحالتِ احرام پچھنے لگوانا جائز ہے

۷۵۱ ـــــ حدیث ابن بحینہ ﷺ : حضرت بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مقام لحی جمل میں بحالتِ احرام اپنے سر کے وسط میں پچھنے لگوائے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۸ جزاء الصید : باب ۱۱ الحجامة للمحرم

باب ۱۳ : احرام کی حالت میں جسم اور سر کا دھونا جائز ہے

۷۵۲ ـــــ حدیث ابو ایوب انصاری ﷺ : عبداللہ بن حنین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت مسور بن مخرمہ ﷺ کے درمیان مقام ابواء میں بحالتِ احرام غسل کرنے کے مسئلہ پر اختلاف رائے ہو گیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احرام کی حالت میں سر کا دھونا جائز ہے اور حضرت مسور رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ احرام کی حالت میں حاجی سر نہیں دھو سکتا۔ لہٰذا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت ایوب رضی اللہ عنہ انصاری کے پاس بھیجا، جب میں ان کے پاس پہنچا تو وہ کنوئیں کی دو لکڑیوں کے درمیان ایک کپڑے کی اوٹ کیے غسل کر رہے تھے، میں نے انھیں سلام کیا تو انھوں نے دریافت کیا: کون ہے؟ میں نے کہا: میں عبداللہ بن حنین ہوں! مجھے آپ کے پاس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے تاکہ میں آپ سے یہ دریافت کروں کہ نبی کریم ﷺ بحالتِ احرام اپنا سر مبارک کس طرح دھویا کرتے تھے! چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کپڑے پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے اتنا نیچا کیا کہ آپ کا سر نظر آنے لگا۔ پھر جو شخص ان پر پانی ڈال رہا تھا اس سے کہا: پانی ڈالو! اس نے آپ کے سر پر پانی ڈالا اور آپ نے اپنے ہاتھوں کو سر پر حرکت دی اور پہلے دونوں ہاتھ آگے کی طرف لائے پھر پیچھے لے گئے اور کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۸ جزاء الصید : باب ۱۴ الاغتسال للمُحرم

باب ۱۴ : بحالتِ احرام حاجی کا انتقال ہو جائے تو کیا کیا جائے؟

۷۵۳ ـــــ حدیث ابن عباس ﷺ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص عرفہ کے دن وقوف کی حالت میں تھا کہ اچانک اپنی اُونٹنی سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اسے بیری کے پتے والے پانی سے غسل دو اور دو کپڑوں کا کفن دو اور اسے نہ تو خوشبو لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۳ الجنائز : باب ۲۰ الکفن فی ثوبین

باب ۱۵ : احرام باندھتے وقت حاجی یہ مشروط نیّت کر سکتا ہے کہ اگر وہ بیمار ہو گیا یا کوئی اور عذر لاحق ہو گیا تو احرام کھول دے گا

۷۵۴ ــــ حدیثِ عائشہ ؓ : اُم المومنین حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ، حضرت ضباعہ بنت زبیر ؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے دریافت فرمایا : غالباً تم نے حج کا ارادہ کیا ہے ؟ انھوں نے عرض کیا : ہاں، خدا کی قسم ! لیکن میں اکثر بیمار ہو جاتی ہوں ! آپؐ نے فرمایا : تم حج کرو اور (بوقت احرام) شرط کر لو، اس طرح کہو : اے اللہ ! میں وہیں احرام کھول دوں گی جہاں تو مجھے روک دے گا۔ یہ صحابیہ حضرت مقداد بن الاسود ؓ کے نکاح میں تھیں۔

اخرجه البخاري في : كتاب ٦٧ النكاح : باب ١٥ الأكفاء في الدين

باب ۱۷ : احرام کی مختلف قسموں کا بیان اور یہ کہ حج کی تینوں اقسام یعنی افراد تمتع اور قران جائز ہیں

۷۵۵ ــــ حدیث عائشہ ؓ : اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تو پہلے ہم نے صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھا اور "تلبیہ" کہا، بعد ازاں نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ جس کے پاس ہدی (قربانی کا جانور) ہو وہ حج اور عمرہ دونوں کی نیّت سے تلبیہ (لبیک) کہے اور اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو جائے۔ پھر جب ہم مکہ پہنچے تو چونکہ میں بحالتِ حیض تھی اس لیے میں نے نہ بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور جب میں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ میری حالت یہ ہے تو آپؐ نے فرمایا : تم اپنے سر کے بال کھول ڈالو اور کنگھی کر لو، اور عمرہ ترک کر دو اور صرف حج کا احرام باندھ لو، چنانچہ جب ہم سب حج سے فارغ ہو گئے تو آپؐ نے مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ کے ساتھ مقام تنعیم کی طرف بھیجا، اور وہاں سے میں نے (عمرے کا احرام باندھ کر) عمرہ کیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا : یہ عمرہ تمھارے اس عمرے کا بدل ہے (جو چھوٹ گیا تھا) حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی پھر احرام کھول دیا اس کے بعد جب منیٰ سے واپس آئے تو ایک طواف اور کیا، لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ جمع کیا تھا انھوں نے صرف ایک طواف کیا۔

اخرجه البخاري في : كتاب ٢٥ الحج : باب ٣١ كيف تُهِل الحائض والنفساء

۷۵۶ ــــ حدیث عائشہ ؓ : اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جب ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تو بعض لوگوں نے عمرے کی نیت سے احرام باندھا تھا اور بعض نے حج کی نیت سے احرام باندھا تھا، پھر جب ہم مکہ پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا : جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا ہے

لیکن وہ قربانی کا جانور ہمراہ نہیں لایا وہ احرام کھول دے اور جس نے عمرے کا احرام باندھا تھا اور اس کے ساتھ قربانی کا جانور بھی تھا وہ اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک قربانی نہ کر لے اور جس نے حج کی نیت سے احرام باندھا اور لبیک کہا ہے وہ اپنا حج مکمل کرے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس تمام عرصہ میں مجھے حیض آتا رہا حتیٰ کہ وقوف عرفہ کا دن (۹ ذی الحج) آگیا اور میں نے صرف عمرے کی نیت سے احرام باندھا تھا، پھر نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے سر کے بال کھول دوں اور کنگھی کروں اور حج کی نیت سے احرام باندھ لوں اور عمرے کو ترک کر دوں، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اپنا حج پورا کر لیا اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے میرے ہمراہ عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ کو روانہ کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں تنعیم جا کر عمرے کا احرام باندھوں اور (اپنے (فوت شدہ) عمرے کے بدلے میں عمرہ ادا کروں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶ الحیض: باب ۱۸ کیف تهل الحائض بالحج والعمرة

۷۵۷ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم روانہ ہوئے اور خیال یہی تھا کہ حج کرنے جا رہے ہیں پھر جب مقام سرف پر پہنچے تو میں حائضہ ہو گئی اور میں رونے لگی۔ اسی وقت نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے روتا دیکھ کر فرمایا: تمھیں کیا ہوا ہے؟ کیا تم حائضہ ہو گئی ہو؟ میں نے عرض کیا: "ہاں"! آپؐ نے فرمایا: یہ چیز تو اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی بیٹیوں کی تقدیر میں لکھی ہے (جس سے چارہ نہیں) سو اب تم سوائے طواف بیت اللہ کے تمام وہ ارکان بجا لاؤ جو حاجی ادا کرتے ہیں نیز حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی قربانی کی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶ الحیض: باب ۱ کیف کان بدء الحیض

۷۵۸ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم حج کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں اور حج کے آداب کے ساتھ روانہ ہوئے جب ہم نے مقام سرف پر پہنچ کر قیام کیا تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا: جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ اگر عمرہ کرنا چاہتا ہے تو عمرے کی نیت کر لے اور جس کے ساتھ قربانی کا جانور (ھدی) ہے وہ ایسا نہ کرے (یعنی وہ حج ہی کرے) نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگوں کے پاس قربانی کرنے کی طاقت تھی ان سب نے عمرہ کی نیت نہ کی، پھر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی، آپؐ نے دریافت فرمایا تم کس بات پر رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا: آپؐ نے جو کچھ صحابہ کرامؓ سے فرمایا ہے وہ میں نے سن لیا ہے لیکن میں عمرے سے روک دی گئی ہوں! آپؐ نے فرمایا: تمھیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: میں نماز نہیں پڑھ سکتی (یعنی ماہواری شروع ہو گئی ہے) آپؐ نے ارشاد فرمایا: اس سے تمھیں کوئی نقصان نہیں، تم بھی آخر آدمؑ کی بیٹی ہو۔ اور تمھارا مقدر بھی وہی ہے جو سب بنات آدمؑ کا ہے (یعنی حیض کا آنا عورت کے لیے اللہ کی بنائی ہوئی تقدیر ہے جس سے چارہ و مفر نہیں) اس لیے تم بحالتِ موجودہ پہلے حج کر لو! اور ہو سکتا ہے اللہ تم کو عمرہ بھی نصیب کرے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اسی حال میں رہی یہاں تک کہ ہم منیٰ سے روانہ ہوئے پھر ہم محصّب میں اترے۔ اس وقت آپؐ نے حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا: اپنی بہن کو حرم سے باہر لے جاؤ

تاکہ وہ عمرے کا احرام باندھ لیں پھر تم دونوں اپنے طواف سے فارغ ہوکر یہاں پہنچ جانا میں تمھارا اسی جگہ انتظار کروں گا۔ چنانچہ ہم لوگ فارغ ہوکر وسط شب میں پہنچے آپؐ نے دریافت فرمایا: تم دونوں اپنے مناسک سے فارغ ہوگئے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! چنانچہ آپؐ نے صحابہ کرام میں کوچ کا اعلان کرا دیا، اور سب لوگ چل پڑے اور وہ لوگ بھی ساتھ ہوگئے جنھوں نے نماز فجر سے پہلے رات میں ہی طواف (وداع) کر لیا تھا اور سب مدینہ کے رُخ چل پڑے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۶ العمرة: باب ۹ المعتمر اذا طاف طواف العمرة ثم خرج هل یجزئه من طواف الوداع

۷۵۹ ــــ حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے سب کا خیال یہی تھا کہ حج کے لیے جا رہے ہیں جب ہم مکہ پہنچ گئے اور خانہ کعبہ کا طواف کر لیا تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ جو لوگ قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائے وہ احرام کھول دیں۔ چنانچہ جن کے ساتھ قربانی کا جانور (ہدی) نہیں تھا انھوں نے احرام کھول دیا اور چونکہ ازواجِ مطہرات کے ساتھ بھی ہدی نہیں تھی اس لیے ان سب نے بھی احرام کھول دیا، اور مجھے چونکہ ماہواری شروع ہوگئی تھی اس لیے میں نے خانہ کعبہ کا طواف بھی نہیں کیا پھر جب شب حَصَبہ ہوئی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگ تو حج اور عمرہ کر کے لوٹیں گے اور میرا صرف حج ہوگا! آپؐ نے دریافت فرمایا: جب ہم مکہ پہنچے تھے تو کیا تم نے طواف نہیں کیا تھا؟ میں نے عرض کیا: نہیں! آپؐ نے فرمایا: اچھا تو تم اپنے بھائی کے ہمراہ مقام تنعیم تک جاؤ اور عمرے کا احرام باندھو، پھر فلاں مقام پر ہم سے آملو! (اسی موقع پر) ام المومنین حضرت صفیہ ؓ نے کہا: میرا خیال ہے میں تم سب کے رکنے کا باعث بنوں گی (یعنی آپؐ کو بھی ماہواری شروع ہوگئی تھی اور آپ کو خیال ہُوا کہ شاید طواف وداع کی وجہ سے رُکنا پڑے گا) نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ سے مخاطب ہوکر فرمایا: نگوڑی، سرمنڈی! کیا تم نے یوم النحر طواف (افاضہ) نہیں کیا تھا؟ انھوں نے عرض کیا: یہ طواف تو کیا تھا! آپؐ نے فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں؛ تم ہمارے ساتھ کوچ کرو! حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں نبی کریم ﷺ سے اس طرح آکر ملی کہ آپؐ مکہ سے (جانب مدینہ روانہ ہونے کے لیے) سطح مرتفع پر چڑھ رہے تھے اور میں مکہ کے نشیب میں اتر رہی تھی (راوی کو مغالطہ ہے کہ یا آپ نے یہ کہا کہ) میں چڑھ رہی تھی اور آپؐ اتر رہے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج باب ۳۴ التمتع والاقران والافراد بالحج وفسخ الحج لمن لم یکن معه الھدی۔

۷۶۰ ــــ حدیث عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ: حضرت عبدالرحمٰنؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کو اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر مقام تنعیم تک لے جاؤں اور (وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر) آپ عمرہ کرآئیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۶ العمرة: باب عمرة التنعیم

۷۶۱ ــــ حدیث جابر بن عبداللہ ؓ: عطاءؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے کچھ اور

لوگوں کی موجودگی میں بیان کرتے ہوئے سُنا ہے کہ ہم یعنی نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خالص حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرے کی نیت نہ تھی، عطا کا بیان ہے کہ حضرت جابرؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ذی الحج کی چوتھی تاریخ کو صبح کے وقت (مکہ) تشریف لائے اور جب ہم لوگ آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے حکم دیا کہ ہم احرام کھول دیں۔ آپؐ نے فرمایا: "احرام کھول دو اور عورتوں کے پاس جاؤ"! عطاؒ کہتے ہیں حضرت جابرؓ نے کہا: کہ آپؐ نے ان پر فرض نہیں کیا تھا بلکہ احرام کھولنے کے بعد عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا تھا، پھر آپؐ کو اطلاع ملی کہ ہم لوگ یہ کہتے ہیں کہ اب جب کہ وقوف عرفہ میں صرف پانچ دن باقی رہ گئے ہیں آپؐ نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم عورتوں سے صحبت کریں گویا ہم وقوف عرفہ کے لیے اس حالت میں جائیں کہ ہمارے اعضاء تناسل سے مذی ٹپک رہی ہو! عطاؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اس کو ہلا کر دکھایا کہ اس طرح! یہ اطلاع ملتے ہی آپؐ کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں تم سب کے مقابلہ میں اللہ سے زیادہ ڈرنے والا اور سب سے زیادہ سچّا اور نیکو کار ہوں! اور اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی تمھارے ساتھ احرام کھول دیتا، لہٰذا تم احرام کھول دو! اور اگر مجھے پہلے ہی یہ حکم معلوم ہو جاتا جو بعد میں معلوم ہوا ہے تو میں قربانی کا جانور (ہدی) ساتھ لے کر نہ چلتا، چنانچہ ہم نے آپ کا ارشاد گرامی سنا اور دل وجان سے اطاعت کی اور احرام کھول دیا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۹۶ الاعتصام: باب ۲۷ نهى النبي ﷺ على التحريم الا ما تعرف اباحته

۷۶۲ ــــ حدیث جابر ؓ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی ؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ احرام نہ کھولیں، حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ صورتِ واقعہ یہ تھی کہ حضرت علی ؓ (یمن سے اموال صدقات کی تحصیل لے کر آئے تھے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: اے علیؓ تم نے احرام باندھتے وقت کیا نیت کی تھی؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا: میں نے یہ نیت کی تھی کہ جیسا احرام نبی کریم ﷺ نے باندھا ہے وہی احرام میں باندھتا ہوں! چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر تو تم قربانی بھی دو اور اپنے احرام پر قائم رہو۔ (یعنی احرام کھولنے کا جو حکم دوسرے صحابہ کرامؓ کو دیا گیا ہے اس کا اطلاق حضرت علیؓ پر نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بھی قربانی کا جانور ساتھ لانے کی وجہ سے احرام نہیں کھولا تھا اور حضرت علیؓ پر بھی ان کی نیت احرام کی وجہ سے اسی صورت کا اطلاق ہوتا تھا) حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لیے بھی ہدی حضرت علی ؓ ہی لائے تھے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۶۴ المغازي: باب ۶۱ بعث علي بن ابي طالب عليه السلام وخالد بن وليد رضي الله عنه الى اليمن قبل حجة الوداع

۷۶۳ ــــ حدیث جابر بن عبداللہ ؓ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حج کی نیت کر کے احرام باندھا ان میں سے سوائے نبی کریم ﷺ کے اور حضرت طلحہ ؓ کے کسی کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا، اور حضرت علی ؓ یمن سے آئے تھے اور ان کے ساتھ بھی قربانی کا جانور تھا حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے احرام باندھتے وقت یہ نیت کی تھی کہ جو احرام رسول اللہ ﷺ کا ہے وہی میرا ہے اور اس

موقع پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو یہ اجازت دی تھی کہ جن کے پاس قربانی کا جانور ہے ان کے سوا باقی سب اس احرام کو حج کی بجائے عمرے کا کر دیں اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد احرام کھول دیں اور بال کٹوا دیں، تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ ہم منیٰ کی طرف اس حالت میں جائیں گے کہ ہمارے ذکروں سے منی ٹپک رہی ہوگی! اس گفتگو کی اطلاع جب نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: اگر جو ہدایت مجھے بعد میں دی گئی وہ مجھے پہلے ہی معلوم ہو جاتی تو میں بھی اپنے ساتھ ہدی نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہ ہوتا تو میں بھی احرام کھول دیتا۔ نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (اسی موقع پر) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ماہواری شروع ہو گئی تو انھوں نے طواف بیت اللہ کے سوا تمام مناسک حج ادا کیے پھر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاک ہو گئیں اور طواف بیت اللہ کر لیا تو انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ سب لوگ تو حج اور عمرہ دونوں کر کے جائیں گے اور میں صرف حج کروں گی؟ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تنعیم تک جائیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد عمرہ کیا اور ذی الحج میں کیا۔

نیز حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے عقبہ میں رمی جمار کرتے ہوئے ملے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ اجازت (یعنی احرام حج کو عمرے میں بدلنے اور عمرہ کر کے احرام کھول دینے اور ایام حج میں عمرہ کرنے کی اجازت) صرف ہمارے لیے ہی مخصوص ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! یہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۶ العمرة: باب ۶ عمرة التنعيم

باب ۲۱: وقوف عرفہ اور ارشاد باری تعالیٰ (ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ) کا بیان

۷۶۴ — حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں حُمس کے علاوہ باقی سب لوگ خانہ خدا کا طواف ننگے ہو کر کیا کرتے تھے۔ حمس سے مراد قریش اور ان کی اولاد ہے۔ اور حمس ثواب کی خاطر لوگوں کو کپڑے دیا کرتے تھے۔ مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو اپنے اپنے کپڑے دیتے تھے جن کو پہن کر وہ طواف کرتے تھے اور جس کو حمس کپڑے نہ دیتے وہ ننگا ہی طواف کرتا تھا نیز اور سب لوگ تو عرفات جا کر واپس آیا کرتے تھے لیکن حمس (قریش) مزدلفہ سے ہی لوٹ جاتے تھے۔ عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آیہ کریمہ (ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ - البقرة-۱۹۹) "پھر جہاں سے سب لوگ پلٹتے ہیں وہیں سے تم بھی پلٹو" حمس کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ لوگ پہلے مزدلفہ سے لوٹ جاتے تھے اسی لیے انھیں عرفات جانے کا حکم دیا گیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۹۱ الوقوف بعرفة

۷۶۵ — حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ: حضرت جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرا اونٹ گم ہو گیا تھا چنانچہ میں عرفہ کے دن اسے تلاش کرنے کے لیے نکلا تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ عرفات میں وقوف فرما ہیں۔ میں نے اپنے

دل میں کہا: بخدا یہ تو حمس کے لوگ ہیں انھیں کیا ہوا جو یہاں تک آ گئے! (یعنی قریش تو مزدلفہ سے آگے نہیں جایا کرتے تھے اس لیے نبی کریم ﷺ کو عرفہ میں دیکھ کر انھیں حیرت ہوئی)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۹۱ الوقوف بعرفة

باب ۲۲: احرام کھولنے کی اجازت کا منسوخ ہونا اور جس نیت سے باندھا تھا اسی کے مطابق مناسک ادا کرنے کا حکم

۷۶۶ — حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ اس وقت بطحا میں تھے، آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیا تم نے حج کیا؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپؐ نے دریافت فرمایا: کس نیت سے احرام باندھا تھا؟ میں نے عرض کیا: میں نے یہ نیت کی تھی کہ جو احرام رسول اللہ ﷺ کا سو میرا۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا! اب جاؤ (اور اپنے مناسک ادا کرو) چنانچہ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی اور اس کے بعد میں بنی قیس کی ایک عورت کے پاس گیا جس نے میرے سر کی جوئیں نکال دیں پھر میں نے حج کا احرام باندھ لیا۔ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے تک لوگوں کو ایسا ہی کرنے کا فتویٰ دیتا رہا جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اگر ہم قرآن مجید پر عمل کریں تو وہ بھی ہمیں حج و عمرہ دونوں کو پورا کرنے کا حکم دیتا ہے اور اگر رسول اللہ ﷺ کی سُنّت کے مطابق عمل کریں تو آپؐ نے بھی اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک ہدی (قربانی کا جانور) اپنے مقام پر پہنچ نہ گیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۲۵ الذبح قبل الحلق

باب ۲۳: تمتع کے جائز ہونے کا بیان

۷۶۷ — حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہما: حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تمتع کی آیت قرآن مجید میں نازل ہوئی اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا۔ بعد میں بھی قرآن مجید میں کوئی ایسا حکم نازل نہیں ہوا جس سے اس کی حرمت ثابت ہوتی ہو اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا حتیٰ کہ آپؐ کا وصال ہو گیا۔ اب اگر اپنی رائے سے کوئی شخص منع کرتا ہے تو پھر جو اس کا جی چاہے کہتا رہے۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۲ سورة البقرة: باب ۳۳ (فمن تمتع بالعمرة الی الحج)

---

[1] اس حدیث میں "کوئی شخص" سے مراد خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ آپ تمتع سے منع کرتے تھے۔ (مرتبؒ)

باب ۲۴ : تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے اور اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھے، تین روزے ایّامِ حج میں اور سات گھر لوٹ کر

۷۶۸ ـــ حدیث ابن عمر ﷺ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر حج کے ساتھ عمرہ ملایا تھا اور قربانی کی تھی، اور قربانی کا جانور ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ لے گئے تھے، اور نبی کریم ﷺ نے ابتدا میں عمرے کا احرام باندھا اور عمرے کا لبیک کہا بعد ازاں حج کا لبیک کہا تو لوگوں نے بھی نبی کریم ﷺ کی معیت میں حج کو عمرے کے ساتھ ملا کر تمتع کیا[1]، کچھ لوگوں کے پاس ہدی (قربانی کا جانور) تھا جو اسے ساتھ ہی لے کر آئے تھے اور بعض لوگ ہدی ساتھ نہ لائے تھے پھر جب نبی کریم ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا: جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہو وہ نہ تو احرام کھولے اور نہ اس کے لیے کوئی ایسی چیز جو بحالتِ احرام حرام ہے اس وقت تک حلال ہو گی جب تک وہ اپنے حج سے فارغ نہ ہولے گا اور جو ہدی ساتھ نہیں لایا وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے بال کٹوا لے اور احرام کھول دے اس کے بعد پھر حج کا احرام باندھے اور لبیک کہے جس میں قربانی دینے کی استطاعت نہ ہو وہ تین روزے ایامِ حج میں اور سات اپنے گھر پہنچ کر رکھے۔

نبی کریم ﷺ جب مکہ میں آئے تو طواف بیت اللہ کیا اور سب سے پہلے رکن (حجر اسود) کو بوسہ دیا، پھر تین پھیروں میں دوڑ کر اور شانے اُچکا کر چلے یعنی رمل کیا اور باقی چار پھیروں میں معمول کی چال سے چلے۔ جب طواف سے فارغ ہو گئے تو مقام ابراہیمؑ کے قریب دو رکعت نماز پڑھی اور جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو کوہِ صفا کے پاس آئے اور صفا و مروہ کی سات بار سعی کی، اور پھر جب تک حج پورا نہ کر لیا اور یوم النحر قربانی کر کے فارغ نہ ہو گئے، نہ تو احرام کھولا اور نہ کوئی ایسی چیز جو بوقتِ احرام خود پر حرام کی تھی اسے اپنے لیے حلال کیا پھر مکہ لوٹ کر آئے اور طوافِ "افاضہ" کیا اس کے بعد آپؐ نے احرام کھول دیا اور ہر وہ چیز جو بوقت احرام خود پر حرام کی تھی حلال کر لی اور یہی سب کچھ جو نبی کریم ﷺ نے کیا تھا ان سب لوگوں نے بھی کیا جو اپنے ساتھ ہدی لے کر آئے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۱۰۴ من ساق البدن معہ

۷۶۹ ـــ (حدیث عائشہ ﷺ) : عروہؓ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ کے حج اور عمرے کو ملا کر تمتع کرنے اور صحابہ کرام کے آپؐ کے ساتھ تمتع کرنے کے بارے میں بعینہٖ وہی سب کچھ بتایا جو حضرت

---

[1] اس حدیث سے ایک بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک تمتع کے وہ معنی نہیں ہیں جو فقہی اصطلاح میں مُراد لیے جاتے ہیں بلکہ تمتع سے مراد حج اور عمرے کو ایک ہی سفر میں ادا کرنے کی سہولت حاصل کرنا مراد ہے (جو ایام جاہلیت میں ناجائز تھا) خواہ عمرہ کر کے احرام کھول دے اور اصطلاحی تمتع کرے جیسا کہ ان لوگوں نے کیا جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہ تھا خواہ قران کرے یعنی عمرے کے بعد بھی احرام نہ کھولے اور حج اور قربانی سے فارغ ہو کر احرام کھولے جیسا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان سب لوگوں نے کیا جن کے ساتھ ہدی تھا۔ گویا یہ دونوں صورتیں جو فقہاء کے نزدیک "تمتع" اور "قران" کہلاتی ہیں صحابہ کرامؓ کی زبان میں تمتع ہیں۔ (مرتبؒ)

عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث (مذکورہ زیر رقم ۷۶۸) میں بیان کیا گیا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۰۴ من ساق البدن معہ

باب ۲۵: حج قران کرنے والا بھی اس وقت احرام کھولے جب حج افراد کرنے والے احرام کھولتے ہیں

۷۷۰ــــ حدیث حفصہؓ: ام المومنین حضرت حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا بات ہے کہ لوگوں نے تو عمرہ کرکے احرام کھول دیا ہے اور آپؐ نے عمرے کے بعد احرام نہیں کھولا؟ آپؐ نے فرمایا: میں نے اپنے سر کے بالوں کو (خطمی وغیرہ) سے جما لیا ہے اور اپنے قربانی کے جانور کے گلے میں قلادہ ڈال رکھا ہے اس لیے میں جب تک قربانی نہ کرلوں احرام نہیں کھول سکتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۳۴ التمتع والاقران والافراد بالحج

باب ۲۶: اگر بیت اللہ تک رسائی میں رکاوٹ پیدا ہو جائے تو حاجی احرام کھول سکتا ہے اور حج و عمرہ کو جمع (قران) بھی کر سکتا ہے۔

۷۷۱ــــ حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب فتنہ کے زمانہ میں (یعنی جن دنوں حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے جنگ کرنے کے لیے مکہ پر چڑھائی کی تھی) عمرہ کا ارادہ کیا تو کہنے لگے کہ ہم کو بیت اللہ سے روک دیا گیا ہے اس لیے ہم وہی کچھ کریں گے جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ہم نے کیا تھا، چنانچہ حضرت ابن عمرؓ نے عمرے کا احرام باندھا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر عمرے کا احرام باندھا تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس مسئلہ پر غور کیا تو کہنے لگے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ہی معاملہ ہے اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اس صورت میں حج اور عمرہ کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے لہٰذا میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرے کے ساتھ حج بھی اپنے اوپر واجب کر لیا ہے۔ پھر آپ نے حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک ہی طواف کیا اور اسی کو کافی خیال کیا پھر قربانی کی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۷ المحصر: باب ۴ من قال لیس علی المحصر بدل

۷۷۲ــــ حدیث ابن عمرؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس سال جب حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پر حملہ کیا تھا حج کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ لوگوں کے درمیان جنگ ہونے والی ہے اور خطرہ ہے کہ کہیں آپ کو بیت اللہ تک پہنچنے سے روک نہ دیا جائے۔ اس پر آپ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ الاحزاب-۲۱) "درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ تھا۔" اب میں وہی کچھ کروں گا جو نبی کریم ﷺ نے کیا تھا۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب

کرلیا ہے اس کے بعد روانہ ہوگئے۔ پھر جب مقام بیداء پر پہنچے تو کہنے لگے کہ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرے کے ساتھ حج بھی اپنے اوپر واجب کرلیا ہے اور قربانی کا جانور بھی ساتھ لے لیا جو آپ نے مقام قدید سے خریدا تھا اس سے زیادہ آپ نے اور کوئی کام نہ کیا، نہ قربانی کی اور نہ کوئی ایسی چیز خود پر حلال کی جو بوقت احرام خود پر حرام کی تھی نہ سر منڈایا اور نہ بال کٹائے حتیٰ کہ جب نحر کا دن (دس ذی الحج) آیا تو آپ نے قربانی کی اور سر منڈوایا اور ان کا خیال تھا کہ انھوں نے جو پہلا طواف کیا تھا وہ حج اور عمرہ دونوں کے لیے کافی تھا اور حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۷۷ طواف القارن

باب ۲۷ : حج اور عُمرہ کو ملا کر کرنے یا علحدہ علحدہ کرنے کا بیان

۷۷۳۔ (حدیث ابن عمر و انس رضی اللہ عنہم): بکرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ذکر کیا کہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حج اور عمرے کا ایک ہی احرام باندھا تھا اور حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے پہلے حج کا احرام باندھا تھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ حج کا احرام باندھا تھا، بعدازاں جب ہم مکہ پہنچے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ اس کو عمرے میں تبدیل کرلے اور خود نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہدی تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے حج کرنے آئے تھے۔ آپؐ نے ان سے دریافت کیا: تم نے احرام باندھتے وقت کیا نیت کی تھی؟ تمھارے گھر والے تو ہمارے ساتھ ہیں! حضرت علیؓ نے جواب دیا: میں نے اس نیت سے احرام باندھا تھا کہ جو احرام نبی کریم ﷺ کا سو میرا! آپؐ نے فرمایا: پھر تو تم اپنے اسی احرام میں رہو کیونکہ ہمارے ساتھ قربانی کے جانور ہیں (یعنی ہم قربانی کرنے کے بعد ہی احرام کھول سکتے ہیں)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۶۱ بعث علی ابن ابی طالب علیہ السلام و خالد بن الولید رضی اللہ عنہ الی الیمن قبل حجة الوداع

باب ۲۸ : جو حج کا احرام باندھ کر مکہ آئے اسے کتنے طواف اور سعی کرنا ضروری ہیں

۷۷۴۔ (حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما): عمرو بن دینارؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص بیت اللہ کا طواف کرلے لیکن صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو کیا وہ (احرام کھول سکتا ہے اور) اپنی بیوی سے صحبت کرسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے تو مکہ تشریف لا کر بیت اللہ کا سات پھیرے طواف کیا تھا اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی تھی اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تھی، اور تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاة : باب ۳۰ قول الله تعالیٰ (واتخذوا من مقام ابرٰهیم مصلّی)

باب ۲۹: کیا جو شخص بیت اللہ کا طواف اور سعی کر لے اسے احرام کی حالت میں رہنا ضروری ہے؟

۷۷۵ ـــــ (حدیث عائشہ و اسماء رضی اللہ عنہما) محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل قرشی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے (حج کے متعلق) دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے متعلق مجھے اُمّ المومنین حضرت عائشہ نے بتایا ہے کہ آپ جب مکہ پہنچے تو پہلا کام آپ نے یہ کیا کہ وضو کر کے بیت اللہ کا طواف کیا اور اسے عمرہ میں تبدیل نہیں کیا (یعنی احرام نہیں کھولا) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو انھوں نے بھی سب سے پہلے جو کام کیا وہ طواف بیت اللہ تھا اور حج کو عمرہ میں تبدیل نہیں کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو میں نے دیکھا کہ انھوں نے بھی پہلا کام طواف بیت اللہ کیا اور حج کو عمرہ میں تبدیل نہیں کیا۔ پھر حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا پھر میں نے اپنے والد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا اور انھوں نے بھی پہلا جو کام کیا وہ یہی طواف بیت اللہ تھا اور حج کو عمرہ میں تبدیل نہیں کیا۔ بعد ازاں میں نے بہت سے مہاجرین وانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے اور کسی نے حج کو عمرہ میں نہیں بدلا، پھر سب سے آخر میں جسے میں نے ایسا کرتے دیکھا وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں انھوں نے بھی حج کو عمرہ میں تبدیل نہیں کیا اور پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ تو آپ میں موجود ہیں ان سے کیوں نہیں دریافت کرتے؟ اور نہ ہی ان سے پوچھا جو گزر گئے! جبکہ یہ سب لوگ مکہ میں قدم رکھتے ہی سب سے پہلے طواف بیت اللہ کیا کرتے تھے اور احرام نہیں کھولتے تھے اور میں نے اپنی والدہ (حضرت اسماء رضی اللہ عنہا) اور اپنی خالہ (ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کو بھی حج کرتے دیکھا ہے یہ دونوں بھی جب مکہ میں آتیں تو سب سے پہلے جو کام کرتیں وہ یہی طواف بیت اللہ تھا اور احرام نہیں کھولتی تھیں۔

نیز مجھے میری والدہ (حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ) نے بتایا کہ خود انھوں نے اور ان کی بہن (ام المومنین حضرت عائشہؓ) نے اور حضرت زبیرؓ نے اور فلاں اور فلاں شخص نے احرام باندھا اور جب حجر اسود کو بوسہ دے لیا تو احرام کھول دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۷۸ الطواف علی الوضوء۔

۷۷۶ ـــــ (حدیث اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما) حضرت اسماءؓ کے غلام عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماءؓ جب بھی مقام حجون کے پاس سے گزریں، میں نے آپ کو کہتے ہوئے سُنا: اللہ تعالیٰ حضرت محمد پر اپنی رحمت نازل فرمائے ہم آپ کے ساتھ (جب حج کو آتے) تو اسی مقام پر اترتے تھے اس وقت ہم ہلکے پھلکے تھے، ہمارے پاس سواریاں کم تھیں اور زاد راہ قلیل تھا میں نے اور میری بہن (ام المومنین حضرت عائشہؓ) نے اور حضرت زبیرؓ نے اور فلاں فلاں شخص نے عمرہ کیا چنانچہ جب ہم نے طواف بیت اللہ کر لیا تو احرام کھول دیا، پھر شام کے وقت ہم نے حج کا احرام باندھ لیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۶ العمرۃ: باب ۱۱ متی یحل المعتمر

باب ۳۱ : حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے

۷۷۷ —— حدیث ابن عباس ﷠ : حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ﷢ ذی الحج کی چوتھی تاریخ کی صبح کو حج کا احرام باندھے لبیک کہتے ہوئے مکہ میں آئے پھر آپؐ نے انھیں حکم دیا کہ سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ ہدی ہے باقی سب اس حج کو عمرہ میں بدل دیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۸ تقصیر الصلاۃ : باب ۳ کم اقام النبی ﷺ فی حجته

۷۷۸ —— حدیث ابن عباس ﷠ : ابوجمرہؒ نصر بن عمران ضبعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حج تمتع کیا تو مجھے کچھ لوگوں نے ایسا کرنے سے منع کیا چنانچہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے دریافت کیا تو انھوں نے مجھے تمتع کرنے کا حکم دیا پھر مجھے خواب نظر آیا: کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے حج بھی مقبول اور عمرہ بھی مقبول۔ میں نے اس خواب کا ذکر حضرت ابن عباس ؓ سے کیا تو انھوں نے کہا کہ یہی نبی کریم ﷺ کا مسنون طریقہ تھا، پھر آپ نے کہا میرے پاس ٹھہرو میں اپنے مال میں سے تم کو کچھ حصہ دوں! شعبہؒ راوی کہتے ہیں کہ میں نے (ابوجمرہؒ سے) پوچھا کہ یہ مال دینے کا انھوں نے کیوں کہا؟ انھوں نے جواب دیا: اس خواب کی وجہ سے جو میں نے دیکھا تھا۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۳۴ التمتع والاقران والافراد بالحج

باب ۳۲ : ہدی کے گلے میں ہار ڈالنے اور احرام کے وقت اس کا کوہان چیرنے کا بیان[2]

۷۷۹ —— حدیث ابن عباس ﷠ : ابن جریجؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عطاءؒ نے کہا کہ حضرت ابن عباس ؓ کا قول ہے: جب کسی نے خانہ کعبہ کا طواف کر لیا تو اس کا احرام ختم ہو گیا۔ میں نے کہا کہ حضرت ابن عباس ؓ نے یہ بات کس دلیل سے کہی؟ عطاءؒ نے کہا قرآن مجید کی اس آیت کے حوالے سے (ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿۳۳﴾ الحج) "پھر ان (کے قربان کرنے) کی جگہ اسی قدیم گھر کے پاس ہے۔" اور اس دلیل سے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حجۃ الوداع کے موقع پر حکم دیا تھا کہ احرام کھول کر حلال ہو جائیں۔ میں نے کہا: یہ حکم تو آپ نے وقوف عرفہ کے بعد دیا تھا۔ کہنے لگے: حضرت ابن عباس ؓ کی رائے میں اس کا اطلاق وقوف سے پہلے اور بعد دونوں پر ہوتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی : باب ۷۷ حجۃ الوداع

---

[1] سبحان اللہ کیا خلوص و صداقت تھی دین اور دینی معاملات سے کس قدر محبت تھی۔ مترجم

[2] اس عنوان کے ذیل میں جو حدیث مرتب علیہ الرحمۃ نے درج کی ہے وہ عنوان سے قطعاً مطابقت نہیں رکھتی مرتب علیہ الرحمۃ نے ابواب کے عنوان چونکہ صحیح مسلمؒ کے مطابق رکھے ہیں اس باب کے ذیل میں جو حدیث مسلمؒ میں ہے وہ غالباً بخاری میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے انتخاب کے معیار پر پوری نہ اتر سکی اس لیے یہ اس باب میں درج ہو گئی۔ اس حدیث کا عنوان صحیح مسلم میں یہ ہے "احرام کھولنے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ" اور یہی عنوان اس حدیث کا ہونا چاہیے۔ مترجم

باب ۳۳ : عمرہ میں بال کٹوانے کا بیان

۷۸۰ ــــ حدیث معاویہ ﷺ: حضرت معاویہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے بال تیر کے پیکان سے کترے۔ اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۲۷ الحلق والتقصیر عند الاحلال

باب ۳۴ : نبی کریم ﷺ کے احرام وہدی کا بیان

۷۸۱ ــــ حدیث انس بن مالک ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ یمن سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (مکہ میں) حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا: تم نے احرام باندھتے وقت کیا نیت کی تھی؟ (حج کی یا عمرہ کی) حضرت علیؓ نے عرض کیا: میں نے احرام میں یہ نیت کی تھی کہ جیسا احرام نبی کریم ﷺ نے باندھا ہے وہی میرا احرام ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میرے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہ ہوتا تو میں بھی (دوسرے لوگوں کی طرح عمرہ کر کے) احرام کھول دیتا۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۳۲ من اهل فی زمن النبی ﷺ کاهلال النبی ﷺ

باب ۳۵ : نبی کریم ﷺ نے کُل کتنے عمرے کیے اور کن ایّام میں کیے

۷۸۲ ــــ حدیث انس ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چار عمرے کیے اور سب ماہ ذی قعدہ میں ہُوئے سوائے ایک عمرے کے جو آپؐ نے حج کے ساتھ کیا۔ ایک عمرہ وہ تھا جو حدیبیہ کے سال کیا، دُوسرا اس سے اگلے سال اور تیسرا جعرانہ سے آکر کیا جب آپؐ نے حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا اور چوتھا وہ (جس کا ذکر ہو چکا ہے) جو حجۃ الوداع کے ساتھ کیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۶ العمرة: باب ۳ کم اعتمر النبی ﷺ

۷۸۳ ــــ حدیث زید بن ارقم ﷺ: حضرت زید بن ارقمؓ سے دریافت کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کے غزوات کی تعداد کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: اُنیس! دریافت کیا گیا: آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک ہُوئے؟ کہا: سترہ میں۔ پھر دریافت کیا گیا: ان میں سب سے پہلا کون سا تھا؟ آپ نے جواب دیا: عسیرہ کا۔ یا عشیر[2] کا (غالباً راوی کو نام میں مغالطہ ہے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۱ غزوة العُشیرة او العسیرة

---

[1] اور اب چونکہ ہدی ساتھ ہونے کی وجہ سے میں احرام نہیں کھول سکتا اور تم نے وہی نیت کی ہے جو میری نیت تھی اس لیے تم بھی احرام نہیں کھول سکتے۔ مترجم

[2] یہ اس مقام کا نام ہے جس تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے اس قافلہ کی تلاش میں تشریف لے گئے تھے جو مکہ سے تجارت کے لیے شام گیا تھا اور اسی کے نتیجہ میں غزوہ بدر درپیش آیا تھا اس حدیث کے اس باب میں مذکور ہونے کا باعث یہ ہے کہ صحیح مسلمؒ میں جو روایت ہے اس میں آپؐ کے حج کا ذکر بھی ہے جو بخاری کے متن میں نہیں ہے۔ مترجم

۷۸۴ــــ حدیث زید بن ارقم ﷺ: حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انیس غزوے کیے اور ہجرت کے بعد آپؐ نے صرف ایک حج کیا یعنی حجۃ الوداع، اس کے بعد آپ نے کوئی اور حج نہیں کیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۷۷ حجۃ الوداع

۷۸۵ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو عائشہ (رضی اللہ عنہم): مجاہدؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عروۃ بن الزبیرؓ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اُم المومنین حضرت عائشہؓ کے حجرے کے قریب بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ ہم نے حضرت ابن عمرؓ سے ان لوگوں کی نماز کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کیسی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا: بدعت ہے! پھر آپ سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کل کتنے عمرے کیے تھے؟ آپ نے جواب دیا: چار! اور ان میں سے ایک عمرہ آپؐ نے ماہ رجب میں کیا تھا۔ (مجاہد کہتے ہیں:) ہمیں بُرا معلوم ہُوا کہ ہم آپ کی بات جُھٹلائیں اس لیے ہم خاموش رہے اسی وقت ہم نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ کے مسواک کرنے کی آواز سُنی، تو یہ اندازہ کر کے کہ آپ حجرے میں موجود ہیں، حضرت عروۃؓ نے کہا: اے اماں جان! اے مومنوں کی ماں! کیا آپ نے نہیں سنا حضرت ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن عمرؓ) کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ نے دریافت فرمایا: کیا کہہ رہے ہیں؟ عروہؓ نے کہا وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چار عمرے کیے تھے جن میں سے ایک رجب میں کیا تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت ابوعبدالرحمٰن پر رحم فرمائے نبی کریم ﷺ نے جتنے عمرے کیے حضرت ابن عمرؓ سب میں آپ کے ساتھ تھے تاہم آپؐ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۶ العمرۃ: باب ۳ کم اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب ۳۶: ماہِ رمضان میں عمرہ کرنے کی فضیلت

۷۸۶ــــ حدیث ابن عباس (رضی اللہ عنہما): حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک انصاریہ عورت سے ارشاد فرمایا: تم کو ہمارے ساتھ حج کے لیے جانے سے کون سی چیز مانع ہے؟ اس نے عرض کیا: کہ ہمارے ایک پانی ڈھونے کے اونٹ پر تو ابوفلاں اور اس کا بیٹا (مراد اپنا خاوند اور اپنا بیٹا) سوار ہو کر (حج کے لیے) چلے گئے اور ہمارے پاس ایک اُونٹ چھوڑ گئے ہیں جس پر ہم پانی ڈھوتے ہیں۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: اچھا تم رمضان میں عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان کے عمرے کا ثواب حج کے برابر ہے[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۶ العمرۃ: باب ۴ عمرۃ فی رمضان

---

[1] طیبیؒ کہتے ہیں کہ اس کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ رمضان میں عمرہ کر لینے سے حج کا فرض ادا ہو جاتا ہے بلکہ یہ بات آپؐ نے بطور مبالغہ عمرے کی ترغیب دلانے کے لیے فرمائی تھی۔ مرتبؒ

باب ۳۷ : مکّہ میں بلندی کی جانب سے داخل ہونا اور نشیبی سمت سے باہر جانا مستحب ہے گویا شہر میں آنے اور جانے کا راستہ ایک دوسرے سے مختلف ہونا چاہیے

۷۸۷ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے جب باہر تشریف لے جاتے تو شجرہ کی راہ سے جاتے اور جب مدینہ میں داخل ہوتے تو معرس کی راہ سے تشریف لاتے تھے۔[۱]

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۱۵ خروج النبی ﷺ علی طریق الشجرۃ

۷۸۸ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے تو اونچے ٹیلے کی طرف سے تشریف لاتے اور جب مکہ سے باہر نکلتے تو نیچے کے ٹیلے کی جانب سے تشریف لے جاتے تھے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۴۰ من این یدخل مکّة

۷۸۹ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مکّہ میں تشریف لائے تو بالائی جانب سے شہر میں داخل ہوئے اور جب باہر تشریف لے گئے تو نشیبی جانب سے نکلے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۴۱ من این یخرج من مکة

۷۹۰ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں کداء کی جانب سے داخل ہوئے تھے اور کدیٰ کی طرف سے باہر تشریف لے گئے تھے یہ مقام مکہ کی بلند[۲] جانب ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۴۱ من این یخرج من مکّة

باب ۳۸ : مکہ میں داخل ہونے کے ارادے سے رات ذی طویٰ میں گزارنا اور صبح کے وقت نہا کر مکہ میں داخل ہونا مستحب ہے

۷۹۱ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رات مقام ذی طویٰ میں گزاری تھی اور جب صبح ہوگئی تو مکہ میں داخل ہوئے تھے اور حضرت ابن عمرؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۳۹ دخول مکة نهارًا او لیلاً

---

[۱] طریق الشجرہ سے وہ راستہ مراد ہے جو مسجد ذوالحلیفہ کی جانب سے ہو کر جاتا ہے اور طریق المعرّس سے وہ راستہ مراد ہے جو مسجد ذوالحلیفہ سے نشیب کی طرف واقع ہے اور معرّس وہ جگہ ہے جہاں مسافرات کے آخری حصہ میں اترتے ہیں۔ مرتبؒ

[۲] کداء مکہ سے اوپر کی جانب ایک پہاڑ کا نام ہے۔ آپؐ اسی جانب سے مکہ میں داخل ہوتے تھے اور کدیٰ مکہ سے نیچے کی طرف یمن کی جانب ایک پہاڑ ہے۔ روایت میں جو کدیٰ کو مکہ کی بلندی کی جانب کہا گیا ہے یہ غالباً راوی کا مغالطہ یا تصحیف ہے "من اعلیٰ مکة" کے الفاظ کدیٰ کے ساتھ ہونے چاہئیں تھے: مرتبؒ و مترجم

۷۹۲ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مقامِ ذی طویٰ میں اترا کرتے تھے اور رات اسی مقام پر ٹھہرا کرتے تھے حتیٰ کہ جب صبح ہو جاتی تو نماز فجر مکہ میں آکر پڑھا کرتے تھے اور آپ یہ نماز ایک ضخیم ٹیلہ پر پڑھا کرتے تھے اس مسجد میں نہیں جو اس جگہ تعمیر کی گئی ہے بلکہ اس سے نیچے کی طرف جو ایک بڑا سا ٹیلہ ہے اس پر پڑھا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاة: باب ۸۹ المساجد التی علی طرق المدينة والمواضع التی صلی فيها النبی ﷺ

۷۹۳ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس پہاڑ کے دہانوں کی طرف مُنہ کیا تھا جو کعبہ کی طرف والے بڑے پہاڑ اور آپؐ کے درمیان واقع تھا۔ گویا آپؐ نے اس مسجد کو جو وہاں اب ٹیلے کے کنارے پر بنی ہُوئی ہے' بائیں جانب چھوڑ دیا تھا۔ دراصل نبی کریم ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے جو سیاہ ٹیلہ ہے اس پر واقع ہے تم اس کالے ٹیلے کو دس ہاتھ یا اس سے کچھ کم و بیش چھوڑ کر اور اس پہاڑ کے دونوں دہانوں کا رُخ کرکے نماز پڑھو جو تمہارے اور کعبہ کے درمیان ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاة: باب ۸۹ المساجد التی علی طرق المدينة والمواضع التی صلی فيها النبی ﷺ

باب ۳۹: عمرہ کے طواف میں اور حج کے پہلے طواف میں "رمل" مستحب ہے

۷۹۴ ـــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب خانہ کعبہ کا پہلا طواف کرتے تھے تو تین بار تیز تیز، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر طواف (رمل) کرتے تھے اور چار مرتبہ عام رفتار سے چلتے تھے اور جب صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے تو وادی کے ڈھلوان پر دوڑ کر چلا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۶۳ من طاف بالبيت اذا قدم مكة قبل ان يرجع الی بيته

۷۹۵ ـــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ مکہ میں آئے تو مشرکوں نے کہا کہ یہ لوگ اس حالت میں آئے ہیں کہ ان کو یثرب (مدینہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے بنا بریں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا تھا کہ طواف کرتے وقت تین پھیروں میں رمل کریں (تیز تیز اور مٹک کر چلیں) اور دونوں رکنوں کے درمیان معمول کی چال سے چلیں اور تمام پھیروں میں جو آپؐ نے رمل کا حکم نہیں دیا تو اس کا باعث صرف یہ ہے کہ آپؐ کے پیش نظر صحابہ کرامؓ کو سہولت دینا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۵۵ كيف كان بدء الرمل

۷۹۶ ـــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت تیز چلنے (رمل) کا حکم محض اس لیے دیا تھا تاکہ مشرک دیکھیں

کہ آپ یعنی مسلمان (کمزور نہیں ہوئے بدستور) طاقت ور ہیں[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۸۰ ما جاء فی السعی بین الصفا والمروة

باب ۴۰: طواف کرتے وقت صرف دونوں یمنی رکنوں (کونوں) کو بوسہ دینا مستحب ہے

۷۹۷ ـــــ حدیث ابن عمرؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے نبی کریم ﷺ کو ان دونوں کونوں (یمنی رکنوں[2]) کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے میں نے بھی ان کو بوسہ دینا نہیں چھوڑا نہ سختی (بھیڑ) کے وقت اور نہ سہولت کی حالت میں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۵۷ الرمل فی الحج والعمرة

۷۹۸ ـــــ حدیث ابن عباسؓ: ابوالشعثاءؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا کہ کون ہے جو خانہ کعبہ کی کسی چیز سے پرہیز کرے؟ حضرت معاویہؓ تو تمام ارکان کو بوسہ دیا کرتے تھے، اس پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ ان دو (شامی) رکنوں کو بوسہ نہیں دیا جاتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۵۹ من لم یستلم الا الرکنین الیمانیین

باب ۴۱: طواف کے دوران حجر اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے

۷۹۹ ـــــ حدیث عمرؓ: حضرت عمرؓ بن الخطاب حجر اسود کے پاس آئے اور آپ نے اسے بوسہ دیا پھر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تو درحقیقت ایک پتھر ہے جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اور اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے نہ چومتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۵۰ ما ذکر فی الحجر الاسود

باب ۴۲: سوار ہو کر طواف کرنا اور حجر اسود کو چھڑی سے استلام کرنا (چھو کر چومنا) جائز ہے

۸۰۰ ـــــ حدیث ابن عباسؓ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں

[1] گویا رمل کا حکم محض وقتی تھا اب رمل کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ سُنّت ہے دراصل یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مسلک ہے۔ از نوویؒ مترجم

[2] بیت اللہ شریف یعنی کعبہ ایک مستطیل (چار کونوں والی لمبی) عمارت ہے، دو کونے جانب یمن ہیں ان کو رکنین "یمانیین" کہا جاتا ہے اور جو دو کونے شام کی جانب واقع ہیں ان کو "شامیین" کہا جاتا ہے۔ یمنی جانب جو کونے واقع ہیں ان میں سے ایک میں حجر اسود نصب ہے اسے بوسہ بھی دیا جاتا ہے اور چھونا بھی چاہیے اور دوسرے کونے کو صرف چھونا چاہیے۔ شامی رکنوں کو نہ بوسہ دیا جاتا ہے اور نہ چھونا چاہیے کیونکہ یہ دونوں حضرت ابراہیمؑ کی قائم کردہ اصل بنیادوں پر نہیں ہیں۔ بنائے ابراہیمی میں حطیم بھی کعبہ میں شامل تھی اس لیے طواف کرتے وقت حطیم کے باہر سے طواف کیا جاتا ہے تاکہ حطیم کا بھی طواف ہو۔ مرتبؒ و مترجم

اُونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا تھا اور حجرِ اسود کو چھڑی سے چھُو کر چوُما تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۵۸ استلام الرکن بالمحجن

۸۰۱ ــــ حدیث اُمِّ سلمہ ﷞: اُم المومنین حضرت اُمِّ سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں تو آپؐ نے فرمایا: تم سوار ہو کر سب لوگوں کے پیچھے سے طواف کرلو! چنانچہ میں نے اسی طرح طواف کیا اور نبی کریم ﷺ بیتُ اللہ کے ایک پہلو میں کھڑے ہو کر نماز میں "والطور وکتاب مسطور" تلاوت فرما رہے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ: باب ۷۸ ادخال البعیر فی المسجد للعلۃ

باب ۴۳: صفا و مروہ کی سعی حج کا رُکن ہے اس کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا

۸۰۲ ــــ حدیث عائشہ ﷞: عروہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ ﷞ سے، جبکہ میں ابھی کم سن تھا، عرض کیا کہ ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا ط - البقرہ - ۱۵۸) "یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کرلے"۔ کی تفسیر بتائیے۔ اس لیے کہ میں تو اس سے یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ان (دونوں پہاڑیوں) کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہ ہونا چاہیے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: ہرگز نہیں! اس لیے کہ اگر تمھارا خیال صحیح ہوتا تو یہ آیۂ کریمہ اس طرح ہوتی (فلا جناح علیہ ان لا یطوف بھما) "کہ کوئی گناہ کی بات نہیں اگر کوئی شخص ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی نہ کرے"۔

بات دراصل یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے حق میں نازل ہوئی ہے انصار مدینہ زمانہ جاہلیت میں مناۃ (بُت) کے نام پر لبیک پکارا کرتے تھے جو مقام قدید کے بالمقابل نصب تھا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کو بُرا سمجھتے تھے پھر جب اسلام کا زمانہ آیا تو انھوں نے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ الخ)

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۶ العمرۃ: باب ۱۰ یفعل فی العمرۃ مایفعل فی الحج

۸۰۳ ــــ حدیث عائشہ ﷞: عروہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے دریافت کیا: کہ ارشاد باری تعالیٰ: اِنّ الصّفا والمَروۃ من شعائرُ اللہِ فمن حجّ البیت اَوِ اعْتمر فلا جُناح علیہ ان یطوف بھما ط البقرہ - ۱۵۸)

"یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کرلے"۔ کی تفسیر بیان کیجیے کیونکہ بخدا! اس سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دو پہاڑیوں کی سعی نہ کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔ اُم المومنینؓ نے فرمایا: اے میرے

بھتیجے! تم نے بہت نادرست بات کہی! کیونکہ اس آیت کا مفہوم اگر وہ ہوتا جو تم نے بیان کیا تو یہ آیت اس طرح ہوتی: لاجناح علیہ ان لا یطوف بھما۔ کوئی گناہ نہیں اگر کوئی شخص ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی نہ کرے۔" اصل بات یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ لوگ مسلمان ہونے سے پہلے بدبخت مناۃ کے نام پر احرام باندھا اور لبیک کہا کرتے تھے اور مشلّل کے قریب اسی کی پوجا کیا کرتے تھے تو جو شخص مناۃ کے نام پر احرام باندھ لیتا تھا وہ صفا اور مروہ کی سعی کو بُرا خیال کرتا تھا پھر جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو انھوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا: یارسولؐ اللہ! ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں صفا اور مروہ کے مابین سعی کرنے کو بُرا خیال کرتے ہوئے اس سے بچتے تھے (کیا یہ درست ہے؟) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی (انّ الصّفا والمروۃ من شعائر اللہ الخ)

اُم المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا: صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کو نبی کریم ﷺ نے واجب کیا ہے اس لیے کسی کو یہ اجازت نہیں کہ ان کے مابین سعی کرنے کو ترک کرے۔

زہریؒ (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ بعد ازاں میں نے اس روایت کا ذکر ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ سے کیا تو انھوں نے کہا: کہ یقیناً علم و بصیرت اسی کا نام ہے لیکن میں نے یہ بات کسی سے نہیں سنی بلکہ میں نے بعض اہل علم سے ام المومنینؓ کی بیان کردہ بات سے مختلف بات سنی ہے کہ وہ لوگ جو مناۃ کے لیے احرام باندھتے تھے وہ سب صفا اور مروہ کے درمیان سعی کیا کرتے تھے۔ پھر جب (مسلمان ہو گئے اور) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں طواف بیت اللہ کا ذکر فرمایا اور صفا اور مروہ کا ذکر نہ کیا تو ان لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم (زمانہ جاہلیت میں) صفا و مروہ کے مابین سعی کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے طواف بیت اللہ کا حکم تو نازل فرمایا ہے لیکن صفا و مروہ کا ذکر نہیں فرمایا تو کیا اگر ہم صفا و مروہ کی سعی کریں تو کوئی گناہ ہے؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی: (انّ الصّفا والمروۃ من شعائر اللہ الخ)

ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ نے کہا: (کہ اب تم نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے جو کچھ بیان کیا ہے تو) میں سن رہا ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت دونوں فریقوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی ان کے لیے بھی جو زمانہ جاہلیت میں صفا اور مروہ کی سعی کو گناہ خیال کرتے تھے اور ان کے لیے بھی جو زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ کی سعی کیا کرتے تھے اور پھر مسلمان ہونے کے بعد انھوں نے اس سعی کو اس لیے بُرا خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے طواف بیت اللہ کا تو حکم دیا ہے اور صفا و مروہ کا ذکر نہیں فرمایا، اور اس وقت تک بُرا خیال کرتے رہے حتیٰ کہ طواف بیت اللہ کے ذکر کے بعد اس سعی کا ذکر بھی (قرآن میں) آ گیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۷۹ وجوب الصّفا والمروۃ وجُعِلَ من شعائر اللہ

۸۰۴ — حدیث انس بن مالک ﷺ): عاصمؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے دریافت کیا: کیا آپ حضرات (انصار) صفا و مروہ کے درمیان سعی کو بُرا خیال کرتے تھے؟ حضرت انسؓ نے جواب دیا: ہاں! کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کی رسوم عبادت میں سے تھی، یہاں تک کہ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ نازل

فرمائی (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا ط : البقرہ - ۱۵۸)

"یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کرلے۔"

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۸۰ ماجاء فی السعی بین الصفا والمروۃ

باب ۴۵ : حاجی کو چاہیے کہ مسلسل بلند آواز سے لبیک اللّٰھم لبیک کہتا رہے حتیٰ کہ قربانی کے دن رمی جمرہ عقبہ شروع کرے

۸۰۵ ــــ (حدیث اسامہ بن زید و فضل بن عباس رضی اللہ عنہم) : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام کریب رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا : میں مقام عرفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آپ ہی کی سواری پر بیٹھ کر گیا جب آپؐ اس بائیں گھاٹی کے قریب پہنچے جو مزدلفہ سے پہلے واقع ہے تو آپؐ نے اُونٹ کو بٹھا دیا اور استنجا کیا۔ پھر جب فارغ ہو کر واپس آئے تو میں نے پانی ڈالا اور آپؐ نے ہلکا وضو کیا۔ میں نے عرض کیا : یارسول اللہؐ! نماز پڑھی جائے ؟ آپؐ نے فرمایا، نماز آگے جاکر پڑھیں گے ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر مزدلفہ پہنچے اور وہاں آپؐ نے نماز پڑھی، پھر مزدلفہ کی صبح (دس تاریخ کو) آپؐ کے ساتھ سواری پر حضرت فضل بن عباسؓ بیٹھ گئے۔

کریب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے حضرت فضل بن عباسؓ کی روایت سے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل لبیک کہتے رہے تا آنکہ آپ جمرہ عقبہ تک پہنچ گئے (یہاں پہنچ کر تلبیہ ترک کر دیا)۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۹۳ النزول بین عرفۃ وجمع

باب ۴۶ : عرفہ کے دن عرفات سے منیٰ جاتے وقت (مسلسل) لبیک اور تکبیر کہتے رہنا چاہیئے

۸۰۶ ــــ (حدیث انس رضی اللہ عنہ) : محمد بن ابی بکر ثقفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے آپؓ سے لبیک کہنے کے بارے میں دریافت کیا کہ آپؓ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لبیک کس طرح کہا کرتے تھے ؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اگر ایک شخص لبیک اللّٰھم لبیک پکارتا تھا تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا تھا اسی طرح اگر دوسرا شخص تکبیر کہہ رہا ہوتا تھا تو اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوتا تھا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۱۳ العیدین : باب ۱۲ التکبیر ایام منیٰ و اذا غدا الی عرفۃ

باب ۴۷ : عرفات سے مزدلفہ لوٹنے اور اس رات مغرب و عشاء ملاکر پڑھنے کا بیان

۸۰۷ ــــ حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ : حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ لوٹے

حتیٰ کہ جب آپؐ گھاٹی کے پاس پہنچے تو اتر کر استنجا فرمایا اور ہلکا وضو کیا، میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ نماز! آپؐ نے فرمایا: نماز آگے چل کر پڑھیں گے، چنانچہ پھر سوار ہو گئے اور پھر جب آپؐ مزدلفہ پہنچے تو اُترے اور بھرپور وضو کیا۔ پھر نماز کی تکبیر ہُوئی اور آپؐ نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر شخص نے اپنا اونٹ جہاں تھا اسی جگہ بٹھا دیا اور نماز عشاء کی تکبیر کہی گئی اور آپؐ نے عشاء کی نماز پڑھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان میں کوئی نماز نہیں پڑھی (یعنی سُنّت وغیرہ)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء : باب ۶ اسباغ الوضو

۸۰۸۔۔۔ حدیث اسامہ ﷺ: عروہؒ بیان کرتے ہیں: میں حضرت اسامہؓ کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ آپؓ سے دریافت کیا گیا: کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں جب عرفات سے مزدلفہ لوٹے تھے تو کس رفتار سے چلے تھے؟ حضرت اسامہؓ نے بتایا کہ آپؐ اوسط رفتار سے چل رہے تھے پھر جب آپؐ نے گنجائش دیکھی تو رفتار خوب تیز کر دی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۹۲ السیر اذا دفع من عرفة

۸۰۹۔۔۔ حدیث ابوایوب انصاری ﷺ: حضرت ابوایوبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۹۶ من جمع بینهما ولم یتطوع

۸۱۰۔۔۔ حدیث ابن عمر ﷺ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو جب سفر درپیش ہوتا تو آپؐ مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھا کرتے تھے[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۸ تقصیر الصلاة : باب ۱۳ الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء

باب ۴۸: قربانی کے دن مزدلفہ میں فجر کی نماز انتہائی اندھیرے وقت میں لیکن صبح ہو جانے کے بعد پڑھنے کا بیان

۸۱۱۔۔۔ حدیث عبداللہ بن مسعود ﷺ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دو نمازوں کے سوا کوئی نماز صحیح وقت کے بغیر پڑھتے نہیں دیکھا، ایک مغرب اور عشاء کی نمازیں جو آپ نے (مزدلفہ میں)، جمع کر کے پڑھیں اور دُوسرے فجر کی نماز وقت[2] سے پہلے پڑھی (یہ بھی مزدلفہ میں)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۹۹ متی یصلی الفجر بجمع

---

[1] "جمع" سے مُراد جمع تاخیر ہے یعنی مغرب کو آخر وقت میں اور عشاء کو اول وقت میں پڑھا کرتے تھے جس سے دونوں نمازیں بظاہر ایک ہی وقت میں جمع ہو جاتی تھیں۔ (مرتب)

[2] "وقت سے پہلے" سے مراد یہ ہے کہ اتنے اندھیرے میں پڑھی کہ بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ ابھی فجر کا وقت نہیں ہُوا۔ (مرتب)

باب ۴۹: ضعیف مردوں اور عورتوں کو مزدلفہ سے صبح سویرے منیٰ کی طرف روانہ کر دینا مستحب ہے

۸۱۲ــــ حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم مزدلفہ میں اترے تو ام المومنین حضرت سودہ ؓ نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ لوگوں کا ہجوم بڑھنے سے پہلے (منیٰ کی طرف) لوٹ جائیں کیونکہ آپؓ ذرا بھاری بھر کم اور سست رفتار واقع ہوئی تھیں چنانچہ آپؐ نے انھیں اجازت دے دی اور وہ لوگوں کے اژدہام سے پہلے ہی روانہ ہو گئیں اور ہم لوگ صبح تک ٹھہرے رہے اور پھر اس وقت چلے جب نبی کریم ﷺ بھی (سب کے ساتھ) روانہ ہوئے اس وقت مجھے احساس ہوا کہ اگر میں بھی رسول اللہ ﷺ سے حضرت سودہؓ کی طرح (پہلے روانہ ہونے کی) اجازت لے لیتی تو میرے حق میں اس سے بہتر ہوتا جس پر میں خوش ہو رہی تھی (یعنی آپؐ کے ساتھ رہنے سے)

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۹۸ من قدم ضعفة اهله بليل

۸۱۳ــــ حدیث اسماء ؓ: حضرت اسماءؓ کے غلام عبداللہؒ حضرت اسماءؓ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ شب مزدلفہ جب مزدلفہ میں ٹھہریں تو کچھ دیر (تقریباً ایک گھنٹے تک) نماز پڑھتی رہیں۔ پھر مجھ سے دریافت کیا: بیٹے! کیا چاند ڈوب گیا ــــ؟ میں نے کہا: ابھی نہیں! چنانچہ پھر ایک گھنٹہ تک نماز پڑھتی رہیں اور پھر دوبارہ دریافت کیا: کیا چاند غروب ہو گیا؟ میں نے کہا: ہاں! انھوں نے کہا کہ اب چل پڑو! چنانچہ ہم روانہ ہو گئے اور چلتے رہے حتےٰ کہ حضرت اسماءؓ نے جمرہ (عقبہ) کی رمی کی پھر اپنی قیام گاہ میں واپس آکر صبح کی نماز پڑھی تو میں نے حضرت اسماءؓ سے کہا کہ اے بی بی! ہم بہت اندھیرے منھ چل پڑے تھے۔ انھوں نے فرمایا: اے بیٹے! نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو (ایسے ہی وقت میں روانہ ہونے کی) اجازت دی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۹۸ من قدم ضعفة اهله بليل

۸۱۴ــــ حدیث ابن عباس ؓ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جن کو نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر کے ضعیفوں کے ساتھ شب مزدلفہ (بہت پہلے) آگے روانہ کر دیا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۹۸ من قدم ضعفة اهله بليل

۸۱۵ــــ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ (شب مزدلفہ) اپنے گھر کے ضعیف افراد کو آگے بھیج دیتے تھے اور وہ مشعر الحرام کے پاس ٹھہر کر رات کو اللہ کے ذکر میں جب تک چاہتے مشغول رہتے تھے پھر امام کے وقوف کرنے اور لوٹنے سے پہلے ہی لوٹ جاتے تھے چنانچہ ان میں سے کچھ افراد تو صبح کی نماز منیٰ میں آکر پڑھتے تھے اور کچھ لوگ نماز کے بعد پہنچتے تھے اور جب منیٰ میں آتے تھے تو جمرہ (عقبہ) کی رمی کرتے تھے، اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ضعیفوں کے سلسلہ میں اجازت عطا فرمائی ہے (مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جلدی روانہ ہو جانے کی)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۹۸ من قدم ضعفة اهله بليل

باب ۵۰ : جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کا طریقہ

۸۱۶ ــــ (حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ) : عبدالرحمن بن یزید ؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے وادی کے نشیب میں کھڑے ہوکر کنکریاں ماریں تو میں نے کہا : اے ابو عبدالرحمن ؓ (عبداللہ بن مسعود ؓ) کچھ لوگ اُوپر کی جانب کھڑے ہوکر رمی جمار کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا : قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ! یہی اس ہستی کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جس پر سُورۂ بقرہ نازل ہُوئی [1]

اخرجه البخاري في : كتاب ۲۵ الحج : باب ۱۳۵ رمي الجمار من بطن الوادي

۸۱۷ ــــ (حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ) : اعمش ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجاج (بن یوسف ثقفی) کو منبر پر کہتے ہوئے سُنا کہ وہ سورۃ جس میں بقرہ (گائے) کا ذکر ہے وہ سُورۃ جس میں "آل عمران" کا ذکر ہے اور وہ سورۃ جس میں نسائ (عورتوں) کا ذکر ہے وغیرہ (یعنی حجاج کہہ رہا تھا کہ سورتوں کے نام اس طرح لینے چاہئیں اور سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران یا سورۂ نساء نہیں کہنا چاہیے) اعمش ؒ کہتے ہیں کہ میں نے حجاج کی اس بات کا ذکر ابراہیم نخعی ؒ سے کیا تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن یزید ؒ نے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارتے وقت حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے ساتھ تھا اور وہ رمی جمرہ کے لیے وادی کے نشیب میں اترے اور درخت کے برابر کھڑے ہوکر جمرہ کی سیدھ باندھی اور سات عدد کنکریاں ماریں، ہر کنکری پر یہ تکبیر پڑھتے جاتے تھے : اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔ پھر حضرت عبداللہ نے کہا : قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ! اسی جگہ پر کھڑے ہوکر اس ہستی ؐ نے رمی جمرہ کی تھی جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی [2]

اخرجه البخاري في : كتاب ۲۵ الحج : باب ۱۳۸ يكبر مع كل حصاة

باب ۵۵ : سر کا مُونڈنا افضل ہے اور بال کتروانا جائز ہے

۸۱۸ ــــ حدیث ابن عمر ؓ : حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے حج (حجۃ الوداع)

---

[1] حضرت ابن مسعود ؓ نے بطور خاص سورۂ بقرہ نازل ہونے کا ذکر بطور تلمیح کیا ہے کیونکہ اکثر مناسک حج کا ذکر اسی سورہ میں ہے خصوصاً ان امور کا جن کا تعلق رمی جمار سے ہے مثلاً (وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ) گویا آپ نے بات اس انداز میں کی کہ جس پر حج کے مناسک ادا کرنے کے سلسلہ میں احکام نازل ہوئے ہیں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ ؐ نے اسی مقام پر کھڑے ہوکر رمی کی تھی چنانچہ اس سلسلہ میں آپ ؐ ہی کا اتباع ہر مسلمان پر لازم ہے نہ کہ ان لوگوں کا جو اوپر کھڑے ہوکر رمی کرتے ہیں۔ مترجم

[2] روایت بیان کرنے سے راوی کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ حجاج کا یہ کہنا کہ سورتوں کے نام اس طریقہ پر لیے جائیں جو اس نے بتایا، غلط ہے ۔ کیونکہ حضرت ابن مسعود ؓ نے سورۂ بقرہ کہا، یہ نہیں کہا کہ وہ سورہ جس میں بقرہ کا ذکر ہے لیکن ضمناً اس روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کا رمی جمرہ عقبہ کرنے کا طریقہ بھی بیان ہوگیا اور ان کے حوالے سے یہ بات بھی آگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ کھڑے ہوکر رمی فرمایا کرتے تھے ۔ مترجم

ہیں سرِ مبارک کے بال منڈوائے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۲۷ الحلق والتقصیر عند الاحلال

۸۱۹ ــــ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! (حج کے موقع پر) سر منڈانے والوں پر رحم فرما! صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! بال کتروانے والوں کے لیے بھی دُعا فرمائیے! آپؐ نے پھر وہی کلمات دوبارہ دہرائے: اے اللہ! بال منڈوانے والوں پر رحم فرما! صحابہ کرامؓ نے پھر عرض کیا: بال کتروانے والوں کے لیے بھی دُعا کیجیے، یارسول اللہ! چنانچہ (بالآخر) آپؐ نے فرمایا: اور اے اللہ! بال کتروانے والوں پر بھی رحم فرما[1]!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۲۷ الحلق والتقصیر عند الاحلال

۸۲۰ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں کے گناہ معاف فرمادے! صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اور بال کتروانے والوں کے لیے بھی (یعنی ان کے حق میں بھی دعا کیجئے) آپؐ نے دوبارہ وہی الفاظ دہرائے: اللّٰھم اغفر للمحلقین! صحابہ کرامؓ نے پھر عرض کیا: اور بال کتروانے والوں کے لیے بھی! تین مرتبہ آپؐ نے سر منڈوانے والوں کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی (اور ہر مرتبہ صحابہ کرامؓ نے بال کتروانے والوں کے لیے دعا کی درخواست کی) چنانچہ آخر میں آپؐ نے فرمایا: اور اے اللہ! بال کتروانے والوں کے گناہ بھی معاف فرمادے!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۲۷ الحلق والتقصیر عند الاحلال

باب ۵۶: سُنّت یہ ہے کہ قربانی کے دن پہلے رمی جمار کرے پھر قربانی کرے پھر سر مُنڈائے اور سر دائیں جانب سے منڈوانا شروع کرے۔

۸۲۱ ــــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ جب (حج سے فارغ ہو کر) سر مبارک کے بال منڈواتے تو حضرت ابوطلحہ ؓ پہلے شخص ہوتے جو آپؐ کے مُوئے مبارک لیا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۳۳ الماء الذی یغسل به شعر الانسان

باب ۵۷: قربانی سے پہلے سر منڈانا یا رمی جمار سے پہلے قربانی کرنا جائز ہے

۸۲۲ ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ: حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع

---

[1] یہ ارشاد آپؐ نے بعض روایات کے مطابق حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا اور بعض روایات کے مطابق صلح حدیبیہ کے موقعہ پر (جب آپؐ نے اسی مقام پر احرام کھولا تھا) اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں مواقع پر ارشاد فرمایا ہو تاکہ دونوں روایتوں میں تطبیق ہو جائے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سر منڈوانا افضل ہے۔ مرتب

پر رسول اللہ ﷺ منیٰ میں لوگوں کے ساتھ ملاقات کی غرض سے ٹھہرے رہے اور لوگ آپؐ سے مسائل دریافت کرتے رہے۔ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا کہ مجھے خیال نہیں رہا اور میں نے قربانی سے پہلے سر منڈوا لیا۔ آپؐ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں اب قربانی کر لو! پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے عرض کیا: مجھے خیال نہیں رہا اور میں نے رمی جمار سے پہلے قربانی کر لی۔ آپؐ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں اب رمی کر لو! الغرض آپؐ سے جس چیز کے بارے میں بھی دریافت کیا جاتا رہا کہ مقدم کر دی گئی یا مؤخر کر دی گئی تو آپؐ یہی ارشاد فرماتے رہے کہ کوئی حرج نہیں، اب کر لو!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۲۳ الفتیا وهو واقف علی الدابة وغیرها

۸۲۳ ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے قربانی، سر منڈانے اور رمی جمرات میں تقدیم وتاخیر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۳۰ اذا رمی بعد ما امسی اوحلق قبل ان یذبح ناسیًا او جاهلًا

باب ۵۸ : قربانی کے دن طواف افاضہ مستحب ہے

۸۲۴ ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے عرض کیا: مجھے کچھ امور کے بارے میں بتائیے جو آپ نے نبی کریم ﷺ کو کرتے دیکھا ہو اور آپ کو یاد ہوں (مثلاً) نبی کریم ﷺ نے یوم الترویہ (آٹھ ذی الحج کو) ظہر اور عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ حضرت انسؓ نے کہا: منیٰ میں! پھر میں نے پوچھا کہ آپؐ نے یوم النفر (منیٰ سے کوچ کے دن) عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انھوں نے کہا: ابطح (محصب) میں۔ پھر کہا: تم وہی کرو جو تمھارے امراء کرتے ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۸۳ این یصلی الظهر یوم الترویه

باب ۵۹ : کوچ کے دن محصب میں اُترنا اور یہاں نماز پڑھنا مستحب ہے

۸۲۵ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ جگہ محصب محض ایک پڑاؤ تھا جہاں نبی کریم ﷺ اس غرض سے اترے تھے کہ وہاں سے نکلنا آسان ہو، (یہ جگہ سے) آپؐ کی مراد ابطح یعنی محصب تھا

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۴۷ المحصب

۸۲۶ ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ مقام محصب پر

قیام مناسک حج میں سے نہیں ہے یہ تو صرف ایک پڑاؤ تھا جس پر نبی کریم ﷺ اُترے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۴۷ المحصب

۸۲۷ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یوم النحر کی صبح کو جب آپ منیٰ میں تھے فرمایا: کل[1] ہم خیف بنی کنانہ (محصب) میں اتریں گے یہ وہ مقام ہے جہاں ان لوگوں نے بحالت کفر قسم کھا کر باہم معاہدہ کیا تھا اور وہ واقعہ یہ ہے کہ قریش اور کنانہ نے آپس میں ایک دوسرے کو قسم دلا کر بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب یا بنی مطلب کے خلاف عہد کیا تھا کہ جب تک وہ نبی کریم ﷺ کو ہمارے حوالے نہ کردیں ہم ان (بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب) سے نہ شادی بیاہ کریں گے اور نہ خرید و فروخت (یعنی مکمل مقاطعہ کیا جائیگا)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۴۵ نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکة

باب ۶۰: ایامِ تشریق میں رات منیٰ میں گزارنا واجب ہے لیکن اہل سقایہ کے لیے رخصت ہے

۸۲۸ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی تھی کہ سقایۃ الحاج (حاجیوں کو آب زم زم پلانا) کی خاطر انھیں منیٰ کی راتیں یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ کی راتیں مکہ میں گزارنے کی اجازت دی جائے تو آپؐ نے انھیں اجازت دے دی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۷۵ سقایة الحاج

باب ۶۱: قربانی کا گوشت، کھال اور جھول سب صدقہ کردینا چاہیے

۸۲۹ ــــ حدیث علی ؓ: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپؐ کے قربانی کے اونٹوں کی بوقت قربانی نگرانی کروں اور ان کا گوشت کھالیں اور جھولیں سب (مستحقین میں) تقسیم کردوں اور آپؐ نے حکم دیا تھا کہ ان میں سے کوئی چیز قصاب کی مزدوری میں نہ دی جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۲۱ یتصدق بجلود الهدی

باب ۶۲: اُونٹ کی قربانی اس طرح کی جائے کہ وہ بندھا ہُوا کھڑا ہو۔

۸۳۰ ــــ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک شخص کے پاس آئے جو اُونٹ کو بٹھا کر نحر

---

[1] حدیث میں کل سے مراد ذی الحج کی ۱۳ تاریخ ہے اور یہ ارشاد آپؐ نے یوم النحر کو فرمایا یعنی ۱۰ تاریخ کو۔ اس حساب سے کل سے مراد ۱۱ تاریخ ہونی چاہیے لیکن یوم محصب ۱۳ تاریخ کو ہوتا ہے تو گویا کل مجازاً کہا گیا ہے یعنی آج کے بعد جو کل بھی ہو سکتا ہے پرسوں بھی اور اس سے اگلا دن بھی۔ خیف دامنِ کوہ کو کہا جاتا ہے یعنی ایسا مقام جو پہاڑ کے نیچے واقع ہو لیکن پانی بہنے کی جگہ سے اونچا ہو۔ خیف بنی کنانہ سے مراد مقام محصب ہے۔ (مرتبؒ)

(ذبح) کر رہا تھا تو آپؓ نے اس سے کہا: اسے اٹھا کر، کھڑا کرو اور باندھ کر نحر کرو یہی حضرت محمد ﷺ کی سنّت ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۱۸ نحر الابل مقیدة

باب ۶۴: اگر (حج پر) خود نہ جاسکتا ہو تو مستحب یہ ہے کہ ہدی حرم میں بھیج دے نیز ہدی کے گلے میں ہار ڈالنا اور ہاروں کا بٹنا بھی مستحب ہے۔ ہدی بھیجنے والے کے لیے احرام باندھنا ضروری نہیں اور نہ اس پر کوئی چیز حرام ہوتی ہے

۸۳۱۔۔۔ حدیث عائشہ ؓ: امُ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اونٹوں کے ہار میں نے خود اپنے ہاتھوں سے بٹے پھر وہ ہار آپؐ نے اُونٹوں کے گلے میں پہنا دیے اور ان کے کوہان چیر کر انھیں نشان زد کیا اور بطور ہدی قربانی کے لیے حرم کی طرف روانہ کر دیا اور اس کے باوجود آپؐ پر کوئی ایسی چیز حرام نہیں ہوئی جو پہلے حلال تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۰۶ من اشعر وقلد بذی الحلیفة ثم احرم

۸۳۲۔۔۔ حدیث عائشہ ؓ: زیاد بن ابی سفیان نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ جو شخص قربانی کا جانور حرم کی طرف روانہ کرتا ہے اس پر قربانی ہونے تک ہر وہ چیز حرام ہو جاتی ہے جو حاجی پر حرام ہوتی ہے (کیا یہ درست ہے؟) تو حضرت اُم المومنینؓ نے جواب دیا کہ جو کچھ حضرت ابن عباسؓ نے کہا وہ صحیح نہیں ہے! میں نے خود اپنے ہاتھوں سے حضور نبی کریم ﷺ کی ہدی کے لیے ہار بٹے پھر اپنے دست مُبارک سے وہ ہار آپؐ کی ہدی کے گلے میں پہنائے پھر اسے میرے والد (حضرت ابوبکر صدیق ؓ) کے ساتھ (حرم کی جانب) روانہ کر دیا لیکن ہدی کے ذبح ہونے تک آپؐ پر کوئی ایسی چیز حرام نہیں قرار پائی جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۰۹ من قلد القلائد بیده۔

باب ۶۵: ضرورت پیش آجائے تو قربانی کے اُونٹ پر سواری جائز ہے

۸۳۳۔۔۔ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اونٹ ہانک کر لے جاتے دیکھا تو آپؐ نے اس سے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔ کہنے لگا: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے پھر کہا کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا: سوار ہو جا تیرا ناس

جائے! یہ کلمات آپؐ نے دوسری یا تیسری بار فرمائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۰۳ رکوب البُدن

۸۳۴ ـــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو اُونٹ ہانک کر لے جاتے دیکھا تو اس سے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا: یہ قربانی کا ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا: سوار ہو جاؤ۔ اس نے پھر کہا کہ قربانی کا ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا: سوار ہو جاؤ۔ تین مرتبہ یہ گفتگو ہوئی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۰۳ رکوب البدن

باب ۶۷: طوافِ وداع واجب ہے لیکن حائضہ کو معاف ہو جاتا ہے

۸۳۵ ـــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں: لوگوں کو حکم ہے کہ حج میں ان کا سب سے آخری عمل بیت اللہ کی حاضری (یعنی طواف) ہو لیکن جس عورت کو حیض آ رہا ہو اسے اس حکم سے مُستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۴۴ طواف الوداع

۸۳۶ ـــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! ام المومنین حضرت صفیہ بنت حُیَیّ ابن اخطب کو حیض آ رہا ہے تو آپؐ نے فرمایا: یہ شاید ہمارے رُکنے کا باعث بنیں گی! (پھر فرمایا): کیا انھوں نے تم سب لوگوں کے ساتھ کوئی ایک طواف نہیں کر لیا تھا؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، کیا تو تھا (یعنی طواف افاضہ کیا تھا)۔ آپؐ نے فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں، چل پڑیں!۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶ الحیض: باب ۲۷ المرأۃ تحیض بعد الافاضہ

۸۳۷ ـــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو کُوچ کے دن (یعنی منیٰ سے روانگی کے دن جب کہ آپ یوم النحر میں طواف افاضہ کر چکی تھیں) حیض آنا شروع ہو گیا تو وہ کہنے لگیں: میرا خیال ہے میں تم سب لوگوں کے رُکنے کا باعث بنوں گی! یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نگوڑی سرمنڈی! کیا انھوں نے یوم النحر طواف کیا تھا؟ کہا گیا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر ان سے کہا جائے (رُکنے کی ضرورت نہیں) سب کے ساتھ ہی چلیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۵۱ الادلاج من المحصب

باب ۶۸: حاجی کا کعبہ کے اندر جانا اور وہاں نماز پڑھنا اور اس کے تمام گوشوں میں دُعا مانگنا مستحب ہے

۸۳۸ ـــ (حدیث بلال رضی اللہ عنہ): حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضراتِ

اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ حجبی (خاندانی کلید بردارِ کعبہ) رضی اللہ عنہم کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور حضرت عثمان بن طلحہؓ نے اندر سے دروازہ بند کرلیا اور کچھ دیر اندر ٹھہرے رہے، جب باہر آئے تو میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کعبہ کے اندر جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا تھا؟ حضرت بلالؓ نے بتایا کہ آپؐ نے ایک ستون اپنے بائیں جانب رکھا اور ایک ستون دائیں جانب رکھا اور تین ستون پیچھے چھوڑے اور نماز پڑھی اور اس زمانہ میں کعبہ چھ ستون پر قائم تھا۔ (تو ایک آگے کی جانب ہوگا)۔

اخرجه البخاري في : كتاب ۸ الصلاة : باب ۹۶ الصلاة بين السواري في جماعة

۸۳۹ — حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو آپؐ نے اس کے تمام کونوں میں کھڑے ہو کر دعا مانگی، اور نماز نہیں پڑھی، حتیٰ کہ آپ باہر تشریف لے آئے اور باہر آ کر آپؐ نے کعبہ رو ہو کر دو رکعتیں پڑھی تھیں اور فرمایا تھا: "یہی قبلہ ہے"۔

اخرجه البخاري في : كتاب ۸ الصلاة : باب ۳۰ قول الله تعالىٰ واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى

۸۴۰ — حدیث عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں اس وقت آپؐ کے ساتھ کچھ اشخاص تھے جو آپؐ کو لوگوں سے چھپائے ہوئے تھے، حضرت عبداللہؓ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں!

اخرجه البخاري في : كتاب ۲۵ الحج : باب ۵۳ من لم يدخل الكعبة

باب ۶۹ : کعبہ کو توڑ کر بنانے کا بیان

۸۴۱ — حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اگر تمھاری قوم کفر سے نئی نئی خلاصی پا کر اسلام میں داخل نہ ہوئی ہوتی (یعنی نو مسلم نہ ہوتی) تو میں کعبہ کو توڑ کر دوبارہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کر دیتا کیونکہ قریش نے اس کی عمارت کو چھوٹا کر دیا ہے اور میں اس کے پچھلی جانب بھی ایک دروازہ رکھتا۔

اخرجه البخاري في كتاب ۲۵ الحج : باب ۴۲ فضل مكة وبنيانها

۸۴۲ — حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تم نے دیکھا نہیں کہ تمھاری قوم نے جب کعبہ کو تعمیر کیا تو اس کی عمارت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بُنیادوں سے چھوٹا کر دیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! کیا آپؐ اسے دوبارہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مُطابق تعمیر نہیں فرمائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: اگر تمھاری قوم تازہ تازہ کفر سے نکل کر اسلام میں داخل نہ ہوئی ہوتی تو میں ایسا ضرور کرتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بات سنی تو کہا : یقیناً حضرت عائشہؓ نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے سُنی ہو گی اور میرا خیال ہے اسی وجہ سے آپؐ نے ان دونوں کونوں کا چھُونا چھوڑ دیا تھا جو حجرِ اسود کے پرے ہیں اس لیے کہ (زمانۂ جاہلیت میں) خانہ کعبہ کی تعمیر نو کرتے وقت ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ بنیادوں کے مطابق مکمل نہیں کیا گیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۴۲ فضل مکة و بنیانها

باب ۷ : کعبہ کی دیواروں اور دروازے کا بیان

۸۴۳ ـــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ آیا دیوار (حطیم) کعبہ میں شامل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: کہ ان لوگوں (قریش) کو کیا ہُوا جو انھوں نے اسے خانہ کعبہ کے اندر نہیں لیا؟ آپؐ نے فرمایا: تمھاری قوم کے پاس سرمایہ تھُڑ گیا تھا (اس لیے انھوں نے دیوار حطیم کو باہر چھوڑ کر عمارت کو چھوٹا کر دیا) پھر میں نے عرض کیا: یہ کعبہ کے دروازے کا کیا معاملہ ہے یہ اتنا اُونچا کیوں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ بھی تمھاری قوم نے اس غرض سے کیا ہے تاکہ جسے چاہیں اندر جانے دیں اور جسے چاہیں اندر جانے سے روک دیں، اور اگر تمھاری قوم نے جاہلیت کو تازہ تازہ نہ چھوڑا ہوتا، اور مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ وہ اس بات کو برداشت نہیں کریں گے تو میں دیوار (حطیم) کو بیت اللہ میں شامل کر دیتا اور باب کعبہ کو زمین سے برابر کر دیتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۴۲ فضل مکة و بنیانها

باب ۱۷ : ایسے شخص کی طرف سے حج کرنے کا بیان جو بڑھاپے یا کسی اور عذر کی وجہ سے خود حج نہ کر سکتا ہو یا وفات پا چکا ہو۔

۸۴۴ ـــ حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما : حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے ردیف تھے (یعنی سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھے تھے) کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور حضرت فضلؓ اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ بھی حضرت فضلؓ کی طرف دیکھنے لگی ـــــ اس موقع پر نبی کریم ﷺ حضرت فضلؓ کا چہرہ (جب بھی وہ اس کی طرف دیکھتے) دوسری طرف موڑ دیتے ـــــ الغرض اس عورت نے عرض کیا: یارسولُ اللہ! اللہ تعالیٰ کا عاید کردہ فریضۂ حج میرے باپ پر ایسے وقت فرض ہُوا جب وہ اس قدر بُوڑھا ہو گیا ہے کہ سواری پر ٹِک بھی نہیں سکتا تو کیا اس کی طرف سے میں حج کر سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج : باب ۱ وجوب الحج وفضله

۸۴۵ ـــ حدیث فضل بن عباس رضی اللہ عنہما : حضرت فضلؓ بیان کرتے ہیں کہ جس سال رسول اللہ ﷺ نے

حج وداع کیا تھا آپؐ کی خدمت میں قبیلۂ خثعم کی ایک عورت حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا : یا رسولؐ اللہ! فریضہ حج جو انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عاید کیا گیا ہے میرے باپ پر ایسے وقت واجب ہُوا جب کہ وہ بہت زیادہ بوڑھا ہو چکا ہے اور سواری پر سیدھا بیٹھنے کے قابل بھی نہیں ہے تو کیا اگر اس کی طرف سے میں حج کرلوں تو اس کا فرض ادا ہو جائے گا ؟ آپؐ نے فرمایا : ہاں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۸ جزاء الصید : باب ۲۳ الحج عمن لا یستطیع الثبوت علی الراحلة

باب ۳۷ : زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے

۸۴۶ ـــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : جس قدر بات میں تم کو بتادوں اسی پر قناعت کیا کرو اور مزید تفصیلات کی کُرید نہ کیا کرو! تم سے پہلی اُمتیں اسی بنا پر ہلاک ہوئیں کہ وہ اپنے انبیاءؑ سے طرح طرح کے سوالات اور رد و قدح کرتی تھیں چنانچہ جب میں تم کو کسی چیز سے منع کر دوں تو اس سے اجتناب کرو اور جب کسی کام کے کرنے کا حکم دوں تو حسبِ استطاعت اس کو بجا لاؤ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۹۶ الاعتصام : باب ۲ الاقتداء بسنن الرسول ﷺ

باب ۷۴ : عورت جب بھی سفر کرے خواہ سفر حج ہو یا کوئی اور محرم کے ساتھ کرے

۸۴۷ ـــ حدیث ابن عمر ؓ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : عورت کوئی ایسا سفر جو تین دن کا ہو بغیر محرم کے نہ کرے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۱۸ تقصیر الصلاة : باب ۴ فی کم یقصر الصلاة

۸۴۸ ـــ حدیث ابوسعید ؓ : حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ چار باتیں ایسی ہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنیں اور مجھے بہت پسند آئیں اور اچھی لگیں : ایک یہ کہ عورت دو دن کی مسافت کا سفر خاوند یا محرم کے بغیر نہ کرے ...... دوسرے یہ کہ قصد و ارادہ کے ساتھ زیارت کے لیے کسی جگہ نہ جاؤ سوائے تین

۱؎ عنوانِ باب سے حدیث کی عدم مطابقت کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ متن صحیح بخاریؒ سے لیا گیا ہے اور بخاریؒ میں یہ روایت اسی قدر مذکور ہے بنا بریں مرتب علیہ الرحمۃ نے اتنی ہی درج کی ورنہ مسلمؒ کے متن میں پوری روایت اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض ہوا ہے اس لیے حج کرو! ایک شخص نے عرض کیا : یا رسول اللہ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے تو اس شخص نے یہ سوال تین بار کیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا : اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا واجب ہو جاتا اور پھر تم اس کو پورا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے آگے وہی مضمون ہے جو متن بخاری سے مرتبؒ نے درج کیا ہے۔ مترجم

مسجدوں کے ۱۔ مسجد الحرام ۲۔ میری یہ مسجد (مسجد نبویؐ) ۳۔ اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۸ جزاء الصید: باب ۲۶ حج النساء

۸۴۹۔۔۔ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر وہ عورت جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ ایک دن رات کا سفر اس طرح کرے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم مرد نہ ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۸ تقصیر الصلاۃ: باب ۴ فی کم یقصر الصلاۃ

۸۵۰۔۔۔ حدیث ابن عباس ؓ: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: کوئی مرد کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور کوئی عورت بغیر محرم کے تنہا سفر نہ کرے! یہ سُن کر ایک شخص اٹھا اور اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں نے اپنا نام فلاں غزوے میں لکھوا دیا ہے اور میری بیوی حج کے لیے روانہ ہوگئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تو تم جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد: باب ۱۴۰ من اکتتب فی جیش فخرجت امراته حاجة

باب ۷۶: سفر حج یا کسی اور سفر سے جب واپس لوٹے تو کیا دعا پڑھے؟

۸۵۱۔۔۔ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ سے یا حج یا عمرہ کر کے واپس تشریف لاتے تو ہر اُونچی جگہ پر سے گزرتے وقت تین بار "اللہ اکبر" کہتے اور اس کے بعد یہ کلمات پڑھتے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ، آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

"اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر! نہیں کوئی لائق عبادت سوائے اللہ کے، جو یکتا و بے مثال ہے جس کا کوئی شریک نہیں! حکومت بھی اسی کی ہے اور ہر طرح کی حمد و ثنا بھی اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم اسی کی طرف لوٹ رہے ہیں غیر اللہ اور بُرائیوں سے مُنہ موڑ کر، اسی کی عبادت کرتے ہوئے اور ہر وقت اپنے ربّ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اس نے اکیلے ہی شکست دی"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۵۲ الدعاء اذا اراد السفر او رجع

باب ۷۷: حج اور عمرہ سے واپسی پر آخر شب میں بطحائے ذوالحلیفہ میں اُتر کر آرام کرنے اور نماز پڑھنے کا بیان

۸۵۲۔۔۔ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ذوالحلیفہ کی

بطحا (کنکریلی زمین) میں اپنا اونٹ بٹھایا اور وہاں نماز پڑھی اور حضرت عبداللہ بن عمر خود بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۱۴ حدثنا عبد الله بن یوسف

۸۵۳ — حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "معرّس"[1] ذوالحلیفہ میں وسط وادی میں قیام فرما تھے کہ آپ کو خواب میں دکھایا گیا اور کہا گیا کہ آپ اس وقت ایک مبارک بطحا (کنکریلی زمین) میں ہیں (حدیث کے ایک راوی موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ) حضرت سالمؒ نے بھی ہمارے ساتھ اس جگہ کو تلاش کر کے اپنا اونٹ بٹھایا جہاں حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی جگہ کو ڈھونڈ کر اپنا اُونٹ بٹھایا کرتے تھے اور یہ مقام اس مسجد سے نیچے کی طرف واقع ہے جو بطن وادی میں بنی ہوئی ہے اور بطنِ وادی .. اور راستے کے وسط میں ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۱۶ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم العتیق واد مبارک

باب ۷۸ : کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے، نہ کوئی شخص برہنہ طواف کرے نیز یوم حج اکبر کا بیان

۸۵۴ — حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے قبل جس حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقؓ کو امیر حج بنایا تھا۔ اس حج کے موقع پر قربانی کے دن حضرت صدیقؓ نے مجھے بھی اس جماعت کے ہمراہ بھیجا تھا جو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کے لیے روانہ کی گئی تھی کہ خبردار! اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۶۷ لا یطوف بالبیت عریان ولا یحج مشرک

باب ۷۹ : حج، عمرہ اور یوم عرفہ کی فضیلت کا بیان

۸۵۵ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب کوئی شخص ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ کرتا ہے تو دوسرا عمرہ ان تمام (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے جو پہلے عمرے اور دوسرے عمرے کی درمیانی مدت میں اس سے سرزد ہوئے تھے اور حج مبرور[2] کی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۶ العمرة : باب ۱ وجوب العمرة وفضلها

---

[1] معرس اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں مسافرات کے آخری حصہ میں آرام و استراحت کے لیے پڑاؤ کرتے ہیں۔ ذوالحلیفہ کا یہ مقام بھی معرس اس لیے کہلاتا ہے کہ اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے روانہ ہونے سے پہلے بوقت صبح (رات کے آخر میں) قیام فرمایا تھا۔ مرتب

[2] حج "مبرور" یعنی مقبول حج۔ وہ حج جس کی ادائیگی کے دوران کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو، یا حج مبرور وہ حج ہے جس میں ریا یا حصولِ شہرت کی خواہش اور کسی قسم کا فسق اور بے ہودہ گوئی شامل نہ ہوئی ہو۔ مرتب

۸۵۶ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اس گھر (بیت اللہ) کا قصد کیا (حج کے ارادے سے یہاں آیا) اور نہ تو رفث (بدگوئی یا جماع) کا مرتکب ہوا اور نہ اس نے کوئی ایسی حرکت کی جس سے شریعت نے منع کیا ہو (گالی گلوچ یا کوئی بُرا کام) تو وہ جب حج سے فارغ ہوکر واپس جاتا ہے تو (گناہوں سے ایسا پاک صاف ہوتا ہے) گویا آج ہی اس نے ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۷ المحصر : باب ۹ قول الله تعالیٰ (فلا رفث)

باب ۸۰ : حاجیوں کے مکّہ میں اُترنے اور مکّہ کے گھروں کی وراثت کا ذکر

۸۵۷ــــ حدیث اسامہ بن زید ﷺ : حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا : یارسُولؐ اللہ! آپؐ مکّہ میں کہاں قیام فرمائیں گے ؟ کیا اپنے گھر میں ؟ آپؐ نے فرمایا : کیا عقیلؓ (ابن ابی طالب) نے ہمارے لیے کوئی محلّہ یا گھر باقی چھوڑا ہے ؟ (جہاں جاکر ہم قیام کریں) ـــ آپؐ کے اس ارشاد کا پس منظر یہ ہے کہ ابوطالب کی وراثت آپ کی اولاد میں سے صرف عقیلؓ اور طالب کو ملی تھی کیونکہ یہ دونوں اس وقت تک کافر تھے اور مکہ ہی میں رہ گئے تھے اور حضرت جعفر اور حضرت علی ﷺ نے وراثت میں سے کچھ نہیں لیا تھا، کیونکہ یہ دونوں مسلمان ہوگئے تھے (اور بعد ازاں ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تھے)۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۴۴ توریث دور مکة وبیعها و شرائها

باب ۸۱ : مہاجر کو حج اور عمرہ سے فارغ ہوکر تین دن تک مکہ میں قیام کی اجازت

۸۵۸ــــ حدیث علاء بن حضرمی ﷺ : حضرت علاءؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طواف صدر (جو منیٰ سے لوٹ کر کیا جاتا ہے) کے بعد مہاجر کو صرف تین دن مکّہ میں رہنے کی اجازت ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۳ مناقب الانصار : باب ۴۷ اقامة المهاجر بمکة بعد قضاء نسکه

باب ۸۲ : مکہ مکرمہ کے احترام کا بیان مکہ میں شکار کرنا درخت اور گھاس کاٹنا ہمیشہ کے لیے حرام ہے حتےٰ کہ گری پڑی چیز کا اٹھانا بھی صرف اس کے لیے جائز ہے جو مالک کو اس کا پتہ دے۔

۸۵۹ــــ حدیث ابن عباس ﷺ : حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے

دن فرمایا: آج کے بعد (مکہ سے) ہجرت کرنا واجب نہیں رہا مگر جہادؔ اور نیت باقی ہے، چنانچہ جب تم کو جہاد کے لیے پکارا جائے تو ضرور نکلو، اور یقیناً یہ (مکہ) ایک ایسا شہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اسی دن سے محترم ٹھہرایا ہے جس دن اس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا چنانچہ یہ اللہ کے حکم سے قیامت تک کے لیے ادب و احترام کی جگہ قرار پاچکا ہے اور اس شہر میں مجھ سے پہلے بھی کسی کے لیے جنگ کرنا حلال نہیں ہُوا اور مجھے بھی صرف دن کی ایک ساعت کے لیے جنگ کی اجازت ملی تھی اور اب یہ پھر حسب سابق قیامت تک کے لیے اللہ کے حرام کرنے سے حرام ہوگیا، نہ تو اس کا کانٹا توڑا جائے نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے اور نہ اس شہر کی گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے سوائے اس شخص کے جو اس چیز کو اس کے مالک تک پہنچائے، اور نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے۔

اس موقع پر حضرت عباس ؓ نے کہا: یارسولؐ اللہ! سوائے اذخر کے (اذخر مکہ کے گردو نواح میں پائی جانے والی گھاس ہے) کیونکہ یہ مکّہ کے سُناروں، لوہاروں اور گھروں میں استعمال کے کام آتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں! سوائے اذخر کے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۸ جزاء الصید: باب ۱۰ لا یحل القتال بمکة

۸۶۰ ــــ حدیث ابوشریح ؓ. جس وقت عمرو بن سعید مکہ پر چڑھائی کے لیے لشکر روانہ کر رہا تھا (یعنی حضرت عبداللہ ؓ بن زبیر سے مقابلہ کے لیے) اس سے حضرت ابوشریح ؓ نے کہا: اے امیر! مجھے اجازت دو کہ میں تم کو وہ حدیث سناؤں جو نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن کھڑے ہو کر بطور خُطبہ ارشاد فرمائی تھی اور جسے میں نے خود اپنے ان دونوں کانوں سے سُنا تھا اور میری ان آنکھوں نے آپؐ کو کلام کرتے دیکھا تھا اور اس ارشاد کو میں نے اپنے دل میں محفوظ کرلیا تھا۔ آپؐ نے پہلے اللہ کی حمد بیان کی پھر ارشاد فرمایا: مکہ کو حرام و محترم اللہ تعالیٰ نے قرار دیا ہے اسے حرمت و احترام کا یہ مقام انسانوں نے نہیں عطا کیا، چنانچہ کسی شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے یہ جائز نہیں ہے کہ سرزمینِ مکّہ میں خون بہائے یا اس کا درخت کاٹے اور اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ کے جنگ کرنے کو بہانہ بنا کر یہ کہے کہ (جنگ نہ کرنا عزیمت ہے اور) بوقت ضرورت جنگ کرنے کی رخصت ہے

۱؎ "لا ہجرۃ" کے سلسلہ میں علما کا اس امر پر اتفاق ہے کہ دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت قیامت تک جاری رہے گی چنانچہ اس سے مراد یہی لیا گیا ہے کہ اب مکہ سے ہجرت ختم ہوگئی کیونکہ اب مکہ ابدالآباد تک دار الاسلام رہے گا اور یہ ایک طرح سے پیشین گوئی بھی ہے اور آپ کا معجزہ بھی۔ البتہ تحصیلِ ثواب کا ذریعہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہو اور نیک نیتی سے اعمال صالح بجالاؤ اس سے ویسا ہی ثواب حاصل ہوگا جیسا ہجرت سے حاصل ہوتا تھا۔ "بے شک اللہ نے مکہ کو حرمت کی جگہ قرار دیا ہے جس دن سے زمین و آسمان بنایا" مراد یہ ہے کہ اصل حرمت تو اسی دن سے ہے لیکن اس کا ظہور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے ہُوا۔ مکہ میں جنگ حرام ہونے کے سلسلہ میں ابوالحسن ماوردی "احکام السلطانیہ" میں لکھتے ہیں کہ یہ بات خصائص حرم میں سے ہے کہ اہل حرم سے جنگ نہ کی جائے اور اگر اہل حرم سلطان عادل کے خلاف بغاوت کریں تو ان کو اس طرح تنگ کیا جائے کہ اطاعت قبول کرلیں جنگ نہ کی جائے لیکن جمہور فقہا۔ کا قول یہ ہے کہ اگر کسی صورت سرکشی سے باز نہ آئیں اور شریعت کے عادلانہ قوانین و احکام کا اتباع نہ کریں تو ان سے ضرور جنگ کی جائے اس لیے کہ باغیوں سے لڑنا بھی حقوق اللہ میں سے ہے اور یہی بات قرین صواب ہے: مرتب

تو اسے کہو کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص جنگ کی اجازت عطا فرمائی تھی اور تم کو اجازت نہیں دی گئی اور آپؐ کو بھی صرف دن کی ایک ساعت میں اجازت دی گئی تھی اس کے بعد پھر اس کی اصلی حرمت اور احترام لوٹ آیا اور وہ آج پھر اسی طرح حرام و محترم ہے جیسا کہ کل تھا (یہ خطبہ ارشاد فرما کر آپؐ نے حکم دیا تھا کہ) : جو لوگ اس وقت حاضر ہیں ان پر لازم ہے کہ میرے یہ احکام ان سب لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں حاضر نہیں ! حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا : کہ اس کے جواب میں عمرو بن سعید نے کیا کہا ؟ فرمایا : اس نے کہا : اے ابو شریح ؓ میں تم سے زیادہ جانتا ہوں حرم کسی نافرمان، مفرور قاتل اور لوٹ مار کر کے بھاگے ہوئے کو پناہ نہیں دیتا۔

اخرجه البخاری فی کتاب ۳ العلم : باب ۳۷ لیبلغ الشاهد الغائب

۸۶۱ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں مکہ فتح کرا دیا تو آپؐ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے، پہلے آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا : اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو مکہ سے روک دیا تھا اور اپنے رسولؐ اور مومنوں کو اس پر قبضہ عطا فرمایا ہے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لیے مکّہ حلال نہیں ہوا اور میرے لیے بھی صرف دن کی ایک ساعت میں حلال ہوا اور اب میرے بعد کسی کے لیے حلال نہ ہوگا، چنانچہ نہ تو اس کے شکار کو بھگایا جائے اور نہ یہاں کا کانٹا توڑا جائے اور نہ اس شہر کی گری پڑی چیز اٹھانا کسی کے لیے جائز ہے سوائے اس شخص کے جو مالک کو تلاش کر کے وہ چیز اسے پہنچائے اور جس کا کوئی آدمی قتل ہو جائے اسے دو باتوں کا اختیار ہے خواہ خوں بہا لے لے یا چاہے تو قاتل کو قصاص میں قتل کرا دے۔

اس موقع پر حضرت عباسؓ نے عرض کیا : کہ اذخر کے سوا یعنی اذخر کو کاٹنے کی اجازت دیجیے کیونکہ اسے ہم اپنی قبروں میں استعمال کرتے ہیں اور گھروں میں کام آتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ہاں اذخر کے سوا۔ پھر یمن کے رہنے والے ایک شخص ابوشاہؓ اٹھے اور انھوں نے عرض کیا : یا رسولؐ اللہ! یہ (خطبہ) مجھے لکھ دیجیے! چنانچہ آپؐ نے حکم دیا کہ ابوشاہؓ کو لکھ کر دے دیا جائے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۴۵ اللقطة : باب ۷ کیف تعرّف لقطة اهل مکّة

باب ۸۴ : مکّہ میں احرام کے بغیر داخل ہونا جائز ہے

۸۶۲ ـــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ "خود" پہنے ہوئے تھے پھر جس وقت آپؐ نے خود اتارا اسی وقت ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ ابن خطل[1] کعبے کا پردہ پکڑے کھڑا ہے آپؐ نے حکم دیا : اسے قتل کر دو!

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۸ جزاء الصید : باب ۱۸ دخول الحرم ومکة بغیر احرام

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر

باب ۸۵: فضیلت مدینہ، اس شہر کے حق میں نبی کریم ﷺ کی دُعائے برکت فرمانا اور یہاں شکار کرنے اور درخت کاٹنے کو حرام قرار دینا نیز مدینہ کی حُرمت اور حدودِ حرم کا بیان

۸۶۳ ـــ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ بن زید روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا اور اس کے لیے دُعا فرمائی تھی، اور میں نے مدینہ کو حرم قرار دے دیا ہے بعینہٖ اسی طرح جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کو حرام کیا تھا اور میں نے مدینہ کے لیے دُعا کی ہے کہ اللہ اس کے مدّ اور صاع میں برکت عطا فرمائے جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کے لیے دُعائے برکت کی تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۵۳ برکۃ صاع النبی ﷺ ومدھم

۸۶۴ ـــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اپنے لڑکوں میں سے ایک ایسا لڑکا تلاش کرو جو میری خدمت کرے۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ مجھے اپنی سواری کے پیچھے بٹھا کر (آپؐ کی خدمت میں) لے آئے اور میں (اس دن سے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرنے لگا جب آپؐ (سواری سے) اترتے تھے تو میں اکثر آپؐ کو یہ کلمات ارشاد فرماتے سُنتا تھا: اَللّٰھُمَّ اِنّی اعوذ بك من الھمّ والحزن والعجز والکسل والبخل والجبن وضلع الدین وغلبۃ الرّجال۔
"اے میرے معبود! میں تیری پناہ کا خواستگار ہوں رنج وغم سے، صلاحیت کار سے محروم ہونے اور کام چوری سے، بُخل اور بُزدلی سے، قرض کی زیر باری اور لوگوں کے غلبہ سے۔" اس دن سے میں مسلسل آپؐ کی خدمت کرتا رہا تا آنکہ ہم خیبر سے واپس لوٹ کر آئے اور نبی کریم ﷺ اُم المومنین حضرت صفیہؓ بنت حیَیّ بن اخطب کو اپنے ساتھ لائے انھیں آپؐ نے اپنے لیے منتخب فرمایا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ اپنی سواری کے پیچھے چادر تان رہے ہیں پھر آپؐ نے حضرت صفیہؓ کو پیچھے بٹھا لیا، یہاں تک کہ جب ہم مقام صہبا میں پہنچے تو آپؐ نے حیس[1] تیار کرا کے ایک چرمی دستر خوان پر رکھا، پھر مجھے لوگوں کو بُلانے کے لیے بھیجا، میں جا کر لوگوں کو بُلا لایا اور انھوں نے یہ کھانا کھایا۔ یہ دراصل آپؐ نے حضرت صفیہؓ سے اپنے نکاح کا ولیمہ کیا تھا، یہاں سے فارغ ہو کر پھر چل پڑے یہاں تک کہ جب کوہ احد نظر آنے لگا تو آپؐ نے فرمایا: یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبّت کرتا ہے اور ہم اس سے محبّت کرتے ہیں، پھر جب مدینہ کے قریب پہنچے تو فرمایا: اے میرے معبود! میں مدینہ کے دونوں

پچھلے صفحہ کا حاشیہ[1]: اس شخص کا نام عبد مناف تھا خطل یا ابن خطل اس کا لقب تھا کیونکہ اس کا ایک جبڑا دوسرے سے کوتاہ تھا۔ یہ بدطینت شخص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ ہجویہ اشعار نظم کیا کرتا تھا اور اپنی لونڈیوں کو گا کر سُنانے کے لیے کہتا تھا۔ مرتب

[1] کھجور، پنیر اور گھی کو کوٹ کر ثرید کی مانند کھانا تیار کیا جاتا ہے اور کبھی اس میں ستو بھی شامل کر لیے جاتے ہیں۔ مرتب

پہاڑوں کے درمیانی علاقہ کو قابل احترام قرار دیتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کو قابلِ احترام قرار دیا تھا، اے اللہ! مدینہ والوں کے مدّ اور صاع میں برکت عطا فرما!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۰ الاطعمۃ : باب ۲۸ الحیس

۸۶۵ــــ حدیث انس (رضی اللہ عنہ): عاصمؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی حدود حرم متعین فرمائی تھیں؟ حضرت انس نے کہا: ہاں فلاں مقام اور فلاں مقام کے درمیان جو علاقہ ہے اس کے بارے میں آپؐ کا حکم ہے کہ اس کا درخت بھی نہ کاٹا جائے اور جس شخص نے یہاں کوئی بدعت پیدا کی تو اس پر اللہ، فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت۔

عاصمؓ کہتے ہیں کہ مجھے موسیٰؒ بن انسؓ نے اطلاع دی کہ حضرت انسؓ نے ــــ "اوآوی محدثا" ــــ کہا تھا یعنی جس نے کسی ایسے شخص کو پناہ دی جس نے کوئی بدعت پیدا کی ہو یا کسی جرم کا ارتکاب کیا ہو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۶ الاعتصام : باب ۶ اثم من آوی محدثا

۸۶۶ــــ حدیث انس بن مالک (رضی اللہ عنہ): حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! برکت عطا فرما اِن کے پیمانوں کیل، مُدّ اور صاع میں (یعنی ان چیزوں میں جو ان پیمانوں میں ناپی جائیں)۔ یہ دعا آپؐ نے اہل مدینہ کے حق میں فرمائی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع : باب ۵۳ برکۃ صاع النبی ومدھم

۸۶۷ــــ حدیث انس (رضی اللہ عنہ): حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مدینہ میں اس سے دوگنا زیادہ برکت عطا فرما جس قدر برکت تو نے مکہ کو عطا فرمائی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۹ فضائل المدینہ : باب ۱۰ المدینۃ تنفی الخبث

۸۶۸ــــ حدیث علی (رضی اللہ عنہ): حضرت علیؓ نے پکّی اینٹوں سے بنے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور آپ کے پاس ایک تلوار تھی جس کے ساتھ ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: خدا کی قسم! ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جسے پڑھا جائے مگر کتابُ اللہ (قرآن) یا پھر یہ صحیفہ ہے۔ پھر آپ نے اس صحیفہ کو کھولا تو اس میں اُونٹ کی عمروں کا ذکر تھا (یعنی دیت اور زکوٰۃ میں ادا کیے جانے والے اونٹوں کی عمر اور تعداد کا تناسب مذکور تھا) نیز اس صحیفہ میں لکھا ہُوا تھا کہ حرم مدینہ کی حد جبل عَیر سے فلاں مقام تک ہے لہٰذا جو شخص اس میں کوئی نئی بات (بدعت یا دست درازی) کرے گا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کی فرض عبادت قبول کرے گا نہ نفلی عبادت[1] اور اس میں یہ بھی درج تھا "اور مسلمانوں میں پاس عہد اور امن دینے کی

---

[1] حدیث میں "لا یقبل اللہ منہ صرفاً و لا عدلا" کے الفاظ مذکور ہیں ان کے معانی کی جامعیت اور وسعت بے اندازہ ہے ایک معنی تو وہ ہیں جو ترجمہ کے متن میں درج کیے گئے ہیں۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ نہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور نہ فدیہ دینے سے اس کی جان چھوٹے گی ان کے علاوہ بھی کئی اور معنی ہو سکتے ہیں۔ مرتبؒ

ذمہ داری سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے اگر کوئی ادنیٰ مسلمان بھی کسی (غیر مسلم) کو امان دے گا تو اس کا بھی اعتبار کیا جائے گا پس اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے عہد امان کو توڑے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام مسلمانوں کی لعنت! نہ اس کی فرض عبادت اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا نہ نفلی عبادت"۔ اور اس صحیفہ میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ "جو شخص (آزاد کردہ غلام) اپنے آقاؤں کی اجازت کے بغیر کسی قوم سے معاہدہ موالات کریگا اس پر بھی اللہ، ملائکہ اور سب انسانوں کی لعنت، اس کی کوئی فرض عبادت اور نفلی عبادت اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۶ الاعتصام: باب ۵ مایکره من التعمق والتنازع فی العلم والغلو فی الدین والبدع

۸۶۹ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ کہا کرتے تھے کہ اگر میں مدینہ میں کسی ہرن کو چرتے دیکھتا ہوں تو اسے ڈراتا اور بدکاتا نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: سرزمین مدینہ کا وہ علاقہ جو کالے پتھروں والے دونوں میدانوں کے درمیان ہے وہ "حرم مدینہ" ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۹ فضائل المدینه: باب ۴ لابتی المدینه

باب ۸۶: مدینہ میں سکونت اختیار کرنے کی ترغیب اور مدینہ کی تکالیف برداشت کرنے کا ثواب

۸۷۰ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت ڈال دے جیسا کہ تو نے مکہ کو ہمارے لیے محبوب بنا دیا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ، اور مدینہ کے بخار کو جحفہ[1] کی طرف منتقل کر دے۔ اے اللہ! ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما[2]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۴۳ الدعاء یرفع الوباء والوجع

باب ۸۷: مدینہ طاعون اور دجال سے محفوظ رہے گا۔

۸۷۱ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ کے ناکوں اور دروازوں پر (حفاظت کی خاطر) فرشتے متعین ہیں لہٰذا اس میں نہ تو طاعون داخل ہو سکتی ہے اور نہ دجال۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۹ فضائل المدینه: باب ۹ لایدخل الدجال المدینة

---

[1] جحفہ اہل مصر کا میقات ہے یہ جگہ ان دنوں یہود کا مسکن تھا آپؐ کی دعا کے بعد مدینہ سے بخار کا قلع قمع ہو گیا اور جحفہ کی بدنصیبی ــــ کہ مدینہ کا بخار ادھر منتقل ہو گیا ــــ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا معجزہ ہے کہ آج بھی جو شخص جحفہ کا پانی پیتا ہے وہ بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مرتب

[2] مد و صاع میں برکت سے مراد پھلوں اجناس اور ہر قسم کی ضروریات زندگی میں برکت ہے۔ مرتب

باب ۸۸ : مدینہ بُرے لوگوں کو باہر نکال دیتا ہے

۸۷۲ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مجھے ایسی بستی کی طرف ہجرت کا حکم ملا تھا جو دوسرے شہروں کو اپنے اندر جذب کر لے گی، لوگ اسے "یثرب" کہتے ہیں حالانکہ اس کا صحیح نام "مدینہ" ہے وہ انسانوں کو اس طرح چھانٹتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کا میل کچیل کاٹ کر الگ کر دیتی ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۹ فضائل المدینة : باب ۲ فضل المدینة وانها تنفی الناس

۸۷۳ــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما : حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مُبارک پر اسلام کی بیعت کی۔ بعدازاں مدینہ میں رہتے ہوئے اسے شدید بخار آگیا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہنے لگا : یارسول اللہ ! مجھے بیعت سے آزاد کر دیجیے ۔ آپؐ نے انکار فرما دیا چنانچہ وہ پھر دوبارہ آیا اور وہی الفاظ دہرائے کہ مجھے اپنی بیعت سے نکال دیجیے ۔ آپ نے پھر انکار فرمایا۔ وہ شخص تیسری مرتبہ پھر آیا اور کہنے لگا : مجھے اپنی بیعت سے آزاد کر دیجیے ۔ آپؐ نے پھر انکار فرما دیا، پھر وہ اعرابی مدینہ سے ازخود چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مدینہ بھٹی کی مانند ہے، میل کچیل کو باہر پھینک دیتا ہے اور پاک صاف کو چھانٹ کر اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۹۳ الاحکام : باب ۴۷ من بایع ثم استقال البیعة

۸۷۴ــــ حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ : حضرت زیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ (مدینہ) "طیبہ" ہے اور یہ میل کچیل کو اس طرح باہر نکال پھینکتا ہے جیسے آگ چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : ۴-سورة النساء : باب ۱۵
(فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ)

باب ۸۹ : جو شخص اہلِ مدینہ کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کریگا اللہ اسے گھلا دے گا

۸۷۵ــــ حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ : حضرت سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا : جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ دغا فریب کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس طرح گھُلا دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۹ الفضائل المدینة : باب ۷ اثم من کاد اهل المدینة

باب ۹۰ : رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رغبت دلانا کہ جب مختلف شہر فتح ہوں تو مدینہ میں سکونت اختیار کی جائے

۸۷۶ــــ حدیث سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ : حضرت سفیانؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو ارشاد فرماتے سُنا: جب یمن فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اُونٹوں کو ہانکتے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور ان لوگوں کو جو ان کا کہنا مانیں گے (مدینہ سے) لاد کر لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا۔ کاش وہ اس بات کو جانتے! اور جب ملک شام فتح ہوگا تب بھی ایک جماعت اپنے اونٹ ہانکتی آئے گی اور اپنے اہل و عیال کو اور ان لوگوں کو جو ان کا کہا مانیں گے (مدینہ سے) لاد کر لے جائے گی ــــ کاش وہ جانتے کہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے بعینہٖ عراق فتح ہوگا تو بھی کچھ لوگ اپنے جانور ہانکتے آئیں گے اور مدینہ سے اپنے اہل و عیال اور متبعین کو نکال کر لاد لے جائیں گے ــــ کاش وہ جانتے کہ مدینہ ان کے لیے بہتر تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۹ فضائل المدينة: باب ۵ من رغب عن المدينة

باب ۹۱: نبی کریم ﷺ کا ارشاد: ایک وقت آئے گا جب اہل مدینہ، مدینہ کو چھوڑ دیں گے

۸۷۷ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا: ایک وقت آئے گا جب مدینہ اپنے بہترین حالات میں ہوگا لیکن لوگ اسے چھوڑ کر چلے جائیں گے اور یہاں صرف درندے اور پرندے رہیں گے اور آخر میں مزینہ کے دو چرواہے مدینہ میں آئیں گے تاکہ اپنی بکریاں ہانک کر لے جائیں لیکن وہاں صرف وحشی جانور ملیں گے پھر جب وہ ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے تو اپنے مُنہ کے بل گر جائیں گے (گویا قیامت آ جائے گی)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۹ فضائل المدينة: باب ۵ من رغب عن المدينة

باب ۹۲: قبر مبارک اور منبر مبارک کے درمیان کا قطعۂ زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

۸۷۸ ــــ حدیث عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ بن زید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۰ فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة باب ۵ فضل ما بین القبر والمنبر

۸۷۹ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے اور میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۰ فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة:
باب ۵ فضل ما بین القبر والمنبر

باب ۹۳: کوہِ احد ہمیں محبوب رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں

۸۸۰ ــــ حدیث ابوحمید رضی اللہ عنہ: حضرت ابوحمیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں غزوہ تبوک سے واپس

آرہے تھے جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے فرمایا: یہ (مدینہ) طابہ ہے اور یہ (احد) وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۸۱ حدثنا یحییٰ بن بکیر

باب ۹۴: دو مساجد مکہ (مسجد الحرام) و مدینہ (مسجد نبویؐ) میں نماز کی فضیلت

۸۸۱ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد (مسجد نبویؐ) میں ایک نماز مسجد الحرام کے علاوہ باقی تمام مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۰ فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة: باب ۱ فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة

باب ۹۵: تین مساجد کے سوا کسی مقام کی زیارت کے لیے عزم سفر منع ہے

۸۸۲ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قصداً ارادے سے (برائے زیارت) سفر نہ کیا جائے سوائے تین مسجدوں کے (۱) مسجد الحرام (۲) مسجد نبویؐ اور (۳) مسجد اقصےٰ (بیت المقدس)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۰ فضل الصلاة مسجد مکة والمدینة: باب ۱ فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة

باب ۹۷: مسجد قُبا کی فضیلت اور اس میں آنے اور نماز پڑھنے کا ثواب

۸۸۳ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قُبا[1] (مسجد) میں تشریف لایا کرتے تھے کبھی پیدل اور کبھی سوار۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۰ فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة: باب ۴ اتیان مسجد قُبا ماشیا وراکبا

---

[1] قبُا۔ مدینہ منورہ سے جانب جنوب تقریباً دو میل کے فاصلہ پر واقع ایک جگہ کا نام ہے اس لفظ کا تلفظ مد کے ساتھ "قباء" اور بصورت قصر "قُبا" بغیر مد کے دونوں طرح صحیح ہے۔ (مُرتب)

کِتابُ النِکاح

۸۸۴ — حدیث عبداللہ بن مسعود ﷛ : علقمہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ جا رہا تھا کہ مقام منیٰ میں حضرت عثمان ﷛ ملے اور انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا : اے ابو عبدالرحمٰنؓ ! مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ چنانچہ وہ دونوں علحدگی میں باتیں کرنے لگے، پھر حضرت عثمانؓ نے کہا : اے ابو عبدالرحمٰنؓ ! کیا آپ پسند کرینگے کہ ہم آپ کی شادی ایک کنواری لڑکی سے کرا دیں جو آپ کو جوانی کے دنوں کی یاد تازہ کرادے ؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے محسوس کیا کہ انھیں اس کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا مجھے اشارہ سے بُلایا کہ علقمہؒ اِدھر آؤ ! جب میں قریب پہنچا تو آپ حضرت عثمانؓ سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے ! اب چونکہ آپ نے یہ بات کہی ہے تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا : اے جوانوں کے گروہ ! جو تم میں سے نکاح کرنے کی قوت و قدرت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ شادی کرلے اور جس میں اس کی قوت یا قدرت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ جنسی شہوت کا قاطع ہے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۷ النکاح : باب ۲ قول النبی ﷺ من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج :

۸۸۵ — حدیث انس بن مالک ﷛ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ تین شخص ازواجِ مطہرات کے حجروں کے قریب آئے اور انھوں نے نبی کریم ﷺ کی عبادت کے بارے میں دریافت کیا، جب انھیں اس کے بارے میں بتایا گیا تو ایسا معلوم ہوتا ہے انھوں نے آپؐ کی عبادت کو کم خیال کیا اور کہنے لگے کہ ہماری اور نبی کریم ﷺ کی کیا برابری، آپؐ کی تو اگلی پچھلی تمام لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں، چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا : میں نے تو اب فیصلہ کر لیا ہے کہ میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دُوسرے نے کہا : میں مسلسل روزے رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہیں کروں گا۔ اور تیسرے نے کہا : میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔

اس گفتگو کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ملی تو آپ تشریف لائے اور فرمایا : کیا تم ہی لوگ ہو جنھوں نے یہ اور یہ باتیں کی ہیں ؟ پھر آپؐ نے فرمایا : کیا بخدا یہ واقعہ نہیں ہے کہ میں یقیناً تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں، لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں،

نماز بھی پڑھتا ہوں (رات کو) اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، تو یاد رکھو! جو شخص میرے مسنون طریقہ سے انحراف کرے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں (مسلمان ہی نہیں)

اخرجه البخاری فی: کتاب ٦٧ النکاح: باب ۱ الترغیب فی النکاح

۸۸۶ ــــ حدیث سعد بن ابی وقاص ﷛: حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون ﷛ کو ترکِ نکاح (مجرّد رہنے) سے منع فرما دیا تھا اور اگر آپؐ انھیں بغیر نکاح کے رہنے کی اجازت دے دیتے تو ہم سب خصّی ہونا پسند کرتے (یعنی شہوتِ نفسانی کو کم کرنے کے ذرائع اختیار کرتے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ٦٧ النکاح: باب ۸ مایکره من التبتل والخصاء

باب ۲: نکاح متعہ پہلے جائز تھا پھر اس سے منع کر دیا گیا بعد ازاں ایک بار پھر اس کی اجازت دی گئی پھر قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا:

۸۸۷ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود ﷛: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں، تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کیا ہم خصّی نہ ہو جائیں؟ تو آپؐ نے ہم کو خصّی ہونے سے منع فرما دیا، لیکن بعد ازاں آپؐ نے ہمیں اجازت دے دی کہ کسی عورت سے ایک معیّن مدّت کے لیے کپڑے کے جوڑے کے بدلے میں نکاح کر سکتے ہیں۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ آیت تلاوت کی: (يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ۔ المائدہ ـ ۸۷) "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جو پاک چیزیں اللہ نے تمھارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کرلو"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ٦٥ التفسیر: ۵ ـ سورة المائدة: باب ۹ لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم:

۸۸۸ ــــ حدیث جابر بن عبداللہ اور سلمۃ بن الاکوع ﷛: حضرت جابرؓ اور حضرت سلمۃ بن الاکوعؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم لشکر کے ساتھ تھے تو ہمارے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: تمھیں متعہ (وقتی نکاح) کی اجازت دے دی گئی ہے تو اب تم متعہ کر سکتے ہو۔

اخرجه البخاری فی کتاب ٦٧ النکاح: باب ۳۱ نهی النبی ﷺ عن النکاح المتعة اٰخراً

۸۸۹ ــــ حدیث علی بن ابی طالب ﷛: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ عورتوں سے متعہ کرنے اور

---

[1] متعہ: وقتی نکاح کو کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا مقصد محض تمتع (لطف اندوزی) ہوتا ہے حصولِ اولاد یا نکاح کے دیگر مقاصد مطلوب نہیں ہوتے۔ متعہ ابتداءِ اسلام میں جائز تھا مگر یہ جواز بھی محض اس شخص کے لیے تھا جس کے لیے چارۂ کار نہ ہو، اسی طرح گھریلو پالتو گدھے کا گوشت کھانا بھی ابتدا میں جائز تھا بعد میں حرام ہو گیا اور حرمت جیسا کہ اس حدیث (باقی اگلے صفحہ پر)

پالتو گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن فرمائی تھی (یعنی دونوں کو حرام قرار دے دیا تھا)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۸ غزوة خیبر

باب ۳: بھتیجی، پھوپھی اور خالہ بھانجی کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے

۸۹۰ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۲۷ لا تنکح المرأة علی عمتها

باب ۴: بحالت احرام نکاح کرنا حرام اور پیغام نکاح دینا مکروہ ہے

۸۹۱ ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت آپ بحالت احرام تھے[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۸ جزاء الصید: باب ۱۲ تزویج المحرم

باب ۵: کسی مسلمان بھائی نے کسی جگہ نکاح کا پیغام دے رکھا ہو تو جب تک وہ اس کا خیال نہ چھوڑ دے یا اجازت نہ دے دوسرے کے لیے پیغام دینا جائز نہیں ہے

۸۹۲ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے سودے پر سودا کرے (یعنی اگر ایک شخص کوئی چیز خرید رہا ہے تو جب تک وہ خریداری سے دست بردار نہ ہو جائے دُوسرے شخص کے لیے اس چیز کو خریدنے کی کوشش کرنا جائز نہیں) اسی طرح کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر اپنے لیے پیغام نکاح نہ دے جب تک کہ پہلا شخص اس جگہ نکاح کا ارادہ ترک نہ کر دے یا اس کو اپنے پیغام پر پیغام دینے کی اجازت نہ دے دے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۴۵ لا یخطب علی خطبة اخیه حتی ینکح او یدع

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: سے ثابت ہے غزوہ خیبر کے دن نافذ کی گئی بعض روایات کے مطابق بعد ازاں فتح مکہ کے دن یا حجۃ الوداع کے موقع پر اسے ایک مرتبہ پھر جائز کیا گیا اس کے بعد پھر قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔ مرتبؒ

[1] عنوان باب سے حدیث کی عدم مطابقت کا سبب یہ ہے کہ صحیح مسلم میں جس کا یہ عنوان باب ہے کئی اور حدیثیں بھی ہیں جو عنوان سے مطابقت رکھتی ہیں لیکن مرتب علیہ الرحمۃ کی مجبوری یہ ہے کہ وہ صرف متفق علیہ روایت کو لینے اور باقی کو ترک کرنے کا التزام کرنے پر مجبور رہیں اس لیے بقیہ روایات جو اس عنوان سے مطابقت رکھتی تھیں چھوٹ گئیں۔ مترجم

باب ۶ : نکاح شغار[1] حرام اور باطل ہے

۸۹۳ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار (ادلے بدلے کی شادی) سے منع فرمایا ہے۔ نکاح شغار یہ ہے کوئی شخص اپنی بیٹی دُوسرے شخص سے اس شرط پر بیاہ دے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کردے اور دونوں کے لیے کوئی مہر مقرر نہ کیا جائے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۷ النکاح : باب ۲۷ الشغار

باب ۷ : بوقت نکاح طے کردہ شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے

۸۹۴ــــ حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ : حضرت عقبہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ پورا کیے جانے کی مستحق وہ شرائط ہیں[2] جن سے تم نے عورتوں کو حلال کیا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۴ الشروط : باب ۶ الشروط فی المهر عند عقدة النکاح

باب ۸ : نکاح کی اجازت طلب کرنے پر کنواری لڑکی کی خاموشی اجازت کے مترادف ہے لیکن ثیبّہ (جس کی قبل ازیں ایک مرتبہ شادی ہو چکی ہو) کا زبان سے "ہاں" کہنا ضروری ہے

۸۹۵ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر باکرہ لڑکی کا نکاح اس وقت تک نہ ہو (صحیح نہیں) جب تک وہ زبان سے نکاح کی اجازت نہ دے، اور کنواری لڑکی کا نکاح نہ ہو (یعنی صحیح نہیں) جب تک اس سے اجازت نہ طلب کرلی جائے، صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کیسے اجازت دے؟ آپؐ نے فرمایا: اس کی اجازت یہی ہے کہ خاموش رہے اور انکار نہ کرے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۷ النکاح : باب ۴۱ لا ینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الا برضاها

۸۹۶ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا عورتوں سے ان کے نکاح کے سلسلہ میں اجازت طلب کیا جانا ضروری ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: کنواری لڑکی سے اگر دریافت کیا جائے تو وہ شرم کی بنا پر خاموش رہے گی۔ آپ نے فرمایا: اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۹ الاکراه : باب ۳ لا یجوز نکاح المکرہ

---

[1] نکاح شغار۔ ادلے بدلے کا نکاح جسے پنجاب میں وٹے کی شادی کہا جاتا ہے۔

[2] یعنی نکاح کے وقت طے کی گئی جائز شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے۔ ناروا اور فاسد شرائط اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔ مترجم

باب ۹ : باپ اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح کر سکتا ہے

۸۹۷ حدیث عائشہ ؓ : ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے میرا نکاح اس وقت ہوا تھا جب کہ میری عمر صرف چھ سال تھی، پھر ہم لوگ مدینہ میں آ گئے اور قبیلہ بنی حارث بن خزرج میں قیام کیا، یہاں آکر مجھے بخار آنے لگا جس کی وجہ سے میرے بال جھڑ گئے بعد ازاں میرے بال دوبارہ اُگنے لگے اور میری کنپٹیوں پر پورے بال بھر گئے پھر ایک دن جب کہ میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی میری والدہ اُمّ رمان ؓ میرے قریب آئیں اور مجھے آواز دے کر بلایا، میں ان کے پاس آ گئی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا چاہتی ہیں انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر کے دروازے پر کھڑا کر کے ــــ اس حال میں کہ میرا سانس پھول رہا تھا جو آہستہ آہستہ بڑی مشکل سے بحال ہوا ــــ اپنے ہاتھ میں تھوڑا سا پانی لے کر میرا منہ سر صاف کیا اور پھر مجھے گھر کے اندر لے گئیں۔ گھر کے اندر میں نے دیکھا کہ کچھ انصاری خواتین موجود ہیں، انھوں نے مجھے دیکھتے ہی کہا: خیر و برکت کے ساتھ آؤ، اللہ نصیب اچھے کرے۔ پھر میری والدہ نے مجھے ان کے سپرد کر دیا اور انھوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا، پھر اس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب چاشت کے وقت نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میری والدہ نے مجھے آپ ﷺ کے سپرد کر دیا، اس وقت میری عمر نو ۹ سال تھی۔

اخرجه البخاري في : كتاب ۶۳ مناقب الانصار : باب ۴۴ تزويج النبي صلى الله عليه وسلم عائشة رضي الله عنها :

باب ۱۲ : مہر کا بیان : قرآن کی تعلیم دینا بھی مہر قرار پا سکتا ہے اور لوہے کی کم قیمت انگوٹھی جیسی چیزیں بھی مہر بن سکتی ہیں، البتہ صاحب استطاعت لوگوں کے لیے پانچ سو درہم مہر مقرر کرنا مستحب ہے :

۸۹۸ حدیث سہل بن سعد ساعدی ؓ : حضرت سہل ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنی ذات آپ ﷺ کو ہبہ کر دوں نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھا اور پوری طرح نیچے سے اوپر تک جائزہ لیا پھر آپ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا، جب اس عورت نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو (ایک طرف ہو کر) بیٹھ گئی۔ پھر صحابہ کرام ؓ میں سے ایک صاحب اٹھے اور انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ کو اس کی ضرورت نہ ہو تو اس سے میرا نکاح کر دیجیے! آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تمھارے پاس (مہر دینے کے لیے) کچھ ہے؟ اس نے عرض کیا: بخدا یا رسول اللہ! میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر میں جا کر دیکھو کیا کوئی چیز دستیاب ہو سکتی ہے؟

وہ گھر گیا اور واپس آکر عرض کیا: قسم بخدا یا رسولؐ اللہ! مجھے گھر میں بھی کوئی چیز نہیں ملی۔ آپؐ نے فرمایا تلاش کرو! اور دیکھو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی مل جائے۔ چنانچہ وہ پھر گیا اور واپس آکر کہنے لگا: یارسولؐ اللہ! بخدا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے البتہ یہ میرا زیرجامہ ضرور ہے ــــ حضرت سہلؓ کہتے ہیں کہ اس کے پاس چادر بھی نہ تھی ــــ میں اس میں سے نصف اسے (بطور مہر) دینے کو تیار ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وُہ تمہارے تہ بند کو لے کر کیا کرے گی کیونکہ اسے تو اگر تم پہنو گے تو اس عورت پر کچھ نہ ہوگا اور اگر اسے پہنا دو گے تو تم پر کچھ نہ ہوگا اس کے بعد وہ شخص بیٹھ گیا اور کافی دیر بیٹھا رہا پھر اٹھا (اور جانے لگا) جب رسول اللہ ﷺ نے اسے پیٹھ موڑ کر جاتے دیکھا تو آپؐ نے اسے بلوایا۔ جب وہ آگیا تو آپؐ نے فرمایا: تمھیں قرآن میں سے کیا کچھ یاد ہے؟ اس نے عرض کیا کہ مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں، اس نے گن کر سُورتوں کے نام بتائے آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا تم ان سورتوں کو زبانی اپنے حافظے کی مدد سے پڑھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا اسے لے جاؤ یہ میں نے تمھارے قبضے میں دی (یعنی اسے تمھارے نکاح میں دیا) بعوض اس قرآن کے جو تمھیں یاد ہے (یعنی اتنا قرآن اسے سکھا دینا)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۲۲ القرأة عن ظهر قلب

۸۹۹ ــــ حدیث انس ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ (کے لباس) پر کچھ زرد رنگ کے نشانات دیکھے تو آپؐ نے دریافت فرمایا: یہ نشان کیسے ہیں؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا: میں نے ایک "نواۃ"[1] سونا مہر مقرر کر کے ایک عورت سے نکاح کر لیا ہے، آپؐ نے فرمایا: اللہ تمھیں یہ شادی مبارک کرے، ولیمہ ضرور کرو! خواہ ایک بکری ہی ذبح کرو (اور دوستوں کی ضیافت کر دو)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۵۶ کیف یدعی للمتزوج

باب ۱۳: اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنے کا ثواب

۹۰۰ ــــ حدیث انس ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر پر حملہ کیا تو ہم نے خیبر کے قریب فجر کی نماز مُنھ اندھیرے پڑھی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ سوار ہو گئے اور ابوطلحہ ﷺ بھی سوار ہو گئے۔ میں حضرت ابوطلحہ کے پیچھے بیٹھا تھا جب نبی کریم ﷺ خیبر کے کوچہ و بازار میں سے گزر رہے تھے تو میرا گھٹنہ نبی کریم ﷺ کی ران سے چھُو رہا تھا اور آپؐ کا تہبند آپؐ کی ران پر سے کھسک گیا تھا اور مجھے آپؐ کی ران کی سفیدی نظر آرہی تھی۔ پھر جب آپؐ خیبر کی بستی میں داخل ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ! خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ" (اللہ سب سے بڑا ہے! خیبر برباد ہو گیا۔ ہم جب کسی

[1] نواۃ۔ کھجور کی گٹھلی کو کہتے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد سونے کی ایک مخصوص مقدار ہے جس کی قیمت پانچ سو درہم ہوتی تھی۔ مرتب

قوم کے آنگن میں جا اترتے ہیں تو متنبہ کیے گئے لوگوں کی شامت آجاتی ہے) یہ کلمات آپؐ نے تین بار ارشاد فرمائے، حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگ اپنے کام کاج کے لیے رواں دواں تھے (اچانک آپؐ کو دیکھ کر گھبرا گئے اور) پکار اٹھے: وہ محمدؐ آگئے اور فوج آپؐ کے ساتھ ہے! حضرت انسؓ کہتے ہیں پھر ہم نے خیبر کو بزورِ شمشیر فتح کر لیا، پھر جب قیدیوں کو جمع کیا گیا تو حضرت دِحیہ کلبی ﷺ آئے اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! قیدیوں میں سے ایک لونڈی مجھے بھی عنایت کر دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ اور جا کر ایک لونڈی تم بھی لے لو۔ انھوں نے حضرت صفیہؓ بنت حُیَیّؓ کو لے لیا۔ پھر ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ نے حضرت دِحیہؓ کو صفیہؓ بنت حُیَیّ عطا فرما دی وہ تو بنی قریظہ اور بنی نضیر دونوں کی سردار ہیں، وہ خاتون تو آپؐ کے سوا کسی کے لائق نہیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا، حضرت دحیہؓ اور حضرت صفیہؓ دونوں کو بلایا جائے۔ پھر جب آپؐ نے حضرت صفیہؓ کو دیکھا تو حضرت دحیہؓ سے فرمایا: تم قیدیوں میں سے کوئی اور لونڈی لے لو۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کر دیا اور ان سے نکاح فرما لیا۔

راوی حدیث ثابتؒ نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا: اے ابو حمزہؓ! رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کا مہر کیا مقرر فرمایا تھا؟ حضرت انسؓ نے کہا: بس ان کی ذات ہی ان کا مہر تھا یعنی یہی چیز کہ آپؐ نے ان کو آزاد کیا اور انھیں ام المومنین بنا لیا۔ (حضرت انس بیان کرتے ہیں) حتیٰ کہ جب ابھی ہم راستے ہی میں تھے، حضرت اُم سلیم ﷺ نے حضرت اُم المومنین صفیہؓ ﷺ کا بناؤ سنگھار کر کے انھیں بوقتِ شب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور بوقت صبح آپؐ دُولھا بنے ہوئے تھے، پھر آپؐ نے حکم دیا کہ جس کے پاس جو کچھ (کھانے پینے کا سامان) ہو، وُہ لے آئے اور چمڑے کا ایک دسترخوان بچھا دیا گیا پھر یہ ہُوا کہ کوئی شخص کھجور لا رہا ہے اور کوئی گھی لا رہا ہے (راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے حضرت انسؓ نے ستوؤں کا ذکر بھی کیا تھا) حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر سب نے مل کر حیس تیار کیا اور یہ رسُول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ: باب ۱۲ ما یذکر فی الفخذ

۹۰۱ ــــ حدیث ابوموسیٰ ﷺ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو وہ اس کی پرورش پر خرچ کرے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے پھر اس کو آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا (تعلیم و تربیت کر کے آزاد کرنے اور پھر اس کو بیوی بنانے کا)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۹ العتق: باب ۱۴ فضل من ادب جاریته و علمها

باب ۱۴: ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح کا بیان اور حکم حجاب کا نازل ہونا اور شادی کے ولیمہ کا ثبوت

۹۰۲ ــــ حدیث انس ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ازواجِ مطہرات میں سے کسی

کا ایسا ولیمہ نہیں کیا جیسا ولیمہ ام المومنین حضرت زینب بنتِ جحش کا کیا تھا۔ اس موقع پر آپ نے ایک بکری ذبح کر کے دعوتِ ولیمہ کی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۶۸ الولیمة ولو بشاة

۹۰۳ —— حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ المومنین حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگوں کی دعوت کی اور کھانا کھانے کے بعد سب لوگ بیٹھ کر باہم باتیں کرنے لگے جبکہ آپ اندر تشریف لے جانے کی فکر کر رہے تھے مگر یہ لوگ اٹھنے کا نام ہی نہ لیتے تھے جب آپ نے یہ بات محسوس کی تو آپ مجلس میں سے اُٹھ گئے اور جب آپ اُٹھے تو آپ کے ساتھ باقی لوگ بھی اُٹھ گئے لیکن تین شخص پھر بھی بیٹھے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر جا کر جب واپس اندر تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ لوگ ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد وہ لوگ بھی اُٹھ گئے تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ وہ سب چلے گئے ہیں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے، میں نے بھی اندر جانا چاہا مگر آپ نے درمیان میں پردہ ڈال دیا اس موقع پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی (یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ۔ الآیہ۔ الاحزاب ۵۳) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کے گھروں میں بلا اجازت مت چلے آیا کرو۔" الی آخرہ۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۳۳ - سورہ احزاب: باب ۸
قوله (لا تدخلوا بیوت النبی) الآیه

۹۰۴ —— حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آیۂ حجاب کے بارے میں لوگوں میں سب سے زیادہ باخبر میں ہوں، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس کے متعلق مجھ سے پوچھا کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تھا، یہ نکاح مدینہ میں ہوا تھا تو رات گزارنے کے بعد صبح کو دن چڑھے آپ نے لوگوں کو کھانے پر بلایا تھا، لوگوں کے چلے جانے کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے تو آپ کے ساتھ کچھ دوسرے لوگ بھی بیٹھے رہ گئے یہ دیکھ کر آپ اٹھے اور چل کر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے دروازہ تک تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی گیا پھر آپ نے خیال فرمایا کہ اب تک وہ لوگ جا چکے ہوں گے چنانچہ آپ اور میں دونوں واپس آئے تو دیکھا کہ سب لوگ اسی طرح اپنی جگہ بیٹھے ہیں تو آپ اور آپ کے ساتھ میں بھی دوبارہ واپس چل پڑے اور اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازہ تک گئے اور پھر واپس آئے، اَب وہ لوگ جانے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان دروازے کا پردہ گرا دیا اور اسی موقع پر آیۂ حجاب نازل ہوئی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۰ الاطعمة: باب ۵۹ قول الله تعالٰے
(فاذا طعمتم فانتشروا)

۹۰۵ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بھی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا (والدہ حضرت انسؓ) کے قریب سے گزرتے تھے آپ کے پاس تشریف لے جاتے اور انھیں سلام کرتے۔ پھر حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے اُمّ المومنین حضرت زینبؓ سے شادی کی تو ام سلیمؓ مجھ سے کہنے لگیں : کیا اچھا ہوتا اگر آج ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کرتے! میں نے بھی ان کی تائید کی اور کہا کہ ضرور بھیجو (چنانچہ انھوں نے کچھ کھجوریں اور گھی اور پنیر لیا اور سب چیزوں کا ایک پتھر کی ہانڈی میں مالیدہ یعنی حیسہ بنا کر میرے ہاتھ آپؐ کی خدمت میں بھیجا جب میں وہ لے کر آپؐ کے پاس پہنچا تو آپؐ نے فرمایا : اسے رکھ دو، اور کچھ لوگوں کے نام بتا کر آپؐ نے فرمایا کہ جا کر ان لوگوں کو بُلا لاؤ اور ان کے علاوہ جو بھی تمھیں ملے اسے بھی دعوت دے دینا! حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپؐ کے ارشاد کی تعمیل کی اور واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گھر لوگوں سے بھرا ہُوا ہے اور آں حضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک حیسہ پر رکھ کر کچھ کلام جو اللہ نے چاہا پڑھا۔ پھر آپؐ نے دس دس آدمیوں کو بلانا شروع کر دیا، انھیں فرماتے تھے کہ بسم اللہ پڑھ کر اپنے آگے سے کھاؤ! حتےٰ کہ سب کھا کر اٹھ گئے اور بہت سے چلے بھی گئے لیکن کچھ لوگ رہ گئے جو بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے، اس سے مجھے بھی تکلیف محسوس ہونے لگی پھر آپؐ ازواج مطہرات کے حجروں کی طرف تشریف لے گئے اور میں بھی آپؐ کے پیچھے گیا اور میں نے عرض کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے اور پردہ ڈال دیا اور میں ابھی حجرے میں ہی تھا کہ آپؐ یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرما رہے تھے : (یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ الاحزاب (۵۳))

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نبیؐ کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو۔ نہ کھانے کا وقت تاکتے رہو، ہاں اگر تمھیں کھانے پر بُلایا جائے تو ضرور آؤ۔ مگر جب کھانا کھا لو تو منتشر ہو جاؤ، باتیں کرنے میں نہ لگے رہو۔ تمھاری یہ حرکتیں نبیؐ کو تکلیف دیتی ہیں مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا"۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی دس سال تک خدمت کی ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۷ النکاح : باب ۶۴ الهدیة للعروس

باب ۱۵ : دعوت قبول کرنے کا حکم

۹۰۶ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کسی شخص کو دعوتِ ولیمہ پر بُلایا جائے تو اسے چاہیے کہ ضرور جائے۔

اخرجه البخاری فی کتاب ۶۷ النکاح : باب ۷۱ حق اجابة الولیمة والدعوة

۹۰۷ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ کہا کرتے تھے : بدترین کھانا اس دعوتِ ولیمہ کا ہے جس میں امیروں کو تو بلایا جائے لیکن غریبوں کو نظر انداز کردیا جائے اور جس شخص نے دعوتِ ولیمہ میں شرکت نہ کی اس نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۷ النکاح : من ترک الدعوۃ فقد عصی اللہ و رسولہ

باب ۱۶ : تین طلاقوں کے بعد مطلّقہ عورت طلاق دینے والے مرد کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتی جب تک دوسرا نکاح نہ کرے اور دوسرا خاوند اس سے جماع کرکے اسے طلاق نہ دے اور اس کی عدّت پوری نہ ہو جائے

۹۰۸ــــ حدیث عائشہ ؓ : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت رفاعہ قرظی ؓ کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا : میں رفاعہؓ کی بیوی تھی انھوں نے مجھے طلاق مغلّظہ (تین طلاقیں) دے دی۔ اس کے بعد میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن الزبیرؓ سے نکاح کرلیا لیکن ان کے پاس جو کچھ ہے اسے صرف کپڑے کے پھندنے سے تشبیہ دیا جاسکتا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا : تم رفاعہؓ کے پاس واپس جانا چاہتی ہو۔ نہیں ! یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم عبدالرحمٰنؓ کی چاشنی ـــــ اور وہ تمھاری چاشنی نہ چکھ لیں (یعنی جب تک تم جماع نہ کرلو) اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ آپؐ کے پاس حاضر تھے اور حضرت خالد بن سعید بن العاص ؓ حاضر ہونے کی اجازت کے منتظر تھے چنانچہ خالد بن سعیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ سن رہے ہیں۔ یہ عورت نبی کریم ﷺ کے حضور کس قسم کی گفتگو بآواز بلند کررہی ہے ــ (یعنی ایسی گفتگو آپؐ کے حضور نامناسب ہے آپ اسے منع کیوں نہیں فرماتے؟)۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۵۲ الشھادات : باب ۳ شھادۃ المختبی

۹۰۹ــــ حدیث عائشہ ؓ : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس نے دوسرا نکاح کرلیا پھر دوسرے خاوند نے بھی اسے طلاق دے دی تو نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا : کیا اس کے لیے پہلے خاوند سے نکاح حلال ہے؟ آپؐ نے فرمایا : نہیں ! اس وقت تک پہلے خاوند سے نکاح جائز نہیں جب تک کہ اس کا یہ خاوند بھی اسی طرح اس کی شیرینی کا ذائقہ نہ چکھ لے جس طرح پہلے خاوند نے چکھا تھا !

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۸ الطلاق : باب ۴ من اجاز طلاق الثلاث

باب۱۷ : جماع کے وقت یہ دُعا مستحب ہے

۹۱۰ ـــــ حدیث ابن عباس ﷺ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیوی سے مباشرت کے وقت یہ دُعا مانگے : بسم اللہ ، اللھم جنبنی الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا۔ " اللہ کے نام سے ! اے اللہ ! بچا ہم کو شیطان سے اور دُور رکھ شیطان کو اس اولاد سے جو تو ہمیں عنایت فرمائے گا " اور اس موقع پر تقدیر الٰہی کے مطابق حمل قرار پا جائے اور بعدازاں اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد کو شیطان کبھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۷ النکاح : باب ۶۶ ما یقول الرجل اذا اتی اھلہ۔

باب۱۸ : جماع " فی القبل " اگلی جانب سے اور پیچھے کی طرف سے بھی جائز ہے بشرطیکہ " دبر " کو نہ چھیڑا جائے

۹۱۱ ـــــ حدیث جابر رضی اللہ عنہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے پیچھے کی جانب سے جماع کرے گا تو اولاد بھینگی پیدا ہو گی ۔ اس پر یہ آیتہ کریمہ نازل ہوئی : نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ۔ البقرہ : ۲۲۳) تمھاری عورتیں تمھاری کھیتیاں ہیں تمھیں اختیار ہے جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ[1] " !

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : ۲ سورۃ البقرہ : باب ۳۹ (نساء کم حرث لکم)

باب۱۹ : عورت کے لیے روا نہیں کہ خاوند کو ہم بستری سے روکے

۹۱۲ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر رات اس سے علحدہ گزارتی ہے تو جب تک واپس نہ آجائے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۷ النکاح : باب ۸۵ اذا باتت المراۃ مھاجرۃ فراش زوجھا

---

[1] یعنی فطرۃً اللہ نے عورتوں کو مردوں کے لیے سیر گاہ نہیں بنایا ہے، بلکہ ان دونوں کے درمیان کھیت اور کسان کا سا تعلق ہے کھیت میں کسان محض تفریح کی خاطر نہیں جاتا بلکہ اس لیے جاتا ہے کہ اس سے پیداوار حاصل کرے ۔ نسل انسانی کے کسان کو بھی انسانیت کی اس کھیتی میں اس لیے جانا چاہیے کہ وہ اس سے نسلِ انسانی کی پیداوار حاصل کرے ۔ خدا کی شریعت کو اس سے بحث نہیں کہ تم اس کھیت میں کاشت کس طرح کرتے ہو، البتہ اس کا مطالبہ تم سے یہ ہے کہ جاؤ کھیت ہی میں اور اس غرض کے لیے جاؤ کہ اس سے پیداوار حاصل ہو ۔ مرتب

باب ۲۱ : "عزل" کے متعلق حکم

۹۱۳ ــــ حدیث ابوسعید خدری ؓ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بنی المصطلق کے لیے گئے تو جنگ میں کچھ عرب عورتیں بطور قیدی ہمارے ہاتھ لگیں اور ہمیں عورتوں کی شدید خواہش ہوئی کیونکہ عورتوں سے علحدہ رہنا ہم پر بہت شاق گزر رہا تھا تو اس موقع پر ہم نے عزل کرنا پسند کیا اور چاہا کہ ان سے اس طرح جماع کریں کہ حمل نہ ٹھہرے لیکن پھر خیال آیا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان موجود ہوں اور ہم آپؐ سے اجازت لیے بغیر عزل کریں یہ مناسب نہیں ہے چنانچہ ہم نے آپؐ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: اور اگر تم عزل نہ کرو تو کیا نقصان ہے؟ کیونکہ قیامت تک جس رُوح کا پیدا ہونا مقدر ہو چکا ہے وہ تو ضرور پیدا ہوگی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۲ غزوۃ بنی المصطلق

۹۱۴ ــــ حدیث ابوسعید خدری ؓ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ قیدی عورتیں ہمارے ہاتھ آئیں تو ہم نے ان سے عزل کیا (یعنی جماع اس طرح کیا کہ انزال اندر نہ ہو اور حمل نہ ٹھہرے) پھر ہم نے نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: یہ تو تم کرتے ہی رہو گے! آپؐ نے تین بار یہی کلمات دہرائے پھر فرمایا: قیامت تک جس رُوح کا پیدا ہونا لکھا جا چکا ہے وہ تو پیدا ہو کر رہے گی خواہ تم کچھ کرو[۲]!

اخرجہ البخاری فی کتاب ۶۷ النکاح: باب ۹۶ العزل

۹۱۵ ــــ حدیث جابر ؓ: حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم عزل کیا کرتے تھے اس زمانہ میں جب کہ قرآن نازل ہو رہا تھا (اگر اللہ تعالیٰ کو منع کرنا ہوتا تو منع فرما دیتا)۔

---

[۱] عزل سے مراد بوقت جماع انزال باہر کرنا ہے تاکہ حمل نہ ٹھہرے۔ مرتبؒ

[۲] ان تمام روایات سے عزل کا جواز ثابت ہوتا ہے لیکن کراہت کے ساتھ کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم یہ عمل کرتے رہو گے لیکن تمھارے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا جسے آنا ہے وہ آکر رہے گا۔ (مرتبؒ)

کتاب الرضاع

رضاعت کے مسائل

باب ۱: رضاعت سے بھی نسب کی طرح رشتہ داری پیدا ہو جاتی ہے اور نکاح حرام ہو جاتا ہے

۹۱۶ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُمّ المومنین حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف فرما تھے کہ اسی وقت میں نے ایک شخص کی آواز سنی جو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ان کے گھر میں آنے کی اجازت طلب کر رہا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرا خیال ہے ــــ یہ شخص حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا ہیں اور آپؐ کے گھر میں (یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں) اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں ــ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تو فلاں شخص یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا ہیں! اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اگر میرے فلاں رضاعی چچا زندہ ہوتے تو کیا وہ بھی میرے پاس آسکتے تھے؟ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ درحقیقت (رضاعت سے بھی نسب کی طرح رشتہ پیدا ہو جاتا ہے اور) جس طرح نسب کے رشتہ سے مخصوص رشتہ دار محرم ہیں، اسی طرح رضاعت کے رشتہ سے بھی محرم بن جاتے ہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۲ الشہادات: باب ۷ الشہادۃ علی الانساب والرضاع المستفیض

۹۱۷ــــ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے حضرت افلح رضی اللہ عنہ نے جو ابوالقعیس کے بھائی تھے اندر آنے کی اجازت طلب کی یہ اس زمانہ کی بات ہے جب حجاب کا حکم آچکا تھا تو میں نے خیال کیا کہ جب تک نبی کریم ﷺ سے اجازت نہ لے لوں مجھے انھیں آنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے، کیونکہ مجھے دودھ ان کے بھائی ابوالقعیس نے تو نہیں پلایا بلکہ میں نے ابوالقعیس کی بیوی کا دُودھ پیا ہے (گویا رشتہ ابوالقعیس کی بیوی سے پیدا ہوا نہ کہ ابولقعیس کے خاندان سے) بعد ازاں جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ابوالقعیس کے بھائی افلح رضی اللہ عنہ نے میرے گھر میں آنے کی اجازت مانگی تھی لیکن میں نے کہہ دیا کہ جب تک آپؐ سے اجازت نہ لے لوں میں اجازت نہیں دے سکتی! اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمھیں اپنے چچا کو آنے کی اجازت دینے میں کیا چیز مانع تھی؟ میں نے عرض کیا: یارسُول اللہ! مجھے اس مرد (ابوالقعیس) نے تو دُودھ نہیں پلایا تھا بلکہ ابوالقعیس کی بیوی نے پلایا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں، انھیں آنے کی اجازت

دو وہ تمھارے چچا ہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۳۳ - سورۃ الاحزاب: باب ۹ قولہ:
(اِنْ تُبْدُوا شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ)

۹۱۸ — حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے حضرت افلح ؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ تو میں نے انھیں اجازت نہ دی — انھوں نے کہا: آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں، حالانکہ میں تو آپ کا چچا ہوں۔ میں نے کہا کیسے؟ انھوں نے کہا: آپ کو میرے بھائی کی بیوی نے دُودھ پلایا تھا اور وہ دودھ ان میں میرے بھائی کی وجہ سے پیدا ہُوا تھا۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ اس کے متعلق میں نے رسُول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: افلح ؓ نے سچ کہا انھیں آنے کی اجازت دے دو!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۲ الشہادات: باب الشہادۃ علی الانساب والرضاع المستفیض

باب ۳: رضاعی بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے

۹۱۹ — حدیث ابن عباس ؓ: حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حمزہ ؓ کی بیٹی کے سلسلہ میں فرمایا تھا: وہ میرے لیے حلال نہیں ہیں! کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں اور رضاعت سے وہ سب افراد (جنھوں نے ایک ہی عورت کا دُودھ پیا ہو) رشتہ دار بن جاتے اور ان میں آپس میں نکاح اسی طرح حرام ہو جاتا ہے جس طرح نسبی رشتہ سے حُرمت پیدا ہوتی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۲ الشہادات: باب الشہادۃ علی الانساب والرضاع المستفیض

باب ۴: ربیبہ (بیوی کے پہلے خاوند کی بیٹی) اور بیوی کی بہن سے نکاح حرام ہے

۹۲۰ — حدیث ام حبیبہ ؓ: ام المومنین حضرت ام حبیبہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسُول اللہ! کیا آپ ﷺ کو حضرت ابوسفیان ؓ کی بیٹی (میری بہن) میں کچھ رغبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں کیا کروں؟ میں نے عرض کیا: آپ ﷺ ان سے نکاح کرلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو؟ میں نے عرض کیا میں اکیلی ہی تو آپ ﷺ کے نکاح میں نہیں ہوں (اور بھی ازداج مطہرات ہیں) اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ آپ ﷺ کی ذات میں جو میرے ساتھ شریک ہو وہ میری بہن ہو۔ آپ نے فرمایا: وہ میرے لیے حلال نہیں ہے میں نے عرض کیا: میں نے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی کے لیے پیغام دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھاری مُراد ام المومنین ام سلمہ ؓ کی بیٹی (دُرّہ ؓ) سے ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تو اگر میری ربیبہ (زوجہ کے پہلے خاوند کی بیٹی) نہ بھی ہوتی تب بھی میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ مجھے اور اس کے باپ کو ثوبیہ ؓ نے دودھ پلایا تھا (یعنی وہ میری رضاعی بھتیجی ہُوئی) تم لوگ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو (نکاح

کے خیال سے) میرے سامنے پیش نہ کیا کرو!۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ٦٧ النکاح: باب ٢٥ (وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ)

باب ٨: حُرمتِ رضاعت صرف اس دُودھ سے پیدا ہوتی ہے جو بھوک میں پلایا گیا ہو

۹۲۱ — حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک شخص موجود تھا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: اے عائشہؓ! یہ شخص کون ہے؟ میں نے عرض کیا میرے دودھ شریک بھائی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اے عائشہؓ اچھی طرح دیکھ لیا کرو کہ کون واقعی بھائی ہے کیونکہ رضاعت کی حُرمت صرف اس شیرخوارگی سے پیدا ہوتی ہے جو (کم سنی میں اور) بھُوک میں ہو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ٥٢ الشهادات: باب الشهادة على الانساب والرضاع المستفيض

باب ١٠: اولاد اسی کی ہے جس کی بیوی یا لونڈی ہے اور شبہات سے بچنے کا حکم

۹۲۲ — حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک لڑکے کے سلسلہ میں جھگڑا ہوگیا۔ حضرت سعدؓ نے کہا: یارسُول اللہ! یہ لڑکا میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے انھوں نے خود میرے سامنے اعتراف کیا تھا کہ یہ لڑکا ان کا بیٹا ہے، آپ (میرے بھائی کے ساتھ) اس کی مشابہت دیکھ لیجیے، اور عبدؓ بن زمعہ نے کہا: یارسُول اللہ! یہ لڑکا میرا بھائی ہے، میرے باپ کے بستر پر اس کی لونڈی کے بطن سے پیدا ہوا تھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی شباہت کو دیکھا کہ واقعی عتبہ سے واضح طور پر مشابہ تھا، اس کے باوجود فرمایا: اے عبد! یہ تمھارا (بھائی) ہے! (قانون یہ ہے کہ) اولاد اسی کی ہوگی جس کی بیوی یا لونڈی کے بستر پر پیدا ہوئی اور زانی کے حصّہ میں محرومی اور بے نصیبی کا پتھر! (اور آپؐ نے ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا) اے سودہؓ بنتِ زمعہ اس لڑکے سے پردہ کیا کرو۔ (حضرت سودہؓ بنتِ زمعہ عبدؓ بن زمعہ کی بہن تھیں اور اس اعتبار سے اس لڑکے کی بھی بہن ہوئیں) چنانچہ حضرت سودہؓ اس کے سامنے کبھی نہیں آئیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ٣٤ البیوع: باب ١٠٠ شراء المملوك من الحربي وهبته وعتقه

۹۲۳ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اولاد اس کی ہے جس کا فراش[1] یعنی بستر ہو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ٨٥ الفرائض: باب ١٨ الولد للفراش حرة كانت او امة

---

[1] عربی محاورے میں فراش اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی کے ساتھ ہم بستر ہو۔ یعنی بیوی یا لونڈی۔ مترجم

باب ۱۱ : اولاد کی نسبت کے معاملہ میں قیافہ شناس کی بات پر عمل کا بیان

۹۲۴ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوشی کی حالت میں میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا : عائشہ! کیا تمھیں معلوم نہیں ؟ مجزز[1] مدلجی آیا اور اس نے حضرت اسامہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کو اس حالت میں دیکھا کہ دونوں ایک ہی چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے اور دونوں کے چہرے ڈھکے ہوئے اور پاؤں چادر سے باہر تھے تو انھیں دیکھ کر کہنے لگا : یہ دونوں پاؤں ایک دوسرے میں سے ہیں ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۵ الفرائض : باب ۳۱ القائف

باب ۱۲ : بعد از زفاف خاوند کو باکرہ بیوی کے پاس کتنے دن اور ثیبہ[2] کے پاس کتنے دن قیام کرنا چاہیے

۹۲۵ ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سُنت یہ ہے کہ کوئی شخص ثیبہ بیوی کی موجودگی میں اگر کنواری لڑکی سے شادی کرے تو اس کے پاس سات دن تک قیام کرے پھر باری مساوی تقسیم کرے اور اگر کنواری بیوی کی موجودگی میں ثیبہ عورت سے شادی کرے تو اس کے پاس تین دن قیام کرے پھر باری مساوی تقسیم کرے ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۷ النکاح : باب ۱۰۱ اذا تزوج الثیب علی البکر

باب ۱۳ : بیویوں کے لیے باریاں مقرر کرنے کا بیان ، سُنّت یہ ہے کہ ہر بیوی کے لیے ایک ایک دن رات مقرر کیا جائے

۹۲۶ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابتدا میں میں ان عورتوں پر غیرت اور شرم محسوس کرتی تھی جو اپنا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہبہ کر دیا کرتی تھیں اور میں سوچتی تھی کیا عورت بھی اپنی ذات ہبہ کر سکتی ہے ــــــ ؟ لیکن پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی : (تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ۔ الاحزاب ۵۱) "تم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے الگ رکھو جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو اور جسے چاہو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بلا لو اس معاملہ میں تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔" تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا : میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب فوراً وہی بات پسند فرما لیتا ہے جو آپ چاہتے ہوں ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : ۳۳ سورة الاحزاب : باب ۷ قوله (ترجی من تشآء منهن)

---

[1] عرب کے ایک مشہور قیافہ شناس کا نام ۔ مترجم

[2] ثیبہ : جس عورت کی بکارت زائل ہو چکی ہو یعنی شادی کے بعد طلاق مل جائے یا بیوہ ہو جائے ۔ مترجم

باب ۱۴ : اپنی باری سوکن کو ہبہ کر دینا جائز ہے

۹۲۷۔۔۔ (حدیث ابن عباس ﷺ): عطاءؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہ ﷺ کے جنازے میں مقام سرف میں شریک ہوئے۔ اس موقع پر حضرت ابن عباس نے کہا: یہ خاتون محترم نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں لہذا تم لوگ جب ان کا جنازہ اٹھاؤ تو اس احترام واکرام سے اٹھانا کہ نہ تو کوئی جھٹکا پہنچے نہ ہلے جلے نہایت نرمی سے اور آہستہ آہستہ لے کر چلنا۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات بیک وقت نو (۹) رہی ہیں جن میں سے آٹھ کے لیے آپؐ نے باریاں مقرر فرما رکھی تھیں اور ایک (ام المومنین حضرت سودہ ﷺ) کی باری مقرر نہیں تھی (آپ نے اپنی باری ام المومنین حضرت عائشہ ﷺ کو ہبہ کر دی تھی)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۴ کثرۃ النساء

باب ۱۵ : دین دار عورت سے نکاح کرنا زیادہ بہتر ہے

۹۲۸۔۔۔ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت سے نکاح چار اوصاف کی بنا پر کیا جاتا ہے: مال و دولت دیکھ کر، اچھے حسب ونسب کی خاطر، حسن وجمال کی وجہ سے' اور دین داری کی بنا پر' تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں! کسی دیندار عورت کے حصول میں کامیابی حاصل کر!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۱۵ الاکفاء فی الدین

باب ۱۶ : کنواری لڑکی سے نکاح کرنا زیادہ بہتر ہے

۹۲۹۔۔۔ حدیث جابر بن عبداللہ ﷺ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم نے کیسی عورت سے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا: ثیبہ سے۔ آپؐ نے فرمایا: تمھیں کنواری لڑکی سے نکاح کرنے میں کیا چیز مانع تھی کہ تم اس سے کھیلتے اور لطف اندوز ہوتے۔ محاربؒ (یکے از راویان حدیث) کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا ذکر عمرو بن دینارؒ سے کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے کنواری لڑکی سے نکاح کیوں نہ کیا کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۱۰ تزویج الثیبات

۹۳۰۔۔۔ حدیث جابر بن عبداللہ ﷺ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا اور وہ اپنے پیچھے سات یا نو بیٹیاں چھوڑ گئے اس لیے میں نے ایک ثیبہ عورت سے شادی کر لی تو مجھ سے جناب نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: جابر! تم نے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! دریافت فرمایا: کنواری

لڑکی سے یا ثیبہ سے ؟ میں نے عرض کیا: ثیبہ سے ۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کنواری لڑکی سے کیوں نہیں کی ؟ کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی ، اور تم اسے ہنساتے اور وہ تمھیں ہنساتی ۔ میں نے عرض کیا : میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا اور وہ بیٹیاں چھوڑ گئے تھے تو مجھے یہ بات نامناسب معلوم ہوئی کہ میں ان ہی کی طرح کی ایک الھڑ اور ناتجربہ کار لڑکی لے آؤں' اس لیے میں نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جو ان کی نگرانی اور اصلاح کر سکے گی ۔ آپ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ تمھارے ارادے میں برکت ڈالے' یا آپ نے فرمایا : بہت اچھا کیا !

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۹ النفقات : باب ۱۲ عون المراۃ زوجھا فی ولدہ

۹۳۱ ـــ حدیث جابر رضی اللہ عنہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا جب ہم اس غزوہ سے واپس لوٹے تو میں ایک سست رفتار اونٹ پر سوار ہو کر جلد چل پڑا اور میرے پیچھے پیچھے ایک اور سوار آیا اور مجھ سے آملا ۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں ! آپ نے دریافت فرمایا : تم جلدی کس لیے چل پڑے ؟ میں نے عرض کیا : میں نے نئی نئی شادی کی ہے ۔ فرمایا : تم نے باکرہ سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے ؟ میں نے عرض کیا : ثیبہ سے ! فرمایا : تم نے کنواری لڑکی سے کیوں شادی نہیں کی جس سے تم کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں پہنچ گئے اور گھروں میں داخل ہونے لگے تو آپ نے فرمایا : ٹھہرو ! جب رات ہو جائے یعنی عشاء کے وقت گھروں میں جانا تاکہ پریشان بالوں والی کنگھی چوٹی کر لے اور جس نے شوہر کے غیر حاضر ہونے کی وجہ سے زائد بالوں کی صفائی نہ کی ہو وہ استرا کر لے ۔

اور اسی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا : اے جابر ! اب جماع کرنا اور بچہ پیدا کرنا ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۷ النکاح : باب ۱۲۱ طلب الولد

۹۳۲ ـــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک غزوے میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ میرا اونٹ تھک گیا اور اس کی وجہ سے میں پیچھے رہ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا : جابر ! میں نے عرض کیا : جی ـــ ! آپ نے دریافت فرمایا : کیا بات ہے ؟ کس حال میں ہو ؟ میں نے عرض کیا : میرے اونٹ نے تھکن کی وجہ سے دیر لگائی اور میں پیچھے رہ گیا چنانچہ آپ (اپنی سواری سے) اترے اور اپنی مڑے ہوئے سرے کی لکڑی کا کنڈا میرے اونٹ کی گردن میں ڈال کر ـــ اپنی طرف کھینچا اور پھر فرمایا : سوار ہو جاؤ ! جب میں اس پر سوار ہوا تو وہ اس قدر تیز ہو گیا کہ میں اسے روکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھ جائے ۔ آپ نے دریافت فرمایا : کیا تم نے شادی کی ہے ؟ میں نے عرض کیا : ہاں ! فرمایا : کنواری سے یا ثیبہ سے ؟ میں نے عرض کیا : کنواری نہیں بلکہ ثیبہ سے ! آپ نے فرمایا : کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی' جو تم سے کھیلتی اور تم اس سے کھیلتے ؟ میں نے عرض کیا : میری کئی بہنیں ہیں

اس لیے میں نے پسند کیا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو سنبھال سکے، ان کی کنگھی چوٹی کرے اور انکی دیکھ بھال بھی کرے، پھر آپؐ نے فرمایا: اب جبکہ تم اپنے گھر جا رہے ہے تو گھر جا کر جماع میں کوتاہی نہ کرنا! پھر فرمایا: کیا تم اپنا یہ اُونٹ فروخت کرنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں! چنانچہ آپؐ نے مجھ سے ایک اوقیہ چاندی کے عوض اسے خرید لیا بعد ازاں نبی کریم ﷺ تو (مدینہ میں) مجھ سے پہلے پہنچ گئے اور میں دُوسرے دن پہنچا۔ جب ہم مسجد میں آئے تو میں نے نبی کریم ﷺ کو مسجد کے دروازے پر موجود پایا، آپؐ نے دریافت فرمایا: اب پہنچے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اُونٹ یہیں چھوڑ دو اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو! میں نے اندر جا کر دو رکعتیں پڑھیں، پھر آپؐ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ایک اوقیہ چاندی تول کر مجھے دے دیں، حضرت بلالؓ نے میرے لیے چاندی تولی اور جھکتی ڈنڈی تولی۔ چنانچہ میں وہ لے کر چلا اور ابھی میں مُڑا ہی تھا کہ آپؐ نے حکم دیا: جابر کو بلاؤ! میں نے دل میں کہا: کہ اب آپؐ یہ اُونٹ پھر مجھے واپس لوٹا دینگے ـــــ جبکہ مجھے اس سے شدید نفرت تھی ـــــ آپؐ نے فرمایا: اپنا یہ اونٹ بھی لے لو اور اس کی قیمت بھی رکھ لو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع : باب ۳۴ شراء الدواب

باب ۱۸ : عورتوں سے حُسنِ سُلوک کا بیان

۹۳۳ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت پسلی کی ہڈی سے مُشابہ ہے (ٹیڑھی ہے) اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ دو گے اور اگر اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو فائدہ اٹھاتے رہو اور اس میں جو کجی ہے وہ باقی رہے گی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح : باب ۷۹ المداراة مع النساء

۹۳۴ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے اور (آپؐ نے فرمایا) عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ کیونکہ عورتیں پسلی سے بنی ہیں اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی سب سے اوپر والی پسلی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو بھی وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ چنانچہ تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح : باب ۸۰ الوصاة بالنساء

---

[1] عورت کو پسلی سے تشبیہ دینے میں اشارہ ہے اس بات کی جانب کہ پہلی عورت حضرت حوّا کی تخلیق آدم علیہ السلام کی پسلی سے ہوئی تھی اور تشبیہ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ ان کی کجی اور کج خلقی کو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے اور ان سے معاملہ کرتے وقت حکمت اور تدبر سے کام لینا چاہیے۔

(مرتبؒ)

۹۳۵۔ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا، اور اگر حوّا نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۱ خلق آدم صلوات اللہ علیہ وذرّیتہ

---

[1] گوشت نہ سڑتا، اشارہ ہے اس بات کی طرف جو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے لالچ میں آکر سلویٰ کا گوشت ذخیرہ کر لیا تھا جبکہ انھیں اس بات سے منع کر دیا گیا تھا تو وہ گوشت سڑ گیا اور اسی وقت سے گوشت سڑنا شروع ہو گیا۔ اور حوّا کی خیانت سے مراد یہ ہے کہ یہ حضرت حوّا تھیں جنھوں نے حضرت آدم کو شجرِ ممنوعہ کا پھل کھانے پر آمادہ کیا اور یہی خصلت اولادِ آدم و حوا میں جاری و ساری ہے۔ خیانت سے مراد کوئی اور حرکت ہرگز نہیں ہے۔ (مرتبؒ)

کتاب الطلاق

طلاق کے مسائل

باب ۱: حیض کی حالت میں عورت کی مرضی کے بغیر طلاق دینا حرام ہے لیکن اگر کوئی شخص دے دیگا تو واقع ہو جائیگی لیکن اسے حکم دیا جائے کہ رجوع کرلے

۹۳۶ ـــ حدیث ابن عمرؓ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی، اس سلسلہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: انھیں (عبداللہ بن عمرؓ کو) حکم دو کہ وہ اس طلاق سے رجوع کرلیں اور اپنی بیوی کو اس وقت تک روکیں جب تک کہ وہ حیض سے فارغ ہو کر پاک نہ ہو جائے اور پھر اسے حیض آئے اور پھر پاک ہو، اس کے بعد چاہیں تو اسے روکے رکھیں اور چاہیں تو طلاق دے دیں لیکن اس اثنا میں اسے ہاتھ نہ لگائیں یہی وہ عدت ہے جس کے حساب سے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۸ الطلاق: باب ۱ قول اللہ تعالیٰ (یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصوا العدۃ)

۹۳۷ ـــ (حدیث ابن عمرؓ) : یونس بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے (بحالت حیض طلاق دینے کے بارے میں) پوچھا، تو انھوں نے کہا: ابن عمرؓ نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی جب حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپؐ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہیں کہ اس سے رجوع کرلیں اور پھر جب عدت شروع ہونے کا وقت آئے تو اسے پھر طلاق دیں (جو طلاق کا صحیح طریقہ ہے اس کے مطابق) میں نے دریافت کیا: کیا وہ طلاق (جو بحالت حیض دی تھی) طلاق شمار ہوگی؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! کیا اگر کوئی شخص عاجز و مجبور ہو کر یا حماقت سے طلاق دے دے تو وہ طلاق شمار نہ ہوگی؟

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۸ الطلاق: باب ۴۵ مراجعۃ الحائض

باب۳ : اگر کوئی شخص طلاق کی نیّت کے بغیر بیوی سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اس پر کفارہ واجب۱ ہوگا

۹۳۸ــــ حدیث ابن عباس ﷺ: حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے کہا کہ جو شخص اپنی بیوی سے کہے "تو مجھ پر حرام ہے"۔ وہ کفارہ دے اور آپ نے یہ آیت تلاوت کی: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ - احزاب ۲۱) "درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ تھا"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۶۶- سورة المتحرم : باب (یا ایها النبی لم تحرم ما احل الله لك)

۹۳۹ــــ حدیثِ عائشہ ﷺ: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش کے ہاں ٹھہر کر شہد تناول فرمایا کرتے تھے تو میں نے اور امّ المومنین حضرت حفصہ ﷺ نے باہم مشورہ کیا کہ ہم دونوں میں سے جس کے گھر بھی نبی کریم ﷺ تشریف لائیں تو وہ آپؐ سے عرض کرے، کہ آپؐ سے مغافیر کی بُو آ رہی ہے، کیا آپؐ نے مغافیر۲ کھایا ہے؟ چنانچہ جب آپؐ ان دونوں میں سے ایک کے پاس تشریف لائے تو اس نے یہی بات کہی۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں! میں نے تو زینبؓ بنت جحشؓ کے پاس شہد پیا تھا اور اب کبھی نہیں پیوں گا اس موقع پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی: (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ...... إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ تک التحریم ۴)

"اے نبیؐ، تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے؟ (کیا اس لیے کہ) تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو؟۔ اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ نے تم لوگوں کے لیے اپنی قسموں کی پابندی سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہی علیم و حکیم ہے۔ (اور یہ معاملہ بھی قابلِ توجّہ ہے کہ) نبیؐ نے ایک بات اپنی ایک بیوی سے راز میں کہی تھی۔ پھر جب اس بیوی نے (کسی اور پر) وہ راز ظاہر کر دیا اور اللہ نے نبیؐ کو (اس افشائے راز کی) اطلاع دے دی تو نبیؐ نے اس پر کسی حد تک (اس بیوی کو) خبردار کیا، اور کسی حد تک اس سے درگزر کیا۔ پھر جب نبیؐ نے اسے (افشائے راز کی) یہ بات بتائی تو اس نے پوچھا آپؐ کو اس کی کس نے خبر دی؟ نبی نے کہا: مجھے اس نے خبر دی جو سب کچھ جانتا اور خوب باخبر ہے۔ اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے)"۔

---

۱ قسم کا کفارہ دے جو یا تو دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا یا اگر ان میں سے کسی چیز کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا ہے۔ مترجم

۲ مغافیر مغفور کی جمع ہے۔ ابن قتیبہؒ نے لکھا ہے کہ مغفور ایک قسم کا گوند ہے جس کا مزا میٹھا لیکن بُو ناپسندیدہ ہوتی ہے۔ مرتب

اس میں "تم دونوں" سے مُراد اُم المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت حفصہ ﷞ ہیں اور وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ الخ یعنی راز کی بات سے مُراد آپؐ کا یہ فقرہ ہے جو آپؐ نے جواباً فرمایا تھا: "نہیں! میں نے تو زینب بنتِ جحش کے پاس شہد پیا تھا۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۸ الطلاق: باب ۸ لم تحرم ما احل الله لك

۹۴۰ـــحدیثِ عائشہ ﷝: ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو شہد اور شیرینی بہت مرغوب تھی اور آپؐ کا معمول تھا کہ نمازِ عصر سے فارغ ہو کر ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے جایا کرتے اور ان میں سے کسی ایک سے قربت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ ام المومنین حضرت حفصہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے اور وہاں معمول سے زیادہ دیر ٹھہرے جس کی وجہ سے مجھے رشک آیا، پھر میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہُوا کہ حضرت حفصہ ؓ کو ان کے قبیلہ کی کسی عورت نے شہد کی ایک کُپی بطور تحفہ بھیجی تھی تو انھوں نے نبی کریم ﷺ کو اس میں سے کچھ شہد پلایا تھا۔ چنانچہ میں نے خود سے طے کیا کہ میں اس سلسلہ میں ضرور کوئی حیلہ کروں گی (کہ آپؐ آئندہ یہ شہد نوش نہ فرمائیں) چنانچہ میں نے اُم المومنین حضرت سودہ بنتِ زمعہ ﷝ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب آپ کے پاس تشریف لائیں ـــ اور آپ کے قریب آئیں تو آپ کہیے گا: کیا آپؐ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپؐ یقیناً فرمائیں گے: "نہیں"، تو آپ کہیے گا: پھر یہ بُو کیسی ہے جو مجھے آپ سے آرہی ہے؟ آپؐ یقیناً فرمائیں گے کہ مجھے حضرت حفصہ ؓ نے تھوڑا سا شہد پلایا تھا۔ اس پر کہیے گا: غالباً مکھی شہد لینے کے لیے درختِ عرفط (جس کا گوند مغافیر کہلاتا ہے) پر بیٹھی ہوگی اور یہی بات میں کہوں گی اور اے صفیہ ؓ آپ بھی یہی کہیے گا! حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت سودہ ؓ نے (بعدازاں مجھ سے کہا) کہ بخدا! پھر جونہی نبی کریم ﷺ دروازے پر تشریف لائے تو میں نے تمھارے ڈر سے فوراً وہ بات آپؐ سے کہنا چاہی جو تم نے مجھ سے کہی تھی۔ بہرحال جب آپؐ حضرت سُودہ ؓ سے قریب ہوئے تو حضرت سودہ ؓ نے آپؐ سے کہا: یارسُول اللہ! کیا آپؐ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "نہیں"! حضرت سودہ ؓ نے کہا: پھر یہ بو کیسی ہے جو مجھے آپؐ سے آرہی ہے؟ فرمایا: (حضرت حفصہ ؓ نے مجھے قدرے شہد پلایا تھا۔ حضرت سودہ ؓ نے کہا: ہوسکتا ہے مکھی نے "عرفط" چُوس لیا ہو، بعدازاں جب آپؐ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی آپؐ سے یہی کچھ کہا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ جب آپؐ حضرت حفصہ ؓ کے پاس تشریف لے گئے اور انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں شہد پیشِ خدمت کروں؟ تو آپؐ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں!

حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ حضرت سودہ ؓ نے (بعدازاں) مجھ سے کہا: بخدا! ہم نے آپؐ کو شہد سے محروم کردیا ہے تو میں نے ان سے کہا: چُپ رہو!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۸ الطلاق: باب ۸: لم تحرم ما احل الله لك

باب۴ : جب تک طلاق کی نیّت نہ ہو عورت کو رہنے نہ رہنے کا اختیار دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

۹۴۱ــــ حدیثِ عائشہ ؓ : اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسُول اللہ ﷺ کو حکم ہُوا کہ اپنی ازواجِ مطہرات کو اختیار دیں کہ وہ دُنیا اور آخرت میں کسی ایک کو منتخب کرلیں تو جناب نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے مجھ سے بات کی اور فرمایا : میں تم سے ایک معاملہ کا ذکر کرتا ہوں لیکن تم اس سلسلہ میں جلد بازی سے کام نہ لینا اور جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کرلو کچھ نہ کہنا ! حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ آپؐ کو اس بات کا یقین تھا کہ میرے والدین مجھے کسی صُورت میں آپؐ سے علٰحدہ ہونے کا مشورہ نہ دیں گے۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ یہ ہدایت دینے کے بعد آپؐ نے فرمایا : اللہ تبارک وتعالٰی فرماتا ہے : (یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا .... اَجْرًا عَظِیْمًا تک الاحزاب ۲۸-۲۹)

" اے نبیؐ اپنی بیویوں سے کہو، اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کردوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کی طلب گار ہو تو جان لو کہ تم میں سے جو نیکو کار ہیں اللہ نے ان کے لیے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔"

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں : میں نے عرض کیا کہ آخر اس میں کون سی ایسی بات ہے جس کے سلسلہ میں مَیں اپنے والدین سے مشورہ لوں ؟ میں تو اللہ، رسول اللہ اور دارِ آخرت کی طالب ہوں۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد تمام ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین نے وہی جواب دیا جو میں نے دیا تھا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : ۳۳ - سُورۃ الاحزاب : باب ۵ قوله (وان کنتن تردن اللہ و رسُوله والدار الاٰخرۃ)

۹۴۲ــــ حدیث عائشہ ؓ : معاذہ ؒ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی : (تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْھُنَّ وَتُؤْوِیْٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ط الاحزاب ۵۱)

" تم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے الگ رکھو جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو اور جسے چاہو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بُلا لو، اس معاملہ میں تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔" تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کسی ایک زوجہ مطہرہ کی باری کے دن دوسری زوجہ کے پاس رہنے کی اجازت طلب کر لیا کرتے تھے۔ معاذہ ؒ کہتی ہیں کہ میں نے امّ المومنین حضرت عائشہ ؓ سے دریافت کیا کہ آپ کیا جواب دیتی تھیں (جب آپ سے اجازت طلب فرماتے) ؟ کہنے لگیں، میں کہتی تھی : یارسولؐ اللہ ! اگر میرا اختیار رہوتا

تو میں تو ہرگز یہ نہ چاہتی کہ آپؐ کے قرب کے معاملہ میں کسی کے لیے ایثار کروں ۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۶۵ التفسير: ۳۳- سورة الاحزاب: باب قوله (تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ)

۹۴۳ — حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (طلاق لینے یا نہ لینے) کا اختیار دیا تھا تو ہم نے اللہ اور رسول اللہ کا انتخاب کیا تھا اور اس اختیار دینے کو آپؐ نے ہمارے حق میں کچھ بھی (یعنی طلاق وغیرہ) خیال نہیں کیا تھا ۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۶۸ الطلاق: باب ۵ من خير نساءه

باب ۵: بیوی سے کنارہ کش رہنے کی قسم کھانے (ایلا) اور بیوی کو اختیار دینے کا بیان نیز ارشاد باری تعالیٰ: (وان تظاهرا عليه) کی تفسیر

۹۴۴ — حدیث عمر بن الخطاب ؓ: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں پورے ایک سال تک حضرت عمرؓ سے ایک آیت کے بارے میں دریافت کرنے کا ارادہ کرتا رہا لیکن مجھے آپ کے رعب کی وجہ سے پوچھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی حتیٰ کہ جب آپ حج کے لیے روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ حج کے لیے گیا واپسی کے سفر میں ہم ابھی راستے میں ہی تھے کہ حضرت عمرؓ اپنی ضرورت سے اُتر کر پیلوؤں کے جھنڈ کی طرف گئے تو میں آپ کے انتظار میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ آپ فارغ ہو کر واپس آئے۔ اس وقت آپ کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے میں نے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ میں سے وہ دو حرم محترم کون ہیں جنہوں نے کسی سلسلہ میں آپؐ کے بارے میں باہم اتفاق رائے کر لیا تھا؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ اُم المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت حفصہ ؓ تھیں۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا: خدا کی قسم! میں ایک سال سے اس بات کے متعلق آپ سے پوچھنے کا ارادہ کر رہا ہوں لیکن آپ کی ہیبت دریافت کرنے میں مانع تھی۔ آپ نے فرمایا: آئندہ ایسا نہ کرنا! جس بات کے متعلق تمھیں یہ خیال ہو کہ مجھے معلوم ہے وہ ضرور مجھ سے پوچھ لیا کرو! اگر مجھے معلوم ہوگی تو میں تم کو بتا دیا کرونگا۔ پھر حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ بخدا! ہم زمانہ جاہلیت میں عورتوں کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے عورتوں کے سلسلہ میں جو احکام نازل فرمانے تھے نازل فرمائے اور ان کو جو حقوق دلوانے تھے دلوائے۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے کسی کام کے سلسلہ میں کچھ سوچ بچار کر رہا تھا کہ میری بیوی نے کہا کہ اگر تم ایسا کرتے اور یہ کرتے تو بہتر ہوتا! میں نے اس سے کہا: تم کو بولنے کا کیا حق ہے اور تم یہاں کیوں آئی ہو اور جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس میں کیوں دخل انداز ہوتی ہو؟ اس نے مجھ سے کہا کہ اے ابن خطاب تم پر حیرت ہے، تم یہ چاہتے ہو کہ کوئی تم سے بات اور سوال و جواب ہی نہ کرے! جب کہ تمھاری صاحبزادی رسول اللہ ﷺ سے بھی سوال و جواب کر لیتی ہے اور بسا اوقات

نوبت اس حدتک پہنچ جاتی ہے کہ دن بھر ناراضگی رہتی ہے۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات سن کر میں اسی وقت اپنی چادر لے کر اٹھ کھڑا ہوا اور ام المومنین حضرت حفصہؓ کے گھر پہنچا، اور ان سے دریافت کیا: اے بیٹی! کیا تم رسول اللہ ﷺ کو اس طرح جواب دیتی ہو کہ آپؐ (بعض دفعہ) دن بھر ناراض رہتے ہیں؟ حضرت حفصہؓ نے کہا: بخدا! ہم تو آپؐ سے سوال جواب کر لیتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا: خوب ذہن نشین کر لو (کہ یہ اچھی بات نہیں ہے) میں تم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور رسول اللہ ﷺ کے غضب سے ڈراتا ہوں، اے بیٹی! تم اسکی دیکھا دیکھی دھوکہ نہ کھانا جس کو اس کے حسن اور رسول اللہ ﷺ کی محبت نے نازاں کر دیا ہے (آپ کی مراد ام المومنین حضرت عائشہؓ سے تھی)

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں حضرت حفصہؓ کے گھر سے نکل کر سیدھا ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا کیونکہ ان سے میری رشتہ داری تھی اور میں نے ان سے اس معاملہ پر گفتگو کی، حضرت ام سلمہ نے کہا: اے ابن خطابؓ! تم پر حیرت ہے، تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگے ہو حتیٰ کہ اب تم چاہتے ہو کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ان کی ازواج مطہرات کے درمیان بھی مداخلت کرو اور انھوں نے اس سختی سے مجھے آڑے ہاتھوں لیا کہ اس سلسلہ میں جو کچھ میرے دل میں تھا (یعنی غصہ یا مداخلت کرنے کا خیال) وہ سب نکل گیا، اور میں آپ کے پاس سے واپس چلا آیا۔

میرا ایک انصاری ساتھی تھا، جب میں غیر حاضر ہوتا تو وہ مجھے (دربار نبویؐ کی) خبریں مہیا کیا کرتا تھا اور جب وہ غیر حاضر ہوتا تو میں اسے سب معلومات اور اطلاعات دیا کرتا تھا، ان دنوں ہم پر غسان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کا خوف سوار تھا کیونکہ ہمیں یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے اس لیے ہر وقت اس کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔ پھر اچانک (ایک دن) میرے انصاری رفیق نے آکر میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: کھولو کھولو! میں نے پوچھا: کیا غسانی آگیا؟ کہنے لگا نہیں! اس سے بھی بڑی بات ہو گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے کنارہ کش ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا: حفصہؓ اور عائشہؓ کی ناک خاک آلود ہو! (یہ سب ان دونوں کا کیا دھرا ہے) پھر میں نے کپڑے پہنے اور گھر سے نکل گیا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپؐ اپنے بالاخانے میں تشریف فرما ہیں جس پر سیڑھی کے ذریعے چڑھا جاتا تھا اور سیڑھیوں میں آپؐ کا حبشی غلام کھڑا تھا، میں نے اس سے کہا: آپؐ کو اطلاع دو کہ عمرؓ بن الخطاب حاضر ہے۔ چنانچہ آپؐ نے مجھے حاضر ہونے کی اجازت دے دی۔

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ سارا قصہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیان کیا حتیٰ کہ جب میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بات پر پہنچا تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے اس وقت آپؐ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور آپؐ کے جسم مبارک اور چٹائی کے درمیان میں کوئی بچھونا نہ تھا اور سر مبارک کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی

چھال بھری ہوئی تھی۔ آپؐ کے پاؤں کے پاس سلم[1] کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سرہانے کی طرف کچّے چمڑے لٹکے ہوئے تھے اور میں نے دیکھا کہ آپؐ کے پہلو پر چٹائی کے نشانات پڑ گئے ہیں تو میں رو پڑا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: تم رو کیوں رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: یا رسُول اللہ! قیصر و کسریٰ تو کیسی عیش و عشرت میں ہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہو کر اس حالت میں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ ان کے لیے صرف دُنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت؟

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۶۶ - سورة المتحرم: باب ۲ تبتغی مرضات ازواجك

۹۴۵ — حدیث عمرؓ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے مدت سے یہ آرزو تھی کہ حضرت عمر بن الخطاب سے نبی کریم ﷺ کی ان دو ازواجِ مطہرات کے متعلق دریافت کروں جن کے بارے میں یہ ارشادِ باری تعالیٰ نازل ہُوا ہے (اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ التحریم-۴) "اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے) کیونکہ تمھارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں"۔ (لیکن پوچھنے کا موقع نہ ملتا) حتیٰ کہ جب حضرت عمرؓ نے حج کیا اور میں بھی آپ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوا تو سفر کے دوران حضرت عمرؓ ایک جگہ راستے سے علیحدہ ہو کر ایک طرف گئے اور میں بھی آپ کے ہمراہ پانی کا چھاگل لے کر اسی طرف گیا، اس جگہ آپ حوائج ضروریہ سے فارغ ہُوئے پھر جب واپس آئے تو میں نے چھاگل سے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور آپ نے وضو کیا، اس موقع پر میں نے کہا: اے امیرالمومنین! ازواجِ مطہراتؓ میں سے وہ دو محترم ازواج کون سی ہیں جن کے بارے میں آیۂ کریمہ (ان تتوبا الی اللّٰه فقد صغت قلوبکما) نازل ہوئی؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے ابن عباسؓ تم پر حیرت ہے (تم نے اب تک کیوں نہ پُوچھا)! وہ ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت حفصہؓ ہیں۔

بعد ازاں حضرت عمرؓ نے پوری بات سنائی اور کہنے لگے کہ میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ ہم دونوں محلّہ بنی اُمیہ بن زید میں سکونت پذیر تھے، یہ قبیلہ مدینہ کے مضافات میں واقع تھا اور ہم دونوں جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں باری باری یکے بعد دیگرے حاضر ہوا کرتے تھے یعنی ایک دن وہ آیا کرتے تھے اور ایک دن میں حاضر ہوتا تھا۔ چنانچہ جس دن میں حاضر ہوتا تو اس دن کے تمام واقعات از قبیل نزولِ وحی وغیرہ ان سے بیان کرتا اور جس دن وہ دربارِ نبویؐ میں حاضر ہوتے وہ بھی ایسا ہی کرتے (ہر بات مجھے بتا دیتے) اور ہم اہلِ قریش ایسے لوگ تھے جو عورتوں پر غالب رہتے تھے لیکن جب ہم انصاریوں کے پاس (مدینہ میں) آئے تو ہم نے دیکھا کہ ان لوگوں پر ان کی عورتیں حاوی تھیں — یہاں آنے کے بعد ہماری عورتوں نے بھی انصاری عورتوں کے طور طریقے اختیار کرنا شروع کر دیے، پھر ایک موقع پر میں نے اپنی بیوی کو

[1] ایک درخت کا نام جس کے پتے چمڑے کی دباغت کے کام آتے ہیں۔ مرتّب

ڈانٹا تو انھوں نے مجھے جواب دیا۔ میں نے اس کے جواب دینے پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔اس پر وہ کہنے لگی: آپ میرے جواب دینے کو اتنا کیوں ناپسند کرتے ہیں؟ جبکہ بخدا! نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات آپؐ کو بھی جواب دے لیتی ہیں اور لبا اوقات ان میں سے کوئی زوجہ آپؐ سے سارا دن رات تک بول چال بند رکھتی ہے۔ یہ بات سن کر میں سخت پریشان ہو گیا اور میں نے اس سے کہا کہ ازواج مطہرات میں سے اگر کسی نے ایسا کیا تو سخت گھاٹے میں رہے گی۔

پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور اتر کر ام المومنین حضرت حفصہؓ کے ہاں پہنچا اور ان سے کہا: اے حفصہؓ! کیا یہ درست ہے کہ تم میں سے کوئی ایک نبی کریم ﷺ سے پورا پورا دن رات تک ناراض رہتی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! میں نے کہا: پھر تو تم ناکام و نامراد ہو گئیں! کیا تم اس بات سے بے خوف ہو کہ رسول اللہ کی ناراضگی کی وجہ سے تم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اور تم تباہ و برباد ہو جاؤ۔ خبردار! نبی کریم ﷺ سے کبھی زیادہ تقاضے اور مطالبے نہ کرو، نہ کبھی آپؐ سے کسی بات پر حجت بازی کرو اور نہ کبھی آپؐ سے روٹھ کر بیٹھو۔ تمھیں جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے مانگو اور یاد رکھو! تمھیں یہ چیز دھوکا نہ دے کہ تمھاری ہمسائی (ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) تم سے زیادہ حسین وجمیل اور نبی کریم ﷺ کو زیادہ محبوب ہیں (اور ایسی باتیں کر لیتی ہیں)۔

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ان دنوں ہم آپس میں اکثر اس موضوع پر گفتگو کرتے رہتے تھے، کہ حاکم غسان ہم پر حملہ کرنے کے لیے کیل کانٹے سے لیس ہے اور گھوڑوں کے نعل لگوا رہا ہے، پھر ایک دن اپنی باری پر میرا ساتھی دربار نبویؐ میں حاضر ہونے کے لیے گیا اور عشاء کے وقت لوٹا اور آکر اس نے بڑے زور سے دروازہ پیٹا اور پکار کر پوچھا: کیا کوئی ہے؟ میں گھبرا گیا اور جھپٹ کر باہر نکلا تو وہ کہنے لگا: آج بڑا غضب ہو گیا! میں نے پوچھا: کیا ہوا، کیا غسانی آگیا؟ کہنے لگا: نہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑی اور ہولناک بات ہو گئی ہے نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی۔ میں نے کہا: حفصہؓ تباہ و برباد ہو گئیں! مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ یہ سب عنقریب ہو کر رہے گا۔ پھر میں نے کپڑے پہنے اور نماز فجر نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھی، نماز کے بعد نبی کریم ﷺ اپنے بالا خانے میں تشریف لے گئے اور سب سے کنارہ کش ہو کر بیٹھ گئے۔ میں اسی وقت ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس گیا، دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں! میں نے پوچھا روتی کیوں ہو؟ کیا میں نے تم کو اسی دن سے بچنے کی تنبیہ نہیں کی تھی؟ کیا نبی کریم ﷺ نے تم سب کو طلاق دے دی؟ کہنے لگیں: مجھے کچھ نہیں معلوم، بس اتنا پتہ ہے کہ آپؐ بالا خانے میں سب سے الگ تھلگ ہو کر تشریف فرما ہیں۔ پھر میں وہاں سے نکل کر منبر کے پاس آیا تو اس کے گرد لوگ جمع تھے جن میں بعض رو رہے تھے، میں بھی تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھا رہا، پھر مجھ پر میری پریشانی اور اضطراب نے غلبہ کیا اور میں اُٹھ کر اس بالا خانہ کے پاس آیا جہاں آپؐ تشریف فرما تھے اور حبشی لڑکے سے کہا: عمرؓ کے لیے حاضر ہونے کی اجازت طلب کرو! چنانچہ وہ گیا اور جا کر اس نے نبی کریم ﷺ سے بات کی اور واپس آکر بتایا: میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

درخواست کی تھی اور آپ کا ذکر بھی کیا تھا لیکن نبی کریم ﷺ خاموش رہے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں پھر واپس آکر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر کے گرد جمع تھے پھر مجھ پر میری بے چینی اور پریشانی کا غلبہ ہُوا اور میں نے پھر حبشی لڑکے سے کہا: جاؤ عمرؓ کے لیے اجازت طلب کرو! وہ پھر گیا اور واپس آکر اس نے پھر بتایا کہ میں نے آپؐ کی خدمت میں آپ کا ذکر کیا تھا لیکن آپؐ نے جواب نہیں دیا! میں واپس آکر پھر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر کے گرد جمع تھے لیکن مجھ پر پھر اضطراب اور پریشانی کا غلبہ ہُوا اور میں نے پھر اس لڑکے سے آکر کہا: جاؤ عمرؓ کے لیے اجازت طلب کرو! وہ پھر گیا اور واپس آکر اس نے پھر وہی جواب دیا کہ میں نے آپ کا ذکر کیا تھا مگر آپؐ خاموش رہے لیکن جب میں جانے کے لیے مڑا تو خلاف توقع اس لڑکے نے مجھے پُکارا اور کہنے لگا: نبی کریم ﷺ نے آپ کو حاضر ہونے کی اجازت دے دی۔

اجازت ملنے پر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو میں نے دیکھا کہ آپؐ پٹھے سے بُنی ہُوئی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں، آپؐ کے نیچے کوئی بچھونا بھی نہیں ہے۔ چٹائی کی بُنت کے نشانات آپ کے پہلو پر نمایاں نظر آرہے ہیں اور چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی آپؐ کے سرہانے ہے۔ میں نے آپؐ کو سلام کیا اور کھڑے کھڑے ہی عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے؟ میرے سوال پر آپؐ نے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: نہیں! یہ سن کر میں نے کہا: اللہ اکبر! پھر میں نے کھڑے کھڑے ہی ماحول کا بوجھل پن دُور کرنے کے لیے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کاش آپؐ میری طرف متوجہ ہوں! ہم اہلِ قریش عورتوں پر غالب رہتے تھے لیکن جب ہم مدینہ میں آئے تو یہ لوگ ایسے واقع ہوئے تھے کہ ان پر ان کی عورتیں حکومت کرتی تھیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کاش آپؐ میری طرف توجہ فرمائیں! میں حضرت حفصہؓ کے پاس بھی گیا تھا اور ان سے کہا تھا: کہ تم اپنی ہمسائی یعنی حضرت عائشہؓ کی وجہ سے دھوکہ نہ کھا جانا وہ نہ صرف تم سے زیادہ حسین وجمیل ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب بھی ہیں۔ میری یہ بات سن کر آپؐ دُوسری مرتبہ مُسکرائے۔ جب میں نے دیکھا کہ آپؐ مسکرا رہے ہیں تو میں بیٹھ گیا اور اب جو میں نے نظر اٹھا کر آپ کے گھر کو پوری طرح دیکھا تو مجھے وہاں کوئی قابلِ ذکر چیز نظر نہ آئی سوائے تین عدد کچی کھالوں کے۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجیے کہ وہ آپؐ کی امّت کو فارغ البالی اور خوش حالی عطا فرمائے، کیونکہ رومیوں اور اہل فارس کو ہر قسم کی فراغت وکشادگی میسّر ہے اور انھیں دُنیا کا مال ودولت خوب عطا کیا گیا ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔

میری یہ بات سُن کر آپؐ سیدھے ہوکر بیٹھ گئے جب کہ پہلے آپؐ تکیہ کی ٹیک لگائے تشریف فرما تھے پھر فرمایا: اے ابنِ خطابؓ! کیا تم ان خیالوں میں ہو؟ یہ تو وہ قومیں ہیں جن کو ان کی پسندیدہ چیزیں اس دنیوی زندگی میں ہی فی الفور عطا کر دی گئیں (اور ان کے لیے آخرت میں کچھ نہیں رہا)۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لیے اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ میری غلطی معاف فرمائے۔

دراصل بات یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے انتیس راتوں کے لیے کنارہ کش ہو گئے تھے اس بات کی وجہ سے جو حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کو بتا دی تھی اور جس کے نتیجہ میں آپؐ کو شدید رنج پہنچا تھا اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ میں ایک ماہ تک ان کے پاس نہ جاؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس فیصلہ پر اظہار ناپسندیدگی فرمایا تھا۔

پھر جب انتیس راتیں گزر گئیں تو آپؐ سب سے پہلے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ نے تو قسم کھائی تھی کہ آپؐ ایک ماہ تک ہمارے پاس تشریف نہ لائیں گے اور آپؐ نے انتیسویں رات سے ہی تشریف لانا شروع کر دیا، میں تو ایک ایک دن گنتی رہی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ اور یہ مہینہ انتیس دن کا ہی تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: پھر اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر[1] نازل فرمائی تو اس موقع پر بھی آپؐ نے اپنی تمام ازواج میں سے سب سے پہلے مجھ سے ہی استفسار فرمایا تھا اور میں نے آپؐ کو اختیار کر لیا تھا۔ پھر آپؐ نے اپنی باقی تمام ازواج کو اختیار دیا اور سب نے وہی جواب دیا جو امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۸۳ موعظة الرجل ابنته لحال زوجها

باب ۶ : جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں وہ نفقہ کی حق دار نہیں

۹۴۶ ــــ (حدیث عائشه و فاطمه بنت قیس رضی اللہ عنہما): اُم المومنین حضرت عائشہؓ کے متعلق روایت ہے کہ آپؐ نے فاطمہ بنت قیسؓ کے بارے میں کہا: فاطمہ بنت قیسؓ کو کیا ہو گیا ہے! کیا اللہ سے نہیں ڈرتی؟ حضرت عائشہؓ کا مقصد یہ تھا کہ فاطمہ بنت قیسؓ یہ کہتے کیا خدا سے نہیں ڈرتیں کہ مطلّقہ عورت نہ رہائش کی حق دار ہے نہ نفقہ کی[2]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۸ الطلاق: باب ۴۱ قصة فاطمة بنت قیس رضی اللہ عنہا

---

[1] آیۂ تخییر یعنی ارشاد باری تعالیٰ: (یایها النبی قل لازواجك ان کنتن تردن الحیاة الدنیا و زینتها الخ الاحزاب ۲۸-۲۹) "اے نبی اپنی بیویوں سے کہو، اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کی طالب ہو تو جان لو کہ تم میں سے جو نیکوکار ہیں اللہ نے ان کے لیے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے"۔ (مرتبؒ)

[2] ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کہنے کا کہ فاطمہ بنت قیسؓ کو کیا ہو گیا ہے جو یہ کہتی ہیں کہ "مطلقہ عورت کو نہ رہائش کا حق ہے نہ نان نفقہ کا" اور ایسا کہتے ہوئے خدا سے نہیں ڈرتیں۔ مفہوم یہ ہے کہ فاطمہ بنت قیس جانتی ہیں کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے گھر میں عدّت گزارنے کا جو حکم دیا تھا وہ ایک مجبوری کی بنا پر تھا نہ کہ یہ عام حکم تھا (باقی اگلے صفحہ

۹۴۷ــــ حدیث عائشہ و فاطمہ بنت قیس ﷝ : عروہ بن الزبیرؒ نے اُم المومنین حضرت عائشہ رضؓ سے ذکر کیا : کیا آپ نے دیکھا نہیں ؟ فلانہ بنت الحکم کو کہ اسے خاوند نے طلاق مغلظہ دے دی ہے اور وہ اس گھر سے نکل کر کہیں اور چلی گئی ہے ۔ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا : اس نے بُرا کیا ! پھر عروہؒ نے کہا : کیا آپ نے فاطمہ بنت قیسؓ کی وہ بات نہیں سنی جو وہ کہتی ہیں[1] ؟ آپؓ نے کہا : فاطمہ رضؓ کے لیے اس بات کا بیان کرنا اچھا نہیں ہے[2] ۔

اخرجه البخاري في : كتاب ۶۸ الطلاق : باب ۴۱ قصة فاطمة بنت قيس

باب ۸ : وضع حمل سے مُطلّقہ اور بیوہ دونوں کی عِدّت پُوری ہو جاتی ہے

۹۴۸ــــ حدیث سبیعہ بنت حارث ﷝ : حضرت سبیعہ رضؓ حضرت سعد بن خولہ ﷝ کی بیوی تھیں ، یہ صاحب قبیلہ بنی عامر بن لوی سے تعلّق رکھتے تھے اور غزوۂ بدر میں شریک ہونے کا شرف حاصل کر چکے تھے ، حضرت سعد بن خولہ رضؓ کا حجۃ الوداع کے موقع پر انتقال ہُوا ۔ انتقال کے وقت ان کی بیوی سبیعہؓ حاملہ تھیں اور حضرت سعد کی وفات کے چند دن بعد ہی ان کے بچّہ ہو گیا ، چنانچہ حضرت سبیعہ رضؓ نے نفاس (زچگی) سے فارغ ہوتے ہی بناؤ سنگار شروع کر دیا تاکہ انھیں نکاح کے پیغام آنے لگیں ، اسی اثنا میں ان کے پاس حضرت ابوالسنابل بن بعککؓ ، جو قبیلہ بنی عبدالدار سے تعلق رکھتے تھے ، آئے اور کہنے لگے : یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں تم تو بناؤ سنگار کیے بیٹھی ہو تاکہ نکاح کے پیغام آنے لگیں ، کیا تم واقعی نکاح کیا چاہتی ہو ؟ بخدا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :

ــــ اب فاطمہ رضؓ یہ کہتی ہیں کہ آپؐ نے عدّت دوسری جگہ گزارنے کی اجازت دے دی تھی اور اس کا سبب نہیں بیان کرتیں ، ایسا کرنا غلط ہے دراصل فاطمہ بنت قیسؓ کا قصہ مسلم میں کتاب الطلاق حدیث نمبر ۴۸ میں اس طرح مذکور ہے : ابوبکر بن جہمؒ روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس رضؓ نے مجھ سے بیان کیا : میرے خاوند ابوعمر بن حفص رضؓ نے مجھے طلاق بھیج دی اور اس کے ساتھ پانچ صاع کھجور اور پانچ صاع جَو بھیجے تو میں نے کہا کہ کیا میرا نفقہ صرف اسی قدر ہے ؟ اور کیا میں عدت کے دن تمہارے گھر میں نہیں گزاروں گی ؟ انھوں نے کہا : نہیں ! چنانچہ میں نے اپنے کپڑے سنبھالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی ۔ آپؐ نے دریافت فرمایا : تم کو کتنی طلاقیں دی ہیں ؟ میں نے عرض کیا : تین ! آپؐ نے فرمایا : پھر تو وہ سچا ہے ! تمھیں نفقہ کا حق نہیں پہنچتا ۔ تم ایسا کرو عدّت کے دن اپنے چچازاد ابن ام مکتوم رضؓ کے گھر گزارو ، کیونکہ وہ نابینا ہیں تم وہاں اپنے کپڑے بھی اتار سکو گی ! اور تمھاری عدّت پوری ہو جائے تو مجھے خبر کر دینا ۔ فاطمہ رضؓ کہتی ہیں کہ اس اثنا میں مجھے کئی لوگوں کی طرف سے نکاح کے پیغامات آئے جن میں معاویہ رضؓ اور ابوالجہیم رضؓ کے پیغامات بھی شامل تھے ۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشورہ دیتے ہوئے فرمایا : معاویہؓ تو غریب اور تنگ دست شخص ہے اور ابوجہم رضؓ کے بارے میں سنا گیا ہے کہ وہ عورتوں پر سختی کرتا ہے یا مارتا ہے یا اسی قسم کی کچھ باتیں مشہور ہیں لہٰذا تم حضرت اسامہ بن زیدؓ سے نکاح کر لو ۔ (مرتبؒ)

[1] یعنی وہ جو کہتی ہیں کہ مطلقہ کے لیے نفقہ اور رہائش کا حق نہیں ہے اور وہ دوسری جگہ رہ سکتی ہے ۔ مترجم

[2] فاطمہ بنت قیسؓ کا واقعہ ۹۴۶ کے حاشیہ میں بیان ہو چکا ہے ۔ مترجم

تم یقیناً نکاح نہیں کر سکتیں جب تک کہ چار ماہ دس دن کی عدّت پوری نہ کر لو! سبیعہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب انھوں نے یہ بات کہی اسی دن شام کے وقت میں اپنے کپڑے اوڑھ پہن کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے آپؐ سے اس کے متعلق مسئلہ دریافت کیا تو آپؐ نے فتویٰ دیا کہ: ــــ بچہ پیدا ہوتے ہی میری عدت پوری ہو چکی ہے اور اجازت دی کہ اگر کوئی صورت پیدا ہو تو میں نکاح کر سکتی ہوں۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٤ المغازي: باب ۱ حدثني عبد الله بن محمد الجعفي

۹۴۹ ــــ حدیث اُمِّ سلمہ ؓ: حضرت ابوسلمہ رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے پاس ایک شخص آیا ــــ اس وقت حضرت ابوہریرہ ؓ بھی تشریف فرما تھے ــــ اور اس نے پوچھا: مجھے ایسی عورت کے بارے میں فتویٰ دیجیے جس کے ہاں خاوند کی وفات کے چالیس دن بعد بچہ پیدا ہو گیا ہو (کیا اس کی عدّت پوری ہو گئی؟) حضرت ابن عباس نے فرمایا: دونوں مدّتوں میں سے جو مدت بعد میں ختم ہوتی ہو اس کے مطابق عدت پوری کرے[1] میں نے کہا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: (وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ الطلاق-۴) "اور حاملہ عورتوں کی عدّت کی حد یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔"

حضرت ابوہریرہ ؓ نے بھی میری تائید کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنے بھتیجے (ابوسلمہؒ) کے ساتھ ہوں، چنانچہ حضرت ابن عباس ؓ نے اپنے غلام کریبؒ کو ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ کی خدمت میں بھیج کر ان سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت ام سلمہ ؓ نے فرمایا: حضرت سبیعہ اسلمیہ ؓ کے خاوند شہید ہو گئے تھے اور وہ حاملہ تھیں تو ان کے ہاں خاوند کی وفات کے چالیس دن بعد بچّہ پیدا ہوا اس کے بعد ان کو نکاح کے پیغام آنے لگے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان کو نکاح کی اجازت دیدی اور ان کو نکاح کا پیغام دینے والوں میں حضرت ابوالسنابل ؓ بھی شامل تھے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٥ التفسير: ٦٥ سورة الطلاق: باب ۲ (و اولات الاحمال الخ)

باب ۹: جس عورت کا خاوند مر جائے اس کے لیے سوگ واجب ہے اس کے علاوہ کسی کے لیے تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں

۹۵۰ ــــ حدیث ام حبیبہ، زینب بنت جحش، ام سلمہ اور زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہن: حضرت

[1] یعنی مطلقہ کی عدت (چار مہینے دس دن) اور حاملہ کی عدّت (وضع حمل) دونوں عدتوں میں سے جس کی مدّت زیادہ طویل ہو اس کے مطابق عدت پوری کرے، مثلاً اگر بچہ چار مہینے دس دن سے پہلے پیدا ہو جائے تو اسے چار مہینے دس دن پورے ہونے تک عدت گزارنی ہوگی اور اگر اس کا وضع حمل اس وقت تک نہ ہو تو اس کی عدت اس وقت پوری ہو گی جب وضع حمل ہو جائے لیکن یہ مسلک صرف حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ہے اور علماء امامیہ اسی کے قائل ہیں لیکن صحابہ کرامؓ کی اکثریت مثلاً حضرت ابوہریرہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ ائمہ اربعہ اور اکابر فقہاء کا مسلک بھی یہی ہے کہ وضع حمل ہوتے ہی عدّت پوری ہو جائے گی۔ مترجم

زینب بنتِ ابی سلمہ بیان کرتی ہیں کہ جب ام المومنین حضرت اُم حبیبہ ﷞ کے والد حضرت ابوسفیان ﷛ کا انتقال ہوا تو میں آپ کے ہاں گئی حضرت ام حبیبہؓ نے ایک زردی مائل خوشبو منگوائی، یہ خوشبو غالباً خلوق تھی یا کوئی دوسرے قسم کی تھی الغرض انھوں نے وہ خوشبو پہلے ایک لڑکی کے لگائی پھر ہاتھ اپنے گالوں پر پھیر لیے بعد ازاں فرمایا: بخدا! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی، یہ جو میں نے لگائی ہے اس کا باعث یہ ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سُنا ہے: کسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، یہ جائز نہیں ہے کہ کسی مرنے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے سوائے خاوند کے، کہ خاوند کے مرنے پر بیوی کو چار ماہ دس دن عدّت گزارنا ضروری ہے۔

زینب بنتِ ابی سلمہ بیان کرتی ہیں کہ پھر میں اس موقع پر جب ام المومنین حضرت زینب بنتِ جحش ﷞ کے بھائی کا انتقال ہوا تھا۔ حضرت زینبؓ کے ہاں گئی تو انھوں نے بھی خوشبو منگوائی اور اس میں سے کچھ لگائی بعد ازاں فرمایا: بخدا! حقیقت یہ ہے کہ مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی بات دراصل یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے سُنا ہے: کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو۔ یہ جائز نہیں ہے کہ کسی مرنے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے سوائے خاوند کے، کہ خاوند کے مرنے پر بیوی کی عدّت چار ماہ دس دن ہے۔

زینب بنت ابی سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت ام سلمہؓ کو کہتے سُنا ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میری بیٹی کا خاوند وفات پا گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے کیا میں اس کی آنکھوں میں سُرمہ لگا دوں؟ آپؐ نے فرمایا: "نہیں"! اس عورت نے دو یا تین بار یہی بات دریافت کی اور آپؐ نے ہر بار منع فرما دیا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب تو اس کی عدّت صرف چار ماہ دس دن ہے جبکہ زمانۂ جاہلیت میں تم عورتوں کو پورے سال کے بعد "مینگنی پھینکنے" کی اجازت ملتی تھی۔

حمیدؒ (جنھوں نے زینب بنت سلمہؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے) کہتے ہیں میں نے حضرت زینبؓ سے دریافت کیا: یہ پورے سال کے بعد مینگنی پھینکنے والی بات کا مفہوم کیا ہے؟ انھوں نے کہا: زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تھا تو وہ ایک گھونسلے نما تنگ و تاریک کوٹھڑی میں داخل ہو جاتی تھی اور پھر اسی کے اندر رہتی تھی، اسے بدترین کپڑے پہننے پڑتے تھے اور خوشبو کو تو ہاتھ بھی نہ لگا سکتی تھی، یہاں تک کہ جب ایک سال اسی حالت میں گزر جاتا تو کوئی جانور مثلاً گدھا، بکری یا کوئی پرندہ اس کے پاس لایا جاتا اور اس کو چھُو کر وہ اپنی عدّت توڑتی اور بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ وہ جانور جس سے عورت اپنی عدّت توڑتی زندہ رہتا ہو، اکثر ہلاک ہو جاتا تھا پھر وہ وہاں سے نکلتی تھی تو اسے ایک مینگنی دی جاتی تھی جسے وہ پھینکتی تھی اس کے بعد اسے اجازت ہوتی تھی کہ وہ جو خوشبو وغیرہ چاہے لگائے۔

مالکؒ (حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی) سے دریافت کیا گیا کہ "عدت توڑنے" سے کیا مراد ہے؟ کہنے لگے: عورت اس جانور کو اپنی جلد کے ساتھ مس کرتی تھی (بس یہی عدت توڑنا کہلاتا تھا)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۸ الطلاق: باب ۴۶ تحد المتوفی عنہا زوجہا اربعۃ اشہر و عشراً

۹۵۱ — حدیث اُمّ عطیہ ؓ: حضرت اُمّ عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم کو منع کر دیا گیا تھا کہ ہم کسی مرنے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ منائیں سوائے خاوند کے، خاوند کے مرنے پر عورت کو چار ماہ اور دس دن عدّت پوری کرنے کا حکم تھا، ان ایام میں ہم کو نہ سُرمہ لگانے کی اجازت تھی نہ خوشبو کی، اور ثوب عصب[1] کے سوا ہر قسم کا رنگ دار کپڑا پہننا بھی منع تھا البتہ ہمیں یہ اجازت تھی کہ حیض سے پاک ہو کر جب کوئی عورت غسل کرے تو کُست[2] اظفار" (ایک خوشبو کا نام) کی قلیل مقدار استعمال کرلے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶ الحیض: باب ۱۲ الطیب للمرأۃ عند غسلہا عن المحیض

---

[1] ثوب عصب: یعنی چادریں مُراد ہیں، جن کا سُوت خام حالت میں رنگ لیا جاتا تھا اور بعد ازاں کپڑا بُنا جاتا تھا جس سے اس میں کہیں ہلکا کہیں گہرا رنگ نظر آتا تھا۔

[2] ایک مرکب خوشبو ہے اس کا تلفظ کئی طرح ہے مثلاً کست، قسط اور کسط۔ اسی طرح ظِفار، ظُفار اور اظفار بولا جاتا ہے بہر حال یہ عربوں کی مخصوص خوشبو ہے۔ مترجم

کتاب اللِّعان[1]

۹۵۲ ــــ حدیث سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے عاصم رضی اللہ عنہ! مجھے بتاؤ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے شخص کو دیکھے تو کیا اس کو قتل کر دے جس کے بعد تم لوگ قصاص میں اس کو قتل کر دو؟ یا وہ کیا کرے؟ اے عاصم رضی اللہ عنہ! آپ میرے لیے یہ مسئلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیجیے۔ چنانچہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سوالات کو جو اس سلسلہ میں پوچھے گئے برا اور معیوب گردانا حتیٰ کہ اس کے متعلق جو کچھ عاصم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ ان پر شاق گزرا۔

چنانچہ جب عاصم رضی اللہ عنہ گھر لوٹ کر آئے اور عویمر رضی اللہ عنہ نے آکر دریافت کیا کہ اے عاصم رضی اللہ عنہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا تو عاصم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تم میرے پاس کوئی بھلائی لے کر نہیں آئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو جو میں نے آپ سے پوچھا تھا ناپسند فرمایا۔ یہ سن کر عویمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: خدا کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق ضرور پوچھ کر رہوں گا! چنانچہ عویمر یہ کہہ کر چل پڑے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے جب کہ آپ لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بتائیے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ دوسرے شخص کو (محو اختلاط) دیکھے تو کیا کرے؟ کیا اسے قتل کر دے؟ اگر قتل کرتا ہے تو قانون اسے قصاص میں قتل کردیگا۔ تو پھر ایسی صورت میں وہ کیا کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تمھارے اور تمھاری بیوی کے بارے میں حکم نازل فرما دیا ہے لہذا جاؤ اور اسے اپنے ساتھ لے کر یہاں آؤ۔

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (وہ دونوں حاضر ہوئے اور) انھوں نے باہم لعان کیا۔ میں اس وقت سب لوگوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، پھر جب یہ دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اب اگر میں اسے بیوی بنا کر رکھتا ہوں تو اس کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ میں نے

---

[1] لعان: لفظی معنیٰ ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا، اصطلاحاً اس سے وہ قولی شہادت مُراد لی جاتی ہے جو خاوند اور بیوی ایکدوسرے کے خلاف مخصوص کلمات کے ذریعہ سے اس صورت میں دیتے ہیں جب خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور گواہ پیش نہ کر سکے اور جس میں آخری الفاظ یہ ہوتے ہیں کہ اگر یہ شہادت دینے والا یا دالی جھوٹ بولے تو اس پر خدا کی لعنت ہو، اس کے بعد میاں بیوی میں ہمیشہ کے لیے جُدائی ہو جاتی ہے اور بعد ازاں وہ ایک دوسرے سے کبھی نکاح نہیں کر سکتے۔ مترجم

اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے، چنانچہ انھوں نے اس سے پہلے ہی کہ رسول اللہ ﷺ اسے کوئی حکم دیتے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۸ الطلاق باب ۴ من اجاز طلاق الثلاث

۹۵۳ــــ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لعان کرنے والوں سے فرمایا: تم دونوں کا حساب اب اللہ کے سپرد ہے تم میں سے ایک جھوٹا ہے (پھر آپؐ نے خاوند سے فرمایا)؛ اب تجھے اس عورت پر کسی قسم کا اختیار نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا مال؛ فرمایا: تیرا اب کوئی مال نہیں ہے! تو نے جو الزام لگایا تھا اگر اس میں تو سچا ہے تو جو مال تو نے دیا تھا وہ بدلہ ہے اس بات کا کہ وہ عورت تجھ پر حلال ہوگئی تھی اور تو اس سے فائدہ اٹھاتا رہا ہے اور اگر تو نے جھوٹا الزام لگایا تھا تو تجھے اس مال کا اور بھی حق نہیں پہنچتا اور اس مال پر تیرے مقابلہ میں اس عورت کا حق زیادہ ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۸ الطلاق: باب ۵۳ المتعة للتی لم یفرض لها

۹۵۴ــــ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص اور اس کی بیوی کے مابین لعان کروایا تو مرد نے بچے سے انکار کردیا پھر آپؐ نے ان دونوں میں تفریق کرادی اور بچے کو ماں کی طرف منسوب کردیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۸ الطلاق: باب ۳۵ یلحق الولد بالملاعنة

۹۵۵ــــ حدیث ابن عباس ؓ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے لعان کا ذکر کیا گیا تو عاصم بن عدی ؓ نے اس کے بارے میں کچھ باتیں کیں پھر وہ چلے گئے۔ اس کے بعد ان کے پاس ان کے قبیلہ کا ایک شخص آیا اور شکایت کرنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک شخص کو (نامناسب حالت میں) دیکھا ہے۔ عاصمؓ کہنے لگے کہ میں اس بلا میں اپنی باتوں کی وجہ سے مبتلا ہوا ہوں۔ چنانچہ عاصمؓ اس کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس شخص نے آپؐ کو اس مرد کے متعلق بتایا جس کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھا تھا۔ یہ شخص (مدّعی) زرد رنگ کا دبلا پتلا اور سیدھے بالوں والا تھا اور جس پر اس نے یہ الزام لگایا تھا کہ اسے اپنی بیوی کے ساتھ دیکھا ہے وہ پُر گوشت پنڈلیوں والا گندمی رنگ اور بھرے ہوئے جسم کا تھا لہٰذا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو حقیقتِ حال واضح کردے! چنانچہ جب اس عورت کے بچہ ہوا تو وہ اس شخص سے مشابہ تھا جس پر اس عورت کے خاوند نے الزام لگایا تھا کہ اسے میں نے اپنی بیوی کے ساتھ دیکھا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کے مابین لعان کروایا۔

ایک شخص نے جو مجلس میں موجود تھا حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا: کیا یہ وہی عورت تھی جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر میں گواہوں کے بغیر کسی کو سنگسار کرتا ہوتا تو اس عورت کو کرتا۔

توحضرت ابن عباس رضؓ نے کہا : نہیں ! وہ دوسری عورت تھی جو اسلامی دَور میں بھی علانیہ بدکاری کرتی تھی ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۸ الطلاق : باب ۳۱ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت راجماً بغیر بینۃٍ ،

۹۵۶ ـــــ حدیث مغیرہ بن شعبہ ؓ : حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے کہا : اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو دیکھوں تو اسے کسی حالت میں معاف نہ کروں ، اور ضرور تلوار سے قتل کر دوں ! حضرت سعد ؓ کے اس قول کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا : تم سعدؓ کی غیرت پر تعجب کرتے ہو ؟ بخدا ! میں اس سے کہیں زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے اور یہ اللہ کی غیرت ہی ہے جس کی وجہ سے اس نے بے حیائی کی تمام قسموں کو کھلی ہوں یا چھپی حرام قرار دے دیا ہے اور کسی شخص کو اللہ سے زیادہ عذر پسند نہیں اسی وجہ سے اس نے (اپنے رسولوں کو) بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا (تاکہ گنہ گار سزا سے پہلے عذر معذرت اور توبہ کر لیں) اور کسی شخص کو اللہ سے زیادہ مدح پسند نہیں ہے اسی لیے اس نے (اپنی حمد و ثنا کرنے والوں کیلیے) جنّت کا وعدہ فرمایا ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹۷ التوحید : باب ۲۰ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا شخص اَغیر من اللہ

۹۵۷ ـــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا : یارسول اللہ ! میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا رنگ سیاہ ہے (جب کہ میرا رنگ سیاہ نہیں ہے) آپ ؐ نے فرمایا : کیا تمھارے پاس اونٹوں کا ریوڑ ہے ؟ عرض کیا : ہاں ہے ۔ فرمایا : ان کے رنگ کیا کیا ہیں ؟ عرض کیا : ـــــ سرخ رنگ کے ہیں ۔ آپ ؐ نے فرمایا : کیا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے ؟ عرض کیا : ہاں خاکی بھی ہیں ۔ آپ ؐ نے فرمایا : پھر یہ خاکی رنگ کا کہاں سے آ گیا ؟ کہنے لگا : ممکن ہے اس میں اس کے آباؤ اجداد میں سے کسی کا رنگ آ گیا ہو ۔ آپ ؐ نے فرمایا : تو ہو سکتا ہے تمھارے اس بیٹے نے بھی اپنے آباؤ اجداد میں سے کسی کا رنگ لے لیا ہو !

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۸ الطلاق : باب ۲۶ اذا عرض بنفی الولد

کتاب العتق

۹۵۸ــــ حدیث عبداللہ بن عمر ﷺ: حضرت عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مشترک ملکیت والے غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کرے تو اگر اس کے پاس اتنا مال ہو جس سے غلام کی بقیہ قیمت ادا ہو سکے تو غلام کی دستوری (واجبی) قیمت لگا کر دوسرے شریکوں کو ان کے حصہ کی رقم اس کے مال میں سے ادا کر دی جائے گی اور پورا غلام اسی کی طرف سے آزاد ہو گا، وگرنہ جتنا حصہ اس نے آزاد کیا ہے اس غلام کا اسی قدر حصہ آزاد ہو گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۹ العتق: باب ۴ اذا اعتق عبدًا بین اثنین

باب ۱: غلام محنت مزدوری کر کے اپنی قیمت ادا کرے

۹۵۹ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کرے اس پر لازم ہے کہ اپنے مال سے ہی اس کی خلاصی کرائے (پورا آزاد کرا دے) لیکن اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام کی واجبی قیمت لگائی جائے اور غلام محنت مزدوری کر کے باقی قیمت خود ادا کر کے آزاد ہو جائے مگر اس سلسلہ میں اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۷ الشرکۃ: باب ۵ تقویم الاشیاء بین الشرکاء بقیمۃ عدل

باب ۲: "ولا" اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے

۹۶۰ــــ حدیث عائشہ ﷺ: امّ المومنین حضرت عائشہ رضہ بیان کرتی ہیں کہ بریرہ ﷺ نے آکر

---

[1] مثلاً زید اور عمر ایک غلام میں نصف نصف کے شریک تھے۔ زید نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو زید کو چاہیے کہ عمر کے حصہ کی قیمت بھی خود ادا کر کے پورا غلام آزاد کر دے لیکن اگر زید کے پاس مال نہ ہو تو غلام کی مناسب قیمت مقرر کر کے غلام سے کہا جائے گا کہ وہ مزدوری کر کے بقایا نصف قیمت خود ادا کرے اور آزاد ہو جائے لیکن یہ امر غلام کی مرضی پر موقوف ہے، جبر نہیں کیا جائے گا: (مرتب)

مجھ سے اپنی "مکاتبت"[1] میں مدد طلب کی کیونکہ وہ اس وقت تک اپنی کتابت" کی مقررہ رقم میں سے کچھ ادا نہ کر سکی تھیں، تو ان سے میں نے کہا: اپنے مالکوں سے بات کرو اگر وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ میں تمھاری مکاتبت کی رقم ادا کر دوں تو میں اس کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ وہ یہ تسلیم کریں کہ تمھارا "ولا"[2] میرے لیے ہوگا، چنانچہ بریرہ نے اس بات کا ذکر اپنے آقاؤں سے کیا لیکن وہ نہ مانے اور کہنے لگے کہ ام المومنین حضرت عائشہ اگر ثواب کی خاطر تمھاری مکاتبت کی ادائیگی کرنا چاہتی ہیں تو کر دیں لیکن ولا ہمارا ہوگا، پھر اس کا ذکر میں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: تم خرید کر آزاد کر دو! اور ولا بہرحال اسی کا ہوگا جو آزاد کرے گا۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں: پھر نبی کریم ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہیں چنانچہ جو شخص کوئی ایسی شرط عاید کرے جو کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ لغو اور غیر موثر ہوگی خواہ وہ ایسی سو شرطیں لگائے۔ وہی شرط درست اور محکم ہے جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۵۰ المكاتب: باب ۲ ما يجوز من شروط المكاتب

۹۶۱ ــــ حديث عائشة ؓ: ام المومنین حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ بریرہ ؓ کی وجہ سے تین قانون دریافت ہوئے، ان میں سے ایک یہ تھا کہ جب وہ آزاد ہوئیں تو انھیں اپنے نکاح کو باقی رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار دیا گیا، (دوسرے) نبی کریم ﷺ نے (انہی کے معاملہ میں) فرمایا: "ولا" اس کے لیے ہے جو غلام کو آزاد کرے (تیسرے) نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو ہنڈیا گوشت سے لبالب بھری ہُوئی پک رہی تھی لیکن آپ کی خدمت میں روٹی اور گھر کا عام سالن پیش کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: کیا میں نہیں دیکھ رہا کہ ہنڈیا میں گوشت موجود ہے؟ عرض کیا گیا: وہ تو ہے، لیکن صدقہ کا ہے! جو حضرت بریرہ ؓ کو کسی نے دیا تھا اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ آپ نے فرمایا: وہ اس (بریرہ ؓ) کے لیے صدقہ تھا، لیکن اب (جب اس کی طرف سے ہمیں ملے گا تو) ہمارے لیے ہدیہ ہوگا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۶۸ الطلاق: باب ۱۴ لا يكون بيع الامة طلاقاً

باب ۳: "ولا" کو بیچنے اور ہبہ کرنے کی ممانعت

۹۶۲ ــــ حديث ابن عمر ؓ: حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے "ولا" کے

---

[1] مالک اور غلام کے مابین یہ معاہدہ طے پا جاتا ہے کہ غلام محنت مزدوری کر کے اپنی مقررہ قیمت کے برابر رقم ادا کرے اور آزاد ہو جائے اس کو کتابت یا مکاتبت کہتے ہیں اور مالک اور مملوک دونوں مکاتب کہلاتے ہیں۔

[2] ولا۔ یہ ایک شرعی (قانونی) حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کردہ غلام پر حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ آزاد کنندہ اپنے آزاد کردہ غلام کا "وارث عصبہ" قرار پاتا ہے۔ ولا کے لفظی معنی مدد، دوستی، محبت قرابت داری وغیرہ ہیں لیکن اس لفظ کا استعمال غلام آزاد کرنے کے ساتھ مخصوص ہے۔ (مرتب ومترجم)

فروخت کرنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۴۹ العتق : باب ۱۰ بیع الولاء وھبتہ

باب ۴ : آزاد کرنے والے کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو "مولا" بنانا حرام ہے

۹۶۳ ــــ حدیث علی ؓ : حضرت علی ؓ نے پکی اینٹوں سے بنے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور آپ کے پاس ایک تلوار تھی جس کے ساتھ ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا: خدا کی قسم! ہمارے پاس کتاب اللہ (قرآن) کے سوا کوئی اور کتاب نہیں ہے جو پڑھی جاتی ہو یا پھر یہ صحیفہ ہے، پھر آپ نے اس صحیفہ کو کھولا تو اس میں اونٹ کی عمروں کا ذکر تھا (یعنی دیت اور زکوٰۃ میں ادا کیے جانے والے اونٹوں کی عمر اور تعداد کا تناسب مذکور تھا) نیز اس صحیفہ میں لکھا ہوا تھا کہ حرم مدینہ کی حد جبل عیر سے فلاں مقام تک ہے لہٰذا اس میں جو شخص کوئی نئی بات (بدعت یا دست درازی) کرے گا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کی فرض عبادت قبول کرے گا نہ نفلی عبادت[1]، اور اس میں یہ بھی درج تھا: اور مسلمانوں میں پاس عہد اور امن دینے کی ذمہ داری سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے، اگر کوئی ادنیٰ مسلمان بھی کسی (غیر مسلم) کو امان دے گا تو اس کا بھی اعتبار کیا جائے گا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے عہد امان کو توڑے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی، ملائکہ کی اور تمام مسلمانوں کی لعنت! نہ اس کی فرض عبادت اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا نہ نفلی عبادت اور اس صحیفہ میں یہ بھی لکھا تھا کہ جو شخص کسی قوم سے اپنے آقاؤں کی اجازت کے بغیر معاہدۂ موالات کرے گا اس پر بھی اللہ، ملائکہ اور سب انسانوں کی لعنت، اس کی کوئی فرض عبادت اور نفلی عبادت اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹۶ الاعتصام : باب ۵ مایکرہ من التعمق والتنازع فی العلم۔

باب ۵ : غلام آزاد کرنے کا ثواب اور فضیلت

۹۶۴ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان (مرد یا عورت) کو آزاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ایک ایک عضو کو جہنم سے چھٹکارا دے گا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۴۹ العتق : باب ۱ ما جاء فی العتق وفضلہ

---

[1] حدیث میں "لایقبل اللہ منہ صرفاً ولا عدلاً" کے الفاظ مذکور ہیں ان کے معانی کی جامعیت اور وسعت بے اندازہ ہے ایک معنیٰ تو وہ ہیں جو ترجمہ کے متن میں درج کیے گئے ہیں دوسرے معنیٰ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ نہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور نہ فدیہ دینے سے اس کی جان چھوٹے گی ان کے علاوہ بھی کئی اور معنیٰ ہو سکتے ہیں۔ مترجم

کتابُ البیوع

باب۱ : بیع ملامسہ اور منابذہ باطل ہے

۹۶۵۔۔۔ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع ملامسہ[۱] اور بیع ملابذہ[۲] سے منع فرمایا ہے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۴ البیوع : باب ۶۳ بیع المنابذہ

۹۶۶۔۔۔ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ دو روزوں سے اور دو قسم کی خرید وفروخت سے منع کیا[۳] جاتا تھا (یعنی نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں) ۱۔ روزے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں کے اور ۲۔ خرید و فروخت ملامسہ اور منابذہ کی۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۰ الصوم : باب ۶۷ الصوم یوم النحر

۹۶۷۔۔۔ حدیث ابوسعید خدری ﷺ : حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دو طرح کے پہناووں سے منع فرمایا ہے اور خرید وفروخت میں بیع منابذہ اور بیع ملامسہ سے منع فرمایا ہے۔ بیع ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کا کپڑا رات کے وقت یا دن کے وقت اپنے ہاتھ سے چھوئے اور اس کپڑے کو چھُو کر صرف بیع کی غرض سے الٹائے۔ اور بیع منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے اور دُوسرا اپنا کپڑا اس کی طرف پھینک دے اور دزبان سے کچھ نہ کہیں) بس یہی ان کی بیع ہو بغیر دیکھے اور بغیر رضامندی کے

---

[۱] بیع ملامسہ سے مراد یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے : اگر میں نے تیرا کپڑا چھُو لیا یا تو نے میرے کپڑے کو چھُو لیا تو سودا پکا ہو گیا ، بعض فقہا کے نزدیک بیع ملامسہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ سامانِ فروخت کو کپڑے کے اُوپر سے چھُو کر دیکھا جائے اس پر نظر نہ ڈالی جائے اور سودا پکا ہو جائے۔ مرتب

[۲] بیع منابذہ کی صورت یہ ہے کہ زبان سے "خریدا" یا "بیچا" کے کلمات ادا کرنے کی بجائے محض چیز کو اٹھا کر خریدار کی طرف پھینک دینے سے سودا پکا کر لیا جائے مثلاً فروخت کنندہ کہے کہ میں اپنا یہ کپڑا دس درہم میں تیری طرف پھینکتا ہوں اور دوسرا اسے سنبھال لے۔ یا یہ کہا جائے کہ جب میں یہ چیز تیری طرف اچھال دوں گا تو سودا پکا ہو جائے گا اور پھر لینے نہ لینے کا اختیار ختم ہو جائیگا۔ مرتب

[۳] منع کیے جانے سے مُراد یہاں حرمت ہے یعنی ایسا کرنا حرام سمجھا جاتا تھا۔ مرتب

اور دو پہناوے جس سے منع کیا ہے ان میں ایک "اشتمال صماء" ہے یعنی کپڑا اس طرح اوڑھے کہ ایک کندھا کھلا ہُوا ہو اور دُوسرے کندھے پر کپڑا ہو، اور دُوسرا پہناوا جس سے آپؐ نے منع فرمایا یہ ہے کہ ایک کپڑا لپیٹ کر اس طرح بیٹھا جائے کہ اگلی جانب سے شرم گاہ کھلی رہے[1]۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٧٧ اللباس: باب ٢٠ اشتمال الصماء

باب ۳: پیٹ کے بچے کا بچہ فروخت کرنا حرام ہے

۹۶۸ — حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے "حبل الحبلہ" کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔ یہ بیع زمانہ جاہلیت میں عام مروّج تھی اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص وہ بچہ خرید لیا کرتا تھا جو حاملہ اُونٹنی کے پیٹ میں موجود بچہ جوان ہونے پر حاملہ ہوگا اور جنے گا[2]۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٣٤ البيوع: باب ٦١ بيع الغرر وحبل الحبلة

باب ۴: دُوسرے شخص کے سودے پر سودا کرنا یا بھاؤ تاؤ کرنا اور خریدنے کے ارادے کے بغیر زائد قیمت لگانا نیز دھوکہ دینے کے لیے تھنوں میں دودھ روکنا حرام ہے

۹۶۹ — حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا نہیں کرنا چاہیے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٣٤ البيوع: باب ٥٨ لا يبيع على بيع اخيه ولا يسوم على سوم اخيه حتى ياذن له او يتركه

۹۷۰ — حدیث ابوہریرہؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مال لاد کر لانے والے سواروں سے آگے بڑھ کر نہ ملو، اور دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو، نہ خریداری کے ارادے کے بغیر کسی بکاؤ مال کی قیمت بڑھا کر لگاؤ اس غرض سے کہ دوسرا دھوکہ کھا جائے اور نہ فروخت کرے شہری (مقامی) باہر سے مال لانے والے کے مال کو (تاکہ مہنگا فروخت ہو) اور نہ بکری کے تھنوں میں دُودھ روک کر مغالطہ دو، اور اگر کوئی شخص ایسا جانور (دھوکہ میں آکر) خرید لے تو دوہنے کے بعد (اگر دھوکہ معلوم ہو تو خریدار کو دو صُورتوں میں سے جو

---

[1] یعنی اس طرح بیٹھنا کہ پنڈلیوں کو پیٹ کے ساتھ جوڑ لیا جائے اور ان کے گرد کپڑا لپیٹ لے اور نیچے سے بدن کھلا رہے۔

[2] "حبل الحبلہ" سے مراد یہ ہے کہ اونٹنی جنے پھر اس کا بچہ جوان ہو اور حاملہ ہو تو جو کچھ وہ جنے اس کا سودا کیا جائے، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے یہی تعبیر مُراد لی ہے لیکن امام احمد بن حنبلؒ نے اس سے یہ مُراد لیا ہے کہ حاملہ اونٹنی کے پیٹ میں جو بچہ ہو اس کا سودا کیا جائے بہرحال یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں کیونکہ پہلی صورت میں میعاد ہی کا پتہ نہیں چل سکتا اور دوسرے یہ کہ دونوں صورتوں میں ایک ایسی چیز کا سودا کیا جا رہا ہے جو ابھی وجود میں نہیں آئی اور شے معدوم کا سودا ناجائز ہے۔ مرتب

صورت اچھی معلوم ہو اختیار کرنے کی اجازت ہے اگر وہ جانور اسے پسند آجائے تو رکھ لے اور اگر ناپسند ہو تو واپس کر دے اور (دودھ کے بدلے میں) ایک صاع کھجور دے دے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۶۴ النہی للبائع ان لا یحفل الابل والبقر وکل محفلة

۹۷۱۔۔۔ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مندرجہ ذیل باتوں سے منع فرمایا ہے: (ایک) یہ کہ مالِ تجارت لانے والے قافلوں سے آگے جا کر ملا جائے، (دوسرے) یہ کہ مقامی شخص گاؤں والے سے مالِ فروخت خرید لے (تاکہ خود مہنگا فروخت کرے)، (تیسرے) یہ کہ نکاح کے لیے کوئی عورت یہ شرط لگائے کہ پہلی بیوی کو (جو کہ عورت اور مسلمان ہونے کے ناطے اس کی بہن ہے) طلاق دی جائے، (چوتھے) یہ کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے، (پانچویں) یہ کہ خریدنے کے ارادے کے بغیر کسی مال کی قیمت بڑھا کر لگا دے تاکہ خریدار زیادہ ادا کرنے پر مجبور ہو جائے، (چھٹے) یہ کہ جانور کے تھنوں میں دودھ روک کر رکھا جائے تاکہ خریدار زائد دودھ دیکھ کر دھوکہ کھا جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۴ الشروط: باب ۱۱ الشروط فی الطلاق

باب ۵: تجارتی قافلوں سے بیرونِ شہر جا کر مال خرید لینا حرام ہے

۹۷۲۔۔۔ حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ: حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ جو شخص ایسی بکری خرید لے جس کا دودھ نہ دوہنے کی وجہ سے زائد دکھایا گیا ہو اور وہ اسے واپس کرنا چاہے تو اس کے ساتھ ایک صاع (کھجور) بھی دے اور یہ کہ نبی کریم ﷺ نے شہر سے باہر جا کر اور آگے بڑھ کر سامانِ تجارت خریدنے سے منع فرمایا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۶۴ النہی للبائع ان لا یحفل الابل والبقر والغنم وکل محفلة

باب ۶: مقامی (شہری) کے لیے دیہاتی کا مال فروخت کرنا حرام ہے

۹۷۳۔۔۔ حدیث ابن عباس ؓ: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (مال لیکر آنے والے) سواروں سے آگے جا کر نہ ملو (اس غرض سے کہ ان سے ارزاں نرخوں پر خرید کر مہنگا فروخت کر سکو) اور بستی کا رہنے والا (باہر سے مال لے کر آنے والے) دیہاتی کا مال نہ فروخت کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ "بستی والا دیہاتی کے لیے نہ بیچے" سے کیا مراد ہے؟ آپ نے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ دلال نہ بنے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۶۸ هل یبیع حاضر لباد بغیر اجر وهل یعینه او ینصحه

۹۷۴۔۔۔حدیث انس بن مالک ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم کو اس سے منع کر دیا گیا تھا کہ کوئی مقامی شخص کسی باہر سے آنے والے کا مال فروخت کرے۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۷۰ لا یبیع حاضر لباد بالسمسرة

باب ۸: خرید کردہ چیز کو قبضہ میں لینے سے پہلے دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں

۹۷۵۔۔۔حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو ممانعت فرمائی ہے وہ غلے اور اناج سے متعلق ہے کہ ان کو قبضہ میں لینے سے پہلے آگے فروخت نہ کیا جائے حضرت ابن عباسؓ کا خیال ہے کہ اس حکم کا اطلاق اسی قسم کی چیزوں پر ہوگا تمام اشیا پر نہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۵۵ بیع الطعام قبل ان یقبض وبیع مالیس عندک

۹۷۶۔۔۔حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اناج یا غلہ خریدے وہ اسے دوسرے کے ہاتھ اس وقت تک نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے۔[2]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۵۱ الکیل علی البائع والمعطی

۹۷۷۔۔۔حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگ غلہ بالائی منڈی میں خریدا کرتے تھے اور پھر اسے اسی جگہ فروخت کر دیا کرتے تھے' ان کو نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ غلہ کو اسی جگہ فروخت نہ کریں بلکہ وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جائیں پھر فروخت کریں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۷۲ منتهی التلقی

باب ۱۰: بائع اور مشتری جب تک مجلس بیع میں ہوں انھیں سودا باقی رکھنے یا منسوخ کرنے کا اختیار رہے

۹۷۸۔۔۔حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خریدنے اور بیچنے والے دونوں کو سودا باقی رکھنے یا منسوخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے جب تک وہ دونوں

---

[1] ان احادیث سے دلالی اور آڑھت وغیرہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے چنانچہ اس سلسلہ میں امام شافعیؒ اور علماء سلفیہ کا مسلک یہی ہے کہ اگر باہر سے مال لانے والے کا مال مہنگا بیچنے کی غرض سے اپنے پاس رکھے گا تو حرام کا مرتکب ہوگا لیکن اگر اس مال کی اس وقت شہر والوں کو ضرورت نہ ہو تو ایسا مال رکھ لینا اور جب اس کی ضرورت پیدا ہو اس وقت بیچنا حرام نہیں ہے۔ مجاہدؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا مسلک اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اس طرح باہر والے کا مال فروخت کرنا جائز ہے کیونکہ یہ باہر والے کے ساتھ حسن سلوک ہے اور جن حدیثوں سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ ان کے نزدیک منسوخ ہیں۔ واللہ اعلم۔ از نوویؒ مترجم

[2] امام شافعیؒ کے نزدیک غلہ کی ہی خصوصیت نہیں ہر منقولہ یا غیر منقولہ چیز کی بیع قبضہ سے پہلے جائز نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک زمین مکان یا باغ وغیرہ یعنی غیر منقولہ اشیا کی بیع قبضہ سے پہلے جائز ہے اور اکثر علماء نے اسی رائے سے اتفاق کیا ہے: از نوویؒ مترجم

اسی مجلس میں ہوں جہاں سودا ہُوا ہے سوائے اس صورت کے جس میں اختیار کی شرط لگا دی گئی ہو (شرط کی صورت میں اختیار شرط کے مطابق قائم رہتا ہے)۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۴ البیوع : باب ۴۴ البیعان بالخیار مالم یتفرقا

۹۷۹ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خریدار اور فروخت کنندہ کو سودا قائم رکھنے یا فسخ کرنے کا اس وقت تک اختیار رہتا ہے جب تک وہ اسی مجلس میں یکجا ہوں جہاں سودا ہوا ہے یا پھر دونوں ایک دوسرے کو سودا رکھنے یا منسوخ کرنے کا اختیار دے دیں، اور بعد ازاں دونوں بیع کو نافذ کرنے پر رضامند ہو جائیں تو بھی سودا مکمل اور لازم ہو جائے گا اور اگر سودا کرنے کے بعد جُدا ہو گئے اور جُدا ہوتے وقت کسی نے سودے کو ترک کرنے کی بات نہیں کی تو بھی سودا پکا ہو گیا (اور اختیار ختم ہو گیا)۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۴ البیوع : باب ۴۵ اذا خیر احدھما صاحبہ بعد البیع وجب البیع

باب ۱۱ : کاروبار میں سچ بولنے اور سچّی بات کہنے کا بیان

۹۸۰ ــــ حدیث حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ : حضرت حکیم بن حزامؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بائع اور مُشتری دونوں کو (سودا ترک کرنے یا نافذ و لازم کرنے کا) اختیار حاصل ہے جب تک کہ ایک دوسرے سے جُدا نہ ہو جائیں یا آپؐ نے فرمایا: حتیٰ کہ دونوں جُدا نہ ہو جائیں اب اگر ان دونوں نے کاروبار کرتے وقت سچ بولا ہے اور صاف صاف ہر بات ایک دوسرے کو بتائی ہے تو ان دونوں کے لیے کاروبار میں برکت ہوگی اور اگر ایک دُوسرے سے کچھ چھپایا اور جھُوٹ بولا ہے تو ان کے کاروبار کی برکت ختم ہو جائیگی

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع : باب ۱ اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحا

باب ۱۲ : جو شخص کاروبار میں دھوکہ کھاتا ہو اُسے کیا کرنا چاہیئے

۹۸۱ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے ایک شخص کا ذکر کیا گیا جسے لوگ کاروبار میں دھوکہ دے دیتے تھے، آپؐ نے فرمایا: (اسے کہا جائے کہ) جب تم کچھ خرید و یا بیچو تو کہہ دیا کرو: "لاخلابة"[1] فریب نہیں!

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۴ البیوع : باب ۴۸ مایکرہ من الخداع فی البیع

---

[1] یعنی مجھ سے دھوکہ نہ کرنا اگر دھوکہ کرو گے تو سودا پکّا نہ ہوگا۔

باب ۱۳ : پھلوں کو قابلِ استفادہ ہونے سے پہلے درخت پر فروخت کرنا منع ہے، اگر کاٹنے کی شرط نہ کی گئی ہو

۹۸۲ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر ﷺ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی فروخت سے منع فرمایا ہے جب تک کہ ان کا قابل استفادہ ہونا پوری طرح واضح نہ ہو جائے اور آپؐ نے دونوں کو یعنی خریدنے والے کو (خریدنے سے) اور فروخت کرنے والے کو (فروخت کرنے سے) منع فرمایا ہے۔[1]

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۴ البیوع : باب ۸۵ بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحہا

۹۸۳ ــــ حدیث جابر ﷺ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پھلوں کو اس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک کہ ان کی پختگی ظاہر نہ ہو جائے اور آپؐ نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی چیز نہ فروخت کی جائے مگر درہم و دینار کے عوض (یعنی نقد فروخت کی جائے) البتہ عرایا[2] کی صورت میں (بغیر نقدین کے بھی جائز ہے)۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۴ البیوع : باب ۸۳ بیع الثمر علی رؤوس النخل بالذہب والفضۃ

۹۸۴ ــــ حدیث ابن عباس ﷺ: حضرت عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے کھجور کے فروخت کرنے سے جب تک کہ وہ کھانے کے قابل نہ ہو جائے یا وزن نہ کی جا سکے۔ دریافت کیا گیا کہ وزن کیے جانے سے کیا مُراد ہے تو ایک شخص نے جو (مجلس میں موجود تھا) کہا یعنی جب تک ذخیرہ کرنے کے قابل نہ ہو جائے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۵ السلم : باب ۴ السلم فی النخل

باب ۱۴ : ترکھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنا حرام ہے سوائے "عرایا" کے۔

۹۸۵ ــــ حدیث زید بن ثابت ﷺ: حضرت زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

---

[1] نوویؒ نے کہا ہے کہ یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب بوقت بیع کاٹنے کی شرط نہ کی گئی ہو اور اگر اس شرط کے ساتھ فروخت کیا جائے کہ درخت پر رہنے دیا جائے تو بیع بالاجماع باطل ہے کیونکہ کبھی پھل تلف ہو جاتا ہے تو بائع اپنے بھائی کا مال مفت اڑائے گا اور یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح اگر بلا شرط بیچا جائے تو بھی بیع باطل ہوگی البتہ پھل کے نمودار ہو جانے اور اس کی صلاحیت معلوم ہو جانے کی صورت میں بیع ہر طرح درست ہے۔ مرتبؒ

[2] حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مزابنہ سے یعنی درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو خشک کھجور کے بدلے میں بیچنے سے منع فرمایا تھا اس بیع کی "عرایا" کے لیے رخصت عطا فرما دی تھی۔ "عریہ" یہ ہے کہ باغ کا مالک اپنے درختوں میں سے کچھ درخت جن پر تازہ پھل لگا ہوا ہو کسی غریب کو دے دے اور وہ غریب اپنی ضرورت کے ماتحت وہ تازہ پھل کسی اور کے ہاتھ یا مالک کے ہاتھ خشک پھل کے بدلے میں فروخت کر دے یہ صورت صرف غُربا کے لیے جائز رکھی تھی تاکہ ان کو تکلیف نہ ہو کیونکہ ان کے پاس خریدنے کے لیے نقد سونا یا چاندی موجود نہیں ہوتا اور اپنے اہل و عیال کو کھلانے کے لیے اس طرح خرید لیتے ہیں۔ مرتبؒ

عریہ[1] والوں کو اجازت دے دی تھی کہ وہ اپنی (درخت پر لگی ہوئی) کھجوروں کو اندازے سے خشک کھجوروں کے بدلے میں، فروخت کر دیں۔

اخرجه البخاري فى: كتاب ۳۴ البيوع : باب ۸۲ بيع المزابنة وهى بيع الثمر بالتمر

۹۸۶ ــــ حدیث سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ: حضرت سہل بن ابی حثمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک کھجور کے بدلے میں درخت پر لگی ہوئی کھجور کے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے البتہ عریہ[2] میں اس کی اجازت دے دی تھی کہ اندازے[3] سے فروخت کی جائے تاکہ اس کا مالک تازہ کھجور کھا سکے۔

اخرجه البخاري فى كتاب ۳۴ البيوع : باب ۸۳ بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب والفضه

۹۸۷ ــــ حدیث رافع بن خدیج وسہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما: حضرت رافع اور حضرت سہل رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "مزابنہ" سے یعنی درخت پر لگی ہوئی تازہ کھجور کو خشک کھجور کے بدلے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے مگر عرایا والوں کے لیے اس کی اجازت دی تھی۔

اخرجه البخاري فى: كتاب ۴۲ المساقات : باب ۱۷ الرجل يكون له ممر او شرب فى حائط او فى نخل

۹۸۸ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عرایا (بیع مزابنہ) کی اجازت دی ہے مگر پانچ وسق میں یا پانچ وسق سے کم میں[4]۔

اخرجه البخاري فى: كتاب ۳۴ البيوع : باب ۸۳ بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب والفضه

۹۸۹ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "مزابنہ" سے منع فرمایا ہے اور مزابنہ سے مراد یہ ہے کہ کھجور کے تازہ پھل کو خشک کھجور کے عوض کیلاً[5] خریدا یا بیچا جائے یا منقیٰ کے بدلے تازہ انگور کیلاً خریدا یا فروخت کیا جائے۔

اخرجه البخاري فى: كتاب ۳۴ البيوع : باب ۷۵ بيع الزبيب بالزبيب والطعام بالطعام

۹۹۰ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع

---

[1] [2] : عرایا اور عریہ کی تشریح حدیث نمبر ۹۸۳ کے ذیل میں حاشیہ پر بیان ہو چکی ہے۔ مترجم

[3] : اندازے سے مراد یہ ہے کہ درخت پر لگے ہوئے تازہ پھل کا اندازہ کر لیا جائے کہ وہ خشک ہونے کے بعد کتنا رہے گا اسی کے مطابق خشک کھجور دے دی جائے۔ مرتب

[4] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع پانچ رطل اور ایک تہائی رطل کا۔ یعنی اس خرید و فروخت کی کاروباری انداز میں اجازت نہیں ہے البتہ غریب لوگوں کو اپنے اہل و عیال کو کھلانے کے لیے پانچ وسق تک کی مقدار میں اجازت دے دی گئی ہے پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم۔ راوی کو شک ہے کہ آپ نے کیا فرمایا تھا۔ مرتب

[5] کیلاً (ناپ کر) کی قید کوئی خاص شرط نہیں ہے مقصد یہی ہے کہ یہ طریقہ کاروبار منع ہے کیونکہ اس میں دھوکے اور مغالطے کا امکان ہے۔ (مرتب)

فرمایا ہے (اور مزابنہ یہ ہے) کہ کوئی شخص اپنے باغ کا پھل یعنی اگر تازہ کھجور ہو تو اسے خشک کھجور کے بدلے ناپ کے حساب سے فروخت کرے یا اگر تازہ انگور ہو تو اسے خشک انگور (منقیٰ) کے بدلے ناپ کے حساب سے فروخت کرے یا اگر کھیتی ہو تو اسے غلہ کے بدلے میں ناپ کے حساب سے فروخت کرے۔ آپؐ نے ایسی تمام صورتوں سے منع فرمایا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۹۱ بیع الزرع بالطعام کیلاً

باب ۱۵: اگر کوئی شخص کھجور کا ایسا درخت بیچے جس پر پھل لگ چکا ہو

۹۹۱ ــــ حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کھجور کا درخت تابیر[1] کے بعد یعنی پھل کو بارور کرنے کے بعد فروخت کرے تو اس درخت کا پھل خریدار کا ہوگا اِلّا یہ کہ بیچنے والا سودا کرتے وقت (پھل نہ دینے کی) شرط لگا دے تو پھل بیچنے والے کا ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۹۰ من باع نخلا قد ابرت او ارضا مزروعۃ

باب ۱۶: محاقلہ، مزابنہ اور مخابرہ کی ممانعت نیز پھلوں کا قابل استفادہ ہونے سے پہلے فروخت کرنا اور "معاومہ" یعنی چند سالوں کے پھل فروخت کرنا منع ہے

۹۹۲ ــــ حدیث جابر بن عبداللہؓ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مخابرہ[2]، محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے، نیز آپؐ نے فرمایا کہ پھلوں کو اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے جب تک ان کا کارآمد ہونا پوری طرح واضح نہ ہو جائے اور یہ کہ پھل نہ فروخت کیے جائیں مگر درہم و دینار کے عوض (یعنی پھل کے بدلے پھل نہ بیچا جائے) سوائے عرایا کے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۲ المساقاۃ: باب ۱۷ الرجل یکون لہ ممر او شرب فی حائط او فی نخل

باب ۱۷: زمین کرایہ پر دینے کا بیان

۹۹۳ ــــ حدیث جابر بن عبداللہؓ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے کچھ لوگوں کے پاس فالتو

---

[1] تابیر سے مراد یہ ہے کہ مادہ کھجور کی بالی چیر کر اس میں نر کھجور کی بالی پیوند کی جاتی ہے جس سے پھل زیادہ ہوتا ہے۔ مترجم

[2] مخابرہ ایک قسم کی مزارعت ہے جس میں بیج اور محنت ایک شخص کی اور زمین دوسرے کی ہوتی ہے یا اس سے مراد مقررہ حصے پر مزارعت کرنا۔ مثلاً ثلث یا ربع پر۔ محاقلہ کے معنیٰ میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک کھیت کو گندم کے بدلے فروخت کرنا ہے اور بعض کے خیال میں زمین کو گندم کے عوض کرایہ پر دینا مراد ہے گویا یہ مزارعت کی وہ قسم ہے جسے محارثہ کہا جاتا ہے بعض علما اس میں اور مخابرت میں کچھ فرق نہیں کرتے یعنی مقررہ حصے ثلث یا ربع پر مزارعت کرنا ہی محاقلہ ہے۔ بعض نے اس کے معنیٰ یہ کیے ہیں کہ غلہ کو بالیوں میں ہی گندم کے بدلے فروخت کر دیا جائے اور بعض کے نزدیک محاقلہ کے معنیٰ کھیتی کو پکنے سے پہلے فروخت کرنا ہے، باقی مزابنہ اور درخت پر پھل فروخت کرنے کے بارے میں تفصیلی گفتگو پہلے گزر چکی ہے۔ مرتب

زمینیں تھیں جو بیکار پڑی تھیں تو انھوں نے خیال کیا کہ ایسی زمین کو ہم ثلث ربع یا نصف بٹائی پر دیں گے، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس زمین ہو اسے چاہیے کہ اس پر خود کاشت کرے یا اپنے کسی مسلمان بھائی کو (بلا معاوضہ) کاشت کے لیے دے دے اور اگر ایسا نہ کرے تو اسے یوں ہی رہنے دے (یعنی کرایہ یا بٹائی پر نہ دے)۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۵۱ الهبة: باب ۳۵ فضل المنيحة

۹۹۴۔ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس زمین ہو اسے چاہیے کہ خود کاشت کرے یا اپنے کسی مُسلمان بھائی کو بلا معاوضہ کاشت کے لیے دے دے اور اگر وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تو زمین کو روکے رکھے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۴۱ المزارعة: باب ۱۸ ما كان من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يواسي بعضهم بعضاً في الزراعة والثمرة

۹۹۵۔ حدیث ابوسعید خدری ﷺ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسُول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محاقلہ[1] سے منع فرمایا ہے اور "مزابنہ" درخت پر لگے ہُوئے کھجور کے تازہ پھل کو خشک کھجُور کے عوض فروخت کرنے کو کہتے ہیں۔

اخرجه البخاري في كتاب ۳۴ البيوع: باب ۸۲ بيع المزابنة وهي بيع الثمر بالتمر

۹۹۶۔ (حدیث ابن عمر و رافع بن خدیج ﷺ): نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اور حضرات ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے دور میں اور حضرت معاویہ کی امارت کے ابتدائی دور میں بھی اپنی زمین کرایہ پر دیتے رہے پھر حضرت رافع بن خدیجؓ کے حوالہ سے یہ بات سننے میں آئی کہ جناب نبی کریم ﷺ نے زمین مزارعوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا تھا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت رافعؓ کے پاس گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ گیا اور ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت رافعؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے زمین مزارع کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے اس پر حضرت ابن عمرؓ نے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اپنی زمینیں مزارعوں کو اس پیداوار کے عوض جو چھوٹی نہروں کے اُوپر اُگے اور کسی قدر گھاس کے عوض کرایہ پر دیا کرتے تھے[2]۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۴۱ المزارعة: باب ۱۸ ما كان من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يواسي بعضهم بعضاً في الزراعة والثمرة

---

[1] محاقلہ کی تشریح حدیث نمبر ۹۹۲ میں گزر چکی ہے۔ مترجم

[2] اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت رافعؓ بن خدیج کی بات کو تسلیم نہیں کیا تھا اور ناپسند فرمایا تھا لیکن صحیح مسلم میں جو روایات ہیں ان میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عبداللہؓ نے حضرت رافعؓ سے استصواب کرنے کے بعد زمین کرایہ پہ دینا ترک کر دیا تھا اور اگر کوئی شخص دریافت کرتا تو اسے یہی جواب دیتے تھے (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

باب ۱۸ : غلّہ کے بدلے زمین کو کرایہ پر دینے کا بیان

۹۹۷ ــــ حدیث ظُہیر بن رافع ﷺ: حضرت ظہیرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے کام سے منع کر دیا جو ہمارے لیے فائدہ بخش تھا (راویٔ حدیث رافع بن خدیج ﷺ کہتے ہیں) میں نے کہا: جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ تو ہر حالت میں سچ اور حق ہے۔ ظہیرؓ کہنے لگے: نبی کریمؐ نے مجھے بلا کر دریافت فرمایا: تم اپنے کھیتوں کا کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کرایہ پر دیتے ہیں یا تو چوتھا حصّہ بٹائی پر یا کھجور اور جو کے چند وسق کے بدلے میں۔ آپؐ نے فرمایا: ایسا مت کرو! یا تو خود کاشت کرو، یا دُوسرے کو کاشت کے لیے دیدو (بلا معاوضہ) اور یا پڑی رہنے دو۔ حضرت رافع کہتے ہیں کہ مَیں نے یہ حکم سن کر کہا: ہم نے آپؐ کا ارشاد سُنا اور ہم اس کی اطاعت کریںگے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۱ المزارعة : باب ۱۸ ما کان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یواسی بعضهم بعضاً فی الزراعة والثمرة

باب ۲۱ : زمین مُفت دی جائے

۹۹۸ ــــ حدیث ابن عباس ﷺ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مخابرہ زمین کرایہ پر دینے سے منع نہیں فرمایا تھا بلکہ آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے بھائی کو بلامعاوضہ (اپنی زمین) دیدے تو یہ امر اس سے کہیں بہتر ہے کہ زمین کے بدلے میں مقررہ رقم بطور کرایہ وصول کرے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۱ المزارعة : باب ۱۰ حدثنا علی بن عبد اللہ

بقیہ: حاشیہ صفحہ گزشتہ:
کہ رافعؓ کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرایہ پر دینے سے منع فرما دیا تھا۔ نیز آپ کو خود بھی یہ گمان گزرا تھا کہ ہوسکتا ہے بعد میں آپؐ نے منع فرما دیا ہو۔ قطع نظر اس اختلافِ روایات کے امام نوویؒ نے اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ زمین کرایہ پر دینے یعنی مزارعت کے مسئلہ پر علماء میں اختلاف رائے ہے چنانچہ طاؤسؒ اور حسن بصریؒ تو مطلقاً زمین کرایہ پر دینے کو جائز نہیں سمجھتے خواہ اناج کے بدلے میں ہو یا سونے چاندی کے عوض یا پیداوار کی بٹائی پر۔ امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سونے چاندی اور پارچہ جات اور دیگر سامان کے بدلے میں زمین کرایہ پر دینا جائز ہے لیکن زمین کی پیداوار کی بٹائی کے عوض دینا درست نہیں۔ امام مالکؒ کے خیال میں بھی سونے چاندی کے عوض درست ہے اناج کے بدلے میں کرایہ پر دینا درست نہیں البتہ امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اور علمائے مالکیہ کی ایک جماعت کے نزدیک سونے چاندی کے عوض اور پیداوار کے حصہ کے عوض اور اناج کے بدلے میں ہر طرح زمین کو کرایہ پر دینا درست ہے اور اسی کو مزارعت کہتے ہیں۔ ابن شریحؒ ابن خزیمہؒ خطابیؒ اور علماءِ سلفیہ کے محققین نے بھی یہی مسلک اختیار کیا ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے اور حدیثِ ممانعت کی تاویل یہ کی ہے کہ کراہتِ تنزیہی ہے یعنی بہتر یہ ہے کہ زمین بلامعاوضہ دوسرے مسلمان کو کاشت کے لیے دیدی جائے اور مفت دینے کی ترغیب دلانے کے لیے کرایہ پر دینے سے منع کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ از نوویؒ۔ مترجم

کتاب المساقات

باب ۱ : مساقات میں پھلوں اور فصل کی بٹائی پر معاملہ کرنے کا بیان

۹۹۹ــــ حدیث ابن عمرؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کی زمینوں کا معاملہ پھلوں اور دیگر پیدا ہونے والی اجناس کے نصف حصہ پر طے کیا تھا، چنانچہ ان محاصل میں سے ازواج مطہراتؓ کو آپؐ سو وسق[1] دیا کرتے تھے، اسی[80] وسق کھجور اور بیس[20] وسق جو۔ پھر جب حضرت عمرؓ نے (اپنے دورِ خلافت میں) خیبر کو تقسیم کیا تو امہات المومنینؓ کو انتخاب کا اختیار دے دیا کہ جو پسند فرمائیں' ان کے لیے قطعات اور پانی کی مقدار کا حصہ مقرر کر دیا جائے اور جو چاہیں بدستور اپنے حصہ کے وسق لیتی رہیں۔ چنانچہ بعض امہات المومنینؓ نے زمین لینا پسند کیا اور بعض نے پیداوار کا مقررہ حصہ وسق کی صورت میں لینا پسند فرمایا اور ام المومنین حضرت عائشہؓ نے زمین لینا پسند فرمایا تھا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۴۱ المزارعة : باب ۸ المزارعة بالشطر ونحوه

۱۰۰۰ــــ حدیث ابن عمرؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے یہود و نصاریٰ کو سرزمین حجاز سے جلاوطن کر دیا تھا کیونکہ جب خیبر فتح ہوا تو خود نبی کریم ﷺ نے بھی ان کو وہاں سے نکالنا چاہا تھا اس لیے کہ جب یہ علاقے مفتوح و مغلوب ہو گئے تو قانوناً زمین اللہ، رسول اللہ اور مسلمانوں کی ہو گئی۔ اسی لیے آپؐ نے ان علاقوں سے یہود و نصاریٰ کو نکال دینے کا ارادہ کیا تھا لیکن یہودیوں نے آپؐ سے درخواست کی کہ ہمیں اپنی زمینوں پر رہنے دیا جائے ہم ان زمینوں پر کام اور محنت کی ذمہ داری لیتے ہیں اور ہم کو بطور معاوضہ پیداوار کا نصف حصہ دیا جائے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ ہم جب تک چاہیں گے تم کو ان زمینوں پر رہنے دیں گے، بنابریں یہ لوگ وہاں رہے اور حضرت عمرؓ نے ان کو تیما اور اریحا کی جانب جلاوطن کیا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۴۱ المزارعة : باب ۱۷ اذا قال رب الارض اقرك ما اقرك الله

باب ۲ : درخت لگانے اور کھیتی باڑی کرنے کا ثواب

۱۰۰۱ــــ حدیث انسؓ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو

---

[1] وسق ساٹھ صاع کا اور صاع پانچ رطل اور ایک تہائی رطل (۵ ۱/۳) کے مساوی ہوتا ہے۔ مترجم

مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کھیتی اُگاتا ہے تو اس میں سے کوئی پرندہ یا انسان یا چوپایہ جانور جو کچھ کھاتا ہے وہ اس لگانے والے کی طرف سے صدقہ ہوتا ہے اور اسے اس کا ثواب ملتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۱ المزارعة: باب ۱ فضل الزرع والغرس اذا اُکل منه

باب ۳ : آفت زدگی سے جو نقصان ہو وہ مجرا دیا جائے

۱۰۰۲ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی فروخت سے اس وقت تک منع فرمایا ہے جب تک ان میں (پختگی کا) رنگ نمایاں نہ ہو جائے۔ دریافت کیا گیا کہ رنگ نمایاں ہونے سے کیا مُراد ہے؟ فرمایا: جب تک پک کر سُرخ نہ ہو جائیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: خود سوچو! اگر (قبل از وقت سودا کیا جائے اور) اللہ پھل کو روک لے تو فروخت کنندہ اپنے بھائی (خریدار) کا مال کس چیز کے بدلے میں لے گا؟[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۸۷ اذا باع الثمار قبل ان یبدو صلاحها

باب ۴ : قرض میں چھوٹ دینا مستحب ہے

۱۰۰۳ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر جھگڑنے کی آواز سُنی، دو شخص بلند آواز میں جھگڑ رہے تھے، ان میں سے ایک دوسرے سے کچھ چھوڑ دینے اور کسی قدر نرمی سے کام لینے کی درخواست کر رہا تھا اور دوسرا کہہ رہا تھا: واللہ! میں ہرگز ایسا نہیں کرونگا، چنانچہ آپؐ باہر تشریف لے گئے اور فرمایا: کہاں ہے وہ شخص جو اللہ کی قسم کھا کر کہہ رہا تھا کہ میں نیک کام نہیں کروں گا؟ ایک شخص نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ میں تھا، اور میں اسے اختیار دیتا ہوں کہ اس میں سے جو چاہے رکھ لے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۳ الصُّلح: باب ۱۰ هل یشیر الامام بالصلح

۱۰۰۴ــــ حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن ابی حدردؓ سے

---

[1] مراد یہ ہے کہ ایسی صورت میں مناسب یہی ہے کہ جو نقصان ہوا ہے وہ مجرا دے دیا جائے کیونکہ جب پھل ہی تلف ہو گیا تو بائع جو رقم لے رہا ہے وہ کس چیز کا معاوضہ ہے اس لیے اس رقم کا لینا باطل ہے۔ مرتبؒ

نوویؒ لکھتے ہیں کہ اگر پھل صلاحیت ظاہر ہونے سے قبل فروخت کیا جائے اور بائع مشتری کو تفویض کر دے، پھر پکنے کے وقت سے پہلے ہی وہ پھل کسی آفت کی وجہ سے ضائع ہو جائے تو نقصان کی ذمہ داری اٹھانے کے سلسلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نقصان خریدار کا ہوگا اور بائع بری الذمہ ہے لیکن اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ خریدار کو نقصان مجرا دے، امام شافعیؒ کا دوسرا قول اور علماء کے ایک اور گروہ کا خیال یہ ہے کہ بائع پر نقصان کی تلافی لازم ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک اگر نقصان ایک تہائی سے کم ہو تو مجرا دینا ضروری نہیں ہے اور اگر چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو مجرا دینا واجب ہے۔ مترجم۔ از نوویؒ

اپنے قرض کا جو اُن کے ذمے تھا مسجد میں تقاضا کیا اس موقع پر ہم دونوں کی آواز اتنی بلند ہوگئی کہ نبی کریم ﷺ نے بھی جو اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ سن لی۔ چنانچہ آپؐ نے اٹھ کر اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا اور آواز دی: اے کعبؓ! میں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ! فرمایا: اپنے قرض میں سے کچھ کم کر دو! اور ہاتھ سے اشارہ فرما کر بتایا کہ نصف کم کر دو! کعبؓ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: جو حکم حضورؐ کا، میں نے کمی کر دی۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر اٹھو اور اس کا حق فوراً ادا کر دو! (یعنی جو فیصلہ ہوا ہے اس کو بلا تاخیر عملی جامہ پہناؤ!)

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلوٰة: باب ۷۱ التقاضی والملازمة فی المسجد

باب ۵: اگر خریدار مفلس ہو جائے اور اس کے پاس خرید کردہ چیز بعینہٖ موجود ہو تو بائع اپنی چیز واپس لے سکتا ہے

۱۰۰۵ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (یا حضرت ابوہریرہؓ نے یہ کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کو ارشاد فرماتے سُنا): جو شخص ایسے خریدار کے پاس جو مفلس ہو گیا ہو (اور قیمت ادا نہ کر سکتا ہو) اپنا (فروخت کردہ) مال بجنسہٖ موجود پائے تو وہ اس سے اپنا مال واپس لینے کا زیادہ حق دار ہے[1] (بہ نسبت دوسرے قرض خواہوں کے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۳ الاستقراض: باب ۱۴ اذا وجد ماله عند مفلس

باب ۶: تنگ دست کو مہلت دینے کا ثواب

۱۰۰۶ — حدیث حذیفہ ؓ: حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کی روح کا ملائکہ نے آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ اور اس سے پوچھا:۔ کیا تم نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ (جو ہمیں تمہارے بہتر استقبال کا حکم ملا ہے) اس نے کہا: میں اپنے جوانوں کو حکم دیا کرتا تھا کہ مہلت دیں[2] اور خوش حال لوگوں سے درگزر کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم

---

[1] حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی چیز خریدی اور قیمت ادا کرنے سے پہلے وہ مفلس ہو گیا (یا مر گیا)، تو اس کا ترکہ تقسیم کرتے وقت یا قرض خواہوں کو ادائیگی کرتے وقت ایسی اشیا جو بجنسہٖ موجود ہوں وہ وارثوں یا دیگر قرض خواہوں کی ادائیگی میں نہیں دی جائیں گی بلکہ وہ اشیاء اصل مالک کو بعینہٖ لوٹا دی جائیں گی، لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بائع کو اپنی چیز واپس لینے کا اختیار نہیں وہ بھی دیگر قرض خواہوں کے ساتھ حصہ رسدی تقسیم میں برابر کا شریک ہوگا۔ امام مالکؒ کے نزدیک افلاس کی صورت میں مال واپس لے سکتا ہے لیکن موت کی صورت میں باقی سب قرض خواہوں کے ساتھ حصہ رسدی تقسیم میں برابر کا شریک ہوگا۔ مرتبؒ نوویؒ

[2] مسلم کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ "تنگ دست کو مہلت دیں اور خوش حال سے درگزر کریں۔ غالباً بخاریؒ کی روایت میں سے کسی مرحلہ میں لفظ "معسر" (تنگ دست) کسی راوی سے یا کتابت میں رہ گیا ہے۔

مترجم

دیا تھا کہ اس کی خطاؤں سے درگزر کریں (اور اس کے ساتھ بہتر سلوک کریں)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۱۷ من انظر موسرًا

۱۰۰۷۔۔۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک تاجر تھا جو لوگوں کو ادھار دیا کرتا تھا، سو اگر وہ کسی کو تنگ دست پاتا تو اپنے جوانوں (ملازموں) سے کہتا اس سے درگزر کرو (مطالبہ نہ کرو) ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کے طفیل ہمارے گناہوں سے درگزر فرمائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس کے اسی نیک کام کی وجہ سے) اس سے درگزر فرمایا (اس کے گناہ بخش دیئے خطائیں معاف فرمادیں)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۱۸ من انظر معسرًا

باب ۷: مال دار شخص کے لیے قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا حرام ہے اور اگر مقروض اپنا قرض کسی مالدار شخص کی طرف منتقل کرنا چاہے تو ایسا کرنا جائز ہے اور قرض خواہ کے لیے یہ صورت قبول کرلینا مستحب ہے

۱۰۰۸۔۔۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مالدار کا (یعنی جو اپنا قرض ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو) ادائیگیٔ قرض میں تاخیر کرنا ظلم ہے اور اگر کوئی شخص اپنا قرض کسی ایسے شخص کی طرف منتقل کردے جو اس کو ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو قرض خواہ کو چاہیے کہ (اس صورت کو قبول کرلے اور) اس سے تقاضا کرے جس کی طرف قرض منتقل کیا گیا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۸ الحوالہ: باب ۱ الحوالۃ وھل یرجع فی الحوالۃ

باب ۸: ضرورت سے فالتو پانی بیچنا حرام ہے

۱۰۰۹۔۔۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ روکا جائے زائد از ضرورت پانی سے اس غرض سے کہ روکا جائے اس طریقہ سے چارے کو[۱] (یا چرائی کو)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۲ المساقاۃ: باب ۲ من قال: ان صاحب الماء احق بالماء

---

[۱] حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جنگل میں کنواں کھودے اور اس جنگل میں گھاس بھی ہو لیکن پانی اس کنویں کے سوا کہیں اور نہ ہو اور چرواہے اس کنوئیں کا پانی پلائے بغیر اس جنگل میں اپنے جانور نہ چرا سکتے ہوں تو کنوئیں والے کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنی ضرورت سے فالتو پانی کے پینے سے جانوروں کو روکے یا اس فالتو پانی کی قیمت وصول کرے کیونکہ اس کے ایسا کرنے سے چارے سے روکنا لازم آئے گا اور چارے سے روکنا حرام ہے اس لیے یہ کام (فالتو پانی سے منع کرنا) باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۹ : کُتّے کی قیمت، نجومی کی مٹھائی اور زنا کی اُجرت حرام ہے

۱۰۱۰ـــــ حدیث ابومسعود انصاری ؓ : حضرت ابومسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کُتے کی قیمت ، زنا کی اجرت اور کاہن (یعنی نجومی یا غیب کی باتیں بتانے کا دعوےٰ کرنے والے) کی مٹھائی سے منع فرمایا ہے[1]

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۴ البیوع : باب ۱۱۳ ثمن الکلب

باب ۱۰ : کُتّوں کو ہلاک کرنے کا حکم

۱۰۱۱ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ : حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتّوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا[2]

اخرجہ البخاری فی :کتاب ۵۹ بدء الخلق : باب ۱۷ اذا وقع الذباب فی شراب احدکم

۱۰۱۲ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ : حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ بھی حرام ہے۔ علمائے سلفیہ کے نزدیک اگر قرب وجوار میں کہیں اور پانی موجود نہ ہو تو جانوروں کو پینے کیلیے مفت پانی دینا (کھیتی کے لیے نہیں) ضروری ہے بشرطیکہ مالک کی ضرورت سے زائد ہو، کیونکہ جو شخص اپنی زمین میں کنواں کھودتا ہے پانی اس کی ملکیت ہو گا لیکن بعض علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے ان کا خیال ہے کہ پانی ملک نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے برتن میں نہ لے لیا جائے۔ نوویؒ و مرتبؒ۔

[1] جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ کتّے کی خرید و فروخت ناجائز ہے اور اگر کُتا کسی کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے تو اس کا تاوان بھی لازم نہیں آتا خواہ کُتا سدھایا ہوا اور شکار وغیرہ کے کام آنے والا ہی کیوں نہ ہو لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مُفید اور کارآمد کتّوں کی خرید و فروخت جائز ہے اور ان کے تلف کیے جانے پر مالک کو معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ زنا کی اُجرت کا حرام ہونا واضح ہے کاہن، عرّاف اور نجومی کی آمدنی بھی حرام ہے کاہن اس کو کہتے ہیں جو مستقبل کی باتیں بتانے کا دعویٰ کرتا ہے اور عرّاف وہ شخص ہے جو چوری وغیرہ کا پتہ چلانے کا دعویٰ کرے۔ اس حکم میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو تسخیرِ جنّات کا دعوےٰ کر کے لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔ منجم اور کاہن تقریباً ہم معنیٰ ہیں، قیافہ شناس اور دست شناس اور عامل وغیرہ سب کی آمدنی اس حدیث کی رُو سے حرام ہے۔ البتہ طبیب اس سے مستثنیٰ ہیں۔ خطابی رحؒ "احکام السُلطانیہ" میں امام ابوالحسن ماوردیؒ نے لکھا ہے کہ نجومی، عرّاف، کاہن وغیرہ نیز بازی گر وغیرہ کو کمائی سے روکنا حاکمِ وقت اور محتسب کے لیے ضروری ہے اور ایسے لوگوں کو سزا دینی چاہیے۔ واللہ اعلم۔ ازنووی رحؒ۔ مترجم

[2] امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ کٹ کھنے کُتے کو مار ڈالنا چاہیے البتہ جو نقصان نہ دے اس کے سلسلہ میں کسی قدر اختلاف ہے ہمارے اصحاب اور امام الحرمین نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں سب کتّوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا بعد ازاں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور صرف ضرر رساں کُتے کو مارنے کا حکم ہے اور شکار یا حفاظت جیسے مقاصد کے لیے رکھے گئے کتوں کو مارنا منع ہے۔

مترجم

جس شخص نے کتا پالا سوائے ایسے کُتے کے جو جانوروں کی حفاظت کے لیے ہو یا شکاری ہو تو اس کے عملوں میں سے ہر روز دو قیراط کے برابر ثواب کم ہوتا رہتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۲ الذبائح والصید: باب ۶ من اقتنی کلباً لیس بکلب صید او ماشیة۔

۱۰۱۳ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کُتا رکھا اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط کے برابر ثواب کم ہوتا رہے گا اِلّا یہ کہ کُتا کھیت یا جانوروں کی حفاظت کے لیے رکھا ہو[۱]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۱ المزارعة: باب ۳ اقتناء الکلب للحرث

۱۰۱۴ــــ حدیث سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ: حضرت سفیانؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جس شخص نے کُتا پالا اور اس سے وہ نہ تو کھیت کی حفاظت کا کام لیتا ہے اور نہ تھنوں (جانوروں) کی حفاظت کا تو اس کے عمل سے روزانہ ایک قیراط کے برابر ثواب گھٹتا رہے گا[۲]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۱ المزارعة: باب ۳ اقتناء الکلب للحرث

باب ۱۱ : پچھنے لگانے کی اُجرت حلال ہے

۱۰۱۵ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ سے حجام (پچھنے لگانے والے) کی اجرت کے بارے میں دریافت کیا گیا (کہ یہ اُجرت حلال ہے یا نہیں) تو آپ نے بتایا: نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے حضرت ابوطیبہؓ

---

[۱] کُتوں کے پالنے کے سلسلہ میں بھی قول فیصل یہی ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے اور شکار کے لیے یا کھیت اور ریوڑ کی حفاظت کے لیے پالنا جائز ہے، گھر کی حفاظت کے لیے پالنے میں اختلاف ہے لیکن صحیح تر قول یہی ہے کہ جائز ہے۔

از نوویؒ۔　　مُترجم

[۲] قیراط۔ پانچ جو کے برابر وزن کا نام ہے۔ ثواب کے اس گھٹنے کے سلسلہ میں علماء نے مختلف بحثیں کی ہیں کہ یہ گزشتہ اعمال میں سے گھٹے گا یا آئندہ کے اعمال میں سے، دن کے عملوں میں سے یا رات کے عملوں میں سے، فرائض میں سے یا نوافل میں سے، وغیرہ۔ اس سلسلہ میں مختلف اقوال شروح و مطولات میں مذکور ہیں، باقی اس کی وجہ یہ ہے کہ کُتے کی وجہ سے ملائکہ کے آنے میں حرج ہوتا ہے اور اس کے بھونکنے سے آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اور پالنے والے کے کپڑوں کے نجس ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ گھر کے برتن بھی نجس ہو سکتے ہیں وغیرہ، باقی یہ جو اختلاف روایات ہے کہ کسی میں ایک قیراط مذکور ہے کسی میں دو قیراط۔ اس کے سلسلہ میں بھی کئی اقوال ہیں بعض کا خیال ہے کہ اگر مدینہ میں کتا پالے گا تو دو قیراط روزانہ کا نقصان ہوگا کیونکہ مدینہ منورہ متبرک جگہ ہے اور مدینہ سے باہر پالنے والے کا ایک قیراط یومیہ کا نقصان ہوگا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ فرق کتوں کے اقسام سے متعلق ہے اگر کُتا زیادہ ایذا دینے والا ہے تو دو قیراط اور اگر کم ضرر رساں ہے تو ایک قیراط یومیہ کا نقصان ہوگا لیکن ہر حالت میں یہ وعید بلا ضرورت پالنے پر ہے ضرورت کے لیے پالنا جائز ہے۔

مترجم۔ از نوویؒ

نے آپؐ کو پچھنے لگائے تھے اور آپؐ نے ان کو دو صاع اناج دیا تھا، اور ان کے مالکوں سے (ان سے روزانہ وصول کی جانے والی رقم کے سلسلہ میں) گفتگو کی تھی چنانچہ انھوں نے ان کے محصول میں تخفیف کر دی تھی نیز آپؐ نے فرمایا: بہترین تدبیر علاج اور بہترین دوا یہ دو چیزیں ہیں: ۱۔ پچھنے لگوانا اور ۲۔ قسط بحری[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۱۳ الحجامة من الداء

۱۰۱۶ــــ حدیث ابن عباس ﷺ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجّام کو اس خدمت کی اُجرت دی اور آپؐ نے (چت لیٹ کر) ناک میں دوا ڈلوائی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۹ السعوط

باب ۱۲ : شراب کی خرید و فروخت حرام ہے

۱۰۱۷ــــ حدیث عائشہ ﷺ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب سورۃ بقرہ کی (آخری) آیات نازل ہوئیں جن میں "ربا" کے بارے میں احکام ہیں تو آپؐ مسجد میں تشریف لے گئے اور وہ آیات لوگوں کو پڑھ کر سُنائیں۔ اس کے بعد آپؐ نے شراب کی خرید و فروخت کو بھی حرام قرار دے دیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاة: باب ۷۳ تحریم تجارة الخمر فی المسجد

باب ۱۳ : شراب، مُردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت حرام ہے

۱۰۱۸ــــ حدیث جابر بن عبد اللہ ﷺ: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے سال جب کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے آپؐ کو ارشاد فرماتے سُنا: "یقیناً اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسولؐ نے شراب، مُردار، سُور اور بُتوں کی خرید و فروخت حرام کر دی ہے"۔ سوال کیا گیا: یا رسول اللہ! مُردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیونکہ اس سے کشتیوں پر لیپ کیا جاتا ہے اور کھالوں کو روغن دار کیا جاتا ہے اور لوگ اسے روشنی حاصل کرنے کے لیے جلاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں! وہ حرام ہے[2]! پھر آپؐ نے اسی موقع پر فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں کو تباہ

---

[1] قسط بحری کو بعض نے عود ہندی لکھا ہے اور بعض کے نزدیک یہ کُست، کٹھ یا کوٹھ ہے جو مشہور ہندی دوا ہے اور غالباً یہی صحیح ہے۔ باقی پچھنے لگانا جو شش خون اور دیگر دموی امراض کے لیے واقعی اکسیر کا حکم رکھتا ہے اور اہل حجاز اور دیگر گرم علاقوں کے باشندے جو اکثر ایسے دموی امراض میں مبتلا رہتے ہیں ان کے لیے ادویہ کے مقابلے میں یہ تدبیر زیادہ کارگر ثابت ہوتی ہے: (مترجم)

[2] امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ آپؐ نے جو فرمایا: "نہیں! وہ حرام ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا بیچنا کسی حال میں درست نہیں، یعنی اس کی بیع حرام ہے نہ کہ چربی سے نفع حاصل کرنا۔ امام شافعیؒ اور ان کے ساتھیوں کا یہی مسلک ہے کہ مُردار کی چربی سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے یعنی اسے کشتیوں میں لگانا یا اس سے چراغ روشن کرنا وغیرہ یعنی وہ تمام کام جو کھانے میں داخل نہیں اور نہ انسان کے بدن پر لگانا جائز ہے۔ یہی قول ہے عطا بن رباحؒ اور محمد بن جریر طبریؒ کا۔ اور جمہور علماء کے نزدیک مُردار کی چربی سے کوئی فائدہ اٹھانا درست نہیں کیونکہ مطلقاً نفع حاصل کرنے کی ممانعت ہے سوائے ان چیزوں کے جو خاص کر دی گئی ہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

کرے۔ اللہ نے جب مُردار کی چربی کو حرام کر دیا تو انھوں نے اسے پگھلا کر فروخت کرنا شروع کر دیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۱۱۲ بیع المیتة والاصنام

۱۰۱۹ـــــ حدیث عمر رضی اللہ عنہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ فلاں شخص نے شراب فروخت کی ہے تو آپ نے کہا: فلاں شخص پر اللہ کی مار! کیا اسے معلوم نہیں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود کو اللہ تباہ کرے کہ ان پر جب جانوروں کی چربی حرام کی گئی تو انھوں نے چربی کو پگھلا لیا اور پھر اس کو فروخت کر دیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۱۰۳ لا یذاب شحم المیتة ولا یباع ودکه

۱۰۲۰ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود پر اللہ کی مار! کہ ان پر جانوروں کی چربیاں حرام کی گئیں تو انھوں نے انھیں بیچنا شروع کر دیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۱۰۳ لا یذاب شحم المیتة ولا یباع ودکه

باب ۱۴ : سُود کا بیان

۱۰۲۱ـــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بقیہ: حاشیہ صفحہ گزشتہ:

مثلاً دباغت کی ہُوئی کھال وغیرہ۔ تیل یا گھی اگر نجس ہو جائے تو اس کا حکم مختلف ہے اس سے روشنی کرنا یا کوئی ایسا استعمال جو کھانے اور انسان کے بدن پر لگانے کے علاوہ ہو جائز ہے۔ صابن بنانے اور جانوروں کو کھلانے میں علمائے سلف کا اختلاف ہے لیکن ہمارا صحیح مذہب یہی ہے کہ جائز ہے اور قاضی عیاضؒ نے بیان کیا ہے کہ امام مالکؒ بہت سے صحابہ کرامؓ اور امام شافعیؒ سفیان ثوریؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی مسلک ہے اور یہی منقول ہے حضرت علیؓ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ وغیرہ سے۔ ان کے نزدیک ناپاک تیل کا فروخت کرنا جب کہ اس کی نجاست بیان کر دی جائے جائز ہے عبدالملک بن ماجشونؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم! علماء نے کہا ہے کہ مُردار کی بیع میں کافر کی لاش کی فروخت بھی داخل ہے جب کہ جنگ میں مارا جائے اور کافر اس کو خریدنا چاہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ نوفل بن عبداللہ مخزومی کو غزوۂ خندق میں مسلمانوں نے قتل کر دیا تھا اور کافروں نے اس کی لاش خریدنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس ہزار درہم پیش کرنا چاہے لیکن آپؐ نے قبول نہیں فرمائے اور آپؐ نے نعش بلا معاوضہ کافروں کے حوالے کر دی تھی۔ ان چیزوں کی بیع حرام ہونے کی علّت نجاست ہے اور ہر نجس چیز کی فروخت ناجائز ہے۔ بتوں کو فروخت کرنے کی ممانعت اس لیے ہے کہ اس سے کوئی منفعت حاصل نہیں ہوتی البتہ بُت کے ٹکڑے توڑ کر بیچنے میں اگر ان سے کوئی نفع حاصل ہوتا ہو، اختلاف ہے بعض کے نزدیک منع ہے کیونکہ نہی مطلق ہے اور بعض نے اس صورت میں کہ ان سے کوئی نفع حاصل ہوتا ہو فروخت کو جائز رکھا ہے لیکن مُردار، شراب اور سؤر کی فروخت باجماع اہل اسلام حرام ہے۔

از نووی ۔ مترجم

سونے کو سونے کے بدلے میں مت فروخت کرو مگر برابر سرابر۔ اور ایک کو دوسرے پر فضیلت اور ترجیح نہ دو (کم زیادہ نہ بیچو) —— اسی طرح چاندی کو چاندی کے بدلے میں اگر فروخت کرو تو برابر برابر فروخت کرو اور ایک چاندی کو دوسری چاندی پر فضیلت اور ترجیح نہ دو اور ان دونوں چیزوں میں اُدھار کی خرید و فروخت نہ کرو (نقد و نقد ایک ہاتھ دو، دوسرے ہاتھ لو)[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۷۸ بیع الفضة بالفضة

باب ۱۶: چاندی کو سونے کے بدلے میں اُدھار بیچنا منع ہے

۱۰۲۲ —— (حدیث براء بن عازب و زید بن ارقم ﷺ): ابوالمنہال بیان کرتے ہیں —— کہ میں نے حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت زید بن ارقمؓ سے "صرف" کے بارے میں دریافت کیا (صرف سے مُراد چاندی کے بدلے میں سونا یا چاندی یا اسکے برعکس فروخت کرنا ہے)، تو دونوں حضرات نے دوسرے صاحب کے بارے میں کہا کہ وہ مجھ سے بہتر ہیں (یعنی ان سے دریافت کرو) اور دونوں نے یہی بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کو چاندی کے بدلے میں اُدھار بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ (یعنی دست بدست ہو تو کچھ مضائقہ نہیں)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۸۰ بیع الورق بالذهب نسیئةً

۱۰۲۳ —— حدیث ابوبکرہ ؓ: حضرت ابوبکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور سونے کو سونے کے بدلے میں فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، مگر برابر برابر، البتہ ہمیں چاندی کو سونے اور سونے کو چاندی کے بدلے میں جیسے چاہیں بیچنے کی اجازت دی ہے (یعنی کمی بیشی جائز ہے البتہ ادھار ان میں بھی ناجائز ہے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۸۱ بیع الذهب بالورق یدًا بیدًا

---

[1] حرمت "ربا" کے سلسلہ میں جو دیگر مشہور حدیثیں ہیں ان میں چھ چیزوں کا ذکر ہے (۱) سونا (۲) چاندی (۳) گندم (۴) جو (۵) کھجور (۶) نمک اب اہلِ ظاہر کے نزدیک تو ربا صرف ان چھ چیزوں میں منحصر ہے ان کے علاوہ اور کسی چیز میں ربا نہیں ہے کیونکہ اہلِ ظاہر کے نزدیک قیاس نہیں کیا جاسکتا لیکن باقی علماء کے نزدیک چھ چیزوں سے خاص نہیں ہے بلکہ جہاں علتِ حرمت پائی جائے گی وہاں ربا ہو گا اور حرام ہو گا اب علت کے سلسلہ میں اختلاف ہے امام شافعیؒ کے نزدیک علت ثمن اور طعم ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک ثمن اور اذخار ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وزن اور کیل ہے چنانچہ وہ چیزیں جو ناپ تول سے نہیں بکتیں مثلاً پھل وغیرہ ان میں ربا نہیں ہو گا۔ ربوی اشیاء کے دوسری ربوی اشیاء سے لین دین میں جب علت مختلف ہو، کمی بیشی اور ادھار دونوں جائز ہیں مثلاً سونے کے بدلے میں گندم کی فروخت ہر طرح یعنی ادھار بھی اور کم و بیش بھی جائز ہے اور اگر جنس ایک ہو تو کمی بیشی اور اُدھار دونوں ناجائز ہیں اور اگر جنس مختلف ہو لیکن علت ایک ہو جیسے سونے کی چاندی کے بدلے یا گیہوں کی جو کے بدلے فروخت تو ادھار ناجائز ہو گی اور کمی بیشی جائز ہو گی۔ مختصراً از نوویؒ مترجم

باب ۱۸ : کھانے کی چیزیں (جب ایک ہی جنس کی ہوں) برابر برابر فروخت کی جائیں

۱۰۲۴ ــــ حدیث ابوسعید خدری و ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کے محاصل وصول کرنے پر مقرر فرمایا تو وہ وہاں سے عمدہ قسم کی کھجوریں لے کر آیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ اس نے عرض کیا: نہیں، واللہ! یا رسول اللہ! سب ایسی نہیں ہوتیں بلکہ ہم اس قسم کی (اعلیٰ) کھجوروں کا ایک صاع دوسری قسم کی کھجوروں کے دو صاع کے بدلے میں یا ایسی کھجوروں کے دو صاع دوسری گھٹیا کھجوروں کے تین صاع کے بدلے میں خرید لیتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: آئندہ ایسا نہ کرو! بلکہ پہلے سب (گھٹیا) کھجوریں دراہم کے بدلے میں فروخت کر دیا کرو اور بعد ازاں ان دراہم کے عوض میں اعلیٰ قسم کی کھجوریں خرید لیا کرو۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۴ البیوع : باب ۸۹ اذا اراد بیع تمر بتمر خیر منه

۱۰۲۵ ــــ حدیث ابوسعید خدری ﷺ : حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال ﷺ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں برنی[1] قسم کی کھجوریں لائے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: یہ کہاں سے آئیں؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا: ہمارے پاس کچھ گھٹیا قسم کی کھجوریں تھیں۔ میں نے ان میں سے دو صاع دے کر ان کھجوروں کا ایک صاع لیا ہے تاکہ آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: افسوس! افسوس! یہ تو خالص سود ہے! ایسا مت کرو! بلکہ جب اس قسم کا سودا کرنا ہو تو پہلے اپنی کھجوریں قیمتاً فروخت کر دیا کرو اور اس قیمت کی رقم سے دوسری قسم کی کھجور خرید لیا کرو۔ (تاکہ سود کا شائبہ نہ رہے)۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۴۰ الوکالة : باب ۱۱ اذا باع الوکیل شیئاً فاسداً فبیعه مردودٌ

۱۰۲۶ ــــ حدیث ابوسعید خدری ﷺ : حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم کو ملی جلی یعنی گھٹیا قسم کی مخلوط کھجوریں ملا کرتی تھیں تو ہم ان کے دو صاع ایک صاع اعلیٰ کھجوروں کے بدلے میں فروخت کر دیا کرتے تھے اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہ تو دو صاع کھجوروں کی فروخت ایک صاع کھجور کے بدلے میں جائز ہے اور نہ دو درہموں کو ایک درہم کے بدلے میں فروخت کرنا جائز ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۴ البیوع : باب ۲۰ بیع الخلط من التمر

۱۰۲۷ ــــ (حدیث ابوسعید خدری و اسامہ ﷺ) : ابوصالح زیاتؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ دینار کے بدلے میں دینار اور درہم کے بدلے میں درہم (برابر برابر فروخت کیا جائے نہ کم نہ زیادہ) تو میں نے حضرت ابوسعیدؓ سے کہا کہ ــــ حضرت ابن

---

[1] برنی: کھجور کی ایک اعلیٰ قسم ہے جو زرد رنگ کی اور گول ہوتی ہے اور یہ قسم سب سے اچھی خیال کی جاتی ہے۔ مرتبؒ

عباس ﷺ تو ایسا نہیں کہتے[1] تو حضرت ابوسعیدؓ نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کے متعلق پوچھا تھا میں نے کہا تھا کہ کیا آپ نے اس سلسلہ میں کوئی بات رسول اللہ ﷺ سے سُنی ہے ؟ یا انھوں نے کہا : آپ کو قرآن مجید میں کوئی حکم اس کے بارے میں ملا ہے ؟ میں ایسی کوئی بات نہیں کہتا ، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو آپ حضرات مجھ سے زیادہ جانتے ہیں[2] ، بلکہ بات یہ ہے کہ مجھ سے حضرت اسامہ بن زید ؓ نے روایت بیان کی ہے کہ رسُول اللہ ﷺ نے فرمایا ، ربا (سُود) صرف ادھار میں ہے[3] ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۴ البیوع : باب ۷۹ بیع الدینار بالدینار نسئاً

باب ۲۰ : حلال کو حاصل کرنے اور مُشتبہ اشیاء کو ترک کرنے کا حکم

۱۰۲۸ — حدیث نعمان بن بشیرؓ : حضرت نعمانؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ؛ حلال بھی واضح ہو چکا ہے اور حرام کی بھی واضح طور پر نشان دہی ہو چکی ہے لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ ایسی مشتبہ چیزیں ہیں جن کے متعلق احکام اکثر لوگ نہیں جانتے چنانچہ جو شخص ان مشتبہ امور سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا اور جو مشتبہات میں مُبتلا ہو گیا (اس کے متعلّق خطرہ ہے کہ وہ بالآخر حرام میں مبتلا نہ ہو جائے) اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو محفوظ چراگاہ کی باڑ کے اردگرد اپنے گلہ کو چراتا ہے بہت ممکن ہے کہ اس کے جانور باڑ کے اندر بھی مُنہ مار دیں ، خبردار ! ہر بادشاہ کی ایک محفوظ سرحد ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کی محفوظ سرحد اس کے حرام کیے ہوئے امور ہیں ۔ اور ہر شخص کو جاننا چاہیے کہ جسمِ انسانی کے اندر ایک گوشت کا لوتھڑا ہے کہ اگر وہ درست ہو جائے تو پُورا بدن درست ہو جاتا ہے اور اگر اس میں فساد پیدا ہو جائے تو پُورا انسانی جسم بگڑ جاتا ہے اور یاد رکھو ! وہ گوشت کا لوتھڑا قلبِ انسانی ہے[4] ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲ الایمان : باب ۳۹ فضل من استبرأ لدینہ

---

[1] "ایسا نہیں کہتے" سے مُراد یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک سود صرف اس صورت میں ہے جب عوضین میں سے کسی ایک کی ادائیگی ادھار میں ہو لیکن اگر ایک "عوض" کم یا زیادہ ہو تو سُود نہیں ہوتا کیونکہ ان کے نزدیک دونوں عوضوں کا برابر ہونا شرط نہیں ہے بلکہ ایک درہم کو دو درہموں کے عوض میں فروخت کرنا جائز ہے ۔ مرتبؒ

[2] "آپ حضرات مجھ سے زیادہ جانتے ہیں" سے ابن عباسؓ کی مُراد یہ تھی کہ آپ سب لوگ جب دربارِ نبویؐ میں حاضر تھے تو اس وقت جوان اور بالغ تھے اور میں نابالغ بچّہ تھا ۔ حضرت ابن عباسؓ کی عمر اس وقت صرف ۱۳ سال تھی ۔ مرتبؒ

[3] یعنی سُود صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب اُدھار لین دین کیا جائے نقد کی صورت میں عوضین میں کمی بیشی جائز ہے لیکن اس روایت پر عمل متروک ہے ۔ بعض کے نزدیک یہ حدیث منسُوخ ہے اور پوری اُمت کا اجماع اور عمل اس کے خلاف ہے ۔ مرتبؒ

[4] اس حدیث میں انسانِ مکلف کو چرواہے سے تشبیہہ دی گئی ہے اور انسان کے نفسِ حیوانی کو جانوروں سے (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۲۱ : اُونٹ کا اس شرط کے ساتھ فروخت کرنا کہ "ایک مرتبہ میں سواری کروں گا" جائز ہے

۱۰۲۹ ــــــ **حدیث جابر** رضی اللہ عنہ : حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ایسے اُونٹ پر جا رہا تھا جو تھک گیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپؐ نے اس کے لیے دُعا کی اور اسے مارا، پھر وہ ایسا چلا کہ پہلے کبھی نہ چلا تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اس کو میرے ہاتھ ایک اوقیہ چاندی کے عوض فروخت کر دو۔ میں نے انکار کر دیا۔ آپؐ نے دوبارہ فرمایا: اسے ایک اوقیہ چاندی کے عوض میرے ہاتھ فروخت کر دو ــــ چنانچہ میں نے وہ اونٹ آپؐ کے ہاتھ فروخت کر دیا اور یہ شرط لگا دی کہ میں اسی پر سوار ہو کر اپنے گھر تک جاؤں گا ــــ جب ہم مدینہ پہنچے تو میں اُونٹ لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور آپؐ نے اس کی قیمت میرے حوالے کر دی ــــ میں پلٹ کر جانے لگا تو آپؐ نے مجھے پھر بُلا بھیجا اور فرمایا: میرا مقصد

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: اور مشتبہات کو باڑ کے اردگرد کے رقبہ سے اور محرمات کو باڑ سے۔ مشتبہات میں مبتلا ہونا گویا باڑ کے اردگرد چرنے سے مشابہ ہے اور ظاہر ہے کہ باڑ کے اردگرد چرنے والے کا اندر مُنہ مارنا خارج از امکان نہیں، وجہ تشبیہ دونوں میں سزا کا ملنا ہے یعنی جو شخص باہر چراتے چراتے اندر داخل ہو جائے اس کو سزا ملے گی اسی طرح جو اللہ کی مقرر کردہ حدود کو پھلانگے گا وہ بھی مستحق سزا ہے۔ چنانچہ مشتبہات سے حتیٰ المقدور بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مرتب

نووی ؒ نے لکھا ہے کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ حدیث انتہائی اہم ہے اور اس میں بے شمار فوائد بیان ہوئے ہیں بلکہ یہ اُن حدیثوں میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا دار و مدار ہے ایک گروہ کے خیال میں یہ حدیث اسلامی تعلیمات کا ایک تہائی ہے اور باقی دو تہائی یہ دو حدیثیں ہیں ۱۔ "الاعمال بالنیات" اور ۲۔ "من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ"، اور ابوداؤد سجستانیؒ نے کہا ہے کہ اسلام کا مدار چار حدیثوں پر ہے تین یہ جو اوپر بیان ہوئیں اور چوتھی: "لایومن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہٖ" اور بعض کا خیال ہے کہ چوتھی حدیث یہ ہے "ازھد فی الدنیا یحبك اللہ وازھد ما فی ایدی الناس یحبك الناس"۔ علمائے کرام نے حدیث زیر بحث کی عظمت کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کھانے پینے اور لباس وغیرہ سب کی صلاح و فلاح بیان کر دی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ شبہ کی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے، اسی میں دین اور آبرو دونوں کی سلامتی ہے۔ پھر مشتبہات میں پڑنے سے ڈرانے کے لیے محفوظ چراگاہ کی مثال دی ہے کہ جو باہر چرتے چرتے اندر چلا گیا وہ سزا کا سزاوار ہو گیا۔ اس کے بعد جسم انسانی میں سب سے اہم اور سب سے بڑی چیز کی نشان دہی فرمائی ہے کہ وہ قلب انسانی ہے اس کے پاک صاف اور روشن ہونے سے سارا جسم روشن اور پاک ہو جاتا ہے اور اس کے بگڑنے سے پُورا جسم تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ حلال و حرام کے واضح طور پر متعین ہونے سے مُراد یہ ہے کہ کچھ چیزیں تو ایسی ہیں جن کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں سب جانتے ہیں جیسے پھل، شہد، دودھ، انڈا وغیرہ حلال ہیں اور شراب، سُور، مُردار، پیشاب، بہتا خون یا زنا، جھوٹ، غیبت، چوری، چغل خوری، غیر عورت کی طرف نظر بد سے دیکھنا وغیرہ حرام اور تیسرے وہ امور ہیں جو نہ تو واضح طور پر حلال ہیں اور نہ ان کا حرام ہونا واضح ہے ایسے امور کا اکثر عوام کو پتہ نہیں ہوتا صرف علماء اور مجتہدین ہی ان کے بارے میں دُوسرے احکام پر قیاس کر کے یا استدلال کے ذریعہ سے احکام معلوم کرتے ہیں۔ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے امور سے بچا جائے۔ مترجم

تمھارا اُونٹ لینا نہیں تھا لو اپنا اُونٹ بھی لے جاؤ یہ اب تمھارا ہے [1]

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۴ الشروط : باب ۴ اذا اشترط البائع ظهر الدابة الی مکان مسمی جاز

۱۰۳۰ ـــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ : حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک غزوے میں جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا پھر جس وقت میں اپنے تھکے ہوئے اُونٹ پر جو چلنے کے قابل نہ تھا سوار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میرے قریب تشریف لائے اور دریافت فرمایا : تمھارے اُونٹ کو کیا ہوا ؟ میں نے عرض کیا تھک گیا ہے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پیچھے ہٹے اور اُونٹ کو ڈانٹا اور اس کے لیے دعا فرمائی اس کے بعد تمام راستے وہ اونٹ باقی سب اونٹوں کے آگے ہی چلتا رہا۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا : اب تمھارا اُونٹ کیسا ہے ؟ میں نے عرض کیا : بہت اچھا ہے اور یقیناً یہ آپؐ کی دُعا اور برکت کا اثر ہے۔ آپؐ نے فرمایا : کیا تم اسے میرے ہاتھ بیچتے ہو ؟ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں شرما گیا کیونکہ میرے پاس پانی لانے کے لیے اس کے سوا کوئی اور اُونٹ نہ تھا ، بعدازاں میں نے عرض کیا : ہاں ! جیسے آپؐ کی رضا ! آپؐ نے فرمایا : تو اسے میرے ہاتھ فروخت کر دو ! چنانچہ میں نے اُونٹ آپؐ کے ہاتھ بیچ دیا لیکن یہ شرط لگا دی کہ مدینہ تک مَیں اسی پر سوار ہو کر جاؤں گا۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا : یارسولؐ اللہ ! میں نے نئی نئی شادی کی ہے اس لیے مجھے (پہلے) جانے کی اجازت دے دیجیے۔ چنانچہ آپؐ نے مجھے جانے کی اجازت دے دی اور میں پورے راستے لوگوں کے آگے آگے رہا حتیٰ کہ مدینہ پہنچ گیا، مدینہ پہنچنے پر مجھے میرے ماموں ملے انھوں نے مجھ سے اونٹ کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے ان کو ساری بات بتا دی کہ میں نے اُونٹ فروخت کر دیا ہے۔ انھوں نے اس پر مجھے ملامت کی (کہ ایک ہی اُونٹ تھا وہ بھی بیچ دیا) حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ سے جانے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا : تم نے شادی کر لی ؟ باکرہ سے کی ہے یا ثیّبہ سے ؟ میں نے عرض کیا : میں نے ثیّبہ سے شادی کی ہے ! آپؐ نے فرمایا : تم نے کنواری لڑکی سے کیوں شادی نہیں کی ؟ کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے ملاعبت و مداعبت کرتی۔ میں نے عرض کیا : یارسولؐ اللہ ! میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے یا (میں نے کہا کہ) شہید ہو گئے ہیں اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں اسلیے مجھے نامناسب معلوم ہوا کہ میں ان کے برابر کی لڑکی سے شادی کروں

---

[1] امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے ہمنواؤں نے اسی حدیث کی بنا پر جانور کی بیع اس شرط کے ساتھ جائز رکھی ہے، کہ بیچنے والا خود سوار ہو کر جہاں جانا چاہے چلا جائے امام مالکؒ کے نزدیک بھی یہ شرط جائز ہے اگر مسافت قلیل ہو، امام شافعیؒ امام ابوحنیفہؒ اور باقی علماء کے نزدیک یہ شرط لگانا جائز نہیں خواہ مسافت کم ہو یا زیادہ، اور حدیث جابرؓ کی یہ لوگ یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس وقت آپؐ حضرت جابرؓ کا اونٹ خریدنا نہیں چاہتے تھے بلکہ محض حضرت جابرؓ پر احسان کرنا مقصود تھا۔ واللہ اعلم۔ نوویؒ مترجم

جو نہ تو ان کو ادب سکھا سکے اور نہ ان کی نگرانی کر سکے لہذا میں نے اسی لیے ثیّبہ سے شادی کی ہے کہ وہ ان کی نگرانی کر سکے اور ان کی تربیت کرے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو میں صبح کے وقت اُونٹ لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپؐ نے مجھے اس کی قیمت ادا فرمائی اور بعد ازاں اُونٹ بھی مجھے واپس عطا فرما دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۱۳ استیذان الرجل الامام

۱۰۳۱ ـــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے اُونٹ خریدا دو اوقیہ (چاندی) اور ایک یا دو درہم کے بدلے میں، پھر جب آپؐ مقام صرار[1] پر پہنچے تو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا چنانچہ گائے ذبح کی گئی اور سب نے اس کا گوشت کھایا، پھر جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو مجھے حکم دیا کہ میں (پہلے) مسجد میں جا کر دو رکعت نفل پڑھوں اور آپؐ نے مجھے اُونٹ کی قیمت تول کر ادا کی[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۹۹ الطعام عند القدوم

باب ۲۲: کوئی چیز قرض لینا جائز ہے لیکن ادائیگی اس سے بہتر ہونی چاہیے

۱۰۳۲ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ سے اپنے قرض کا تقاضا کرنے لگا اور تقاضا کرتے وقت اس نے سخت زبان استعمال کی تو صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم نے ارادہ کیا کہ اسے اس گستاخی کی سزا دیں لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کچھ نہ کہو! کیونکہ جسے کچھ لینا ہو اُسے باتیں بنانے کا حق ہوتا ہے، پھر آپؐ نے فرمایا: اس کو اسی عمر کا اُونٹ دے دو جیسا اس کا تھا. صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اس کے اُونٹ جیسا اونٹ موجود نہیں ہے سب اس سے بہتر اور افضل ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اسے وہ بہتر ہی دے دو، کیوں کہ تم میں اچھا شخص وہ ہے جو قرض کی ادائیگی میں

---

[1] صرار: مدینہ سے مشرق کی جانب تین میل کے فاصلے پر ایک موضع کا نام ہے۔ مرتب

[2] امام نووی ؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوتے ہیں مثلاً (۱) گائے کا ذبح کرنا اونٹ ذبح کرنے سے افضل ہے جبکہ اُونٹ کا نحر بھی جائز ہے (۲) سفر سے لوٹ کر پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے (۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ دن کے وقت بھی نفل کی دو ہی رکعت ہیں جس طرح رات کو دو رکعت پڑھے جاتے ہیں (۴) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ آپؐ کا معجزہ تھا کہ خستہ ماندہ اونٹ پل بھر میں چاق و چوبند ہو گیا (۵) یہ کہ کسی چیز کو فروخت کرنے کے بارے میں مالک سے دریافت کر لینے میں کوئی حرج نہیں (۶) یہ کہ سودا طے کرنا اور قیمت چکانا ضروری ہے (۷) اپنے ماتحتوں کی خبرگیری اور دریافت حال سُنت ہے (۸) نیک مشورہ دینا چاہیے (۹) کنواری سے شادی کرنا مستحب ہے (۱۰) اپنی بیوی سے ملاعبت و مداعبت مستحب ہے (۱۱) حضرت جابرؓ کی فضیلت معلوم ہوئی کہ انھوں نے حظِ نفس پر گھر کے حالات اور بہنوں کی تعلیم و تربیت کو مقدم رکھا (۱۲) معاملہ طے کرنے کے بعد بوقت ادائیگی زیادہ دینا سُنّت ہے (۱۳) قیمت کا وزن کرانا اور وزن کرانے کی اُجرت دینا بائع کی ذمہ داری ہے (۱۴) آثار صالحین سے برکت حاصل کرنا جائز ہے (۱۵) لشکر سے پہلے جانے کی اجازت طلب کرنا جائز ہے (۱۶) ادائے حقوق میں وکالت جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔ انتہیٰ ما قالہ النووی ؒ۔ مترجم

اچھا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۰ الوکالة : باب ۶ الوکالة فی قضاء الدیون

باب ۲۴ : گروی رکھنا سفر اور حضر دونوں حالتوں میں جائز ہے

۱۰۳۳ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ مدّت کے بعد ادائیگی کے وعدے پر کسی قدر اناج خریدا اور اس کے پاس لوہے کی ایک زرہ گروی رکھ دی

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع : باب ۱۴ شراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالنسیئة

باب ۲۵ بیع سلم کا بیان

۱۰۳۴ ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے (تو دیکھا کہ) اہلِ مدینہ کھجور کے دو دو تین تین سال کے پیشگی سودے کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: جو شخص کسی چیز کا پیشگی سودا کرے تو ضروری ہے کہ اس کے وزن یا پیمائش کی مقدار بھی مقرر اور معلوم ہو اور میعاد بھی مقرر اور طے شدہ ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۵ السلم : باب ۲ السلم فی وزن معلوم

باب ۲۷ : خرید و فروخت کے سلسلہ میں قسم کھانے کی ممانعت

۱۰۳۵ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: قسم[۲] کھانے سے مال تو فروخت ہو جاتا ہے لیکن کاروبار کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع : باب ۲۶ یمحق اللہ الربا ویربی الصدقات واللہ لایحب کل کفار اثیم)

باب ۲۸ : شفعہ کا بیان

۱۰۳۶ ــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حکم دیا ہے ہر اُس زمین میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو، لیکن جب حد بندی ہو جائے اور راستے الگ الگ

۱ے بیع سلم اس پیشگی سودے کو کہتے ہیں جس میں رقم پہلے دی جاتی ہے اور مال لینے کی مدّت مقرر کر لی جاتی ہے۔ مترجم

۲ے : قسم سے مراد جھوٹی قسم ہے کیونکہ بوقت ضرورت سچی قسم میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مرتب)

متعین کر دیے جائیں تو حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۶ الشفعة: باب ۱ الشفعة مالم یقسم فاذا وقعت الحدود فلا شفعة

باب ۲۹: ہمسائے کی دیوار میں کھونٹی ٹھوکنے کے بارے میں حکم

۱۰۳۷ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ہمسایہ اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار میں کھونٹی ٹھوکنے سے منع نہ کرے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہا کرتے تھے: میں دیکھتا ہوں کہ تم اس حدیث سے جی چراتے ہو، بخدا! میں تو اس کو پورے زور شور سے تمھارے سامنے بیان کروں گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم: باب ۲۰ لا یمنع جار جاره ان یغرز خشبة فی جداره

باب ۳۰: ظلم اور زبردستی سے دوسرے کی زمین پر قبضہ کرنا حرام ہے

۱۰۳۸ — حدیث سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ: حضرت سعید بن زیدؓ کے خلاف مروان بن الحکم کی عدالت میں اروی بنت اویس نے زمین کے کسی رقبے کے بارے میں اپنے حق ملکیت کا دعویٰ دائر کیا۔ ان کے خیال میں حضرت سعیدؓ نے اس پر ناجائز قبضہ کر لیا تھا تو اس موقع پر حضرت سعید بن زیدؓ (جلیل القدر صحابی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) نے کہا: کیا میں اس کا حق ماروں گا جبکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: "جو شخص کسی دوسرے کی ایک بالشت زمین بھی غصب کرے گا تو قیامت کے دن اس زمین کے ساتوں طبق اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیے جائیں گے۔"[۱]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۲ ما جاء فی سبع ارضین

۱۰۳۹ — (حدیث عائشہ ؓ): حضرت ابوسلمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میرا کچھ لوگوں کے ساتھ (زمین کے

---

[۱] حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ مسلمؒ کی ایک روایت میں اس کی مزید تفصیلات بیان ہوئی ہیں کہ آپ کے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد مروان نے کہا تھا کہ میں آپ سے مزید کوئی گواہ طلب نہیں کروں گا، علاوہ ازیں حضرت سعیدؓ از خود اس زمین سے اروی کے حق میں دست بردار ہو گئے تھے لیکن آپ نے یہ دعا مانگی تھی: اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہو تو اس کی بینائی زائل ہو جائے اور اس کی یہ زمین ہی اس کی قبر بنے۔ (راوی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے انھیں بعد ازاں دیکھا تھا کہ نابینا ہو گئی تھیں اور دیوار ٹٹول ٹٹول کر چلتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ مجھے حضرت سعید بن زیدؓ کی بد دعا لگ گئی، اور ایک دن وہ اپنے اسی گھر میں چل رہی تھیں کہ گھر کے کنوئیں میں گر کر انتقال کر گئیں اور وہی گھر ان کی قبر بن گیا۔ مترجم

سلسلہ میں) جھگڑا تھا، میں نے اس کا ذکر امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو آپ نے فرمایا: اے ابوسلمہؓ! زمین سے بچو، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص کسی دوسرے کی بالشت بھر زمین ناحق لے گا (روزِ قیامت) اس کے گلے میں زمین کے ساتوں طبق کا طوق پہنایا جائے گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم: باب ۱۳ اثم من ظلم شیئاً من الارض

باب ۳۱ : راستہ کی مقدار (چوڑائی) پر تنازعہ کا فیصلہ

۱۰۴۰ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ راستہ کے سلسلہ میں جھگڑے کی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا تھا کہ سات ہاتھ (چوڑا) راستہ چھوڑا جائے[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم: باب ۲۹ اذا اختلفوا فی الطریق المیتاء

---

[1] کیونکہ سات گز (ہاتھ) چوڑا راستہ انسانوں اور جانوروں دونوں کے گزرنے کے لیے کافی ہے۔ نووی ؒ نے لکھا ہے کہ یہ تعین مقدار محض جھگڑے کی صورت میں ہے۔ اگر زمین کے شرکاء باہم متفق ہوں تو جس قدر چوڑا راستہ چاہیں چھوڑیں۔ اس کی مقدار پر شرعاً یا قانوناً کوئی پابندی نہیں ہے۔

مرتب و مترجم

کتاب الفرائض[1]

(میراث کی تقسیم کے احکام و مسائل)

باب ۱ : وارثوں کو ان کے مقرّرہ حصّے ادا کرو اور اس کے بعد اگر کچھ بچ رہے تو میّت کے قریب ترین مَرد رشتہ دار کو دیا جائے

۱۰۴۱ ـــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن مجید میں وارثوں کے جو حصّے مقرر کر دیے گئے ہیں وہ حق داروں کو ادا کرو، اس کے بعد جو کچھ بچ جائے وہ اس شخص کو دیا جائے جو مرنے والے کا سب سے زیادہ قریبی مرد رشتہ دار ہو۔[2]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۵ الفرائض: باب ۵ میراث الولد من ابیه وامه

باب ۲ : لاوارث شخص کی میراث کے احکام

۱۰۴۲ ـــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ پیدل چل کر میری عیادت کو تشریف لائے اور آپؐ نے مجھے بیہوش پایا تو وضو کیا اور وضو سے فارغ ہو کر اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا جس سے میں ہوش میں آ گیا اور میں نے دیکھا کہ حضور پاک ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میں اپنے مال کا کیا کروں؟ اسے کس طرح تقسیم کروں؟ نبی کریم ﷺ نے مجھے اس وقت کوئی جواب نہ دیا حتّٰی کہ بعد ازاں میراث کی آیت نازل ہو گئی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۵ المرضی: باب ۵ عیادة المغمی علیه

---

[1] فرائض: فریضہ کی جمع ہے اور اس سے وہ مقررہ حصّے مُراد ہیں جو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے وارثوں کے لیے مُتعیّن کر دیے ہیں مثلاً بیٹا، بیٹی، ماں، باپ، خاوند، بیوی، بہن وغیرہ کے لیے نصف رُبع ثمن ثلث دوثلث وغیرہ جو مقرر کیے گئے ہیں۔ مُرتّب

[2] حدیث کا مفہوم واضح ہے کہ جن لوگوں کے حصے مقرر کر دیے گئے ہیں ان کو ان کے حصص کی ادائیگی کے بعد اگر کچھ بچ رہے تو وہ مرنے والے سے سب سے قریبی تعلق رکھنے والے مرد رشتہ دار کو دیا جائے۔ مثلاً بیٹا یا باپ ۔ قریبی کی موجودگی میں دور والے کو نہیں دیا جائے گا۔ مترجم

باب ۳ : سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت، آیۂ "کلالہ" ہے

۱۰۴۳ حدیث براء رضی اللہ عنہ : حضرت براء بن العازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورتوں میں سب سے آخر میں سورۃ براءۃ نازل ہوئی تھی اور سب سے آخری آیت جو نازل ہوئی وہ یہ آیت ہے : (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ (۱۷۶) النساء)

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : سورۃ النساء : باب ۲۷ (یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ)

باب ۴ : مرنے والا جو ترکہ چھوڑے وہ وارثوں کو دیا جائے

۱۰۴۴ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر کسی ایسے شخص کا جنازہ لایا جاتا جس کے ذمے مرتے وقت قرض ہو تو آپ دریافت فرماتے : "کیا اس شخص نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ زائد مال چھوڑا ہے" ؟ پھر اگر بتایا جاتا کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو سکتا ہے، تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے[1] ورنہ مسلمانوں سے فرماتے : "تم لوگ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو"۔ بعدازاں جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر فتوحات کے دروازے کھول دیے (اور مال غنیمت آنے لگا) تو آپ نے فرمایا : میں مسلمانوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب تر اور ان کے قریبی عزیزوں سے بھی زیادہ ان کا مہربان دوست اور ان کا والی و سرپرست ہوں لہٰذا اگر کوئی مسلمان وفات پا جائے اور اس کے ذمے قرض ہو تو وہ میں ادا کروں گا اور مرنے والا جو ترکہ چھوڑے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۹ الکفالۃ : باب ۵ الدین

---

[1] اس حدیث سے قرض کی ذمہ داری کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے اور اس میں یہ ترغیب موجود ہے کہ انسان کو چاہیے کہ زندگی میں ہی اپنا قرض ادا کر جائے۔ نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرض داروں کی جو نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے یہ دراصل ایک قسم کی تنبیہ اور تہدید تھی تاکہ جو لوگ زندہ ہیں وہ عبرت حاصل کریں اور اپنے اپنے قرض کی ادائیگی کی کوشش کریں اور ایسا نہ ہو کہ وہ مر جائیں تو آپ کی دعا و استغفار سے محروم رہ جائیں۔ باقی مرنے والے کے قرض کی بیت المال سے ادائیگی کے سلسلہ میں علماء میں اختلاف ہے۔ مرتب و مترجم

کتاب الھبات

ہبہ اور صدقہ کے مسائل

باب۱: کسی کو کوئی چیز بطور صدقہ دینا اور پھر وہی چیز اس سے خریدنا مکروہ ہے

۱۰۴۵ـــــ حدیث عمرؓ: حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک گھوڑا فی سبیل اللہ سواری کے لیے دیا لیکن جس کو میں نے دیا تھا اس نے اسے تباہ کر دیا، تو میں نے چاہا کہ وہ میں خود خریدلوں کیونکہ میرا خیال تھا کہ اب وہ اسے بہت کم قیمت پر فروخت کر دے گا لہٰذا میں نے اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا "تم اسے مت خریدنا خواہ ایک درہم میں ملے' یعنی اپنے صدقہ کو واپس مت لوٹانا، کیوں کہ صدقہ دے کر واپس لینے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو قے کر کے چاٹ لے"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکوٰۃ: باب ۵۹ ھل یشتری صدقتہ'

۱۰۴۶ـــــ حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک گھوڑا مجاہدین کی سواری کے لیے فی سبیل اللہ دیا، بعدازاں آپ نے اسے فروخت ہوتے دیکھا تو چاہا کہ خود خریدلیں چنانچہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: اسے مت خریدو، جو چیز تم صدقہ کر چکے ہو اس کو واپس مت لو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۱۹ الجعائل والحملان فی السبیل

باب۲: ہدیہ اور صدقہ دے کر واپس لینا حرام ہے البتہ باپ یا دادا اگر کوئی چیز اپنی اولاد کو دیں اور پھر واپس لے لیں تو کوئی مضائقہ نہیں:

۱۰۴۷ـــــ حدیث ابن عباسؓ: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کو ہدیۃً یا بطور صدقہ کوئی چیز دے کر واپس لینے والے کی مثال اس کتّے کی مانند ہے جو قے کرتا ہے اور پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۱ الھبہ: باب ۱۴ ھبۃ الرجل لامراتہ والمرأۃ لزوجھا

بابٌ۳ : ہبہ کرتے وقت اپنی اولاد میں فرق و امتیاز رکھنا یعنی کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دینا مکروہ ہے

۱۰۴۸ ـــ حدیث نعمان بن بشیر ؓ : حضرت نعمانؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد مجھے ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا : یارسولؐ اللہ ! میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غُلام ہبہ کیا ہے ۔ آپؐ نے فرمایا : کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو اسی طرح غلام ہبہ کیے ہیں ؟ انھوں نے عرض کیا : نہیں ۔ پھر آپؐ نے فرمایا : تو پھر اس سے بھی واپس لے لو ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۱ الهبة : باب ۱۲ الهبة للولد

۱۰۴۹ ـــ حدیث نعمان بن بشیر ؓ عامرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیرؓ کو منبر پر کہتے ہوئے سُنا : مجھے میرے والد نے ایک عطیہ دیا تھا تو (میری والدہ) حضرت عمرہ بنتِ رواحہ ؓ نے کہا کہ میں تو اس وقت تک خوش نہ ہوں گی جب تک تم اس عطیہ پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہ بناؤ گے ۔ چنانچہ میرے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا : یارسولؐ اللہ ! میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہؓ بنتِ رواحہ کے بطن سے ہے ایک عطیہ دیا تو عمرہؓ نے مجھے کہا ہے کہ میں اس پر آپؐ کو گواہ بناؤں ۔ آپؐ نے فرمایا : کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کو اسی طرح کا عطیہ دیا ہے ؟ کہنے لگے : نہیں ! تو آپؐ نے فرمایا : اللہ سے ڈرو ! اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو ! نعمانؓ کہتے ہیں کہ میرے والد نے واپس آکر اپنا عطیہ مجھ سے واپس لے لیا ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۱ الهبة : باب ۱۳ الاشهاد فی الهبة

بابٌ۴ : عُمر بھر کے لیے کسی کو کچھ ہبہ کرنا

۱۰۵۰ ـــ حدیث جابر ؓ : حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے "عمریٰ"[۱] کے سلسلہ میں یہ فیصلہ دیا کہ وہ اسی کی ہوگئی جس کو دی گئی ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۱ الهبة : باب ۳۲ ما قیل فی العمریٰ والرقبیٰ

۱۰۵۱ ـــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : عمریٰ "جائزہ" ہے[۲] ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۱ الهبة : باب ۳۲ ما قیل فی العمریٰ والرقبیٰ

---

[۱] عمریٰ : وہ عطیہ جو کسی کو یہ کہہ کر دیا جائے کہ جب تک تم زندہ ہو تم اس سے فائدہ اٹھاؤ ۔ اس عطیہ کے سلسلہ میں اگرچہ عُلما میں اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ وہ جس کو دیا گیا اسی کا ہو جائے گا اور یہ شرط کہ تیرے بعد میں لے لوں گا ، شرط فاسد ہے جس کا اعتبار نہیں ۔ مرتبؒ

[۲] عمریٰ جائزہ ہے یعنی ایسی امداد انعام ۔ عطیہ یا بخشش ہے جس کو دی جائے اس کی ہو جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے مالک اس کے وارث ہوں گے ۔ اس پر اب دینے والے کا کوئی حق نہیں ۔ مرتبؒ

کتاب الوصیّۃ

وصیّت کے احکام ومسائل

۱۰۵۲ــــ حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور اس پر دو راتیں اس طرح گزر جائیں کہ اسکی وصیت لکھی ہوئی نہ ہو (یعنی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کی دو راتیں بھی وصیت لکھ کر رکھے بغیر گزریں)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۵ الوصایا: باب ۱ الوصایا

باب ۱ : وصیّت ایک تہائی کی کرنی چاہیے

۱۰۵۳ــــ حدیث سعد بن ابی وقاصؓ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال جب میں ایک شدید درد میں مبتلا تھا اور نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے تو میں نے آپؐ سے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا یہ درد (مرض) اس قدر بڑھ گیا ہے اور میں مال دار آدمی ہوں اور میرا وارث سوائے ایک بیٹی کے اور کوئی نہیں ہے تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: اچھا نصف؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں نصف بھی نہیں! پھر آپؐ نے فرمایا: ایک تہائی مال صدقہ کر دو، اگرچہ ایک تہائی بھی بہت زیادہ ہے، اس لیے یہ بات کہ تم اپنے وارثوں کو فارغ البال چھوڑ کر جاؤ کہیں زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ تم ان کو محتاج اور ضرورت مند چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ دراصل تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو، اگر خرچ کرتے وقت تمہاری نیت حصولِ رضاءِ الٰہی ہو تو تم کو اس کا اجر ضرور ملے گا حتیٰ کہ وہ خرچ بھی جو تم اپنی بیوی پر کرتے ہو۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں کے مدینہ چلے جانے کے بعد مکہ ہی میں چھوڑ دیا جاؤں گا اور ان سے پیچھے رہ جاؤں گا۔[لے]

لے حضرت سعد کا یہ فرمانا کہ پیچھے رہ جاؤں گا سے مُراد مکہ میں رہ جانا ہے گویا آپ اس بات سے ڈر رہے تھے کہ کہیں میرا انتقال مکہ ہی میں نہ ہو جائے اور وہیں دفن نہ کیا جاؤں جبکہ وہاں سے میں ہجرت کر چکا ہوں۔ مہاجرین صحابہؓ مکہ میں وفات پانے کو ناپسند کرتے تھے اس لیے کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ چکے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "تمہاری وجہ سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا اور دُوسرے (باقی اگلے صفحہ پر)

(یعنی آپؐ کے ہمراہ مدینہ نہ جاسکوں گا)۔ آپؐ نے فرمایا: "تم ہرگز کسی سے پیچھے نہ رہو گے کیونکہ تم ایسا کارنامہ انجام دو گے جس سے تمھارے درجات اور علو مراتب میں مسلسل اضافہ ہوتا جائے گا، پھر تم تو ابھی شاید اس وقت تک زندہ رہو کہ تمھاری وجہ سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے اور دوسرے بہت لوگوں کو نقصان پہنچے۔ اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت کی تکمیل کر دے اور انھیں اُلٹے پاؤں واپس مت پھیر، لیکن سعد بن خولہؓ بیچارہ بدنصیب تھا۔" دراصل[1] آپ یہ ارشاد فرما کر ان کے مکہ میں وفات پانے اور وہیں دفن ہونے پر اظہار رنج و تاسف فرما رہے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۳۷ رثی النبی ﷺ سعد بن خولہ

۱۰۵۴ — حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ کاش لوگ (ثلث سے کم کرکے) چوتھائی کی وصیت کیا کریں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تہائی اور تہائی بھی بہت ہے یا زیادہ ہے۔[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۵ الوصایا: باب ۳ الوصیۃ بالثلث

باب ۲ : مرنے والوں کو صدقات کا ثواب پہنچتا ہے

۱۰۵۵ — حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا لیکن میرا خیال ہے کہ اگر ان کو بولنے کا موقع ملتا تو وہ راہِ خدا میں صدقہ دیتیں لہٰذا اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا ان کو اس کا ثواب پہنچے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں پہنچے گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۹۵ موت الفجأۃ البغتۃ

باب ۴ : وقف کے احکام و مسائل

۱۰۵۶ — حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی تو آپ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اس کے بارے میں آپؐ سے رہنمائی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: لوگوں کو نقصان" ایک قسم کی پیشین گوئی تھی جو درست ثابت ہوئی اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں عراق و ایران فتح ہوا اور آپ کی وجہ سے مسلمانوں کو بے شمار فائدہ پہنچا اور کافروں کو بے حد و حساب نقصان ہوا۔ مترجم

[1] یہ حدیث نہیں بلکہ راوی کا قول ہے کہ آپؐ حضرت سعد بن خولہ کے مکہ میں وفات پا جانے پر اظہار رنج و تاسف فرما رہے تھے۔ مترجم

[2] ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر وارث مالدار ہوں تو ایک تہائی تک وصیت جائز ہے اور اگر ورثاء ضرورت مند ہوں تو ایک تہائی سے بھی کم وصیت کرنا مستحب ہے اور اس بات پر علما کا اجماع ہے کہ جس شخص کے وارث موجود ہوں وہ اگر تہائی سے زیادہ کی وصیت کر بھی جائے تو تہائی سے زیادہ میں نافذ نہ ہوگی البتہ اگر وارث اجازت دیدیں تو جائز ہے جمہور علماء کا خیال یہی ہے کہ وصیت ثلث سے کم میں کرنا زیادہ بہتر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے خمس کی وصیت کی تھی اور حضرات علیؓ، ابن عمرؓ اور اسحٰقؒ نے ربع کی، اور بعض صحابہ کرامؓ نے سدس کی اور بعض نے عشر کی وصیت کی تھی۔ حضرات علیؓ، ابن عباسؓ و حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ جس کے وارث زیادہ ہوں اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ مطلقاً وصیت نہ کرے خصوصاً جب مال بھی تھوڑا ہو۔ منقول از نوویؒ۔ مترجم

حاصل کریں اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے خیبر میں کچھ زمین ملی ہے جو اتنی اچھی ہے کہ ایسا عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا تو اس کے سلسلہ میں مجھے آپؐ کی کیا ہدایت ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "تم اگر چاہو تو زمین کی اصل ملکیت اپنے لیے باقی رکھتے ہوئے اس (کی آمدنی) کو صدقہ کردو"۔ حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے اس کو اس طرح صدقہ کیا کہ اصل زمین نہ تو فروخت کی جاسکے گی، نہ کسی کو ہبہ کی جائے گی اور نہ وارثوں میں تقسیم ہوگی اور اس (کی آمدنی) کو محتاجوں، قرابت داروں، غلاموں اور مقروضوں کی گردن آزاد کرانے، نیک کاموں اور مسافروں اور مہمانوں پر خرچ کیا جائے گا البتہ جو شخص اس کا متولی مقرر ہوگا اسے اجازت ہوگی کہ اس کی آمدنی میں سے جائز اور مناسب طریق پر خود بھی کھائے اور (اپنے بال بچوں کو بھی) کھلائے لیکن مال جمع کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابن سیرینؒ کے سامنے بیان کی تو انھوں نے کہا: (کہ حدیث کے آخر میں جو شرط ہے) اس کا مقصد اور مفہوم یہ ہے کہ متولی کو یہ اجازت نہیں ہوگی کہ اس وقف میں کوئی تصرف اس غرض سے کرے کہ خود مالدار بن جائے اور ذاتی منفعت حاصل کرے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۴ الشروط: باب ۱۹ الشروط فی الوقف

باب ۵: جس کے پاس وصیّت کرنے کے لیے کچھ نہ ہو وہ اگر وصیّت نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں!

۱۰۵۷— **حدیث عبداللہ بن ابی اوفیٰ** (رضی اللہ عنہما): طلحہ بن مصرفؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے دریافت کیا: کیا نبی کریم ﷺ نے وصیّت کی تھی؟ انھوں نے کہا: نہیں! میں نے سوال کیا: پھر لوگوں پر وصیّت کس طرح فرض کر دی گئی؟ یا لوگوں کو کس طرح وصیت کا حکم دیا گیا ہے؟ (غالباً راوی کو شک ہے کہ طلحہؒ نے کیا الفاظ استعمال کیے تھے) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے اور اس پر عمل کرنے کی وصیت کی ہے[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۵ الوصایا: باب ۱ الوصایا وقول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وصیۃ الرجل مکتوبۃ عندہ:

---

[1] مراد یہ ہے کہ آپؐ نے مالی امور سے متعلق کوئی وصیت نہیں کی کیونکہ آپؐ نے مال نہیں چھوڑا البتہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے اور اس پر عمل کرنے کی وصیت ضرور فرمائی تھی، لوگوں پر وصیت فرض کیے جانے سے اشارہ آیۂ کریمہ (کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت الخ) کی طرف ہے حضرت ابن ابی اوفیٰؓ کا انکارِ وصیت ان احادیث سے متعارض نہیں ہے جن میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو جزیرۃ العرب سے نکالنے اور وفود کی مہمان نوازی کی وصیت فرمائی تھی۔ کیونکہ حضرت عبداللہ کا مقصد اس قسم کی وصیت کا انکار نہیں ہے بلکہ مالی وصیت کا انکار ہے۔ مرتبؒ

۱۰۵۸۔۔۔۔۔حدیث عائشہ ؓ : اسود بن یزیدؒ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ کے سامنے ذکر کیا کہ حضرت علی ؓ نبی کریم ﷺ کے وصی تھے۔ تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے انھیں کس وقت وصیت کی تھی؟ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ میں آپؐ کو سینے سے لگائے بیٹھی تھی (یا آپؐ نے فرمایا) آپؐ میری گود میں تھے، اسی اثنا میں آپؐ نے ایک طشت منگوایا اور (جب اٹھنے کی کوشش کی تو) آپؐ میری گود میں گر پڑے اور مجھے اس وقت یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ آپؐ کا وصال ہوگیا ہے تو پھر کس وقت آپؐ نے حضرت علی کو وصیّت کی؟

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۵ الوصایا: باب ۱ الوصایا وقول النبی صلی اللہ علیه وسلم وصیة الرجل مکتوبة عنده

۱۰۵۹۔۔۔۔۔حدیث ابن عباس ؓ : حضرت ابن عباسؓ نے جمعرات کے دن کا ذکر کیا اور کہا: تم لوگوں کو معلوم ہے جمعرات کا دن کیا ہے؟ اتنا کہنے کے بعد آپ کے آنسو رواں ہو گئے اور اس قدر روئے کہ آپ کے آنسوؤں سے سنگریزے تک تر ہو گئے پھر کہنے لگے: جمعرات کے دن رسول اللہ ﷺ کے مرض نے شدّت اختیار کی تو آپؐ نے فرمایا: لکھنے کا سامان لاؤ تاکہ میں تم کو ایک دستاویز لکھ دوں جس کی موجودگی میں تم کبھی گمراہ نہ ہوسکو گے، یہ سن کر لوگ باہم اختلاف رائے کرنے لگے حالانکہ نبی کریم ﷺ کے حضور باہم جھگڑنا مناسب نہ تھا۔ کچھ لوگوں نے کہا: کیا آپؐ ہمیں چھوڑ رہے ہیں؟[۱] (یا یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ کیا آپؐ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ غیر واضح ہے؟) یہ کیفیت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس سے ہٹ جاؤ اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو کیونکہ میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس میں تم لوگ (اپنے شور وشغب اور جھگڑے کی وجہ سے) مجھے مبتلا کر رہے ہو۔ اور آپؐ نے بوقت وصال تین وصیتیں فرمائیں (۱) مشرکوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا ۲۔ اور آنے والے وفود کا اسی طرح احترام اور مہمان نوازی کرنا جس طرح میں کرتا ہوں اور تیسری بات میں بھول گیا ہوں[۲]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد: باب ۱۷۶ هل یستشفع الی اهل الذمة ومعاملتهم

[۱] صحیح بخاریؒ کی روایت میں لفظ "ہَجَرَ" آیا ہے جس کے معنی چھوڑنے اور جُدا ہونے کے ہیں اور اگر ہجر کی "ہ" پیش کے ساتھ پڑھی جائے تو اسکے معنے انتہے نامناسب ہو جاتے ہیں جو موقع محل کے لحاظ سے کسی طرح مناسب نہیں یعنی ہذیان اور فحش گوئی۔ ظاہر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں صحابہ کرام بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا کلمہ نہیں نکال سکتے چنانچہ اس کے معنیٰ یا تو چھوڑنے اور جُدا ہونے کے ہیں اور یا پھر صحیح مسلم کی روایت کے مطابق یہ لفظ ہمزۂ استفہام کے ساتھ "اَہَجَرَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ہے یعنی استعجاباً پوچھا گیا ہے کیا آپؐ سے بھی ایسی بات ممکن ہے اور یہی صحیح ہے اس لیے ہم نے ترجمہ میں اسی کو ملحوظ رکھا ہے۔ مرتبؒ ومترجم

[۲] تیسری بات کے سلسلہ میں علما نے اختلاف کیا ہے کہ وہ کیا تھی اور اغلباً وہ حضرت اسامہ رضی اللہ کا لشکر روانہ کرنے کی ہدایت تھی اس لیے کہ جب اس مسئلہ پر صحابہ کرام میں اختلاف ہوا تو جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت وصال اس کا حکم دیا تھا اور بعض علماء کا خیال ہے کہ تیسری وصیت یہ تھی کہ میری قبر کو بُت نہ بنا لینا کہ اس کی پرستش کی جائے، واللہ اعلم۔ مرتبؒ نوویؒ مترجم

۱۰۶۰ ـــــ حدیث ابنِ عباس ﷺ : حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وقت وصال قریب تھا اور آپؐ کے گھر میں کافی لوگ جمع تھے، آپؐ نے فرمایا: "لاؤ میں تم کو ایسی تحریر لکھ دوں جس کی موجودگی میں تم گمراہ نہ ہوگے" تو بعض لوگوں نے کہا کہ اس وقت آپؐ پر شدّتِ مرض کی کیفیت طاری ہے، (بنابریں آپؐ کو مزید تکلیف نہ دی جائے) اور ہمارے پاس قرآن حکیم موجود ہے اور اللہ کی یہ کتاب ہمارے لیے کافی ہے اس پر گھر میں موجود لوگوں میں باہم اختلاف ہوگیا اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ بعض کا خیال تھا کہ سامان کتابت مہیّا کیا جائے تاکہ آپؐ ایسی دستاویز لکھ دیں جس کے بعد گمراہی کا امکان باقی نہ رہے اور بعض اس بات سے اختلاف کرنے لگے، الغرض جب غیر ضروری گفتگو اور اختلاف وہنگامہ بہت زیادہ بڑھ گیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: "یہاں سے سب چلے جاؤ!" راوی حدیث عبیدؒ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباسؓ کہا کرتے تھے: یہ مصیبت جو مسلمانوں پر آئی درحقیقت بہت بڑی مصیبت تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے وصیّت اور ہدایات محض اس بنا پر نہ لکھوائیں کہ اس وقت ان لوگوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا اور شوروغل برپا ہوگیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۸۳ مرض النبی صلی اللہ علیه وسلم ووفاته

کتابُ النَذر

مَنّت ماننے کے احکام و مسائل

باب ۱ : نذر کو پُورا کرنے کا حکم

۱۰۶۱ ــــ حدیث ابنِ عباس ﷺ : حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا اور انھوں نے کوئی نذر مان رکھی تھی جس کا پُورا کرنا ان کے ذمّے تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا : تم ان کی طرف سے وہ نذر پوری کر دو !

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۵۵ الوصایا : باب ۱۹ ما یستحب لمن یتوفی فجأۃ ان یتصدقوا عنہ وقضاء النذور عن المیت

باب ۲ : نذر ماننے کی ممانعت اور یہ کہ نذر کسی ہونے والی بات کو نہیں روکتی

۱۰۶۲ ــــ حدیث ابن عمرؓ : حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نذر ماننے سے منع کیا اور فرمایا : نذر کسی ہونے والی بات کو ذرا بھی نہیں ٹال سکتی البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کی وجہ سے بخیل بھی مال خرچ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔[۱]

اخرجہ البخاری فی کتاب ۸۲ القدر : باب ۶ القاء النذر العبد الی القدر

۱۰۶۳ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : نذر کوئی ایسی چیز انسان کو نہیں دیتی جو اس کی تدبیر میں نہ ہو البتہ نذر انسان کو اس تقدیر سے ہم آہنگ کر دیتی ہے جو اس کے لیے لکھی گئی ہو اور اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ بخیل سے بھی مال خرچ کرواتا ہے اور اس کی وجہ سے

---

[۱] بظاہر اس حدیث سے نذر ماننے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے لیکن اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ اللہ کے لیے کسی ایسے کام کی نذر ماننا جو ناجائز نہ ہو، مباح ہے۔ البتہ نذر معصیت گناہ ہے جو اکثر علماء کے نزدیک منعقد ہی نہیں ہوتی اور پورا نہ کرنے پر کفارہ بھی لازم نہیں آتا، لیکن امام احمدؒ اور ایک گروہ کے نزدیک ایسی نذر کو پورا نہ کرنا چاہیئے اور قسم کا کفارہ لازم آتا ہے۔ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر نذر جائز مان لی جائے تو اس کا پورا کرنا ضروری ہے اور ہمیشہ یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ تمام کاموں کے کرنے والا، نفع اور نقصان پہنچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور نذر بھی ایک قسم کی تدبیر ہے دوسری تدابیر کی طرح۔ مرتبؒ

وہ چیز دیتا ہے جو نذر ماننے سے پہلے ہرگز نہ دیتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۳ الایمان والنذور: باب ۲۶ الوفا بالنذر وقوله (یوفون بالنذر)

باب ۴: جو شخص یہ نذر مانے کہ کعبہ تک پیدل چل کر جائے گا

۱۰۶۴ــــ حدیث انس ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان ان کا سہارا لے کر چل رہا ہے تو آپؐ نے دریافت فرمایا: اسے کیا صورت حال درپیش ہے کیوں اس طرح چل رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اس نے نذر مانی ہے کہ کعبہ تک پیدل چل کر جائے گا! آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سزا سے بے نیاز ہے جو یہ شخص خود کو دے رہا ہے اور اسے حکم دیا کہ سوار ہو کر جاؤ۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۸ جزاء الصید: باب ۲۷ من نذر المشی الی الکعبه

۱۰۶۵ــــ حدیث عقبہ بن عامر ﷺ: حضرت عقبہؓ بیان کرتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مانی تھی کہ پا پیادہ کعبۃ اللہ تک جائے گی اور انھوں نے مجھے ہدایت کی کہ میں ان کی نذر کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے مسئلہ دریافت کروں لہٰذا میں نے نبی کریمؐ سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: اسے چاہیے کہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۸ جزاء الصید: باب ۲۷ من نذر المشی الی الکعبة

---

[1] آپؐ نے جو اسے نذر پورا کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ نذر کے خلاف عمل کرنے کی اجازت دی اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ حج کے لیے سوار ہو کر جانا پیدل جانے سے افضل ہے اور اس نذر سے افضل کے خلاف عمل کرنا لازم آتا تھا اس لیے اس پر نذر کو پورا کرنا لازم نہیں تھا یا اس کا باعث یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ شخص اپنی نذر پوری کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا تھا، اور اللہ تعالیٰ کسی کو ایسی تکلیف نہیں دیتا جس کو پورا کرنے کی اس میں طاقت نہ ہو۔ اس لیے آپ نے اسے سوار ہونے کا حکم دیا تھا اور غالباً یہی توجیہہ زیادہ صحیح اور قابل ترجیح ہے۔

مرتب

کتاب الایمان

قسموں کے احکام و مسائل

باب ۱ : اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانے کی ممانعت

۱۰۶۶۔۔۔ حدیث عمر ﷺ : حضرت عمرؓ بن الخطاب بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا : اللہ تعالیٰ نے بہ شدت اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ دادا کی قسم کھائے حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ بخدا ! جب سے یہ ارشاد سنا ہے اس کے بعد سے میں نے کبھی باپ دادا کی قسم نہیں کھائی ، نہ اپنی طرف سے (قصداً) اور نہ کسی دوسرے کی طرف سے (نقلاً)۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۳ الایمان : باب ۴ لا تحلفوا بآبائکم

۱۰۶۷۔۔۔ حدیث ابن عمر ﷺ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر بن الخطاب ﷺ کو کچھ سواروں کے ہمراہ (چلتے ہوئے) اس حالت میں دیکھا کہ آپ اپنے باپ کے نام کی قسم کھا رہے ہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے انھیں بلایا اور فرمایا : خبردار ! اللہ تعالیٰ اس بات سے بہ شدت منع فرماتا ہے کہ تم لوگ اپنے باپ دادا کے ناموں کی قسم کھاؤ ، لہذا جسے قسم کھانا ہو وہ صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۸ الادب : باب ۷۴ من لم یر اکفار من قال ذٰلك متأولاً او جاهلاً

باب ۲ : اگر کوئی شخص لات یا عزیٰ کی قسم کھالے تو اسے کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" پڑھنا چاہیے

۱۰۶۸۔۔۔ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس شخص نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں کہا : قسم ہے لات اور عزیٰ کی تو اسے چاہیے کہ کہے "لا الٰہ الا اللہ" (نہیں ہے کوئی لائق عبادت سوائے اللہ تعالیٰ کے) اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں تجھ سے جوا کھیلوں گا ، تو اسے چاہیے کہ صدقہ دے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : ۵۳۔ سورۃ والنجم باب ۲ (اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی)

باب ۳: اگر کوئی کسی کام کے کرنے کی قسم کھائے لیکن پھر معلوم ہو کہ اس کا نہ کرنا یا کوئی دوسرا کام بہتر ہے تو مستحب یہ ہے کہ جو بہتر ہے اسے کرے اور قسم کا کفّارہ ادا کر دے

۱۰۶۹۔ حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے ساتھیوں نے جیش العسرہ یعنی غزوۂ تبوک کے موقعہ پر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، تاکہ میں آپؐ کے حضور سواریوں کے حصول کی درخواست پیش کروں۔ چنانچہ میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپؐ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرنے کے لیے بھیجا ہے کہ ہمیں سواریاں عطا کی جائیں۔ یہ سُن کر آپؐ نے فرمایا: بخدا! میں تم لوگوں کو کوئی سواری نہیں دوں گا۔ دراصل صورتِ حال یہ تھی کہ جس وقت میں آپؐ کی خدمت میں درخواست لے کر پہنچا آپؐ غصّہ کی حالت میں تھے لیکن مجھے معلوم نہ تھا، چنانچہ میں آپؐ کے انکار فرمانے کی وجہ سے اور اس خوف سے بھی کہ کہیں آپؐ مجھ سے بھی ناراض نہ ہو گئے ہوں سخت رنجیدہ لوٹا اور اپنے اصحاب کے پاس پہنچ کر ان کو بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ جواب دیا ہے، اس کے بعد ابھی کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سُنی جو باآواز بلند کہہ رہے تھے: عبداللہ بن قیسؓ[1] کہاں ہیں؟ میں ان کی آواز سن کر ان کے پاس گیا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری دو! آنحضرتؐ تم کو یاد فرما رہے ہیں۔ الغرض جب میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا: اونٹوں کا یہ جوڑا لے لو، اور یہ جوڑا بھی لے لو۔ کل چھ اونٹ تھے جو آپؐ نے اسی وقت حضرت سعدؓ سے خریدے تھے۔ اور انھیں اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے یا آپؐ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ اُونٹ تمھاری سواری کے لیے عطا فرمائے ہیں لہٰذا ان پر سوار ہو کر جہاد پر جاؤ! چنانچہ میں ان اونٹوں کو لے کر اپنے اصحاب کے پاس آیا اور ان کو بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ اونٹ تمھاری سواری کے لیے عطا فرمائے ہیں لیکن میں اس وقت تک مطمئن نہ ہوں گا اور نہ یہ معاملہ ختم ہو گا جب تک کہ آپ حضرات میں سے کچھ لوگ میرے ساتھ ان لوگوں کے پاس نہ چلیں گے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی گفتگو سنی تھی (اور تصدیق نہ کر لیں کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ درست تھا) تاکہ تم کو یہ بدگمانی نہ ہو کہ میں نے آکر کوئی ایسی بات کہہ دی تھی جو آپؐ نے نہ فرمائی ہو۔ وہ سب کہنے لگے کہ آپ ہمارے خیال میں سچے ہیں (اور اس تصدیق کی ضرورت تو کچھ نہیں ہے لیکن) ہم وہی کریں گے جو آپ پسند کرتے ہیں، الغرض حضرت ابو موسیٰ ان میں سے کچھ لوگوں کو اپنے ہمراہ لے کر ان حضرات کے پاس آئے جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی گفتگو اور آپؐ کا انکار فرمانا اور بعد ازاں عطا فرمانا سنا تھا (یعنی پورے واقعہ سے باخبر تھے)

[1] یہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا نام ہے۔ مترجم

چنانچہ ان حضرات نے بھی وہی سب کچھ بیان کیا جو حضرت ابوموسیٰ نے بتایا تھا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۴ المغازی : باب ۷۸ غزوۃ تبوک وھی غزوۃ العسرۃ

۱۰۷۰ ــــ حدیث ابوموسیٰ : زہدم (ابوقلابہ) بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رض کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کے پاس (ایک قاب) لائی گئی (راوی نے مرغی کا ذکر کیا یعنی مرغی کی قاب لائی گئی) اور ان کے پاس بنی تیم اللہ کا ایک سرخ رنگ کا شخص بیٹھا تھا جو دیکھنے میں غلام لگتا تھا، آپ نے اسے بھی کھانے کی دعوت دی تو وہ کہنے لگا میں نے اسے (مرغی کو) کچھ (غلاظت) کھاتے ہوئے دیکھا جس سے مجھے گھن آئی اور میں نے مرغی نہ کھانے کی قسم کھالی، تو حضرت ابوموسیٰ نے کہا: آؤ اور کھانے میں شریک ہو جاؤ اور میں تم کو قسم کے بارے میں ایک حدیث سناتا ہوں: میں اشعریوں کے چند افراد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم نے آپؐ سے سواری کے جانور دیے جانے کی درخواست کی تو آپؐ نے فرمایا: خدا کی قسم میں تم کو سواری کے لیے جانور نہیں دوں گا اور میرے پاس ایسے جانور موجود ہی نہیں ہیں جو میں تم کو سواری کے لیے دوں! پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس مال غنیمت کے کچھ اونٹ آئے تو آپؐ نے ہمارے متعلق دریافت فرمایا کہ اشعریوں کا وہ گروہ (جو سواریاں طلب کرنے آیا تھا) کہاں ہے؟ اور آپؐ نے پانچ سفید کوہان والے اونٹ ہم کو عطا کیے جانے کا حکم دیا، پھر جب ہم (وہ اونٹ لے کر) جانے لگے تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ ہم نے کیا کیا؟ (آپؐ کے قسم کھانے کے باوجود اونٹ ہم نے لے لیے) یہ ہمارے لیے مبارک ثابت نہ ہوں گے، چنانچہ لوٹ کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے جب سواریوں کے لیے درخواست کی تھی تو آپؐ نے قسم کھائی تھی کہ آپؐ ہمیں سواریاں نہ دیں گے، تو کیا بعد ازاں آپ کو اپنی قسم یاد نہیں رہی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: (اول تو) یہ سواریاں تم کو میں نے نہیں عطا کیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں (دوسرے) میں تو بخدا اگر اللہ چاہے تو جب بھی کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھاؤں گا اور پھر دیکھوں گا کہ اس کے خلاف کرنا خیر اور بہتر ہے تو میں ضرور وہ کروں گا جو خیر اور بہتر ہوگا قسم توڑ دوں گا[1] اور کفارہ ادا کروں گا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۵۷ فرض الخمس : باب ۱۵ ومن الدلیل ان الخمس لنوائب المسلمین۔

۱۰۷۱ ــــ حدیث عبدالرحمٰن بن سمرہ : حضرت عبدالرحمٰن رض روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! کبھی امارت وحکومت (عہدے اور سرداری) کے حصول کی درخواست نہ کرنا، اس لیے کہ اگر حکومت و امارت تم کو تمہارے طلب کرنے پر دی جائے گی تو وہ پھر تمہاری اپنی ذمہ داری ہوگی،

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھانے کے بعد اگر پتہ چلے کہ اس کا توڑنا خیر ہے تو قسم توڑ دے ــــ اور کفارہ ادا کرے۔ اس مسئلہ میں علمائے کرام کا اتفاق ہے اور کفارہ قسم توڑنے کے بعد ادا کرنا لازم آتا ہے اور بعد میں ہی ادا کرنا چاہیے۔ از نوویؒ۔ مترجم

(اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے مستحق نہ ہوگے) اور اگر یہ بوجھ تم پر بغیر طلب کیے ڈال دیا جائے گا تو اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں اللہ تعالیٰ تمہاری اعانت اور مدد فرمائے گا، اور اگر تم کسی کام کی قسم کھا لو پھر دیکھو کہ اس کے خلاف کرنا خیر اور بہتر ہے تو اپنی قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کردو اور وہ کام کرو جو بہتر ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۳ الایمان والنذور: باب ۱ قول الله تعالیٰ
لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ

باب ۵: قسم کھاتے وقت انشاء اللہ کہنا

۱۰۷۲ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السّلام نے کہا: آج رات میں اپنی سو بیویوں سے صحبت کروں گا اور ہر ایک کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد اور کافروں سے جنگ کرے گا۔ اس موقع پر فرشتہ (ہاتف غیبی) نے کہا: "انشاء اللہ کہو"۔ لیکن حضرت سلیمانؑ بھول گئے اور انشاء اللہ نہ کہہ سکے۔ پھر آپؑ نے اپنی بیویوں سے صحبت فرمائی لیکن ایک عورت کے آدھے (نامکمل) بچے کے سوا کسی اور بیوی کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر حضرت سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہہ لیتے تو اپنے قول میں ناکام نہ ہوتے اور انشاء اللہ کہہ لینے سے ان کے مقصد برآری کی زیادہ اُمید ہوتی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۱۱۹ قول الرجل لاطوفنی اللیلة علیٰ نسائه

۱۰۷۳ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السّلام نے کہا تھا: میں آج رات ضرور اپنی ستّر بیویوں سے صحبت کروں گا اور ہر عورت ایک شہسوار کو جنم دے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ اس موقع پر ان کے ساتھی نے کہا: انشاء اللہ کہیے لیکن وہ نہ کہہ سکے اور نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی عورت حاملہ نہ ہوئی سوائے ایک کے، جس نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا جس کا نصف حصۂ جسم ناکارہ تھا، آپؐ نے فرمایا: اگر وہ انشاء اللہ کہہ لیتے تو سب (کے ہاں بچے پیدا ہوتے جو) اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۴۰ قول الله تعالیٰ (ووھبنا لداود سلیمان نعم العبد انه اواب)

[1] ان حدیثوں سے راہنمائی ملتی ہے کہ مسلمان جب کسی کام کے کرنے کی بات کرے تو انشاء اللہ ضرور کہے، دوسرے اگر قسم کے ساتھ انشاء اللہ کہہ لیا جائے تو ناکامی کی صورت میں بھی قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ قسم منعقد ہی نہ ہوگی بشرطیکہ قسم کے ساتھ ہی انشاء اللہ کہے، بعد میں کہنے کے سلسلہ میں علماء کے اقوال مختلف ہیں بحضرات طاؤسؒ وحسن بصریؒ سے منقول ہے کہ اسی مجلس میں کہہ سکتا ہے، حضرت سعید بن جُبیرؒ کا قول ہے کہ چار ماہ تک انشاء اللہ کہہ سکتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بعد میں جب چاہے کہہ سکتا ہے یعنی جب خیال آئے۔ اسی طرح اگر طلاق یا عتاق کے ساتھ انشاء اللہ کہے گا تو طلاق وعتاق واقع نہ ہونگے لیکن ہر صورت میں زبان سے کہنا ضروری ہے البتہ مالکیوں کے نزدیک دل میں نیت کرلینا بھی کافی ہے۔ از نوویؒ۔ مترجم

باب ۶ : اگر قسم کی وجہ سے گھر والوں کو ایذا پہنچتی ہو تو قسم پر اصرار کرنا منع ہے ایسی قسم کو توڑ دینا چاہیے بشرطیکہ وہ کام جس کے نہ کرنے کی قسم کھائی تھی حرام نہ ہو

۱۰۷۴ـــــ حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: واللہ! کسی شخص کا اپنے گھر والوں (کا فائدہ اور بھلائی نہ کرنے) کے بارے میں کھائی ہوئی قسم کی پیچ کرنا اور اس پر قائم رہنا اللہ کے نزدیک زیادہ گناہ کا باعث ہے، بہ نسبت اس کے کہ ایسی قسم کو توڑ کر اس کا وہ کفارہ ادا کرے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۳ الایمان والنذور: باب ۱ قول اللہ تعالیٰ لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم

باب ۷ : کوئی شخص اگر بحالتِ کفر نذر مانے تو مسلمان ہو جانے کے بعد اس نذر کا کیا کرے؟

۱۰۷۵ـــــ حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! میں نے بحالتِ جاہلیت ایک[2] دن کے اعتکاف کی نذر مانی تھی (اب اس کے سلسلہ میں کیا کروں؟) آپؐ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ اپنی نذر کو پورا کرو! نیز حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو حنین کے قیدیوں میں سے دو لونڈیاں ملی تھیں اور حضرت عمرؓ نے انھیں مکہ میں ایک گھر میں رکھ چھوڑا تھا۔ حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں نبی کریم ﷺ نے حنین کے قیدیوں پر احسان کیا (اور انھیں آزاد کر دیا) تو وہ مکہ کے بازاروں میں بھاگنے دوڑنے لگے، اس پر حضرت عمرؓ نے کہا: اے عبداللہ! دیکھو تو یہ کیا بات ہے، انھوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے قیدیوں پر احسان (کر کے انھیں آزاد) کیا ہے۔ حضرت عمرؓ

---

[1] یعنی ہر چند کہ قسم کا پورا کرنا بہتر ہے لیکن ایسی قسم کہ جس سے گھر والوں کا نقصان ہو یا انھیں ایذا پہنچے ـــــ توڑ دینا ضروری ہے اور جو نہ توڑے گا گنہ گار ہو گا بشرطیکہ قسم کے توڑنے سے کسی حرام یا گناہ کے کام کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو، مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی ـــ کہ اپنی بیوی کے ساتھ کھانا نہیں کھاؤں گا یا بات نہیں کروں گا یا گھر والوں کے لیے بازار سے سودا لا کر نہ دوں گا تو ایسی قسموں کا توڑ ڈالنا اور کفارہ ادا کر دینا بہتر ہے۔ اگر قسم کے توڑنے سے ارتکاب گناہ لازم آتا ہو مثلاً کسی نے قسم کھائی ـــ کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ شراب نہ پیوں گا یا جوا نہ کھیلوں گا تو ایسی قسم پر قائم رہنا ضروری ہے۔ از نوویؒ۔ مترجم

[2] صحیح مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے زمانہ جاہلیت میں بیت اللہ میں ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی تھی اور فتح مکّہ کے بعد حنین سے لوٹتے ہوئے بمقامِ جعرانہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپؐ نے نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا۔

نے فرمایا: جاؤ تم بھی ان دونوں لونڈیوں کو آزاد کر دو!

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۱۹ ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطی المولفۃ قلوبھم:

باب ۹: اس شخص کے لیے شدید وعید جو اپنے غلام یا لونڈی پر زنا کی تہمت لگائے

۱۰۷۶ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب ابوالقاسم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: جس شخص نے اپنے بے گناہ مملوک (غلام یا لونڈی) پر (زنا کی) تہمت لگائی، اسے روزِ قیامت کوڑے مارے جائیں گے اِلّا یہ کہ وہ مملوک ویسا ہو جیسا مالک نے اس کے بارے میں کہا[1] (یعنی مالک نے جو الزام اس پر لگایا ہے وہ درست ہو تو اسے روزِ قیامت سزا نہ ملے گی)

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۶ الحدود: باب ۴۵ قذف العبید

باب ۱۰: اپنے غلاموں کو ویسا ہی کھلاؤ اور پہناؤ جیسا خود کھاتے پہنتے ہو اور ان پر ایسے کام کا بوجھ نہ ڈالو جسے کرنے کی طاقت ان میں نہ ہو!

۱۰۷۷ــــ حدیث ابوذر ﷛: معرور بن سویدؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ مقام ربذہ میں مجھے ملے تو انھوں نے ایک جوڑا (قمیص و ازار) پہن رکھا تھا اور ان کے غلام نے بھی (اسی طرح کا) جوڑا پہن رکھا تھا۔ میں نے حضرت ابوذرؓ سے اس کے متعلق دریافت کیا (کہ آپ نے اپنے غلام کو بھی اپنے جیسا لباس کیوں پہنا رکھا ہے) تو انھوں نے بتایا کہ میں نے ایک مرتبہ ایک شخص (غلام) کو گالی دی اور اسے اس کی ماں کی وجہ سے شرم دلائی (اس نے میری شکایت نبی کریم ﷺ سے کی) تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذرؓ! کیا تم نے اس کی ماں پر طعن کر کے اسے شرم دلائی ہے؟ یقیناً تم ایسے شخص ہو جس میں ابھی زمانہ جاہلیت کے باقیات موجود ہیں تمھارے غلام اور خدمتگار بھی تمھارے بھائی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارا زیردست بنایا ہے تو جس شخص کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو اس پر لازم ہے کہ اسے ویسا ہی کھانا کھلائے جیسا خود کھاتا ہے اور اسی طرح کا لباس پہنائے جیسا خود پہنتا ہے اور اپنے غلاموں پر کاموں کا اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ وہ اس کے نیچے دب کر رہ جائیں بلکہ ان سے اگر کوئی سخت کام لو تو اس میں ان کی مدد کرو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲ الایمان: باب ۲۲ المعاصی من امر الجاھلیۃ

۱۰۷۸ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[1] غلام اور لونڈی کے قذف پر دنیا میں قانوناً حد نہیں ہے کیونکہ غلام محصن نہیں ہے لیکن اگر تہمت غلط ہو تو تعزیر دی جائے گی البتہ آخرت میں پوری سزا ملے گی۔ نووی ؒ مترجم

جب کسی شخص کے پاس اس کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے تو اگر وہ شخص اسے اپنے ساتھ کھانے پر نہ بٹھا سکے (یعنی اگر کھانا کم ہو) تو اسے اس میں سے ایک دو لقمے ضرور دے دے کیونکہ اسی نے تو اس کے بنانے کی زحمت اور پکانے کی گرمی برداشت کی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۰ الاطعمة: باب ۵۵ الاکل مع الخادم

باب ۱۱: ایسے غلام کا اجر و ثواب جو اپنے آقا کا خیر خواہ بھی ہو اور اللہ کی عبادت بھی احسن طریقہ سے کرتا ہو۔

۱۰۷۹ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو غلام اپنے آقا کا خیر خواہ بھی ہو اور اپنے ربِّ حقیقی کی عبادت بھی احسن طریقہ سے کرے، اسے دہرا اجر و ثواب ملے گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۹ العتق: باب ۱۶ العبد اذا احسن عبادة ربه ونصح سیده

۱۰۸۰ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زرخرید غلام اگر نیک اور صالح ہو تو اسے دوہرا اجر ملے گا، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور ماں کی خدمت کی نیکیاں نہ ہوتیں تو میں پسند کرتا کہ میری موت اس حال میں واقع ہو کہ میں غلام ہوں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۹ العتق: باب ۱۶ العبد اذا احسن عبادة ربه ونصح سیده

۱۰۸۱ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنا اچھا ہے کسی شخص کے لیے جو اسے یہ موقع میسر آئے کہ وہ اپنے ربِّ جلیل کی عبادت بھی بحسن و خوبی کرے اور اپنے دنیاوی آقا کی بھی خیر خواہی اور خدمت بجا لائے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۹ العتق: باب ۱۶ العبد اذا احسن عبادة ربه ونصح سیّده

باب ۱۲: مشترکہ غلام میں سے اپنا حصّہ آزاد کرنے کا بیان

۱۰۸۲ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص مشترکہ غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کرے اور اس کے پاس اتنا مال ہو کہ جس سے غلام کی کُل قیمت ادا ہو سکے تو غلام کی ٹھیک ٹھیک قیمت لگائی جائے اور وہ دیگر شرکاء کو ان حصص کی قیمت ادا کر دے، اس صورت میں پورا غُلام اسی کی طرف سے آزاد ہو گا، اور اگر اس کے پاس قیمت ادا کرنے کے لیے مال نہ ہو تو جس قدر حصّہ اس نے آزاد کیا ہے غلام کا اتنا حصّہ ہی آزاد ہو گا (باقی

دُوسروں کی مِلک رہے گا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۴۹ العتق : باب ۴ اذا اعتق عبدًا بین اثنین

۱۰۸۳ــــ حدیثِ ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : جو شخص کسی مشترکہ غلام میں سے اپنا حصّہ آزاد کرے اس غلام کی (باقی حصہ داروں سے) خلاصی بھی اسی کے مال سے کی جائے (اگر اس کے پاس مال ہو)۔ اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام کی ٹھیک ٹھیک قیمت لگائی جائے اور غلام سے محنت مزدوری کرائی جائے (تاکہ بقیہ قیمت ادا کر کے آزاد ہو سکے) لیکن اس سلسلہ میں غُلام پر جبر نہ کیا جائے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۴۷ الشرکۃ : باب ۵ تقویم الاشیاء بین الشرکاء بقیمۃ عدل

باب ۱۳ : "مدبّر"[1] کی فروخت جائز ہے

۱۰۸۴ــــ حدیثِ جابر ؓ : حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے اپنے غلام کو "مدبّر" کر دیا (اپنے مرنے کے بعد آزاد کر دیا) اور اس کے پاس اس غلام کے سوا اور کوئی مال بھی نہ تھا، اس امر کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا : کون شخص مجھ سے یہ غلام خریدتا ہے؟ چنانچہ اسے نعیم[2] بن نحّام ؓ نے آٹھ سو درہم میں خرید لیا[3]

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸۴ الکفارات : باب عتق المدبر

---

[1] مدبّر اس غلام کو کہتے ہیں جسے اس کا آقا یہ کہہ دے کہ تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو۔ مترجم

[2] نوویؒ نے لکھا ہے کہ روایت میں جو نعیم بن النحام آیا ہے یہ غلط ہے صحیح نعیم النحام ہے گویا نحام نعیم بن عبد اللہ کا لقب ہے۔ ان کے باپ کا نام نہیں ہے کیونکہ دوسری روایت میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں جنّت میں گیا تو وہاں نعیم کا نحمہ (آواز) سُنا۔ مترجم

[3] نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ امام شافعیؒ کا مسلک یہی ہے کہ آقا کی موت سے پہلے مدبر کی فروخت جائز ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک درست نہیں۔ مترجم

کتابُ القسامَة

قسامہ، لڑائی جھگڑے اور قصاص و دیت کے مسائل

باب ۔ قسامہؑ کا بیان

۱۰۸۵ ۔ حدیث رافع بن خدیج وسہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما : بشیر بن یسار جو کہ انصار کے آزاد کردہ غلام ہیں بیان کرتے ہیں کہ حضرات رافع بن خدیج رضؓ اور سہل بن ابی حثمہ رضؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن سہل و محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر گئے اور وہاں پہنچ کر کھجوروں کے باغ میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے پھر عبد اللہ بن سہل رضؓ کو کسی نے قتل کر دیا تو عبد الرحمٰن بن سہل اور حویصہ بن مسعود اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ساتھی (کے قتل) کے معاملہ پر گفتگو کرنے لگے ۔ گفتگو کی ابتدا عبد الرحمٰن رضؓ نے کی جو ان میں سب سے کم عمر تھے ۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا : "بڑوں کو بڑائی دو" (حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی یحییٰ کہتے ہیں کہ اس فقرے کا مطلب یہ ہے کہ جو بڑا ہو وہ بات کرے) چنانچہ ان لوگوں نے اپنے ساتھی کے معاملہ پر گفتگو کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا : کیا تم اس کے لیے تیار ہو کہ پچاس قسمیں کھا کر اپنے مقتول یا آپ نے فرمایا اپنے ساتھی (کی دیت) کے مستحق بن جاؤ ؟ انھوں نے عرض کیا : یا رسول اللہ ! یہ معاملہ ایسا ہے جسے ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا (تو ہم قسم کیسے کھائیں ؟) آپ نے فرمایا : تو پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر اس الزام سے بری ہو جائیں گے ۔ ان لوگوں نے عرض کیا : یا رسول اللہ ! وہ تو کافر ہیں (جھوٹی قسم بھی کھا لیں گے ان کا کیا اعتبار) چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنی طرف سے دیت ادا کر دی۔[۲]

---

[۱] قسامہ قسم سے مشتق ہے اس سے مراد وہ قسم ہے جو علاقہ یا محلہ کے لوگوں کو جمع کر کے ان سے اس صورت میں لی جاتی ہے جب کوئی قتل اقرار یا گواہی کے ذریعہ سے ثابت نہ ہو سکے اور ان پر شبہ ہو تو وہ قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا یا پھر مقتول کے وارث کسی کو قاتل ثابت کرنے کے لیے قسم کھاتے ہیں ۔ نووی رحؒ ۔ مترجم

[۲] نووی رحؒ نے لکھا ہے کہ یہی حدیث باب قسامہ کی بنیاد ہے اور جو علماء قسامہ کے قائل ہیں انھوں نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے ۔ قسامت کے معاملہ میں چند مسائل علماء میں مختلف فیہ ہیں مثلاً اس کی کیفیت اور یہ کہ قسامت سے قصاص ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ امام مالکؒ اوزاعیؒ اور لیثؒ کے نزدیک قسامت سے قصاص ہو سکتا ہے اور امام شافعی رحؒ کا قول قدیم بھی یہی ہے اور اہل کوفہ کے نزدیک قسامت سے قصاص نہیں ہو سکتا صرف دیت لازم آئے گی اور امام شافعی رحؒ کا قول صحیح بھی یہی ہے ۔ اب اس بات میں اختلاف ہے کہ قسم کون کھائے گا تو امام مالکؒ اور امام شافعی رحؒ اور جمہور علماء کے نزدیک مقتول کے وارث پچاس قسمیں کھائیں گے ۔ اور اگر وہ نہ کھائیں تو جن (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ لے کر جب میں اونٹوں کے باڑے میں گیا تو اس نے مجھے لات ماری تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۸۹ اکرام الکبیر

باب ۲: مرتدوں اور ان لوگوں کے بارے میں احکام جو مسلمانوں کے مقابلہ میں مسلح ہو کر لڑیں!

۱۰۸۶ ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ عکل کے آٹھ افراد نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا پھر ان کو اس سرزمین کی آب و ہوا موافق نہ آئی اور بیمار رہنے لگے چنانچہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے اپنی بیماری کا شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا: تم لوگ ہمارے چرواہے کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے تاکہ اونٹوں کے پاس رہو اور وہاں ان کا دودھ اور پیشاب ملا کر پیو[1]۔ انھوں نے عرض کیا: کیوں نہیں! ہم تیار ہیں! چنانچہ وہ اونٹوں کے گلّے میں چلے گئے اور اونٹ کا دودھ اور پیشاب ملا کر پیتے رہے اور تندرست ہو گئے، پھر انھوں نے نبی کریم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے جب یہ اطلاع نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ان کے پیچھے دستہ بھیجا اور یہ لوگ گرفتار کر کے حاضر کیے گئے تو آپ نے حکم دیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے گئے اور آنکھوں میں سلائی پھروائی گئی بعد ازاں انھیں دھوپ میں ڈال دیا گیا تا آنکہ ہلاک ہو گئے[2]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۷ الدیات: باب ۲۲ القسامہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: پر شبہ ہو ان سے قسمیں لی جائیں اور اہل کوفہ کے نزدیک قسمیں مدعا علیہ پر ہوں گی۔ نیز اہل کوفہ، سفیان ثوری رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قسامت صرف اسی صورت میں ہے کہ نعش کسی محلے یا گاؤں میں ملے اور اس پر مار یا زخم کا نشان ہو اور کسی صورت میں قسامت نہیں ہے اور اگر نعش مسجد میں سے ملے تو اہل محلہ سے حلف لیا جائے گا اور دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی بشرطیکہ اہل محلہ پر دعویٰ کیا جائے اور اوزاعی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ جب کسی محلہ میں لاش ملے گی تو قسامت واجب ہوگی اس پر مار یا زخم کا نشان ہو یا نہ ہو۔ اس مقدمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت اپنے پاس سے اس لیے ادا کی کہ وارث خود بھی قسم کھانے کے لیے تیار نہ تھے اور نہ یہود سے قسم لینے پر راضی تھے اس لیے آپ نے تبرعاً یہ دیت اس خیال سے ادا فرمائی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا خون رائیگاں نہ جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ صدقہ کے اونٹوں میں سے سو اونٹ آپ نے اس دیت میں دیے تھے اور امام کو ایسے مقدمات میں رقم خرچ کرنے کا اختیار ہے۔

مختصراً از نووی رحمہ اللہ۔ مترجم

[1] امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب اور گوبر پاک ہے لیکن علماء سلفیہ اور دیگر آئمہ کے خیال میں یہ حکم صرف بطور دوا استعمال کرنے کیلیے تھا کیونکہ ان کے نزدیک دوا میں سوائے مسکرات کے نجس چیزوں کا استعمال بھی ضرورتاً جائز ہے۔ نووی رحمہ اللہ

[2] یہ حدیث آیۂ کریمہ (انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ الخ) کی عملی تفسیر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک وہ تمام سزائیں جو آیت میں مذکور ہیں یعنی قتل، سولی دینا، ہاتھ پاؤں کاٹنا اور قید کرنا دی جا سکتی ہیں۔ گویا امام کو اختیار ہے کہ حسب حالات جو سزا مناسب خیال کرے وہ دے البتہ قتل کی صورت میں قتل کرنا ضروری ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو مصعب رحمہ اللہ کے نزدیک امام کو ہر صورت (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۳ پتھر، تیز دھار آلے یا کسی بھاری چیز سے قتل کرنے پر قصاص ہے اسی طرح اگر مرد عورت کو قتل کرے گا تو اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا

۱۰۸۷ ــــ حدیث انس بن مالک ؓ : حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک یہودی نے ایک لڑکی پر زیادتی کی جو زیورات اس نے پہن رکھے تھے چھین لیے اور اس کا سر کچل دیا۔ تو اس لڑکی کو اس کے گھر والے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے ایسی حالت میں کہ وہ آخری دموں پر تھی اور بولنے کے قابل نہ تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ اور قاتل کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا نام لیا تو اس نے سر کے اشارے سے کہا کہ یہ نہیں ہے، پھر ایک دوسرے شخص کے متعلق پوچھا، یہ بھی قاتل کے علاوہ تھا تو اس نے اشارے سے کہہ دیا کہ یہ بھی نہیں ہے۔ پھر دریافت کیا کہ فلاں یعنی اس شخص کا نام لیا جس نے واقعتاً قتل کیا تھا تو اس نے اشارے سے کہا: کہ ہاں یہی ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس یہودی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا۔[1]

اخرجه البخاري في: كتاب ۶۸ الطلاق : باب ۲۴ الاشارة في الطلاق والامور

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: میں اختیار ہے امام شافعیؒ اور باقی علما کے نزدیک اگر محاربین نے صرف قتل کیا ہے اور مال نہیں لیا تو انھیں قتل کیا جائے گا اور اگر قتل کے ساتھ مال بھی لیا ہے تو قتل بھی کیا جائے اور سولی بھی دی جائے اور اگر صرف مال لیا ہے تو ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں اور اگر صرف ڈرایا دھمکایا ہے تو تعزیری سزا دی جائے گی اور یہ محاربہ خواہ شہر میں ہو یا جنگل میں سب پر اس کا اطلاق ہوگا لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر محاربہ شہر میں ہو تو اس کا حکم یہ نہیں ہے۔

نیز علما نے کہا ہے کہ آنکھوں کا پھوڑنا جو اس روایت میں مذکور ہے یہ واقعہ بعض علماء کے خیال میں مثلہ کرنے کی ممانعت سے پہلے کا ہے بعد میں یہ اجازت منسوخ ہوگئی گویا اب اس کی اجازت نہیں ہے اور بعض کا خیال ہے کہ منسوخ نہیں ہے بلکہ آپؐ نے قصداً اس کا حکم دیا تھا جو بطور قصاص تھا کیونکہ انھوں نے چرواہے کے ساتھ یہی ظالمانہ سلوک کیا تھا۔ مترجم۔ از نوویؒ۔ مختصراً

[1] اس حدیث سے کئی احکام ثابت ہوتے ہیں ۱ - یہ کہ عورت کے بدلے میں مرد قاتل کو قتل کیا جائے گا اور اس پر اجماع ہے ۲ - یہ ثابت ہوتا ہے کہ قتل عمد کی صورت میں جس طرح قتل کرے اسی طرح بدلہ لیا جائے یعنی اگر تلوار سے قتل کیا تو تلوار سے اور اگر لکڑی یا پتھر وغیرہ سے قتل کیا تو اسی سے قتل کیا جائے، اس سلسلہ میں امام ابوحنیفہؒ کا اختلاف ہے ان کے نزدیک قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا ۳ - ثابت ہوتا ہے کہ بھاری چیز سے قتل کرنا بھی قتل عمد ہے مثلاً پتھر یا موٹی لکڑی وغیرہ اور اس پر قصاص ہے اور امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام مالکؒ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قصاص صرف اسی صورت میں ہے جب دھار والی چیز سے قتل کرے خواہ لوہا ہو یا لکڑی یا پتھر یا ایسی چیز سے قتل کرے جو قتل کے لیے بنائی گئی ہو اور اگر کسی ایسی چیز سے قتل کرے جو قتل کے لیے نہیں بنی مثلاً چھوٹی لکڑی یا کوڑا یا طمانچہ یا غلیل وغیرہ لیکن عمداً قتل کرے تب بھی اس پر قتل عمد کا اطلاق ہوگا اور امام مالکؒ اور لیثؒ کے نزدیک اس میں قصاص واجب ہوگا۔ امام شافعیؒ، امام ابوحنیفہؒ اوزاعیؒ سفیان ثوریؒ امام احمدؒ، اسحاقؒ اور ابوثورؒ کے نزدیک اس صورت میں قصاص نہ ہوگا ۴ - اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کو جو بھی قتل کرے اسے قتل کیا جائے ۵ - یہ کہ مجروح کا بیان سننا اور اس سے قاتل کے بارے میں دریافت کرنا ضروری ہے پھر اگر قاتل بھی اقرار کرلے تو قتل ثابت ہوجاتا ہے۔ البتہ اگر وہ انکار کرے تو اس کو قسم دی جائے گی اور اگر قسم کھالے گا تو بری ہوجائیگا صرف مجروح کے کہنے سے قتل ثابت نہیں ہوتا یہی اکثر علما کا قول ہے امام مالکؒ کے نزدیک قتل ثابت (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۴ : کوئی شخص اپنی جان یا عضو پر کیے گئے حملہ کا دفاع کرتے ہوئے اگر حملہ آور کو ہلاک کر دے یا اس کے کسی عضو کو نقصان پہنچا دے تو کوئی تاوان نہیں !

۱۰۸۸ــــ حدیثِ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ : حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ پر دانتوں سے کاٹا اور اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے چھڑانے کے لیے کھینچا تو اس کے سامنے کے چار دانت ٹوٹ کر گر گئے، پھر یہ دونوں اپنا جھگڑا لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا : کیا کوئی شخص اپنے بھائی کے اس طرح کاٹتا ہے جیسے اونٹ کاٹتا ہے ؟ (پھر کاٹنے والے سے مخاطب ہو کر فرمایا) تم کو دیت نہیں ملے گی ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸۷ الدیات : باب ۱۸ اذا عض رجلا فوقعت ثنایاہ

۱۰۸۹ــــ حدیثِ یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ : حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک (جیش العسرہ) میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا ــــ اور میری اس غزوے میں شرکت میرے تمام عملوں میں سب سے زیادہ میرے دل کے اعتماد و اطمینان کا باعث ہے ــــ الغرض میرا ایک نوکر تھا وہ ایک شخص سے لڑ پڑا اور ایک نے دوسرے کی انگلی چبا ڈالی تو اس نے (چھڑانے کے لیے) اپنی انگلی کو کھینچا اور کاٹنے والے کے سامنے کے چار دانت ٹوٹ کر گر گئے پھر یہ دونوں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (فیصلے کے لیے) حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اس کے دانتوں کا کوئی تاوان نہ دلوایا اور فرمایا : کیا تو چاہتا ہے کہ وہ اپنی انگلی تیرے منہ میں رہنے دیتا تاکہ تو اسے چبا جاتا ؟

راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا : جیسے اونٹ چبا ڈالتا ہے ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۷ الاجارۃ : باب ۵ الاجیر فی الغزو

باب ۵ : دانت اور اسی طرح کے دیگر اعضا کا قصاص ہے

۱۰۹۰ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا نے (جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی چچی تھیں) ایک انصاری لڑکی کے سامنے کے چار دانت توڑ دیے ۔ ان لوگوں نے قصاص مانگا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دیا ۔ اس موقع پر حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے (جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا تھے) کہا : نہیں بخدا ! یا رسول اللہ ! اس (ربیع) کے دانت نہیں توڑے جائیں گے ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : اے انس رضی اللہ عنہ ! قصاص کا فیصلہ تو کتاب اللہ کا ہے ۔ بعد ازاں وہ لوگ راضی ہو گئے اور انھوں نے دیت لینا قبول کر لیا ــــ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا : یقیناً اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ : ہو جاتا ہے، وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اسی حدیث کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ اس یہودی نے اقرار کر لیا تھا ۔ از نووی رحمہ اللہ ۔ مترجم

ہیں جو اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو سچّا کر دیتا ہے۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۵ سورۃ المائدہ: باب ۵ قولہ (والجروح قصاص)

باب ۶: وہ اُمور جن کی بنا پر ایک مسلمان کا خُون مُباح ہو جاتا ہے

۱۰۹۱ — حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہو قتل کرنا جائز نہیں اِلّا یہ کہ ان تین صورتوں میں سے کوئی صورت ہو (۱) (اس نے کسی کو قتل کیا ہو اور) جان کے بدلے میں جان کا قانون اس پر نافذ ہو (۲) یا شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے (۳) یا دین سے خارج ہو کر جماعت مسلمہ سے الگ ہو جائے۔[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۷ الدیات: باب ۶ قولہ تعالیٰ (ان النفس بالنفس)

باب ۷: جس نے انسان کو قتل کرنے کی ابتدا کی تھی اس کے گُناہ کی شدّت کا بیان

۱۰۹۲ — حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بھی کوئی شخص ظلماً قتل کیا جاتا ہے تو اس کے خون کی ذمہ داری کا ایک حصّہ حضرت آدمؑ کے پہلے بیٹے (قابیل) کے سر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کی ابتدا کی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۱ خلق آدم صلوات اللہ علیہ وذریتہ

باب ۸: روزِ قیامت سب سے پہلے خُون کے مُقدّمات کا فیصلہ ہوگا

۱۰۹۳ — حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (روزِ قیامت) لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون کے مقدمات کا فیصلہ کیا جائے گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۴۸ القصاص یوم القیامۃ

[1] انس بن النضرؓ نے جو قسم کھائی تھی اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی مقصود نہ تھی بلکہ اس کی غرض غالباً یہ تھی کہ آپؐ سفارش فرمائیں تاکہ مجروح کے کنبہ والے دیت لینے پر راضی ہو جائیں اور چونکہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھائی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے سچ کر دکھایا۔ از نوویؒ مختصراً۔ مترجم

[2] نوویؒ نے لکھا ہے کہ احناف نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ذمی کے بدلے میں مسلمان قاتل کو قتل کیا جائے گا، اور غلام کے بدلے میں آزاد کو قتل کیا جائے گا لیکن امام مالکؒ، امام شافعیؒ — امام احمدؒ اور لیثؒ نے اس سے اختلاف کیا ہے دین سے خارج ہونے سے مُرتد ہونا مُراد ہے یعنی مُرتد اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا اور اس حکم میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو بدعت یا بغاوت اختیار کریں اور مسلمانوں کی جماعت سے کٹ جائیں جیسے خوارج وغیرہ۔ واللہ اعلم۔ النفس بالنفس کے قانون کی رُو سے قتل کا اختیار صرف مقتول کے ولی کو حاصل ہے اس کے سوا کسی کو یہ حق نہیں کہ قاتل کو قتل کرے اور اگر دوسرا شخص کسی قاتل کو قتل کر دے گا تو اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ شادی شدہ (ثیّب) سے مراد مرد اور عورت دونوں ہیں اور ثیّب اس صورت میں ہوگا کہ شادی کے بعد صحبت بھی کی ہو، ایسے زانی کا قتل رجم کی صورت میں کیا جائے گا اور اگر ایسے زانی کو امام کے علاوہ دوسرا شخص قتل کر دے تو امام شافعیؒ کے نزدیک اس کے قاتل سے قصاص نہیں لیا جائے گا کیونکہ اس کا خون مباح ہو چکا تھا۔ از مرتبؒ

باب ۹ : انسانی جان و مال اور آبرو کے احترام کی شدید تاکید

۱۰۹۴ ـــ حدیث ابوبکرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :ـــــــ

زمانہ گھوم پھر کر آج پھر اسی حالت پر آ گیا ہے جو حالت اس دن تھی جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا فرمایا ـــــ سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں سے چار ماہ حُرمت والے ہیں تین تو ایکدوسرے کے بعد مسلسل آتے ہیں ۱۔ ذی قعد ۲۔ ذی الحج اور ۳۔ محرّم اور چوتھا قبیلہ مضر کا رجب ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا : یہ کون سا مہینہ ہے ؟ ہم نے عرض کیا : اللہ اور رسول اللہ بہتر جانتے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ کافی دیر خاموش رہے حتیٰ کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ آپؐ شاید اس کا کوئی نیا نام تجویز فرمائیں گے۔ پھر آپؐ نے فرمایا : کیا یہ ذی الحج کا مہینہ نہیں ہے ؟ ہم نے عرض کیا : بجا ارشاد ! پھر آپؐ نے دریافت فرمایا : یہ شہر کون سا ہے ؟ ہم نے عرض کیا : اللہ اور رسولؐ اللہ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ پھر خاموش رہے اور اتنی دیر حتیٰ کہ ہمیں گمان گزرنے لگا کہ شاید آپ اس کا کوئی نیا نام تجویز فرمائیں گے، آپؐ نے فرمایا : کیا یہ "بلدۃ الامین" نہیں ہے ؟ ہم نے عرض کیا : بجا ارشاد۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا : آج کا یہ دن کون سا ہے ؟ ہم نے عرض کیا : اللہ اور رسولؐ اللہ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ پھر خاموش رہے حتیٰ کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ آپؐ اس کا کوئی اور نام تجویز فرمائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا : کیا یہ یوم النحر نہیں ہے ؟ ہم نے عرض کیا : بجا ارشاد۔ آپؐ نے فرمایا : تو جان رکھو کہ تمھارے خون تمھارے مال ـــــ محمدؒ (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپؐ نے بھی یہ فرمایا تھا ـــــ : اور تمھاری آبرُوئیں، تمھارے لیے اسی طرح حرام و محترم ہیں جس طرح آج کا یہ دن تمھارے اس محترم شہر اور اس قابلِ احترام مہینہ میں، حرام و محترم ہے، اور یاد رکھو ! عنقریب تم کو اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے سو وہ تم سے تمھارے عملوں کے بارے میں باز پُرس فرمائے گا تو خیال رہے کہ تم میرے بعد دوبارہ ایسے گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں لڑنے لگو اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو، اور ہاں ! ہر حاضر و موجود پر لازم ہے کہ وہ یہ احکام ان لوگوں تک پہنچائے جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ اس لیے کہ بہت ممکن ہے کوئی ایسا شخص جس تک یہ احکام پہنچائے جائیں ـــــ ان بعض لوگوں سے زیادہ یاد رکھنے اور سمجھنے والا ہو جو یہاں میری باتیں سن رہے ہیں ـــــ (راوی حدیث، محمدؒ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو کہا کرتے تھے "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا") پھر آپؐ نے دریافت فرمایا : ہاں ! تو کیا میں نے اللہ کے احکام پہنچا دیے ؟ دو مرتبہ آپؐ نے یہ کلمات دہرائے[1]

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۴ المغازی : باب ۷۷ حجۃ الوداع

[1] "اشہر الحُرُم" زمانہ جاہلیت میں بھی محترم اور حرام تھے، ان کی حرمت مدت سے چلی آ رہی تھی لیکن مکہ کے مُشرک ایک حیلہ گری کیا کرتے تھے کہ جب ان کو لڑنا ہوتا تو ان مہینوں کو بدل ڈالتے، جسے وہ اصطلاحاً "نسی" یعنی ادھار کرنا کہتے (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۱۱ : پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان نیز یہ کہ قتل خطا اور شبہ عمد میں دیت کی ادائیگی قاتل کے پدری رشتہ داروں پر ہے

۱۰۹۵ — حدیث ابو ہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں اور ایک نے پتھر اٹھا کر دوسری کے دے مارا جو اس کے پیٹ پر لگا اور وہ چونکہ حاملہ تھی اس کے پیٹ کا بچہ ہلاک ہو گیا اور ان کا مقدمہ نبی کریم ﷺ کے حضور پیش کیا گیا، تو آپؐ نے فیصلہ دیا کہ اس پیٹ کے بچہ کی دیت جو بھی وہ تھا یعنی لڑکا یا لڑکی، ایک چہرہ غلام یا لونڈی ادا کی جائے۔ اس فیصلہ کو سن کر مجرم عورت کے سربراہ نے کہا: یا رسولؐ اللہ! ایسے بچے کا خوں بہا میں کیسے ادا کروں جس نے نہ کچھ کھایا نہ پیا اور جو نہ بولا نہ چلایا ایسے کا خون بہا تو بیکار گیا، اس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ضرور کاہنوں میں سے ہے۔[1]

اخرجه البخاري في: كتاب ۷۶ الطب: باب ۴۶ الكهانة

۱۰۹۶ — حدیث مغیرہ بن شعبہ و محمد بن مسلمہ ؓ: حضرت عمر بن الخطاب ؓ نے ان دونوں بزرگوں سے مشورہ لیا کہ اگر عورت کے پیٹ کا بچہ (کسی کی ضرب سے) قبل از وقت ساقط ہو کر ہلاک ہو جائے تو اس کی دیت کیا ہونی چاہیے تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک چہرہ غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ فرمایا تھا اور حضرت محمد بن مسلمہؓ نے گواہی دی کہ جس وقت نبی کریم ﷺ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا میں خود

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: تھے مثلاً اگر محرم میں لڑتے تو صفر کو یا کسی اور مہینہ کو محرم قرار دے دیتے' اس طرح ان لوگوں نے اللہ کے احکام کا مذاق اڑایا تھا اور مہینوں کے حساب کو خبط کر دیا تھا۔ کچھ پتہ نہ چلتا تھا کہ اصل حرمت والا مہینہ کونسا ہے چنانچہ جس سال نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو ذی الحجہ کا مہینہ دونوں حسابوں سے برابر پڑ رہا تھا یعنی اصل حساب سے بھی اور مشرکوں کے جعلی حساب سے بھی۔ اسی لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موسم میں عرفہ کے دن ہزاروں انسانوں کی موجودگی میں یہ حکم صادر فرمایا کہ اب زمانہ گردش کھا کر اصل حساب پر ٹھیک آگیا ہے اب کوئی اس حساب کو بگاڑنے کی حرکت نہ کرے۔ "رجب مضر" ارشاد فرمانے کا باعث یہ ہے کہ قبیلہ مضر کا رجب جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان آتا تھا اور قبیلہ ربیعہ کا رجب رمضان تھا یعنی وہ رمضان کو رجب کہتے تھے اس لیے آپؐ نے تعیین کی خاطر رجب مضر فرمایا کہ رجب وہی صحیح ہے جو مضر کا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ رجب مضر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل مضر رجب کا احترام دیگر عرب قبائل کی نسبت زیادہ کرتے تھے اس لیے رجب ان کی طرف منسوب ہو گیا۔ واللہ اعلم' از نوویؒ۔ مترجم

[1] علماء نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی مذمت اس بنا پر فرمائی کہ اس نے شریعت کے حکم کو باطل ٹھہرایا۔ دوسرے اس غرض سے ایسی مسجع مقطع اور پر تکلف تقریر کی جو کاہنوں کا شیوہ تھا اور شرعاً اس قسم کی بناوٹی باتیں بنانا مذموم اور ممنوع ہے۔ البتہ وہ سجع جو فصیح و بلیغ ہو' جیسے احادیث نبویہ میں وارد ہوا ہے وہ مستحسن ہے اور اس پر شرعاً کوئی قدغن نہیں ہے۔

مترجم

اس وقت حاضر تھا[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۷ الدیات: باب ۲۵ جنین المرأۃ

تم الجزأ الاول من ترجمة كتاب

اللؤلوء والمرجان

فی

ما اتفق علیه الشیخان

[1] نووی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ بچہ ہو یا بچی، اگر مُردہ نکلے تو دیت یہی ہے اور اگر زندہ نکلے اور بعد میں مرجائے (اسی چوٹ کے اثر سے) تو اس صورت میں پوری دیت یعنی سو اونٹ مرد کے لیے اور پچاس اُونٹ عورت کے لیے واجب الادا ہوگی اور یہ دیت مجرم کے عاقلہ یعنی پدری رشتہ داروں پر واجب الادا ہوگی نہ کہ مجرم کی ذات پر۔ امام شافعیؒ امام ابوحنیفہؒ اور اہلِ کوفہ کا یہی قول ہے اور امام مالکؒ اور اہلِ بصرہ کے نزدیک دیت مجرم کی ذات پر واجب الادا ہوگی۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مجرم پر کفارہ بھی ہوگا جبکہ امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کفارہ نہیں ہوگا۔ نوویؒ مترجم